وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ

تیسیر القرآن

قرآن مجید کی تفسیر کو واضح کرنے والا آسان ترین عام فہم ترجمہ

مع

تشریحی فوائد

جلد اول

از سورۂ فاتحہ تا سورۂ بنی اسرائیل

از

مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظجی بارڈولی

استاذ: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات انڈیا

ناشر

نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

تیسیر القرآن

قرآنِ مجید کی تفسیر کو واضح کرنے والا آسان ترین عام فہم ترجمہ

مع

تشریحی فوائد

ترجمہ پڑھتے جاؤ اور مفہوم سمجھتے جاؤ

جلد اول

از سورۂ فاتحہ تا سورۂ بنی اسرائیل

از

مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی بارڈولی

استاذ: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، گجرات، انڈیا

ناشر

نورانی مکاتب

WWW.NOORANI MAKATIB.COM

تفصیلات

نام کتاب:......................تیسیر القرآن، قرآن مجید کا آسان ترین ترجمہ (جلد اول)

مترجم:..مفتی محمود صاحب بارڈولی دامت برکاتہم

صفحات:...۶۲۴

ناشر:.. نورانی مکاتب

کیفیت...تیسرا تصحیح و اضافہ شدہ ایڈیشن ۲۰۱۹ء

ملنے کے پتے

مولانا یوسف صاحب بھانا محمود نگر، ڈابھیل:9558174772

Email id: yusuf_bhana@hotmail.com

ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات۔99048,86188 \ 99133,19190

جامعہ دارالاحسان، بارڈولی، سورت، گجرات

جامعہ دارالاحسان، نواپور، نندور بار، مہاراشٹر

پیش لفظ

الحمدللّٰہ الرحمن الذي أنزل القرآن،والصلوۃ والسلام علی سیدنامحمد خاتم النبیین الذي علمنا القرآن،وعلیٰ الہ وصحبہ وعلیٰ من تبعھم الناشرین القرآن لفظاًومعنیً۔

أما بعد: اس ربِ کریم کا ہم شکر ادا کر ہی نہیں سکتے، انعامات کی ایسی موسلا دھار بارش! کہ کس منہ سے اور کونسی نعمت کے لیے شکر کیا جائے سمجھ سے بالاتر ہے؛ لیکن میرے رب کا بہت ہی بڑا فضل اور انعام یہ ہوا کہ ربِّ کریم نے اِس بندۂ نااہل سے اپنے کلامِ پاک کے ترجمہ کا کام لیا۔

یوں تو اردو زبان میں قرآنِ کریم کے متعدد تراجم ہیں اور سبھی ماشاءاللہ! مفید ہیں؛ اس کے باوجود بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی کہ ایک ترجمہ بالکل سہل اور سلیس اردو زبان میں ہونا چاہیے؛ چنانچہ اس ربِّ کریم کی اعانت اور مدد مانگتے ہوئے اس کام کو حرمِ مکّہ سے شروع کردیا۔

چوں کہ تدریس کے شروع زمانے؛ بلکہ سالِ اول سے بحمد اللہ! قرآن کے معانی ومطالب پڑھانے کا سلسلہ جاری ہے اور جلالین کا سبق بھی، نیز عوام میں بھی درسِ قرآن کا سلسلہ چل رہا ہے ان ذمے داریوں نے کافی ہمت افزائی کی اور الحمدللہ! ان سالوں کے درمیان اردو، عربی تفاسیر اور اردو تراجم دیکھنے کا موقع ملتا رہا؛ خصوصاً ترجمۂ شیخ الہندؒ، کشف الرحمن (سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحب دہلویؒ) معارف القرآن، اور ابھی ماضی قریب میں آسان ترجمۂ قرآن (مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم) سے بھی استفادہ کیا اور لغات القرآن (مولانا عبدالرشید نعمانی، مولانا عبد الدائم الجلالی) اور مفردات القرآن للراغب اصفہانی کو بارہا دیکھنے کا موقع ملا۔

ہمت بڑھنے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ طلبہ کے درمیان ترجمہ کافی مقبول رہا؛ چنانچہ طلبہ اس ترجمہ کو کاپیوں میں بھی نقل کرتے اور بعض طلبہ تو سالہائے گذشتہ کی کاپی لے کر سبق میں آتے اور گذشتہ اور موجودہ سبق کا مقابلہ کرکے جو چیز زائد سنی جاتی اسے نوٹ کرلیتے۔ شاید یہی سبب ہے کہ میں نے اس ترجمہ کے حاشیہ پر ایک ہی آیت کے دو، تین ترجمے کیے ہیں؛ تاکہ مجھ جیسے کمزور حضرات بھی اس کو آسانی سے سمجھ سکیں۔

بتوفیقِ الٰہی کافی سالوں کے بعد اس ترجمہ کو شائع کرنے کی میں نے ہمت کر ہی لی اور الحمد للہ! اس میں مستقل لگ گیا، رفتہ رفتہ کام ہوتا رہا؛ یہاں تک کہ امسال یہ پایۂ تکمیل کو پہنچا اور طباعت کے لیے روانہ کیا جارہا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر کام کی نوعیت بھی قارئین کی خدمت میں پیش کردی جائے۔

کام کی نوعیت

(۱) بین القوسین کی عبارت آیت کے مفہوم کو واضح کرنے کے لیے ہے، کسی جگہ قرآنی لفظ کا دوسرا ترجمہ ہے، نیز بہت سارے مقامات پر حاشیہ میں دوسرا ترجمہ نقل کردیا گیا ہے۔

(۲) مختلف تفاسیر میں سے راجح کو ترجیح دی گئی ہے۔

(۳) ایک لفظ کے متعدد معانی میں سے ایک کی تعیین میں سیاق وسباق کی رعایت کی گئی ہے۔

(۴) ایک لفظ کا الگ الگ آیت میں الگ الگ ترجمہ اس کے مختلف معانی ہونے کی وجہ سے کیا گیا ہے؛ تاکہ سب معانی قاری کے سامنے آجائے۔ نیز اس بات کا بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے کہ ضمائر کے مراجع راجح قول کے اعتبار سے واضح کیے جائے؛ تاکہ مرادِ باری تعالیٰ کو سمجھنا سہل اور آسان ہوجائے۔ (۵) تعظیم کے خاطر اللہ تعالیٰ کے لیے جمع کا صیغہ استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ہے؛ البتہ بعض جگہ توحیدِ خالص کی اہم ضرورت کے پیشِ نظر واحد کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

(۶) ترجمہ لفظی نہیں ہے؛ بلکہ تشریحی، تفہیمی اور توضیحی ہے؛ تاکہ آیت کا ترجمہ پڑھتے ہی مفہوم سمجھ میں آجائے، اسی وجہ سے بعض مقامات پر قوس کی عبارت طویل ہوگئی ہے۔

(۷) چوں کہ اکابر کے ترجمہ کے ساتھ موافقت کی بھرپور کوشش کی گئی ہے؛ اس لیے جہاں کہیں نیا ترجمہ نظر آئے وہ اکابر میں سے کسی کے ترجمہ کے ساتھ ضرور موافقت کرتا ہوگا۔

(۸) ہر سورت کے شروع میں سورت کی وجہِ تسمیہ، اس کی کوئی منقول فضیلت، یا آپ ﷺ سے کسی نماز کے موقع پر اس کو پڑھنا ثابت ہو تو اس کی بھی نشان دہی کی گئی ہے۔

(۹) سورتوں کے فضائل اور مسنون قرأت کے لیے حسبِ ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے: [۱] التذكار في أفضل الأذكار (امام ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر انصاری قرطبیؒ)۔ [۲] فضائلِ

حفاظ القرآن (قاری محمد طاہر رحیمی مدنی)۔[۳] رسالہ مسنون قرأۃ (محدث ومقری زین العابدین اعظمیؒ)۔[۴] آثار السنن۔

(۱۰) سورتوں کی ترتیبِ نزولی کے نمبر کے لیے ''دکتور سیف بن راشد الجابری'' کی کتاب ''مقاصد أسماء سور القران الکریم'' پر اعتماد کیا گیا ہے۔

اِس ترجمہ میں ایک خاص قابلِ لحاظ امر یہ ہے کہ بندہ نے ''ملاوی'' کے اسفار کے موقع پر مستورات کے سامنے اور عوام کے درمیان قرآنِ کریم میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات کو تفصیل سے بیان کیا تھا جو اب تک نو جلدوں میں آچکے ہیں؛ لہٰذا جہاں کہیں بھی قرآن میں کسی خاتون کا کوئی قصہ آیا تو میں نے اس قصہ کی تفصیل بیانات کی جلد نمبر بتلا کر اس کے حوالے کر دی ہے۔

نیز بفضلہٖ تعالیٰ بہت سارے ایسے مقامات جن کا تذکرہ قرآنِ کریم میں آیا ہے بندے کو ان کے دیکھنے کا موقع نصیب ہوا ہے اور کتابوں کی شکل میں وہ سفر نامے شائع بھی ہوئے ہیں؛ لہٰذا قرآن میں جس جگہ ان مقامات کا تذکرہ آیا ہے میں نے ان کی تفصیل کو اپنے سفر نامے۔ جو ''دیکھی ہوئی دنیا'' کے نام سے شائع ہوئے اور اب تک چار جلدوں میں تیار ہو کر اس کا کافی حصہ شائع بھی ہو چکا ہے۔ کے حوالے کر دی ہے۔

اخیر میں اہلِ علم قارئین سے ایک اہم گزارش یہ ہے کہ آپ کے ہاتھوں میں موجود ترجمۂ قرآن کا یہ پہلا ایڈیشن ہے، ترجمے یا طباعت کی کوئی غلطی ہوگی تو دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر لی جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ! اس لیے ایسی کوئی قابلِ اصلاح چیز نظر سے گذرے تو ضرور مطلع فرمائیں، نیز عوامی حلقوں میں عمومی بیانات کرنے کی وجہ سے بندے کی اردو بھی بہت بلند اور معیاری نہیں رہی ہے، اگر تعبیر کی کوئی فروگذاشت ہو تو بھی اطلاع فرمائیں بندہ تہہِ دل سے ممنون ومشکور ہوگا۔

اس موقع پر میں اپنے ان تمام عزیزوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے اس کاوش میں میری بھرپور مدد کی، جی تو یہ چاہتا تھا کہ ان تمام کا ناموں کے ساتھ ذکر کروں؛ لیکن ان کے اصرارِ عدمِ ذکر کو مقدم رکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا وآخرت میں ہر قسم کی نعمتیں، لذتیں اور راحتیں عطا فرمائے اور اپنی شایانِ شان بدلہ عطا فرمائے، اِس کاوش کو ہدایت کا اور

لوگوں کے فائدے کا اور اپنی رضاو خوشنودی کا سبب بنائے، آمین۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

فقط والسلام

(مفتی) محمود حافظ جی، بارڈولی

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل، سملک

مورخہ: ۳/ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ

مطابق ۲۶/اگست ۲۰۱۷ء

تشکر و امتنان بہ موقع طبعِ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے "تیسیر القرآن" کو مقبولیت عطا فرمائی اور الحمد للہ! ذی الحجہ میں شائع ہو کر محض تین چار مہینے میں اس کا پہلا ایڈیشن مکمل ہو گیا، بہت سے احباب کا اصرار تھا کہ دوسرا ایڈیشن جلدی شائع کیا جائے؛ لیکن بندے نے مناسب سمجھا کہ اس سلسلے میں اہل علم کی رائیں آجائے؛ چنانچہ بہت سے اہلِ علم نے اپنا قیمتی وقت فارغ فرما کر اس کا مطالعہ فرمایا اور اپنے مفید مشوروں اور بہت سی کمپوزنگ کی اصلاحات اور دیگر اہم امور کی طرف ہمیں متوجہ کیا، ان سب حضرات کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے اس تعاون کا دنیا و آخرت میں بہترین بدلہ عطا فرمائے، آمین۔

اس درمیان حضرت الاستاذ مفتی سعید صاحب پالنپوری دامت برکاتہم اور دیگر علمائے کرام کی طرف سے ہمت افزا کلمات نے حوصلے کو مزید بلند کیا۔

پہلے اور دوسرے ایڈیشن کی اشاعت میں جن حضرات کا مالی تعاون شامل رہا، اللہ تعالیٰ ان کے تعاون کو بے انتہا قبول فرماوے، آمین۔ وصلی اللہ علی النبی الکریم

ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق اگست ۲۰۱۸ء

مقدمہ

علومِ قرآن کے متعلق چند اہم باتیں

افادات: سیدی ومرشدی واستاذی حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ

نوٹ: قرآنِ مجید کی متعدد تفاسیر میں اور الگ سے بہت سارے مضامین علومِ تفسیر کے عنوان سے موجود ہیں، یہاں حضرتؒ کی چند باتیں بطورِ تبرک پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

خطِّ عروض اور خطِّ قرآن توقیفی ہیں

بندہ (جامع ومرتب) نے دریافت کیا کہ عربی رسم الخط میں فعل کے صیغۂ جمع مذکر کے آگے الف لکھا جاتا ہے، قرآنِ حکیم کی آیت ''وما کنت تتلوا من قبله الخ'' میں تتلوا کے صیغۂ جمع نہ ہونے کے باوجود اس کے آگے الف ہے ایسا کیوں ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ: کوئی بات نہیں ''الخطان لا یقاسان: خط العروض وخط القرآن'' یعنی خطِ عروض اور خطِ قرآن کو قیاس نہیں کیا جا سکتا؛ اس لیے کہ یہ توقیفی ہے، قیاسی نہیں۔ (ملفوظات فقیہ الامت: ۱/ ۳۸)

نتیجہ: قرآنِ مجید کو جہاں بھی لکھیں تو قواعدِ رسم کی پابندی کر کے لکھیں۔

قرآنِ پاک کے بعض الفاظ پر غرابت کا اشکال

فرمایا کہ: ایک عالم سے کسی معترض نے کہا کہ: قرآنِ پاک میں تین لفظ ایسے ہیں جو کلامِ عرب میں مستعمل نہیں؛ یعنی غریب ہیں۔ جن کی وجہ سے قرآنِ پاک کے فصاحت وبلاغت کے اعلیٰ معیار پر ہونے میں کلام ہے۔ اول: ھزو۔ حق تعالیٰ کے قول ''اتخذنا ھزوا'' میں۔ دوم: کبار۔ حق تعالیٰ کے قول ''ومکروا مکرا کبارا'' میں۔ سوم: عجاب، اللہ کے ارشاد ''وقال الکافرون ھذا شیئ عجاب'' میں۔ انھوں نے فرمایا کہ: یہ الفاظ عرب میں متروک الاستعمال نہیں، قصور آپ کے تتبع (تلاش کرنے) کا ہے۔ اس کے بعد ایک دیہاتی عربی بوڑھے کو بلایا جو شہر سے دور رہتا تھا، اس سے کہا: اجلس۔ وہ بیٹھ گیا، پھر کہا: قم۔ وہ کھڑا ہو گیا، پھر کہا: اجلس۔ وہ بیٹھ گیا، پھر کہا: قم۔ وہ

کھڑا ہو گیا، اسی طرح تیسری مرتبہ ہوا، چوتھی مرتبہ وہ بوڑھا بولا: ''اتتخذ نی ھزوا،انی شیخ کبار،ان ھذالشیٔ عجاب''یعنی کیا آپ میرا مذاق بناتے ہیں؟ میں بہت بوڑھا آدمی ہوں، آپ کا میرے ساتھ یہ سلوک عجیب بات ہے۔اس کے بعد ان عالم صاحب نے اس معترض سے کہا کہ: دیکھیے! یہ بوڑھا دیہات میں رہتا ہے، شہری زبان سے اس کو کوئی واسطہ نہیں، یہ رسالہ، اخبار وغیرہ کچھ نہیں دیکھتا کہ ان میں دیکھ کر یہ الفاظ بول دیے ہوں، اس سے ظاہر ہوا کہ قصور آپ کی تلاش کا ہے جس کی وجہ سے ان الفاظ کو غریب کہتے ہو۔ہم الزام ان کو دیتے تھے،قصور اپنا نکل آیا۔(ملفوظات فقیہ الامت:۴،ص:۳۲)

تفسیر وتأویل

ارشاد فرمایا: تفسیر کے معنیٰ''مرادِ خداوندی کو واضح کرنا'' ہے اور اس کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں:

اول یہ کہ لفظ کے حقیقی معنیٰ مراد لیے جائیں یا مجازِ متعارف سے خروج نہ ہو۔

دوم یہ کہ اس معنیٰ کو شاہدانِ وحی (حضرات صحابۂ کرامؓ) کے قول سے مؤید کرنا۔

سوم یہ کہ نصوصِ شرعیہ ظاہرہ کا اس معنیٰ کے خلاف نہ ہونا۔

اگر یہ تینوں چیزیں ہوں تو تفسیر تفسیر ہے؛ ورنہ کوئی ایک فوت ہو جائے تو تاویلِ قریب ہے، دو فوت ہو جائیں تو تاویلِ بعید، اور تینوں فوت ہو جائیں تو تحریف ہے۔تفسیرِ عزیزی میں ایسا ہی لکھا ہے۔

جو بات اللہ کی نہیں اس کو اللہ کی بات بتلانا۔

جو شخص کوئی حکم کرے اور کہے کہ اللہ کا حکم ہے اور حقیقتاً وہ اللہ کا حکم نہ ہو؛ بلکہ اس نے غلط حکم کو اللہ کا حکم بتایا ہو تو اس نے کفر کیا۔

قرآن میں رحمت کا تذکرہ زیادہ ہے یا قہر کا؟

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اپنے قہر کا ذکر زیادہ فرمایا ہے یا رحمت کا؟ مجھے ایسا

محسوس ہوتا ہے کہ اپنے غضب کا ذکر زیادہ فرمایا ہے۔

الجواب حامداومصلیا:

ایسا نہیں ہے؛ بلکہ رحمت کے وعدے اور بشارتیں زیادہ ہیں، عذاب وغضب کے لیے تو نافرمانی کی قید ہے اور ثواب ورحمت کے لیے اعمالِ صالحہ کی قید نہیں، مثلاً معصوم بچے کچھ کیے بغیر ہی بخشے جائیں گے۔ فقط واللہ اعلم۔ حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند، ۴/ ۲/ ۹۰ھ۔

عدمِ ذکر ذکرِ عدم کو مستلزم نہیں

سوال: مؤمن ہونے کے لیے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول دونوں ضروری ہیں، اللہ و رسول میں سے اگر کسی ایک پر بھی ایمان نہ لائے تو مؤمن نہیں ہوسکتا؛ لیکن آیت: ''ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا الخ'' میں ایمان بالرسول کا کہیں ذکر نہیں، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان بالرسول ضروری نہیں، اگر ضروری ہے تو عدمِ ذکر کی وجہ تحریر فرمائی جائے؟

الجواب: ایمان بالرسول کے ساتھ ایمان بالملائکہ اور ایمان بالکتب بھی ضروری ہے، نیز ایمان بالقدر بھی ضروری ہے؛ لیکن ہر آیت میں تمام چیزوں کو بیان نہیں کیا گیا، موقع اور محل کے لحاظ سے کہیں تمام چیزوں کا ذکر کر دیا گیا، کہیں بعض کا، اسی طرح یہاں بھی بعض کے بیان پر اکتفا کیا گیا، جس کی حکمت بیان کی جاسکتی ہے، مثلاً: یہ کہ جتنے فرقے اس آیت میں بیان کیے گئے ہیں وہ سب ایمان بالرسول رکھتے تھے، یہود و نصاریٰ کا حال تو ظاہر ہے، صابئین کے متعلق بھی ایک قول یہی ہے۔

جس طرح عدمِ ذکر سے ایمان بالکتب، ایمان بالملائکہ، ایمان بالقدر کی ضرورت کی نفی کرنا صحیح نہیں اسی طرح ایمان بالرسول کی ضرورت کی نفی کرنا بھی درست نہیں۔

ایک کلیہ یاد رکھیے کہ عدمِ ذکر، ذکرِ عدم کو مستلزم نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

تفسیرِ قرآن ذاتی مطالعہ سے

سوال: کیا تعلیم یافتہ مسلمان مرد جس کو اردو، انگریزی، ہندی اور تھوڑا بہت عربی سے تعلق

ہو وہ آدمی تفسیرِ قرآن کو بیان کرسکتا ہے یا نہیں؟ جیسے بیان القرآن یا ابن کثیر، مظہری وغیرہ؛ یعنی دیکھ کر اپنے اہل وعیال کو یا مسجد میں چند آدمیوں کو پڑھ کر سنا سکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح درسِ قرآن وغیرہ کے لیے کیا عالم ہونا شرط ہے، یا تعلیم یافتہ مرد بھی کرسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآنِ پاک کا ترجمہ یا تفسیر وہ شخص بیان کرے جس نے ترجمہ یا تفسیر استاذ سے حاصل کیا ہو، محض اپنے ذاتی مطالعہ سے قرآنِ کریم کی تفسیر کو حاصل کرنا اور پھر بیان کرنا مناسب نہیں: (۱) قرآنِ کریم کو دیگر کتب کی طرح نہ سمجھیں، اس کی شان بہت بلند ہے، اس کے لیے بہت سے علوم کی ضرورت ہے (۲) جو حضرات ذاتی مطالعہ سے اس کو سمجھتے اور سمجھاتے ہیں وہ بہت سی غلطیوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور دوسروں کو مبتلا کرتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک آیت پر اشکال وجواب

''ولو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا'' بعض مفسرین نے تو اس آیت کا مطلب یہ بتایا کہ آیت میں اختلاف سے مراد اختلاف فی البلاغۃ ہے مطلب یہ ہے کہ مکمل قرآنِ پاک فصاحت وبلاغت کے اعلیٰ معیار پر ہے، ایسا اختلاف نہیں کہ بعض اعلیٰ معیار پر ہو اور بعض اعلیٰ معیار پر نہ ہو، بخلاف غیر اللہ کے کہ اس کا کلام فصاحت وبلاغت کے ایک معیار پر نہیں ہوتا۔ اگر قرآن پاک غیر اللہ کا کلام ہوتا اور اس کی نسبت وہ غیر اللہ، حق تعالیٰ شانہ کی طرف کرتا اور اس کو کلامِ الٰہی بتلاتا تو اس میں کثیر تناقض ہوتا؛ اس لیے کہ غیر کلامِ الٰہی کو کلامِ الٰہی بتلانے والے کلام کے لیے تناقض لازم ہے؛ تاکہ اس کے کلام میں تناقض دیکھ کر لوگ کلامِ الٰہی اور غیرِ کلامِ الٰہی میں تمیز پیدا کرسکیں۔ (ملفوظات فقیہ الامت: ۲، ص: ۳۶)

قرآن میں تدبّر

جو شخص جس قدر زیادہ تدبّر کے ساتھ عظمتِ قرآنِ کریم کا لحاظ کرتے ہوئے تلاوت کرے گا اسی قدر زیادہ ثواب پائے گا۔ تدبّر کے لیے صرفی صیغوں اور نحوی ترکیبوں کا ذہن میں آنا

ضروری نہیں؛ بلکہ کلام اور متکلم کی جلالتِ شان اور آیاتِ رحمت وآیاتِ عذاب پر رجاوخوف اور اوامر ونواہی پر عزم عمل واجتناب وغیرہ اثرات کا پیدا ہونا تدبر کا ثمرہ ہے۔

ایک بڑا زبردست عالم بھی اگر بے دھیانی سے تلاوت کرتا ہے تو وہ ان ثمرات سے خالی رہتا ہے، صَرف ونحو سے ناواقف آدمی اگر دھیان سے تلاوت کرتا ہے تو اس کے قلب میں بھی رقت پیدا ہوتی ہے اور ایمان قوی ہوتا ہے۔ عالم اگر دھیان سے کام لے تو اس کے لیے زیادہ موقع ہے، اس کا درجہ ہی بلند ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ علم۔

قرآنِ کریم کی آیتوں کی مقدار میں اختلاف کی ایک وجہ

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأس الآیۃ کو بتلانے کے لیے رؤوسِ آیات پر وقف فرماتے تھے، محلِ آیات کو بتلانے کے بعد وصل کرتے تھے تو سامع کو خیال ہوتا کہ جہاں وقف کیا تھا وہ فاصلہ (یعنی رأس الآیۃ) نہیں ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی، ص:۱۴۶)

لہٰذا وقف ووصل کی تعیین کے سلسلے میں سامعین میں سے جس کسی نے اپنے ذوق وفہم سے جو سمجھا تھا اسی کو بیان کیا اسی کے نتیجے میں قرآنی آیتوں کی تعداد شماری میں اختلاف ہوگیا۔

وکیل کا لفظ

''وکیل'' کس کو کہتے ہیں! اپنے معاملات کو اللہ کے سپرد کردیا جائے اور دل سے پورا بھروسہ رکھے کہ میرا حقیقی کارساز وہی ہے جس طرح چاہے وہ کام بنادے، ظاہری اسباب مؤثرِ حقیقی نہیں ہیں۔

فرشتوں ہی کو سجدہ کا حکم کیوں؟

اللہ نے جب فرشتوں کو حضرت آدمؑ کے سامنے سجدہ کا حکم دیا تو اس حکم میں ابلیس بھی شامل تھا؛ البتہ آیت میں سجدہ کے حکم کے لیے جو ملائکہ کی تخصیص ہے وہ ان کی شرافت کی وجہ سے ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جب کسی کی تعظیم کے لیے حکم کیا جاتا ہے تو بڑوں کو خطاب کیا جاتا ہے، چھوٹے تبعاً اس

میں داخل ہوجاتے ہیں اور چھوٹے اپنے آپ کو خود بہ خود مامور سمجھتے ہیں چاہے چھوٹوں کو خصوصیت سے خطاب نہ کیا جائے۔

قرآن میں یہود ونصاریٰ کی باتیں

یہود ونصاریٰ کی کتابوں میں جو چیزیں قرآن وحدیث کے خلاف ہیں، ان کو تفسیرِ قرآن کے لیے بطورِ تائید پیش کرنا درست نہیں؛ بلکہ گمراہی ہے اور جو چیزیں خلاف نہیں ہیں ان کو پیش کرنے میں مضائقہ نہیں۔

سورة الفاتحة

(المكية)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک قول کے مطابق سورۂ علق کی ابتدائی پانچ آیات کے نزول کے موقع پر ''بسم اللہ'' کا نزول ہو چکا تھا۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضورِ اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب استاذ بچے سے کہتا ہے پڑھو ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پھر بچہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بچے کے لیے اور معلم اور اس کے والدین کے لیے جہنم سے آزادی لکھ دیتے ہیں۔

سورۂ فاتحہ

اس سورت میں سات آیتیں ہیں، مکہ مکرمہ میں نازل ہونے والی مکمل پہلی سورت ہے اور کہا جاتا ہے کہ: دوسری مرتبہ مدینۂ منورہ میں بھی اس کا نزول ہوا، یہ اس کی شرافت اور عظمت کی دلیل ہے۔ سورۂ مدثر کے بعد اور سورۂ لہب سے پہلے پانچ (۵) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس کو سورۂ فاتحہ کہتے ہیں، موجودہ ترتیبِ مصاحف میں قرآنِ مجید اسی سے شروع ہوتا ہے اور اس کو ''سورۃ الحمد'' بھی کہتے ہیں، اس کے شروع میں لفظ ''الحمد'' ہے۔

خود باری تعالیٰ نے اس کو ''سبعِ مثانی'' اور ''قرآنِ عظیم'' فرمایا: **وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾(الحجر)**

ترجمہ: اور (اے نبی!) پکی بات یہ ہے کہ ہم نے تم کو سات آیتیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور (ان سات آیات کو) عظمت والا قرآن (بھی کہا جا سکتا ہو) دے رکھا ہے۔

یہ سورت نماز کی ہر رکعت میں دوہرائی جاتی ہے اور وظیفے کے طور پر بار بار اس کو پڑھا جاتا ہے، اور اس چھوٹی سی سورت کو ''قرآنِ عظیم'' یعنی بڑا قرآن درجہ کے اعتبار سے فرمایا گیا۔ قرآن کے جملہ مقاصد کے بیان کی جامع یہ سورت ہے۔ اسی طرح اس سورت کو ''ام القرآن'' بھی کہا گیا ہے؛ یعنی قرآن کے تمام علوم کا اجمالی نقشہ اس سورت میں موجود ہے۔

سورۃ الحمد بھی نام ہے، اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے اسما اور صفات کے ذریعے ثنا اور بزرگی

بیان کی گئی ہے اور حمد بھی کی گئی ہے۔

سورۃ الشافیہ، سورۃ الشفاء، اساس القرآن، سورۃ الصلوۃ یہ سب نام بھی ہیں۔

مکمل نازل ہونے والی پہلی سورت ''سورۂ فاتحہ'' بتلائی جاتی ہے۔

حدیث شریف کا خلاصہ: آسمان کا ایک خاص دروازہ کھولا گیا جو پہلے کبھی نہیں کھولا گیا تھا اور اس سے ایک ایسا فرشتہ اترا جو کبھی زمین پر نہیں اترا تھا، اس فرشتے نے نبیٔ کریم ﷺ کو سلام پیش کیا اور عرض کیا کہ: آپ ایسے دو نوروں کی خوش خبری سن لیجیے جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے: ایک سورۂ فاتحہ اور دوسرا سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں، اور ان میں جتنی دعائیں ہیں وہ سب قبول ہوں گی۔

اور نور کا مطلب ہے یہ دونوں قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے آگے آگے چلیں گی۔

حدیث شریف سے سورۂ فاتحہ کا ایک عمل: ایک شخص کو بچھو نے کاٹ لیا تھا، حضرت ابوسعید خدری ﷛ نے سات مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا، اس کی ترتیب یہ ہوئی: ہر مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر منہ میں تھوک جمع کر کے بچھو کی کاٹی ہوئی جگہ پر تھوک لے جاتے (یعنی لگا دیتے) اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرما دی، اس پر تیس بکریاں بھی مل گئیں، خود نبیٔ کریم ﷺ نے اس کی تصویب فرمائی۔

جس گھر میں کسی شخص نے سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی کو پڑھ لیا اس گھر کے تمام افراد کو پورا دن کسی انسان یا جن کی بری نظر نہیں لگ سکتی۔

انسان کے لیے سب سے بڑی دعا ہدایت پانے کی اور اس پر قائم رہنے کی ہے جس کی اس سورت میں تعلیم دی گئی۔ نیز کسی سے کوئی چیز مانگنے کا سلیقہ بھی سکھایا گیا کہ سیدھا جا کر سوال مت کرو؛ بلکہ پہلے اس کے اوصاف وغیرہ ذکر کرو پھر سوال کرو۔ نیز یہ بھی بتلایا گیا کہ اپنے بڑوں کا تذکرہ ان کے اوصاف کے ساتھ کرنا چاہیے، جیسے الحمد للہ رب العالمین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ﴿۶﴾ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴿۷﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

سورة الفاتحة

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے لائق ہیں ① جو تمام عالموں کے پالنے والے ہیں ② ﴿۱﴾ جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۲﴾ (جو اللہ تعالیٰ) بدلے کے دن (یعنی قیامت) کے مالک ہیں ﴿۳﴾ (اے اللہ!) ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور ہم آپ ہی سے مدد مانگتے ہیں ③ ﴿۴﴾ آپ ہم کو سیدھے راستے پر چلایئے ④ ﴿۵﴾ ایسے لوگوں کے (سیدھے) راستے پر جن پر آپ نے (اپنا) انعام ⑤ (یعنی فضل) فرمایا ہے ﴿۶﴾ (یہ وہ لوگ ہیں) جن پر نہ آپ کا غصہ اترا ہے اور نہ بھٹکے ہوئے ہیں ⑥ ﴿۷﴾ امین ⑦ (اے اللہ! اس دعا کو قبول فرمالیجیے)

---

① حمد کی حقیقت:

(۱) نعمت دینے والے کو پہچانو۔

(۲) جو نعمت دی اس پر راضی رہو۔

(۳) اس کی دی ہوئی قوت باقی رہے اس وقت تک نافرمانی کے قریب بھی مت جاؤ۔

حمد میں عظمت کا مفہوم بھی ہے؛ یعنی عظمت اور محبت کے ساتھ کسی کی خوبیاں بیان کی جائیں۔

②رب: تربیت کرنے والا، کسی چیز کو اس کی تمام مصلحتوں کی رعایت کرتے ہوئے درجہ بہ درجہ آگے بڑھایا جائے یہاں تک کہ وہ کامل ہوجائے۔ ''رب العالمین'' والا جز دلیل ہے؛ یعنی جب اللہ ہی تربیت کرتے ہیں تو حمد کا حق بھی اللہ ہی کا ہے۔

③عبادت کو مقدم کیا گیا؛ چوں کہ وہ اللہ کی مدد حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔عبادت کے لفظ میں اعتقادی و عملی دونوں طرح کی عبادت شامل ہے۔اور نستعین میں دینی، دنیوی اور اخروی ہر طرح کی ضرورت شامل ہے۔

④ہدایت کی طرف رہنمائی کیجیے، ہدایت میں ترقی دیجیے، ہدایت پر دوام عطا فرمایئے۔منزلِ مقصود کی طرف مہربانی کے ساتھ رہنمائی کرنا ہدایت کہلاتا ہے، اسی طرح زندگی کے ہر شعبے میں ایسا صحیح طریقہ جس میں غلط کاری اور بدانجامی نہ ہو وہ ہدایت کہلاتا ہے۔ہدایت ایک نور ہے جس کے ذریعہ صحیح اور غلط کے درمیان تمیز ہوتی ہے۔

⑤انعام کہا جاتا ہے جس میں عقل ہو اس پر احسان کرنا۔ ''انعمت علیہم'' میں ضمیر کا مرجع ان چاروں جماعتوں کی طرف ہے جن کا تذکرہ اس آیت:

''وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ (النساء)''

میں ہے؛ یعنی (۱) انبیائے کرام علیہم السلام (۲) صدیقین (۳) شہدا (۴) صالحین۔

⑥حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ''مغضوب علیہم'' سے یہود اور ''ضالین'' سے نصاریٰ مراد ہے۔اس لیے کہ یہود احکامِ الٰہیہ کو جانتے تھے پھر بھی نفسانی اغراض کی وجہ سے احکامِ الٰہیہ کی انھوں نے خلاف ورزی کی اور نصاریٰ ناواقفیت اور جہالت کی وجہ سے غلط راستے میں پڑے۔

غضب: انتقام کے ارادے سے دل کے خون کا جوش مارنا، اور جب اللہ کی صفت بنتا ہے تو مراد ہے انتقام یا انتقام کا ارادہ۔انسان کی بے جا غضب سے حفاظت ہوجائے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔

⑦یہ سورۂ فاتحہ یا قرآن کا حصہ نہیں ہے؛ البتہ سورۂ فاتحہ پڑھنے والا ''آمین'' پڑھ لیوے۔

سورة البقرة

(المدنية)

سورۂ بقرہ

یہ سورت مدنی ہے، اس میں دوسو چھیاسی (۲۸۶) آیتیں ہیں، مدینہ میں نازل ہونے والی اول سورت ہے۔ سورۂ مطففین کے بعد اور سورۂ انفال سے پہلے ستاسی (۸۷) نمبر پر نازل ہوئی۔

''بقرہ'' عربی زبان میں گائے بیل کو کہتے ہیں، اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے گائے کا ایک عجیب وغریب واقعہ بیان فرمایا ہے۔

فوائد: (۱) جس گھر میں یہ سورت پڑھی جاتی ہے وہاں سے شیطان ہوا خارج کرتے ہوئے بھاگ جاتا ہے، اگر دن میں پڑھی جائے تو تین دن تک شیطان گھر میں نہیں آتا اور رات میں پڑھی جائے تو تین رات تک نہیں آتا۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: قرآنِ کریم کو پڑھا کرو؛ کیوں کہ وہ قیامت کے دن اس کے پڑھنے والے کی سفارش کرے گا، تم دو روشن سورتیں ''سورۂ بقرہ'' اور ''آلِ عمران'' پڑھا کرو؛ کیوں کہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن (عاملِ قرآن کے آگے) دو گھیرے سیاہ بادلوں یا دو سائبانوں یا صف بستہ پرندوں کی دو ٹولیوں کی شکل میں آئیں گی، یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والوں کی زبردست سفارش کریں گی، سورۂ بقرہ پڑھا کرو؛ کیوں کہ یہ باعثِ برکت ہے اور اس کو چھوڑنا موجبِ حسرت ہے، جادوگر اور سست لوگ اس کے پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔

(۲) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص رات کے وقت سورۂ بقرہ کی دس آیتیں پڑھ لے تو اس رات میں جن اور شیاطین گھر میں نہیں آئیں گے، پڑھنے والے اور اس کے گھر والوں کو کوئی آفت، بیماری، رنج وغم اور ناگوار چیز پیش نہیں آئے گی، اور اگر یہی آیات کسی مجنون پر پڑھ دی جائیں تو افاقہ ہوگا۔ دس آیتوں سے مراد: شروع کی چار آیتیں، پھر آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں ''ھم فیھا خالدون'' تک اور اخیری تین آیتیں؛ یعنی ''للّٰہ ما فی السموات'' سے ختمِ سورت تک۔

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد مغیرہ بن سبیعؒ فرماتے ہیں: جس نے ان آیتوں کو

رات کو سوتے وقت پڑھنے کا معمول بنا دیا وہ قرآن کبھی نہیں بھولے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا: سورۂ بقرہ ''سنام القرآن'' اور ''ذروۃ القرآن'' ہے، سنام اور ذروہ ہر چیز کے اعلیٰ وافضل حصہ کو کہا جاتا ہے۔

سورۂ بقرہ کی ایک عجیب خوبی: یہ قرآنِ مجید کی سب سے بڑی سورت ہے، فضیلت کے اعتبار سے سب سے بڑی آیت یعنی آیۃ الکرسی اور مقدار کے اعتبار سے سب سے بڑی آیت یعنی آیتِ مداینہ اسی سورت میں ہے۔ اور نزول کے اعتبار سے سب سے آخری آیت ''واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ'' بھی اسی سورت میں ہے۔

آیۃ الکرسی کی فضیلت: (۱) ایک روایت میں ہے: جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا تو اس کو جنت میں داخل ہونے کے لیے سوائے موت کے دوسری کوئی رکاوٹ نہیں ہے؛ یعنی موت کے فوراً بعد وہ جنت کے آثار اور راحت وآرام کا مشاہدہ کرنے لگے گا۔

نیز ایک فرض نماز کے بعد تلاوت کرے تو دوسری نماز تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔

(۲) سوتے وقت بستر پر آیۃ الکرسی پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حفاظت کرنے والا (فرشتہ) مقرر کر دیا جاتا ہے اور صبح تک گھر، جان، مال، اولاد سب کی چور اور شیطان اور ڈکیتوں سے حفاظت کی جاتی ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ جب اپنے مکان میں داخل ہوتے تھے تو گھر کے چاروں کونوں میں آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرتے تھے۔

ابوداؤد نے اپنی سند کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میرے خیال میں نہیں آتا کہ کوئی عاقل، بالغ آدمی دینِ اسلام میں داخل ہوا ہو اور وہ آیۃ الکرسی پڑھے بغیر رات کو سو جایا کرتا ہو۔

تین رات مسلسل کسی گھر میں آیۃ الکرسی پڑھی جاوے تو شیطان اس کے قریب بھی نہیں آسکتا۔

سورۂ بقرہ کی آخری آیتوں کی فضیلت: (۱) پانچ وقت کی نماز (۲) سورۂ بقرہ کی آخری

آیتیں (۳) اور غیر مشرک کے کبیرہ گناہوں کی بخشش یہ تینوں چیزیں حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو معراج کی رات میں ساتویں آسمان پر سدرۃ المنتہی کے قریب باری تعالیٰ کی ملاقات کے وقت بطورِ تحفہ کے عطا کی گئی۔

اس سورت کو ایسی دو آیتوں پر ختم کیا گیا جو نبیٔ کریم ﷺ کو عرش کے نیچے والے خصوصی خزانے میں سے عطا کی گئی۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ: حضور ﷺ فجر (کی سنت) کی پہلی رکعت میں (کبھی کبھی) سورۂ بقرہ کی آیت ''قولوا أمنا باللہ وما انزل الینا'' اور دوسری رکعت میں (آلِ عمران کی آیت) ''امنا باللّٰہ واشھد بانامسلمون'' پڑھا کرتے تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: تم اپنی عورتوں اور اولاد کو بھی یہ آیتیں سکھایا کرو۔

جس نے عشا کی نماز کے بعد ان دونوں آیتوں کو پڑھ لیا (تورات کی عبادت اور تہجد کی نماز کی طرف سے) کافی ہو جائے گا۔

دفن کے بعد سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں قبر پر میت کے سرہانے پر اور آخری آیتیں پیر کے قریب کھڑے ہو کر پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ فِیۡهِ هُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۲﴾ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ﴿۳﴾ وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ وَ بِالۡاٰخِرَۃِ هُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ٭ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۵﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سَوَآءٌ عَلَیۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۶﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الم ﴿۱﴾ یہ کتاب (یعنی قرآن) ایسی ہے کہ اس میں ذرا برابر شک نہیں ہے، تقویٰ والوں کو ① راستہ بتلاتی ہے ﴿۲﴾ (متقی) لوگ وہ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ نماز کو قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں ﴿۳﴾ اور وہ (متقی) لوگ جو (وحی) تم پر اتاری گئی اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جو (وحی) تم سے پہلے اتاری گئی اس پر بھی، اور وہ لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں ﴿۴﴾ یہی (متقی) لوگ اپنے رب کی طرف سے صحیح راستے پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ② ﴿۵﴾ یقیناً جن لوگوں نے کفر اپنالیا ہے ③ ان کے لیے برابر ہے کہ (اے نبی!) تم ان کو (جہنم کی آگ سے) ڈراؤ ④ یا تم ان کو نہ ڈراؤ، وہ (کافر) ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿۶﴾

① تقویٰ کے دو معنی ہیں: ڈرنا اور بچنا، دونوں کو ملانے سے تقویٰ کی تعریف ہوجاتی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے اس سے بچنا''۔ ② اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی یہاں چھ (۶) نشانیاں بیان کی گئیں، ایسے اوصاف والے فلاح یاب ہوں گے۔ لفظ ''فلاح'' دین، دنیا اور آخرت کی ہر طرح کی بھلائیوں کو شامل ہے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) کفر کی عادت بنالی۔ ④ نبی جو ڈرساتے ہیں اس میں شفقت ہوتی ہے۔ بہت سے مترجمین اس طرح کے مواقع میں ''ڈرسانے'' کا ترجمہ بھی کرتے ہیں۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ وَ عَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ۠ ﴿۷﴾ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾ ع
يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹﴾ فِيْ
قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَ اِذَا
قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْۤا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ
الْمُفْسِدُوْنَ وَ لٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾

اللہ تعالیٰ نے ان (کافروں) کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مُہر لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ (ڈال دیا گیا) ہے اور ان کے لیے (کفر کی سزا میں) بڑا عذاب ہے ﴿۷﴾

اور کچھ لوگ (یعنی منافقین) ایسے (بھی) ہیں جو (نبی ﷺ اور مسلمانوں کے سامنے اپنی زبان سے یہ) کہتے ہیں کہ: ہم اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لے آئے؛ حالاں کہ وہ (حقیقت میں دل سے) بالکل ایمان نہیں لائے ہیں ﴿۸﴾ وہ (منافق) لوگ اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں سے دھوکا بازی کرتے ہیں① اور (حقیقت میں) خود اپنے آپ ہی کو وہ (منافقین) دھوکا دیتے ہیں② اور ان کو (اس بات کا) احساس نہیں ہے③ ﴿۹﴾ ان (منافقوں) کے دلوں میں بیماری ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری کو اور بڑھا دیا اور ان کے جھوٹ کہنے پر ان کے لیے دردناک عذاب (تیار) ہے④ ﴿۱۰﴾ اور جب ان (منافقوں) کو کہا جاتا ہے کہ: تم زمین میں فساد مت مچاؤ⑤، تو وہ (منافقین) کہتے ہیں کہ: ہم تو اصلاح ہی کرتے ہیں ﴿۱۱﴾ (اچھی طرح) سن لو! یقیناً وہ (منافق) لوگ ہی فساد کرنے والے ہیں؛ لیکن وہ (فساد کو فساد) سمجھتے نہیں ہیں ﴿۱۲﴾

---

① یعنی دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ② چوں کہ دھوکا کی سزا خود ان کو بھگتنی ہے (اللہ تعالیٰ کو کوئی دھوکا نہیں دے سکتا؛ لیکن آپ ﷺ اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کو اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینے سے تعبیر فرمایا ہے، یہ نبی ﷺ اور صحابۂ کرام ﷺ کے لیے بڑی اونچی بات ہے۔ ③ کہ دھوکا کی سزا دنیا و آخرت میں کیسی خطرناک ہے۔ ④ اسلام کا جھوٹا دعویٰ دردناک عذاب کا ذریعہ ہوگا۔ ⑤ ظاہری ایمان سے لوگوں کو دھوکہ دینا اور مسلمانوں میں انتشار پھیلانا وغیرہ۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ
هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ۝۱۳ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَوْا
اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ۝۱۴ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ
يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ۝۱۵

اور جب ان (منافقوں) سے کہا جاتا ہے کہ: تم لوگوں (یعنی کامل مؤمن صحابہ ﷺ) کے ایمان لانے کی طرح ایمان لے آؤ تو وہ (منافقین جواب میں) کہتے ہیں کہ: کیا ہم ایسا ہی ایمان لائیں جیسا (وہ) بیوقوف لوگ ایمان لائے ہیں؟ ① (دھیان سے) سنو! یقیناً وہی (منافقین خود) بیوقوف ہیں ②؛ لیکن وہ جانتے نہیں ③ ﴿۱۳﴾ اور (ان منافقوں کا طریقہ یہ ہے کہ) جب وہ (منافقین) ایمان والوں سے ملتے ہیں تو (مسلمانوں کو خوش کرنے کے لیے زبان سے) کہتے ہیں کہ: ہم تو ایمان لے آئے ہیں اور جب وہ (منافقین) تنہائی میں اپنے شیطانوں ④ سے ملتے ہیں تو (ان سے) کہتے ہیں کہ: ہم تو یقیناً تمھارے ساتھ ہیں ⑤، ہم تو صرف (مسلمانوں کا) مذاق اڑاتے ہیں ﴿۱۴﴾ اللہ تعالیٰ ان (منافقوں) کے ساتھ مذاق (کا معاملہ) کرتے ہیں ⑥ اور وہ (اللہ تعالیٰ) ان (منافقوں) کو ان کی شرارت میں بڑھاتے ہیں ⑦ حالت یہ ہے کہ وہ (اپنی شرارت میں) بھٹکتے رہتے ہیں ⑧ ﴿۱۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ہم بیوقوفوں کی طرح ایمان لانے کے لیے تیار نہیں ہیں (یعنی صحابہ ﷺ کی طرح دل سے ایمان لانے کے لیے تیار نہیں ہے) حضرات صحابۂ کرام ﷺ کے ایمان کو معیار بنایا گیا یہ ان کے لیے سعادتِ عظمیٰ ہے۔

② حضراتِ صحابہ ﷺ نے ایمان کی خاطر دنیا کا بڑے سے بڑا نقصان گوارہ کیا، اس چیز کو یہ لوگ بیوقوفی سمجھتے ہیں؛ حالاں کہ یہ کامل عقل مندی کی بات ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) سن لو! حقیقت میں وہ منافق خود ہی بیوقوف ہیں؛ لیکن ان کو (اپنی بیوقوفی کی) خبر نہیں ہے (یعنی دنیوی فانی اغراض کے لیے آخرت کی دائمی راحت چھوڑنا یہ بڑی بیوقوفی ہے؛ لیکن اتنی آسان بات بھی وہ نہیں جانتے)۔

④ یعنی سرداروں سے جو شیطان جیسے ہیں۔ ⑤ یعنی تمھارے جیسے یہود یا کافر ہی ہیں۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ ان (منافقین) کی مذاق کا (دنیا و آخرت میں) بدلہ دیتے ہیں۔

⑦ (دوسرا ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ ان کو ڈھیل دیتا ہے۔ ⑧ یعنی وہ منافقین عقل سے ایسے اندھے ہو گئے ہیں کہ وہ صحیح رائے قائم نہیں کر سکتے۔ (دوسرا ترجمہ) حالت یہ ہے کہ وہ حیران رہتے ہیں۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿١٦﴾
مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَ
تَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿١٨﴾ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ
السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ
حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ۭ كُلَّمَآ اَضَآءَ
لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ڎ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۭ

ان ہی (منافق) لوگوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی کو اپنالیا، سو (ان منافقوں کو) ان کے کاروبار میں نفع نہیں ہوا اور ان کو صحیح راستہ بھی نصیب نہیں ہوا① ﴿١٦﴾ ان (منافقوں) کی حالت اس شخص جیسی ہے جس نے آگ روشن کی، پھر جب اس (آگ) نے اس کے آس پاس کی چیزوں کو روشن کردیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روشنی زائل کردی اور ان کو اندھیریوں میں (اس طرح) چھوڑ دیا کہ ان (منافقوں) کو کچھ سمجھ میں نہیں آتا② ﴿١٧﴾ (وہ منافقین) بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، وہ (منافق گمراہی سے ہدایت کی طرف) واپس نہیں آئیں گے③ ﴿١٨﴾ یا (ان منافقوں کی مثال ایسی بھی ہے) جیسے کہ آسمان سے بارش زور سے برستی ہو، اس میں اندھیریاں ہوں اور (بادل کے) گرج (کی آواز) ہو اور (بجلی کی) چمک ہو، وہ (منافقین) کڑکے کی آواز سے موت کے ڈر سے اپنی انگلیوں (یعنی پوروں) کو اپنے کانوں میں ڈال دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو گھیرے میں لے رکھا ہے ﴿١٩﴾ ایسا لگتا ہے کہ بجلی ان کی بینائی اچک لیوے④، جب بھی وہ (بجلی) ان (منافقوں) کے لیے روشنی کردیتی ہے تو وہ اس (روشنی) میں چلنے لگتے ہیں اور جب وہ (بجلی) ان (منافقوں) پر اندھیرا کردیتی ہے تو وہ کھڑے رہ جاتے ہیں،

① ہر انسان کو پیدائشی طور پر اللہ تعالیٰ فطرت ایمان، توحید پر پیدا فرماتے ہیں، اگر انسان اس کو ضائع کردے تو پھر وہ گمراہی پر چلا جاتا ہے۔ ② (دوسرا ترجمہ) وہ کچھ دیکھ پاتے نہیں ہیں۔
③ (دوسرا ترجمہ) سو وہ (منافق گمراہی سے) باہر نہیں نکلیں گے۔ ④ یعنی ختم کردیوے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۰﴾ یٰۤاَیُّهَا ع
النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾
الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ
بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ
رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَ قُوْدُهَا
النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو ان کے سننے اور دیکھنے کی صلاحیت (یا طاقت) کو ختم کر دیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۲۰﴾

اے لوگو! تم اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا؛ تا کہ تم (عبادت کے ذریعہ عذاب سے) بچ جاؤ① ﴿۲۱﴾ (وہ رب) جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور آسمان کو چھت (بنایا) اور اسی (رب) نے آسمان سے (بارش کا) پانی اتارا، پھر (اسی رب نے) اس (پانی) کے ذریعہ سے تمھارے رزق کے لیے پھل پیدا کیے، سو جب تم (ان سب باتوں کو) جانتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ② ﴿۲۲﴾ اور اگر اس (قرآن) کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر اتارا تم کو (واقعی) ذرا بھی شک ہو تو اِس (قرآن) جیسی ایک سورت ہی تم بنا کر کے بتا دو، اور (اس کام کے لیے) اللہ تعالیٰ کے سوا تم اپنے مددگاروں کو بلا لو، اگر تم سچے ہو (کہ ہم قرآن جیسی سورت بنا سکتے ہیں) ﴿۲۳﴾ پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا اور (آنے والے زمانے میں) کبھی بھی تم ایسا نہیں کر سکو گے تو (پھر) تم (جہنم کی) ایسی آگ سے بچو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے، وہ (آگ، اللہ تعالیٰ کے کلام قرآنِ کریم کا) انکار کرنے والوں کے لیے تیار کی جا چکی ہے ﴿۲۴﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) تم متقی بن جاؤ۔ ②(دوسرا ترجمہ) کسی کو مقابل نہ ٹھہراؤ۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ كُلَّمَا
رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا وَ
لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝٢٥ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا
مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا وَمَا
يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝٢٦

اور (اے نبی!) جولوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ان کو تم خوش خبری سناؤ① کہ ان کے لیے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ان (جنتیوں) کو ان (باغات) میں سے جب بھی کوئی پھل کھانے کے لیے دیا جائے گا تو وہ (جنتی لوگ) کہیں گے کہ: یہ (پھل) تو وہی ہے جو ہم کو پہلے بھی (کھانے کے لیے) دیا جاچکا ہے اور انھیں ایک دوسرے سے (صورت میں) ملتے جلتے پھل دیے جائیں گے اور ان کے لیے اس (جنت) میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ (جنتی لوگ) اس (جنت) میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۲۵﴾ یقیناً اللہ تعالیٰ شرماتے نہیں ہیں کہ (کسی بات کو سمجھانے کے لیے) کوئی بھی مثال دیویں، مچھر کی یا اس (مچھر) سے زیادہ معمولی چیز کی②، سو جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ تو یہ جانتے (یا سمجھتے) ہیں کہ یہ (مثال جو) ان کے رب کی طرف سے (آئی ہے وہ) بالکل ٹھیک ہے اور جولوگ کافر ہیں سو وہ (ایسا) کہتے ہیں کہ: اس (معمولی مثال) سے اللہ تعالیٰ کا کیا مقصد ہے؟ وہ (اللہ تعالیٰ) اس مثال (کی وجہ) سے بہت سوں کو گمراہ کرتے ہیں③ اور وہ (اللہ تعالیٰ) اس (مثال) سے بہت سوں کو ہدایت دیتے ہیں④ اور وہ (اللہ تعالیٰ) نافرمانوں ہی کو اس (مثال) سے گمراہ کرتے ہیں ﴿۲۶﴾

---

① بشارت: [۱] کسی کو پہلے سے خبر نہ ہو ایسی خوش کرنے والی خبر دینا اور اس خوشی کے آثار ظاہر میں بھی نظر آنے لگے [۲] اس خبر کی وجہ سے چمڑی پر خوشی کے اثرات بالکل ظاہر ہو جائے۔ ② یا اس سے بڑھ کر کسی چیز کی۔
③ جولوگ مثال کو صحیح نہیں مانتے، مناسب نہیں مانتے، بے موقع مانتے ہیں ان کو۔
④ جولوگ ایسی مثال کو صحیح، مناسب اور صحیح موقع پر سمجھتے ہیں ان کو۔

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۪ وَ يَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَ
يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ
اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ
لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَ هُوَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾ وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْۤا ع
اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ

(نافرمان) وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو عہد کیا اس کو پکا کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور وہ ان تعلقات کو توڑ دیتے ہیں جن کو جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور وہ زمین میں فساد مچاتے ہیں، بس یہی لوگ (دنیا و آخرت میں) نقصان میں پڑنے والے ہیں ﴿۲۷﴾ تم اللہ تعالیٰ کا کیسے انکار کرتے ہو①؛ حالاں کہ تم تو بے جان تھے سو اس (اللہ تعالیٰ) نے تم کو زندہ کر دیا، پھر وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو (دنیا کی مقررہ زندگی ختم ہونے پر) موت دیں گے، پھر وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو (آخرت میں) زندہ کریں گے، پھر تم اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف (حساب کے لیے) لوٹائے جاؤ گے② ﴿۲۸﴾ (اللہ تعالیٰ کی ذات) وہی ہے جس نے زمین کی تمام چیزیں تمھارے (فائدے کے) لیے بنائی ہیں، پھر اس (اللہ تعالیٰ) نے آسمان کا قصد کیا، سو ان کو سات آسمانوں (کی شکل) میں ٹھیک بنا دیا اور وہ (اللہ تعالیٰ) ہر چیز کو پوری طرح جانتے ہیں ﴿۲۹﴾

اور (وہ وقت یاد کرو) جب تمھارے رب نے فرشتوں کو فرمایا کہ: میں زمین میں ایک خلیفہ (یعنی نائب) بنانے والا ہوں، تو وہ (فرشتے) کہنے لگے: (اے ہمارے پروردگار!) کیا آپ اس (زمین) میں ایسے (انسان) کو پیدا کریں گے جو اس (زمین) میں فساد کرے گا اور وہ خون بہائے گا

---

① یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید یا اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کا۔

② انسان دنیا میں آنے سے قبل ایک طویل عرصہ بے جان پڑا ہوتا ہے، رحمِ مادر میں جب حمل چار ماہ کا ہوتا ہے تب اس میں جان پڑتی ہے، دنیوی زندگی کے بعد پھر موت ہے اور موت کے بعد اخروی ابدی زندگی ہے۔

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۰ وَعَلَّمَ اٰدَمَ
الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِیْنَ ۝۳۱ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝۳۲
قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ
غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝۳۳ وَاِذْ قُلْنَا
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝۳۴

حالاں کہ ہم (فرشتے) آپ کی حمد وثنا① پڑھتے ہیں اور آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں، تو اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا کہ: یقیناً جو (بات) میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے ہو ﴿۳۰﴾ اور اس (اللہ تعالیٰ) نے آدم (علیہ السلام) کو سب چیزوں کے نام سکھلا دیے، پھر وہ چیزیں اس (اللہ تعالیٰ) نے فرشتوں کے سامنے پیش کر دیں، سو اس (اللہ تعالیٰ) نے (فرشتوں سے) فرمایا کہ: اگر تم سچے ہو② تو ان سب چیزوں کے نام مجھ کو بتلاؤ ﴿۳۱﴾ ان سب (فرشتوں) نے (اللہ تعالیٰ سے) کہا: آپ کی ذات تو پاک ہے، جتنا علم آپ نے ہم کو سکھلایا ہے اس کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے، یقیناً آپ ہی بڑے علم، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۳۲﴾ اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا: اے آدم! تو ان (فرشتوں) کو ان سب (چیزوں) کے نام بتلا دے، سو اس (آدم) نے جب ان (فرشتوں) کو ان سب (چیزوں) کے نام (جلدی جلدی) بتلا دیے تب اس (اللہ تعالیٰ) نے (فرشتوں کو) فرمایا کہ: کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ: آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو یقیناً میں ہی جانتا ہوں اور جو باتیں تم ظاہر کرتے ہو اور جو باتیں تم چھپاتے ہو وہ سب کچھ مجھ کو معلوم ہے ﴿۳۳﴾ اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ: تم آدم کے سامنے③ سجدہ کرو، تو ابلیس کے سوا سب (فرشتوں) نے سجدہ کیا، اس (ابلیس) نے (اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے سے) انکار کر دیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا ﴿۳۴﴾

---

① یعنی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح میں لگے ہیں۔ ② کہ ہمارے ہوتے ہوئے خلافت کے لیے انسان کو بنانے کی ضرورت نہیں۔
③ حضرت آدمؑ کے علمی کمالات پر عملی تعظیم کا اظہار ہوا، یا ان کو قبلہ مانو اور حکمِ الٰہی کو سجدہ کرو۔
نوٹ: ایک قول یہ ہے کہ ابلیس جنات کی قوم میں سے تھا (از ملفوظاتِ فقیہ الامت)۔

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ
الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۳۵ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪
وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۳۶
فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۳۷ قُلْنَا اهْبِطُوْا
مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ ۳۸ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۳۹ ع

اور ہم نے کہا: اے آدم! تم اور تمھاری بیوی جنت میں رہو اور تم دونوں اس (جنت) میں سے (جو چاہو) جہاں سے چاہو خوب جی بھر کر کے کھاؤ اور (اے آدم وحوا!) تم دونوں اس (خاص) درخت کے قریب مت جانا؛ ورنہ تم دونوں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے ﴿۳۵﴾ سو ان دونوں (آدم اور حوا) کو شیطان نے اس (درخت) کی وجہ سے پھسلا دیا①، پھر وہ دونوں (اس جنت میں عزت وراحت سے) جس (مزے) میں رہتے تھے اس سے اس (شیطان) نے ان دونوں کو نکال دیا اور ہم نے حکم دیا کہ: تم سب (آدم، حوا اور شیطان نیچے دنیا میں) اتر جاؤ، تم (آپس میں) ایک دوسرے کے دشمن بن کر رہو گے اور تمھارے لیے زمین میں ایک مدت (یعنی قیامت) تک کے لیے ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا (طے کر دیا گیا) ہے ﴿۳۶﴾ پھر آدم (علیہ السلام) نے (پورے شوق کے ساتھ) اپنے رب سے (توبہ کے) چند کلمات سیکھ لیے، (سو آدم علیہ السلام نے ان کلمات کے ذریعہ سے توبہ کی) تو اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کی توبہ قبول کر لی، یقیناً وہی (اللہ تعالیٰ) بہت بڑے توبہ قبول کرنے والے، بہت مہربان ہیں ﴿۳۷﴾ ہم نے حکم دیا کہ: تم سب اس (جنت) سے نیچے (دنیا میں) اتر جاؤ، سو اگر میری طرف سے تمھارے پاس کوئی ہدایت آوے تو جو بھی میری (بھیجی ہوئی) ہدایت پر چلے گا تو ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین (بھی) نہیں ہوں گے ﴿۳۸﴾ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ آگ میں جانے والے ہیں② اس (آگ) میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے ﴿۳۹﴾

① (دوسرا ترجمہ) ڈگمگا دیا (یعنی کسی بھی طرح درخت سے کھلا ہی دیا)۔ ② (دوسرا ترجمہ) جہنمی ہیں۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ
وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝۴۰ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ
بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝۴۱ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ
وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴۲ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ
الرّٰكِعِيْنَ ۝۴۳ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۴۴ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَي الْخٰشِعِيْنَ ۝۴۵

اے بنی اسرائیل!(۱) میں نے اپنے جو احسانات تم پر کیے ان کو تم یاد کرو(۲) اور تم میرے عہد کو پورا کرو، میں تمھارے عہد کو پورا کروں گا اور (صرف) مجھ ہی سے تم لوگ ڈرو(۳)《۴۰》اور جو کتاب (یعنی قرآن) میں نے اتاری اس کو تم مان لو؛ جبکہ وہ کتاب (یعنی قرآن) تمھارے پاس جو (کتاب یعنی تورات وانجیل) ہیں ان کو سچا بتلاتی ہے اور تم سب سے پہلے(۴) اس (قرآن) کا انکار کرنے والے مت بنو، اور تم (دنیا کی) معمولی قیمت لے کر میرے احکام کو مت بیچو اور تم صرف میری (ناراضگی) سے بچتے رہو《۴۱》اور تم حق کے ساتھ باطل کو مت ملاؤ اور تم جان بوجھ کر حق کو مت چھپاؤ《۴۲》اور تم نماز قائم کرو اور تم زکوۃ دیا کرو اور تم رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کرو(۵)《۴۳》کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور خود اپنی ذات کو بھول جاتے ہو(۶) حالاں کہ تم تو خود کتاب (تورات بھی) پڑھتے ہو، تو کیا پھر تم (اتنا بھی) سمجھتے نہیں ہو؟《۴۴》اور تم مدد مانگو صبر کر کے اور نماز پڑھ کے، اور یقیناً وہ (نماز) بھاری تو لگتی ہے؛ مگر خشوع کرنے والے لوگوں پر(۷)《۴۵》

(۱) یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد۔
(۲) (دوسرا ترجمہ) میں نے میری جو نعمت تم کو عطا کی اس کو یاد کرو۔
(۳) کسی اور سے مت ڈرو۔ (۴) یعنی تمھاری امت میں سے۔
(۵) اس میں امتِ محمدیہ کی طرح رکوع کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم ہے، یہود کی نماز میں رکوع نہیں تھا۔
(۶) خود عمل نہیں کرتے ہو، خود لاپرواہی اور غفلت برتتے ہو۔
(۷) یعنی ان کو بھاری نہیں لگتی۔ خشوع: یعنی نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان ہو، ظاہری عاجزی ہو اور ہر وقت اللہ کا ڈر رہو۔

ع الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۝۴۶ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا
نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۝۴۷ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ
نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْــًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ
يُنْصَرُوْنَ۝۴۸ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ
اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ۝۴۹ وَاِذْ فَرَقْنَا
بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۝۵۰

(عاجزی کرنے والے) وہ (لوگ) ہیں جو خیال (یعنی یقین) کرتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور یہ کہ اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف وہ لوٹنے والے ہیں ﴿۴۶﴾

اے بنی اسرائیل! تم میرے ان احسانات کو یاد کرو جو میں نے تم پر کیے ہیں① اور (یہ بھی یاد کرو کہ) میں نے تم کو تمام جہاں والوں پر فضیلت دی تھی② ﴿۴۷﴾ اور تم اس (قیامت کے) دن سے ڈرو جس دن کوئی شخص کسی کو ذرا برابر بھی کام نہیں آسکے گا اور نہ کسی (کی طرف) سے کوئی سفارش بھی قبول کی جائے گی اور نہ کسی (کی طرف) سے کسی قسم کا (عذاب سے چھٹکارے کا) عوض لیا جائے گا اور نہ ان (مجرموں) کو (کسی کی طرف سے) کوئی مدد پہنچے گی ﴿۴۸﴾ اور (اے بنی اسرائیل! وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعونی لوگوں سے نجات دی جو تم کو برا عذاب دیتے تھے، تمھارے لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور تمھاری عورتوں کو زندہ چھوڑتے تھے اور ان (تمام حالات) میں تمھارے رب کی طرف سے (تمھارے لیے) بڑا امتحان تھا③ ﴿۴۹﴾ اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے تمھارے لیے سمندر کو پھاڑ دیا تھا④ پھر (سمندر سے پار کر کے) ہم نے تم سب کو بچالیا اور ہم نے فرعونی لوگوں کو ڈبو دیا تھا اور تم تو (ان سب باتوں کو اپنی آنکھوں سے) دیکھ رہے تھے⑤ ﴿۵۰﴾

① (دوسرا ترجمہ) میری ان نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم کو عطا کی ہے۔ ② (دوسرا ترجمہ) تمام اقوامِ عالم پر فوقیت عطا کی تھی۔ ③ ''بلا'' کے چند معنی آتے ہیں، اگر ''ذٰلکم'' کا اشارہ ذبح کی طرف لیا جائے تو اس کے معنی مصیبت کے ہوں گے، اور اگر نجات کی طرف اشارہ ہے تو تو معنی نعمت کے ہوں گے اور مجموعہ کی طرف ہو تو معنی امتحان کے لیے جائیں گے۔
④ یعنی سمندر میں راستے بنا دیے۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) اور ہم نے فرعونیوں کو تمھاری نظروں کے سامنے ڈبو دیا۔

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ﴿۵۱﴾
ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴿۵۳﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ
اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ
لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىِٕكُمْ ۭ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴿۵۴﴾

اور (اے بنی اسرائیل! وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا ① پھر اس (موسیٰ علیہ السلام) کے (طور پر جانے کے) بعد تم نے بچھڑے کو معبود بنالیا اور تم ظلم کر رہے تھے ﴿۵۱﴾ پھر اس (گناہ) کے بعد بھی ہم نے تم کو معاف کر دیا؛ تاکہ تم (اس معافی اور دوسری نعمت پر) شکر کرو ﴿۵۲﴾ اور (اے بنی اسرائیل! وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی تورات) اور حق سے باطل کو جدا کرنے والے احکام دیے؛ تاکہ تم (اس پر عمل کر کے) صحیح راستے پر آجاؤ ② ﴿۵۳﴾ اور (اے بنی اسرائیل! وہ وقت بھی یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم (بنی اسرائیل) سے کہا: اے میری قوم! تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر یقیناً اپنا بڑا نقصان کیا ہے؛ سو (گناہ سے معافی کے لیے) تم اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے توبہ کرو اور تم ایک دوسرے کو قتل کرو ③ (توبہ کا) یہی (طریقہ) تمھارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمھارے لیے بہتر ہے ④ سو ⑤ اس (اللہ تعالیٰ) نے تمھاری توبہ قبول کر لی، یقیناً وہی (اللہ تعالیٰ) بڑے توبہ قبول کرنے والے، سب سے بڑے مہربان ہیں ﴿۵۴﴾

---

① کہ طور پر آکر اعتکاف کرے اور تورات لے جائے۔ ② یعنی ہدایت پالو۔
③ جنھوں نے بچھڑے کی عبادت نہیں کی وہ اپنے ہاتھ سے بچھڑے کی عبادت کرنے والوں کو قتل کر دیویں۔
④ امتِ محمدیہ کے لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ ان کے لیے ایسی سخت توبہ کا حکم نہیں ہے، آسان توبہ اس امت کو ملی ہے کہ برے راستے کو چھوڑ کر ہدایت کے راستے پر لوٹ آویں؛ البتہ توبہ کے لیے یہ چیزیں شرط ہیں: [۱] کیے ہوئے گناہ پر ندامت [۲] گناہ کو ترک کرنا [۳] آئندہ نہ کرنے کا عزم [۴] اللہ تعالیٰ اور بندوں کے باقی حقوق کی ادائیگی۔
⑤ یعنی جب بچھڑے کی عبادت کرنے والوں کو قتل کر دیا گیا تو۔

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۝۵۵ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝۵۶ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۝۵۷ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ۝۵۸

اور (اے بنی اسرائیل! وہ وقت بھی یاد کرو) جب تم نے (طور پر یوں) کہا تھا: اے موسیٰ! ہم ہرگز تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہم (خود) اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا دیکھ نہ لیویں① (تمھارے اس غلط مطالبے کا) نتیجہ یہ ہوا کہ (زوردار آواز والی) بجلی نے تم کو پکڑ لیا اور تم (یہ منظر اپنی آنکھوں سے) دیکھ رہے تھے ﴿۵۵﴾ پھر ہم نے تمھاری موت کے بعد (زندہ کرکے) تم کو اٹھایا؛ تاکہ تم (اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا کرو ﴿۵۶﴾ اور (اے بنی اسرائیل! وہ نعمتیں بھی یاد کرو کہ) ہم نے (وادیٔ تیہ میں) تمھارے اوپر بادل سے سایہ کیا اور ہم نے تمھارے اوپر ''منّ'' اور ''سلویٰ'' اتارا، جو پاکیزہ روزی ہم نے تم کو دی اس میں سے تم کھاؤ، اور (نافرمانی کرکے) ان (بنی اسرائیل کے) لوگوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا؛ بلکہ وہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے② ﴿۵۷﴾ اور (اے بنی اسرائیل! وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے (تم کو) حکم دیا کہ تم اس بستی میں داخل ہو جاؤ، سو اس (شہر) میں سے جہاں سے چاہو تم جی بھر کر کھاؤ اور تم (شہر کے) دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوو③ اور یہ بولتے ہوئے جاؤ کہ (اے اللہ!) ہم تو بخشش چاہتے ہیں'' (اس عمل کی برکت سے) ہم تمھارے گناہوں کو معاف کردیں گے اور نیکی کرنے والوں کو ہم زیادہ (ثواب اور نعمتیں) دیں گے ﴿۵۸﴾

① (دوسرا ترجمہ) جب ہم خود اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے سامنے دیکھ لیں گے تب ہی ہم آپ کی بات پر یقین کریں گے (کہ جو آواز ہم نے طور پر سنی یہ اللہ کی ہی ہے)۔ ② یعنی اس نافرمانی کا نقصان دنیا و آخرت میں بھگتنا ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) سر جھکائے ہوئے داخل ہوو۔ فعلی و قولی ادب دونوں کا آیت میں تذکرہ ہے، البتہ عملی مقدم ہے، شاید اس کی زیادہ اہمیت کی طرف اشارہ ہے۔

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا
مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۝۵۹ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ
بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ
مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۝۶۰ وَاِذْ
قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ
الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ
هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ؕ

سو جو لفظ (معافی کا) ان کو (بولنے کے لیے) کہا گیا تھا تو ظالموں نے اس کو دوسرے (مذاق کے) لفظ سے بدل دیا① اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو نافرمانی وہ کرتے تھے اس کی وجہ سے ظالموں پر ہم نے آسمان سے عذاب اتارا ﴿۵۹﴾

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کے واسطے (وادیٔ تیہ میں) پانی کی دعا کی، تو ہم نے کہا کہ: (موسیٰ!) اپنے عصا کو (خاص) پتھر پر مارو، سو (لکڑی مارتے ہی) اس (پتھر) سے بارہ چشمے بہنے لگے② پکی بات یہ ہے کہ ہر قبیلے نے اپنے پانی پینے کی جگہ کو پہچان لیا، (ہم نے کہا) تم اللہ تعالیٰ کے (دیے ہوئے) رزق میں سے کھاؤ اور پیو اور تم زمین میں فساد مچاتے مت پھرو ﴿۶۰﴾ اور (اے بنی اسرائیل! وہ وقت بھی یاد کرو) جب تم نے کہا تھا: اے موسیٰ! ہم ایک ہی قسم کے کھانے (من وسلویٰ) پر ہرگز صبر (یعنی اکتفا) نہیں کریں گے؛ لہٰذا آپ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کریں کہ (عام طور پر) زمین جو چیزیں اگاتی ہے وہ چیزیں وہ (اللہ تعالیٰ) ہمارے لیے پیدا کریں؛ یعنی اس (زمین) کی سبزی اور اس کی ککڑی اور اس کے گیہوں③ اور اس کا مسور اور اس کی پیاز (ہم کو کھانے ملے) اس (موسیٰ علیہ السلام) نے کہا: کیا بہتر چیز بدل کر گھٹیا چیز تم لینا چاہتے ہو؟

---

① بنی اسرائیل نے دونوں طرح کے ادب کی خلاف ورزی کی تب بے ادبی پر عذاب نازل ہوا۔
② اس لیے کہ بنی اسرائیل کے بارہ خاندان تھے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) لہسن۔

اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ
بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ
الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿٦١﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا ع
وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِـِٕیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا
فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ
تَوَلَّیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿٦٤﴾

تم کسی شہر میں اترو① تو تم کو تمھاری مانگی ہوئی چیز مل جائے گی اور ذلت اور محتاجگی ان پر (ہمیشہ) لگا دی گئی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے حق دار ہوئے، یہ (سزا)② اس لیے (دی گئی) کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے، یہ اس وجہ سے (بھی) کہ انھوں نے (اللہ تعالیٰ کی) نافرمانی کی اور وہ (شریعت کی) حد سے نکل جایا کرتے تھے ﴿٦١﴾

یقینی بات ہے کہ جو لوگ ایمان لائے③ اور جو لوگ یہودی اور نصرانی اور صابی ہوئے (ان میں سے) جو بھی اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور نیک کام کیا تو ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا ثواب (ملنے والا) ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین (بھی) نہیں ہوں گے ﴿٦٢﴾ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے (تورات پر عمل کرنے کا) عہد لیا تھا اور ہم نے تمھارے اوپر طور پہاڑ کو اٹھایا تھا کہ جو (تورات کتاب) ہم نے تم کو دی اس کو مضبوطی سے پکڑو④ اور جو (احکام) اس میں ہیں اس کو یاد رکھو؛ تاکہ تم کو (عمل کرنے سے) تقویٰ حاصل ہو جائے ﴿٦٣﴾ پھر اس (پکے قرار) کے بعد بھی تم (اپنے پورا عمل کرنے کے وعدے سے) پھر گئے، سو اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ضرور (تباہ و) برباد ہو جاتے ﴿٦٤﴾

---

① یعنی کسی شہر میں جاؤ۔ ② اس سزا کی وجہ یا نبیوں کے قتل پر دلیری کی وجہ۔
③ یعنی جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ ④ یعنی پورا عمل کرو۔ (دوسرا ترجمہ) پوری عزیمت اور قوت سے قبول کرو۔

وَلَقَدۡ عَلِمۡتُمُ الَّذِيۡنَ اعۡتَدَوۡا مِنۡكُمۡ فِى السَّبۡتِ فَقُلۡنَا لَهُمۡ كُوۡنُوۡا قِرَدَةً خٰسِـِٕيۡنَ ۝٦٥
فَجَعَلۡنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهَا وَمَا خَلۡفَهَا وَمَوۡعِظَةً لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۝٦٦ وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰى
لِقَوۡمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُكُمۡ اَنۡ تَذۡبَحُوۡا بَقَرَةً ؕ قَالُوۡۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ اَنۡ
اَكُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ۝٦٧ قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنۡ لَّنَا مَا هِىَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوۡلُ اِنَّهَا
بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكۡرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيۡنَ ذٰلِكَ ؕ فَافۡعَلُوۡا مَا تُؤۡمَرُوۡنَ ۝٦٨

اور پکی بات ہے کہ تم (اپنے) ان لوگوں کو (اچھی طرح) جانتے ہو جنھوں نے تم میں سے سنیچر کے دن کے (احکام کے) بارے میں زیادتی کی تو ہم نے ان کو کہا کہ: تم ذلیل بندر بن جاؤ① ﴿۶۵﴾ سو ہم نے اس (واقعہ) کو اس زمانے کے لوگوں کے لیے اور اس کے بعد والے لوگوں کے لیے عبرت اور تقویٰ والوں کے لیے نصیحت حاصل کرنے کا سامان بنا دیا ﴿۶۶﴾ اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کو کہا کہ: یقیناً اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم ایک گائے ذبح کرو② (تو قوم کے) لوگوں نے کہا کہ: (اے موسیٰ!) کیا آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں؟ وہ (موسیٰ علیہ السلام) کہنے لگے: میں اللہ تعالیٰ سے حفاظت چاہتا ہوں کہ میں (ایسے) نادانوں میں سے بنوں③ ﴿۶۷﴾ (قوم کے) لوگ کہنے لگے: (اے موسیٰ!) آپ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر دیجیے④ کہ وہ (اللہ تعالیٰ) ہم کو صاف صاف بتلا دیویں کہ وہ گائے کیسی ہو؟ اس (موسیٰ علیہ السلام) نے کہا کہ: یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) حکم دیتے ہیں کہ: وہ ایسی گائے ہو جو بہت زیادہ بوڑھی بھی نہ ہو اور کم عمر (یعنی بچھڑی) بھی نہ ہو (بلکہ بڑھاپا اور بچپن) دونوں کے درمیان کی (عمر کی) ہو، (اے میری قوم بنی اسرائیل!) اب جو حکم تم کو دیا گیا ہے اس کو تم کر ڈالو⑤ ﴿۶۸﴾

① یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے بندر بنا دیے گئے۔
② اس لیے کہ قاتل کو تلاش کرنا تھا۔
③ (دوسرا ترجمہ) احکامِ خداوندی میں تمسخر کرنے لگوں ایسی حالت سے میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت چاہتا ہوں (معلوم ہوا مذاق میں بھی جھوٹ بات نہ بولے)۔
④ (دوسرا ترجمہ) درخواست کر دیجیے۔ ⑤ یعنی گائے کے بارے میں زیادہ سوالات مت کرو اور گائے ذبح کر دو۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ
لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ
عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ
الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ
ع فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾

وہ (قوم کے لوگ پھر) کہنے لگے: (اے موسیٰ!) آپ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر دیجیے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) ہم کو صاف بتلا دیویں کہ اس (گائے) کا رنگ کیسا ہونا چاہیے؟ اس (موسیٰ) نے کہا: وہ (اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں کہ: وہ گائے زرد (یعنی پیلے) رنگ کی ہونی چاہیے، اس کا ایسا گہرا (زرد) رنگ ہو کہ دیکھنے والوں (کے دل) کو خوش کر دیوے ﴿۶۹﴾ (قوم کے) لوگ کہنے لگے: (اے موسیٰ!) آپ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر دیجیے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) ہم کو صاف صاف بتلا دیویں کہ وہ (گائے) کس قسم کی ہونی چاہیے؟ یقیناً گائے ابھی بھی ہم پر مشتبہ ہے① اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو (گائے کی قسم کے ظاہر ہونے کے بعد) ہم ضرور (اس گائے کا) پتہ لگالیں گے ﴿۷۰﴾ اس (موسیٰ علیہ السلام) نے کہا کہ: یقیناً وہ (میرے اللہ) یہ حکم دیتے ہیں کہ وہ ایسی گائے ہو جو محنت کر کے زمین کو جوتنے والی نہ ہو اور نہ تو وہ (گائے) کھیتی کو پانی دینے (یعنی سینچائی) کا کام کرتی ہو، (وہ گائے پوری طرح کام کاج کے اثرات یا عیب سے) سلامت ہو، اس (گائے) میں کسی طرح کا (دوسرے رنگ کا) داغ (یعنی دھبّہ) نہ ہو، (قوم کے) لوگ کہنے لگے کہ: (اے موسیٰ!) اب تم صاف (یعنی پوری) بات لائے②، سو انھوں نے اس (گائے) کو ذبح کیا③ حالاں کہ لگتا نہیں تھا کہ وہ یہ کام کریں گے ﴿۷۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) یقینا گائے کے بارے میں ہم (ابھی بھی) شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔
② یعنی اب گائے کے بارے میں پوری بات ہمارے سامنے آ گئی۔
③ جس بچے کے پاس ایسے اوصاف والی گائے تھی اس سے خرید کر۔

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۭ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ
بِبَعْضِهَا ۭ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ قَسَتْ
قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِىَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۭ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ
مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاۗءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ
خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ
فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٥﴾

اور (یاد کرو) جب (اے بنی اسرائیل!) تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا اور اس (قتل) کا الزام تم ایک دوسرے پر ڈال رہے تھے اور جو (راز) تم چھپانا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ تو اس کو ظاہر کرنے والے ہی تھے① ﴿۷۲﴾ سو ہم نے حکم دیا کہ: (اے بنی اسرائیل!) اس (ذبح کی ہوئی گائے) کا ایک حصہ اس (مقتول) سے لگا دو② اسی طرح (قیامت میں) اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کریں گے اور وہ (اللہ تعالیٰ) اپنی قدرت کے نمونے تم کو دکھلاتے ہیں؛ تاکہ تم عقل سے کام لو ﴿۷۳﴾ پھر اس (طرح کے واقعات کو دیکھنے) کے بعد (بھی) تمھارے دل سخت ہو گئے کہ جیسے وہ پتھر ہیں یا اس (پتھر) سے بھی زیادہ سخت ہیں اور یقیناً بعض پتھروں میں سے تو نہریں بہتی ہیں اور یقیناً ان (پتھروں) میں سے (دوسرے) بعض ایسے پتھر ہوتے ہیں کہ جب وہ پھٹتے ہیں تو اس میں سے پانی نکلتا ہے اور بعض ان میں سے (تیسری قسم کے پتھر) ایسے بھی ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے (اوپر سے) نیچے کی طرف گرتے ہیں اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں ہے ﴿۷۴﴾ (اے مسلمانو!) کیا پھر بھی تم توقع رکھتے ہو اس بات کی کہ وہ (یہودی) تمھارے کہنے سے ایمان لے آئیں گے اور (ان کا تو حال یہ ہے کہ) ان کی ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنتی تھی پھر اس کو سمجھنے کے بعد (جان بوجھ کر) وہ اس کو بدل ڈالتے تھے؛ حالاں کہ وہ (اس بدلنے کی برائی کو) جانتے بھی تھے③ ﴿۷۵﴾

① یعنی حقیقی قاتل کون ہے وہ ظاہر کرنا تھا۔ ② تب اس مقتول نے زندہ ہو کر قاتل کا نام بتا دیا کہ میرے بھتیجے نے مجھے قتل کیا تھا۔ ③ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام بدلنے پر دنیوی واخروی سزائیں جانتے تھے۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا
أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ عِندَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٧٦﴾
أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٧﴾ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ
الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٧٨﴾

النصف

اور وہ (یہودی منافقین) جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو (زبان سے) کہتے ہیں کہ: ہم تو ایمان لے آئے ہیں اور جب تنہائی (یا آپس) میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو (یہودی کافر منافقین سے) کہتے ہیں کہ: جو باتیں اللہ تعالیٰ نے تم پر (تورات میں) کھولیں① تم وہ باتیں ان (مسلمانوں) کو کیوں بتا دیتے ہو؟ تاکہ وہ (مسلمان قیامت کے دن) تمھارے خلاف ان باتوں سے تمھارے رب کے پاس دلیل بازی کریں②، کیا پھر بھی تم (اتنی) بات سمجھتے نہیں ہو③ ﴿۷۶﴾ (جو لوگ آپس میں ایسی باتیں کرتے ہیں) کیا ان کو اتنا بھی معلوم نہیں ہے کہ جو بات وہ چھپاتے ہیں اور جو بات وہ لوگ ظاہر کرتے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ ان سب (باتوں) کو جانتے ہیں ﴿۷۷﴾ اور ان (بنی اسرائیل) میں کچھ اَن پڑھ لوگ بھی ہیں④ جو کتاب (یعنی تورات) کا علم تو نہیں رکھتے، صرف (بڑوں سے سنی سنائی جھوٹی یعنی دل خوش کرنے والی باتوں پر) امیدیں (قائم کر رکھی) ہیں اور (ان کا کام یہ ہے کہ) وہ صرف خیالات باندھتے (یعنی قائم کرتے) رہتے ہیں ﴿۷۸﴾

① تورات میں نبی کریم ﷺ کے متعلق جو بشارت آئی تھی یا قرآن کے متعلق جو خبر آئی تھی ان میں سے کوئی ایک آدھ بات منافقین اپنے ایمان کی سچائی کا ثبوت دینے کے لیے مسلمانوں کو کہہ دیتے، اس پر یہودی ناراض ہو جاتے کہ تم اس طرح راز کی بات مت بتایا کرو، ورنہ مسلمان اسی بات کو لیکر قیامت کے دن تمھارے خلاف حجت قائم کریں گے جیسے کوئی شخص زبان سے کسی بات کا اقرار کرے یا اقرار کی کوئی تحریر لکھ کر دیوے اور پھر اسی بات کا انکار کر دیوے تو بہت زیادہ رسوائی ہوتی ہے کہ اقرار کر کے پھر گیا۔

نوٹ: تورات اور انجیل میں تحریفات کے باوجود آج تک حضرت نبی کریم ﷺ کی بشارت واضح الفاظ میں موجود ہے۔

② کہ یہ یہود جانتے ہوئے بھی مانتے نہ تھے۔ (دوسرا ترجمہ) کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مسلمان ان باتوں کی وجہ سے تمھارے رب کے سامنے تم پر الزام قائم کر دیں۔

③ (دوسرا ترجمہ) تم میں اتنی عقل بھی نہیں ہے۔ ④ یہود علما کے مقابلہ میں عوام میں علم کی کمی۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا
بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝
وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ
يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

سو بہت بڑی تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں① پھر (لوگوں سے یوں) کہتے ہیں کہ: یہ باتیں تو اللہ تعالیٰ کے یہاں سے ہیں؛ تا کہ وہ ایسی (جھوٹی) بات کے ذریعے تھوڑا سا (دنیا کا) سرمایہ کمالیویں، سو ان کے ہاتھوں نے جو کچھ لکھا ہے اس کی وجہ سے ان کے لیے بڑی تباہی ہے اور اس (خود کی لکھی ہوئی باتوں) سے جو (دنیا کی) کمائی کی اس کی وجہ سے (بھی) ان کے لیے بھاری تباہی ہے ﴿۷۹﴾ اور وہ (بنی اسرائیل یوں) کہنے لگے کہ: ہم کو تو آگ بالکل نہیں لگے گی، ہاں چند دن کے لیے② (جہنم کی آگ لگے گی) تو (اے نبی!) تم (ان بنی اسرائیل سے) کہو کہ: کیا تم نے (اس معاملے میں) اللہ تعالیٰ سے (اس کا) کوئی عہد لے رکھا ہے③ کہ اللہ تعالیٰ اپنے عہد کے بالکل خلاف نہیں کریں گے یا تو تم اللہ تعالیٰ پر ایسی باتیں بولتے ہو جو تم جانتے نہیں ہو④ ﴿۸۰﴾

---

① یعنی تورات میں اپنی لکھی ہوئی بات کو ملاتے ہیں۔
②: [۱] بعض کے نزدیک سات دن؛ اس لیے کہ یہود کے زعم میں دنیا کی مجموعی عمر سات ہزار سال ہے، ایک ہزار کے بدلے ایک دن، اس طرح سات ہزار کے بدلے سات دن۔
[۲] بعض نے اس سے چالیس دن مراد لیے ہیں؛ اس لیے کہ قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پر تشریف لے جانے کے زمانے میں چالیس دن بچھڑے کی پرستش کی تھی۔
[۳] بعض نے چالیس سال مراد لیے ہیں؛ اس لیے کہ چالیس سال بنو اسرائیل وادیٔ تیہ میں حیران و پریشان پھرتے رہے۔
[۴] اور بعض نے ہر یہودی جتنے سال دنیا میں زندہ رہا اتنے سال جہنم میں جلے گا، یہ سب من گھڑت باتیں ہیں۔
(دوسرا ترجمہ) گنتی کے چند دنوں کے سوا (جہنم کی) آگ ہم کو مس بھی نہ کرے گی۔
③ اللہ تعالیٰ تھوڑے ہی دن تم کو جہنم میں ڈالے گا۔
④ یعنی ایسا کوئی عہد ہوا ہی نہیں ہے۔

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۟ وَبِالْوَالِدَيْنِ ع ۱۱
اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا
مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ
وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾

کیوں نہیں! (جہنم کا قاعدہ یہ ہے کہ) جس نے گناہ کمایا اور اس کے گناہ نے سب طرف سے اس کو گھیر لیا① سو وہی جہنم میں جانے والے لوگ ہیں، اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ﴿۸۱﴾ اور (جنت کا قاعدہ یہ ہے کہ) جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے وہی جنت میں جانے والے ہیں، (اور) وہ اس (جنت) میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۸۲﴾

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب کہ ہم نے بنی اسرائیل سے اقرار لیا تھا (اس اقرار کی باتیں یہ تھیں) کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتے داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھی (اچھا سلوک کرو) اور لوگوں کو نیک بات کہو اور تم نماز کو قائم کرو اور تم زکوۃ دیتے رہو، پھر تم میں سے تھوڑے لوگوں کے سوا باقی سب (لوگ اس عہد سے) پھر گئے اور تم (وعدہ کر کے) پھرنے ہی والے ہو② ﴿۸۳﴾ اور (اے بنی اسرائیل! وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے تم سے اقرار لیا تھا (جس کی خاص خاص باتیں یہ تھیں) کہ تم آپس میں ایک دوسرے کا خون نہیں بہاؤ گے اور اپنوں کو اپنے وطن سے تم نہیں نکالو گے، پھر تم نے (ان باتوں پر) اقرار کر لیا اور تم اس بات کے (اس اقرار کے) گواہ ہو ﴿۸۴﴾

---

① گناہ کے گھیرنے کا مطلب یہ ہے کہ نیکی کا کوئی اثر تک نہ رہے، ظاہر ہے کہ یہ بات کافر میں ہوتی ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) اور تمھاری تو عادت ہی ہے (اقرار کر کے) پھر جانا۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ۫ تَظٰهَرُوْنَ
عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ
اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ
فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۸۵

پھر (اے بنی اسرائیل!) تم وہی لوگ تو ہو جو (اپنے اقرار کے خلاف کر کے) اپنوں کو قتل کر دیتے ہو اور تم اپنوں میں سے کچھ لوگوں کو وطن سے نکال دیتے ہو (گویا) ان کے خلاف گناہ اور زیادتی کے کام میں (دوسروں کی) مدد کرتے ہو اور (عجیب بات یہ ہے کہ) اگر وہ (اپنے مذہبی یا خاندانی لوگ دشمنوں کے) قیدی بن کر تمھارے پاس آ جائیں تو تم فدیہ دے کر ان کو چھڑا لیتے ہو؛ حالاں کہ (وطن سے) ان کو نکال دینا بھی تمھارے اوپر حرام تھا①، تو کیا تم (تورات) کتاب کے بعض احکام مانتے ہو اور بعض (احکام) کا تم انکار کرتے ہو②؟ سو جو شخص تم میں سے ایسا کرتا ہے اس کی سزا یہی ہے کہ دنیوی زندگی میں رسوائی ہوگی اور قیامت کے دن وہ سخت عذاب میں لوٹا (یعنی ڈال) دیے جائیں گے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں ہے ﴿۸۵﴾

---

① مدینہ میں یہودیوں کے دو بڑے قبیلے رہتے تھے: (۱) بنو قریظہ (۲) بنو نضیر۔ بنو قریظہ کی قبیلۂ اوس سے دوستی تھی اور بنو نضیر کی قبیلۂ خزرج سے دوستی تھی، اب اوس اور خزرج میں آپس میں لڑائی ہوتی رہتی تھی تو دوستی کے تقاضے سے قبیلۂ بنو قریظہ کے لوگ اوس والوں کی مدد کرتے تھے اور اسی مدد کی وجہ سے جب بنو نضیر کے لوگ خزرج کے لوگوں کا ساتھ دینے آتے تو قریظہ اور نضیر کے لوگوں میں بھی لڑائی ہو جاتی اور بنو نضیر اور بنو قریظہ کے لوگ ایک دوسرے کے خاندان والوں کو قتل کرتے اور جلا وطن کرنے کی بھی نوبت آتی تو اس میں بھی مدد کرتے؛ حالاں کہ تورات میں یہودیوں کے لیے تین خاص حکم تھے: (۱) آپس میں قتل نہ کرنا (۲) وطن نہ چھڑانا۔ یہودی لوگ ان دونوں حکم کی خلاف ورزی کرتے تھے اور کوئی ان کو تورات کا حکم یاد دلاتا تو وہ یوں کہتے کہ: دوستوں کی تو مدد کرنی ہوتی ہے اور دوستوں کی مدد میں مجبوراً شریعت کی خلاف ورزی ہو جاتی ہے؛ حالاں کہ یہ بھی محض ایک حیلہ اور دھوکے بازی تھی؛ البتہ تورات میں ایک تیسرا حکم بھی تھا کہ (۳) اپنی قوم میں سے کسی کو جیل میں بند دیکھے تو روپیہ خرچ کر کے اس کو چھڑا کر لے آوے۔ اس تیسرے حکم پر یہودی بڑے اہتمام سے عمل کرتے تھے، جب ان کو کوئی کہتا کہ: تم قیدیوں کو تو چھڑا لیتے ہو تو وہ کہتے کہ: کیا کریں تورات کے حکم پر عمل کرنا پڑتا ہے، یہ عجیب ان کی حالت تھی کہ تورات کے دو حکم پر عمل نہ کرے اور ایک حکم پر عمل کرے، ان کی اس دھوکے بازی کا پردہ چاک کیا گیا ہے) (اللہ کی طرف سے تورات میں عہد کے باوجود جلا وطن کرنے کی شرارت کر کے تم نے احکامِ الٰہی کی نافرمانی کی)۔ ② یعنی جو احکام اپنی چاہت کے مطابق ہیں ان پر عمل کرتے ہو اور جو چاہت کے مطابق نہیں ان پر عمل نہیں کرتے۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ز فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا
هُمْ يُنْصَرُوْنَ۝۸۶ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ز وَاٰتَيْنَا
عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا
تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ج فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ز وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ۝۸۷ وَقَالُوْا
قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ط بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ۝۸۸

ان ہی لوگوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے بدلے خرید لیا①، سو (کسی وقت بھی) ان سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا اور ان (لوگوں) کی (کہیں سے) مدد بھی نہیں کی جائے گی ﴿۸٦﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (تورات) دی اور ہم نے اس کے بعد ایک کے پیچھے ایک (یعنی لگاتار) رسولوں کو بھیجا، اور مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام) کو ہم نے کھلے معجزے دیے (جو ان کی نبوت کی نشانی تھی) اور مقدس روح (یعنی جبرئیل علیہ السلام) کے ذریعہ ان کو ہم نے مدد پہنچائی (اے بنی اسرائیل!) کیا پھر (ایسا نہیں ہوا کہ) جب بھی کوئی رسول تمھاری نفسانی خواہشات کے خلاف احکام لایا تو تم تکبر کرنے لگے②، سو (رسولوں کی) ایک جماعت کو تم نے جھٹلا دیا اور ایک جماعت کو تم قتل ہی کر ڈالتے تھے ﴿۸۷﴾ اور (جو بنی اسرائیل ایمان نہیں لائے) وہ کہنے لگے کہ: ہمارے دل تو غلاف میں (حفاظت سے رکھے ہوئے) ہیں③؛ بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت ڈال رکھی ہے، اس لیے کم ہی لوگ (ان میں سے) ایمان لاتے ہیں④ ﴿۸۸﴾

① (دوسرا ترجمہ) جنھوں نے آخرت دے کر دنیا کی زندگی خرید لی۔
② اکڑ گئے کہ نہیں مانیں گے۔
③ (دوسرا ترجمہ) بنی اسرائیل کہنے لگے: ہمارے دل تو (علوم و معارف کا) خزانہ ہے (یعنی حضرت محمد ﷺ کی نصیحت کی ہم کو ضرورت نہیں) اول ترجمہ کا مطلب یہ ہے کہ دل حفاظت میں ہونے کی وجہ سے یہودیت دل سے نکلتی نہیں اور اسلام اندر داخل ہوگا نہیں۔
④ (دوسرا ترجمہ) وہ بہت ہی تھوڑا ایمان رکھتے ہیں۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ
يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ
يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ
وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ
اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۚ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ

اور جب ان (بنی اسرائیل) کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب آئی (یعنی قرآن) جو ان کے پاس (پہلے سے) موجود (تورات) کو سچا بتلاتی ہے؛ حالاں کہ (ان بنی اسرائیل کا) پہلے (یہ طریقہ تھا کہ قرآن کے وسیلے سے) وہ کافروں کے خلاف فتح کی دعا مانگا کرتے تھے، سو جب ان (بنی اسرائیل) کے پاس (پہلے سے) جانی پہچانی کتاب آچکی (یعنی قرآن) تو ان (بنی اسرائیل کے) لوگوں نے اس کو ماننے سے انکار کر دیا، سو (ایسے) کافروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ﴿۸۹﴾ بہت بری ہے وہ چیز جس کے بدلے میں انھوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے کلام (یعنی قرآن) کا اس ضد پر انھوں نے انکار کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل (یعنی وحی) میں سے ① اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اس پر (کیوں) اتارتے ہیں؟ سو وہ (بنی اسرائیل) غضب پر غضب کے حق دار ہوئے ② اور کافروں کے لیے ذلیل کر دینے والا عذاب ہے ﴿۹۰﴾ اور جب ان (بنی اسرائیل) سے کہا جاتا ہے کہ: جو (قرآن) اللہ تعالیٰ نے اتارا اس پر تم ایمان لے آؤ تو (جواب میں یہ یوں) کہتے ہیں کہ: جو (کتاب: تورات) ہم پر اتاری گئی ہم (صرف) اس (کتاب) پر ایمان رکھتے ہیں اور اس (تورات) کے سوا (دوسری آسمانی کتابوں) کا وہ انکار کرتے ہیں؛ حالاں کہ وہ (قرآن) تو حق ہے (اور) ان (بنی اسرائیل) کے پاس جو (تورات) ہے (قرآن) اس کو سچا بتلاتا ہے،

---

① (دوسرا ترجمہ) اپنے فضل کا کوئی حصہ۔ ② ایک غضب کفر کی وجہ سے، دوسرا حسد کی وجہ سے۔

قُلۡ فَلِمَ تَقۡتُلُوۡنَ اَنۡۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنۡ قَبۡلُ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدۡ جَآءَكُمۡ مُّوۡسٰى
بِالۡبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذۡتُمُ الۡعِجۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ وَاَنۡتُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ﴿۹۲﴾ وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَكُمۡ
وَرَفَعۡنَا فَوۡقَكُمُ الطُّوۡرَؕ خُذُوۡا مَآ اٰتَيۡنٰكُمۡ بِقُوَّةٍ وَّاسۡمَعُوۡا ؕ قَالُوۡا سَمِعۡنَا
وَعَصَيۡنَا ۗ وَاُشۡرِبُوۡا فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡعِجۡلَ بِكُفۡرِهِمۡ ؕ قُلۡ بِئۡسَمَا يَاۡمُرُكُمۡ بِهٖۤ
اِيۡمَانُكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۹۳﴾ قُلۡ اِنۡ كَانَتۡ لَكُمُ الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ عِنۡدَ اللّٰهِ خَالِصَةً
مِّنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۹۴﴾

تم (ان سے) ① کہو: اگر تم واقعی (تورات پر) ایمان رکھتے تھے تو اس سے پہلے (یعنی پچھلے زمانے میں) اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو تم کیوں قتل کرتے رہے؟ ② ﴿۹۱﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ (خود) موسیٰ (علیہ السلام) تمھارے پاس کھلے معجزات لے کر آ چکے، پھر ان (موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے) کے بعد تم نے بچھڑے کو معبود بنالیا اور تم ظلم کرنے والے تھے ③ ﴿۹۲﴾ اور (اے بنی اسرائیل! اس وقت کو یاد کرو) جب ہم نے تمھارا اقرار لیا تھا اور ہم نے طور پہاڑ کو اٹھا کر تم پر معلق کر دیا (ہم نے حکم دیا) کہ جو ہم نے تم کو دیا ④ اس کو مضبوطی سے پکڑو ⑤ اور (جو کچھ کہا جائے اس کو دھیان سے) سنو، تو ان (بنی اسرائیل کے) لوگوں نے کہا: ہم نے سن تو لیا اور (لیکن) ہم نے نہیں مانا ⑥ ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت پلا دی گئی ⑦ (اے نبی!) تم (ان بنی اسرائیل سے) کہو: (تمھارے خیال میں) اگر تم ایمان والے ہو تو بہت بری بات ہے جو تمھارا (یہ اپنا خیالی) ایمان تم کو سکھاتا ہے ⑧ ﴿۹۳﴾ (اے نبی!) تم (ان بنی اسرائیل سے) کہو کہ: اگر اللہ تعالیٰ کے یہاں آخرت کا گھر ⑨ صرف تمھارے لیے خاص ہے، دوسرے لوگوں کے لیے نہیں ⑩ تو اگر تمھاری یہ بات سچی ہے تو موت کی تمنا کر کے دکھا دو ﴿۹۴﴾

---

① بنی اسرائیل کو تورات پر کامل ایمان کے دعوے کی تردید کرنے کے لیے یوں کہو کہ۔ ② اس لیے کہ تورات نبیوں کے قتل کی اجازت نہیں دیتی۔ ③ یعنی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بچھڑے کو معبود بنانا بڑا ظلم (یعنی کفر) تھا۔ ④ یعنی تورات کے احکام۔
⑤ یعنی اس پر کامل عمل کرو۔ ⑥ یعنی سنی ہوئی بات پر پہلے بھی عمل نہیں کیا اور اب بھی نہیں کریں گے۔
⑦ یعنی بسی ہوئی ہے (دوسرا ترجمہ) اتار دی گئی۔ ⑧ یعنی احکام کو نہ ماننا۔ ⑨ یعنی جنت کی نعمتیں۔ ⑩ جیسا کہ تم کہتے ہو۔

وَلَنۡ يَّتَمَنَّوۡهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمۡ
اَحۡرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚۛ وَمِنَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا ۚۛ يَوَدُّ اَحَدُهُمۡ لَوۡ يُعَمَّرُ اَلۡفَ
سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحۡزِحِهٖ مِنَ الۡعَذَابِ اَنۡ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيۡرٌۢ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۶﴾ قُلۡ ع
مَنۡ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبۡرِيۡلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلۡبِكَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ
وَهُدًى وَّبُشۡرٰى لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۹۷﴾ مَنۡ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبۡرِيۡلَ
وَمِيۡكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۹۸﴾

اور (ہم تم کو بتا دیتے ہیں کہ اپنے) ان کاموں کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں وہ (یہود) کبھی اس (موت) کی تمنا نہیں کریں گے، اور اللہ تعالیٰ (ان) ظالموں کو خوب اچھی طرح سے جانتے ہیں ① ﴿۹۵﴾ اور تم ان (یہودیوں) میں زندہ رہنے کی لالچ دوسرے لوگوں سے زیادہ پاؤ گے؛ بلکہ جن لوگوں نے شرک کیا ان سے بھی زیادہ (حریص پاؤ گے)، ان (یہود) میں سے ایک ایک یہ چاہتا ہے کہ وہ ہزار برس زندہ رہے؛ حالاں کہ اتنا لمبا جینا بھی ان کو عذاب سے بچا نہیں سکتا اور وہ لوگ جو کام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو پوری طرح دیکھتے ہیں ﴿۹۶﴾

(اے نبی!) تم (ان یہود سے) کہہ دو کہ: جو شخص بھی جبرئیل (علیہ السلام) کا دشمن ہے ② (تو سنو!) اس (جبرئیل علیہ السلام) نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ (قرآن) تمھارے دل پر اتارا ہے جو (قرآن) اپنے سے پہلی کتابوں کو سچا بتلاتا ہے اور صحیح راہ دکھلاتا ہے اور ایمان والوں کو (جنت کی) خوش خبری سناتا ہے ﴿۹۷﴾ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کا دشمن بنا اور اس (اللہ تعالیٰ) کے فرشتوں کا اور اس (اللہ تعالیٰ) کے رسولوں کا اور جبرئیل (علیہ السلام) کا اور میکائیل (علیہ السلام) کا تو (وہ آدمی سن لیوے کہ) یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کے دشمن ہیں ﴿۹۸﴾

---

① اس لیے ان کو ان کے ظلم کی سزا بھی دیں گے۔

② یہود یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے آباء و اجداد پر عذاب حضرت جبرئیل علیہ السلام لاتے تھے؛ اس لیے دشمنی رکھتے تھے، یہود کی اس دشمنی سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ۚ وَمَا یَكْفُرُ بِهَاۤ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا
عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ
عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙۗ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ
ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰی مُلْكِ
سُلَیْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ
وَمَاۤ اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَكَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے تمھاری طرف کھلی ہوئی آیتیں اتاریں اور جن لوگوں کی عادت نافرمانی کی ہے وہی لوگ ان (آیتوں) کا انکار کرتے ہیں ﴿۹۹﴾ کیا (ایسی بات نہیں ہے کہ) جب جب بھی ان (بنی اسرائیل کے) لوگوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک فریق نے اس (عہد) کو توڑ دیا ①؛ بلکہ ان کے زیادہ لوگ ایسے ہیں جو ایمان ہی نہیں لاتے ② ﴿۱۰۰﴾ اور جب ان (بنی اسرائیل) کے پاس اللہ تعالیٰ کے یہاں سے ایک رسول (یعنی حضرت محمد ﷺ) آ گئے کہ وہ (رسول) ان (بنی اسرائیل) کے پاس جو کتاب (یعنی تورات) ہے، اس کو سچا بتلاتے ہیں تو اہلِ کتاب کی ایک جماعت نے اللہ تعالیٰ کی کتاب (یعنی تورات اور انجیل) کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ایسا پھینک دیا گویا کہ وہ (اس کتاب کو) جانتے ہی نہیں ﴿۱۰۱﴾ اور وہ (بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی کتاب کو چھوڑ کر) اس (جادو منتر) کے پیچھے پڑ گئے جس کو شیاطین سلیمان (علیہ السلام) کی حکومت کے زمانے میں پڑھا کرتے تھے اور سلیمان (علیہ السلام) نے کفر نہیں کیا؛ لیکن شیاطین نے کفر کیا جو لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور وہ (بنی اسرائیل) اس (جادو کے علم) کے پیچھے بھی (پڑ گئے) جو (عراق کے) بابل شہر میں ہاروت اور ماروت (نامی) دو فرشتوں پر اتارا گیا تھا ③

① یعنی پوری گستاخی سے رد کر دینا، عمل نہ کرنا۔
② تورات میں حضور ﷺ کی واضح علامات بیان کی گئی ہیں اور حضور ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے؛ اس لیے جو شخص حضور ﷺ پر ایمان نہ لائے وہ تورات کا بھی مخالف ہے۔ ③ یعنی ان دونوں کو الہام کے ذریعہ سکھایا گیا تھا۔

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا
يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ
وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ
مِنْ خَلَاقٍ ۛ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا
ع وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا
رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

اور وہ دونوں (فرشتے) کسی کو بھی جادو سکھانے سے پہلے (صاف) کہہ دیا کرتے تھے کہ: ہم تو (جادو سکھانے کے ذریعہ) صرف آزمائش کے لیے (بھیجے گئے) ہیں، لہٰذا تو (جادو کے سیکھنے کے پیچھے پڑ کے) کافر مت بن، پھر بھی ① وہ لوگ ان دونوں (فرشتوں) سے ایسا (جادو) سیکھتے تھے جس کے ذریعے مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کر دیویں اور (اس بات کا یقین ہونا چاہیے کہ) وہ لوگ اس (جادو) کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور وہ (بنی اسرائیل فرشتوں سے) ایسی چیز سیکھتے تھے جو ان کو نقصان دیتی تھی اور ان کو کوئی فائدہ نہیں دیتی تھی اور اتنی بات تو وہ بھی اچھی طرح جانتے تھے کہ جس نے بھی اس (جادو) کو اختیار کیا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور وہ (جادو) بہت بری چیز ہے جس کے بدلے میں انھوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا، کاش کہ وہ (جادو کی برائی کو) جان لیتے ② ﴿۱۰۲﴾ اور اگر وہ (بنی اسرائیل جادو کے بجائے) ایمان لاتے اور تقویٰ والے ہو جاتے ③ تو (اس پر) اللہ تعالیٰ کے یہاں سے جو ثواب ملتا یقیناً وہ بہتر ہوتا، کاش کہ وہ (اس بات کو) جان لیتے ﴿۱۰۳﴾

اے ایمان والو! (رسول کو اپنی طرف مخاطب کرنے کے لیے) تم "رَاعِنَا" مت بولو اور "اُنْظُرْنَا" کہہ دیا کرو ④ اور (رسول کی بات کو دھیان سے) سنا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿۱۰۴﴾

---

① یعنی اس طرح فرشتوں کے تنبیہ کرنے کے باوجود۔ ② اور جادو کو اپنا کر اپنی آخرت برباد نہ کرتے۔ باقی پیچھے ☜

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾

نہ تو اہلِ کتاب میں سے جو کافر لوگ ہیں وہ اور (دوسرے) مشرکین (بھی) پسند نہیں کرتے یہ کہ تم (مسلمانوں) پر تمھارے رب کی طرف سے کوئی بھلائی اتاری جائے؛ حالاں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت جس کے لیے چاہتے ہیں (اس کے لیے) خاص کردیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو بڑے فضل کے مالک ہیں ﴿۱۰۵﴾ کسی آیت کو ہم جو منسوخ کردیتے ہیں یا ہم (ذہن سے) اس (آیت) کو بھلا دیتے ہیں تو ہم اس سے بہتر یا اس کے برابر (آیت یا حکم) لے آتے ہیں① کیا تم کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۱۰۶﴾

⬅ **پچھلے صفحے کا مابقیہ:** ③ یعنی جادو کے کاموں سے خود کو بچا لیتے۔ ④ یہودیوں نے ایک نئی شرارت شروع کی تھی کہ نبیٔ کریم ﷺ کی مجلس میں آکر آپ ﷺ کو ''راعِنا'' کا لفظ کہتے جو عبرانی زبان میں ایک گالی کا لفظ تھا اور زبان دبا کر ''راعینا'' بولے تو معنیٰ ''ہمارے چرواہے'' ہوتا ہے اور یہودی لوگ اسی نیت سے یہ لفظ بولتے تھے، گرچہ عربی زبان میں اس کا معنیٰ یہ بھی ہوتا تھا ''ہماری مصلحت کی رعایت کیجیے'' اس لیے عربی جاننے والے لوگ اس شرارت کو سمجھ نہیں پاتے تھے اور عربی مفہوم کے اعتبار سے بعض مسلمان بھی یہ لفظ استعمال کرنے لگے، اس پر وہ یہودی آپس میں بیٹھ کر ہنستے کہ دیکھو! ہم نبی کو سب کے سامنے برا کہتے ہیں اور خود ان کے ماننے والے مسلمان بھی ہمارے ساتھ اسی میں شامل ہیں۔ اسی لیے یہ ''راعنا'' کا لفظ استعمال کرنا بند کروادیا گیا اور اس کے بجائے ''انظرنا'' یعنی ''ہماری طرف نظر کیجیے'' یہ لفظ استعمال کرنے کی تاکید کی گئی۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کسی جائز کام سے دوسروں کو ناجائز کام میں پڑنے کی گنجائش ملتی ہو تو ایسے جائز کام سے بھی بچنا چاہیے، بس اتنا ہے کہ وہ شریعت کے بنیادی فرائض میں سے نہ ہو۔

اس صفحے کا حاشیہ: ① نسخ کی وضاحت: ہر نبی کی شریعت میں بنیادی عقائد: توحید، رسالت، آخرت وغیرہ ہر زمانے میں ایک رہے؛ لیکن عمل کے متعلق جو احکام ہیں ان میں الگ الگ زمانے میں اللہ تعالیٰ نے تبدیلی فرمائی۔ اسی طرح جب نبیٔ کریم ﷺ پر شروع میں وحی آئی تو احکام میں حالات کے اعتبار سے پہلے ایک حکم دیا گیا، پھر بدل کر اس کی جگہ دوسرا حکم دیا گیا، اس کو قرآن کی زبان میں نسخ کہتے ہیں، البتہ نبیٔ کریم ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے سے پہلے جو کچھ تبدیلی وغیرہ ہونی تھی وہ ہو چکی اور آپ ﷺ کی زندگی میں دین مکمل ہو چکا، آپ ﷺ کے بعد دین میں کسی کو کسی قسم کی تبدیلی کا کوئی حق نہیں ہے اور یہ نسخ دین میں کوئی عیب نہیں ہے؛ بلکہ یہ بھی ایک کامل حکمت کی چیز ہے جیسے کہ ایک ماہر ڈاکٹر مریض کے حالات کے اعتبار سے دوائی بدلتا رہتا ہے۔

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا
نَصِيْرٍ ﴿١٠٧﴾ أَمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۗ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ
الْكُفْرَ بِالْإِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿١٠٨﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ
بَعْدِ إِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا
وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٠٩﴾ وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا
الزَّكٰوةَ ۗ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِأَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١٠﴾

کیا تم کو (یہ بات) معلوم نہیں کہ یقیناً آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حمایتی① اور مدد کرنے والا نہیں ہے ﴿۱۰۷﴾ (اے مسلمانو!) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اپنے رسول (یعنی محمد ﷺ) سے ایسے (نامناسب) سوال کرو② جیسے (تم سے) پہلے (زمانے میں) موسیٰ (علیہ السلام) سے (نامناسب) سوال کیے گئے③ اور جو شخص ایمان کے بدلے کفر اختیار کرے پکی بات ہے کہ وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا ﴿۱۰۸﴾ (اے مسلمانو!) بہت سارے اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) اپنے دل کے حسد کی وجہ سے یہ چاہتے ہیں کہ تمھارے ایمان لانے کے بعد تمھیں پلٹا کر④ کافر بنا دیں، حق (یعنی اسلام کی سچائی) ان کے سامنے ظاہر ہو چکنے کے باوجود بھی، پھر جب تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا کوئی حکم (ان سے جہاد کا) بھیج دے وہاں تک تم ان کو معاف کرو، اور درگذر کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۱۰۹﴾ اور (اے مسلمانو!)⑤ تم نماز قائم کرتے رہو اور تم زکوۃ دیا کرو⑥ اور جو بھلائی کا عمل (کرکے) اپنے فائدے کے لیے تم آگے بھیج دو گے⑦ اس (کے ثواب) کو تم اللہ تعالیٰ کے یہاں (محفوظ) پاؤ گے⑧ یقیناً جو عمل تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہے ہیں ﴿۱۱۰﴾

① یعنی کام بنانے والا ② جس سوال میں کوئی دینی فائدہ یا دنیوی کوئی اہم مصلحت نہ ہو ایسے سوال کرنے سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے ③ نامناسب سوال کرنے والے بنی اسرائیل تھے؛ یعنی مسلمانوں کو اپنے نبی سے نامناسب سوال نہیں کرنا چاہیے ④ (دوسرا ترجمہ) پھر تم کو مرتد بنا کر کافر بنا دیں ⑤ اللہ کی طرف سے دشمنوں کے خلاف جہاد کا حکم اپنے وقت پر آئے گا ابھی تو ⑥ یعنی نصاب کے مطابق حساب کرکے پوری زکوۃ ⑦ یعنی آخرت میں جمع کراؤ گے ⑧ یعنی مرنے کے بعد وہ ثواب کام آئے گا۔

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا
بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١١١﴾ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ
عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى ع ١٣
عَلٰى شَيْءٍ ۪ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ
الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١١٣﴾

اور وہ (یہود و نصاریٰ) کہتے ہیں کہ: جنت میں یہودی اور نصرانی کے سوا (دوسرا) کوئی ہرگز داخل نہیں ہوگا① یہ سب ان کی (بے اصل) آرزوئیں ہیں② (اے نبی!) تم (ان سے) کہو: اگر تم سچے ہو③ تو (اس پر) اپنی (کوئی) دلیل لاؤ④ ﴿١١١﴾ کیوں نہیں: (اصل بات تو یہ ہے کہ) جو اپنا چہرا (یعنی زندگی کا رخ) اللہ تعالیٰ کے تابع کردے⑤ اور وہ نیکی کے کام کرنے والا ہو⑥ تو اس (شخص) کو اپنے رب کے پاس اپنے (عمل کا) ثواب ملتا ہے اور ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں اور وہ لوگ غمگین (بھی) نہیں ہوں گے ﴿١١٢﴾

اور یہود (یوں) کہنے لگے کہ: نصاریٰ کسی دین⑦ پر نہیں ہیں اور (جواب میں) نصاری کہنے لگے کہ: یہود کسی دین پر نہیں ہیں؛ حالاں کہ وہ سب (یہود و نصاریٰ اپنی آسمانی) کتاب پڑھتے ہیں⑧ اسی طرح (یہ سن کر مشرکین) جن کے پاس کوئی (آسمانی) علم نہیں ہے وہ بھی ان (یہود و نصاریٰ) کے جیسی بات کہنے لگے⑨ سو جن باتوں (یعنی امور) کے متعلق وہ آپس میں اختلاف کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان (باتوں) کے متعلق ان کے درمیان فیصلہ فرماویں گے⑩ ﴿١١٣﴾

---

① مذہب کو قومیت کے دائرے میں محدود کردیا اور خود کی بڑائی، تخصیص جھاڑنی شروع کردی۔ ② باطل، بے اصل، جھوٹی یا صرف دل خوش کرنے والی باتیں ہیں۔ ③ اپنے جنت کے تمھارے لیے خاص ہونے کے دعوے میں۔ ④ ظاہر ہے کہ ایسی کوئی دلیل نہیں ہے؛ اس لیے کہ دعویٰ ہی غلط ہے۔ ⑤ یعنی اللہ کا کامل فرماں بردار بن جاوے۔ ⑥ (دوسرا ترجمہ) نیک روش کا پابند بھی ہو۔ ⑦ یعنی صحیح دین کے راستہ پر نہیں ہے۔ ⑧ یعنی ایک دوسرے کے دین کی حقیقت جانتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے دین کو بے بنیاد و بے اصل کہتے ہیں، یہ مذہبی تعصب کی بات ہے۔ ⑨ مشرکین، یہود و نصاری کے دین کو غلط کہنے لگے؛ حالاں کہ خود مشرکین کا دین غلط ہے ⑩ یعنی حق و باطل کو ظاہر فرمائیں گے۔

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنۡ يُّذۡكَرَ فِيۡهَا اسۡمُهٗ وَسَعٰى فِىۡ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓـئِكَ مَا
كَانَ لَهُمۡ اَنۡ يَّدۡخُلُوۡهَآ اِلَّا خَآئِفِيۡنَ ؕ لَهُمۡ فِى الدُّنۡيَا خِزۡىٌ وَّلَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ
عَظِيۡمٌ ﴿١١٤﴾ وَلِلّٰهِ الۡمَشۡرِقُ وَالۡمَغۡرِبُ ۚ فَاَيۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ
عَلِيۡمٌ ﴿١١٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبۡحٰنَهٗ ؕ بَلۡ لَّهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ
قٰنِتُوۡنَ ﴿١١٦﴾ بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمۡرًا فَاِنَّمَا يَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ﴿١١٧﴾

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اس (اللہ تعالیٰ) کا نام لینے سے منع کرے اور ان (مسجدوں) کو ویران کرنے کی کوشش کرے اس سے بڑا ظالم کون ہوگا؟ ایسے لوگوں کو ان (مسجدوں) میں داخل ہونے کا کوئی حق نہیں پہنچتا، ہاں! (اللہ تعالیٰ کے) ڈر کے ساتھ (ہو تو اور بات ہے)① ان (ظالموں) کے لیے دنیا میں (سخت) رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے② ﴿۱۱۴﴾ اور مشرق اور مغرب سب کے مالک اللہ تعالیٰ ہی ہیں، سو جس طرف بھی تم (اپنا) رخ (یعنی منہ) کرو گے اللہ تعالیٰ کا رخ (یعنی توجہ) وہاں ہے③ یقیناً اللہ تعالیٰ وسعت والے④ سب جانتے ہیں ﴿۱۱۵﴾ اور وہ (کافر لوگ) کہنے لگے کہ: اللہ تعالیٰ کوئی لڑکا رکھتے ہیں؛ (حالاں کہ) اس (اللہ تعالیٰ) کی ذات (اولاد سے اور تمام عیوب) پاک ہے؛ بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اس (اللہ تعالیٰ) کی مالکی میں ہے، ہر ایک اس کے تابع دار ہیں⑤ ﴿۱۱۶﴾ (اللہ تعالیٰ) آسمانوں اور زمین کو بغیر نمونے کے بنانے والے ہیں، اور جب وہ (اللہ تعالیٰ) کسی کام کا فیصلہ کرتے ہیں⑥ تو بس اسے (اتنا) کہہ دیتے ہیں کہ ''ہو جا'' سو وہ (کام) ہو جاتا ہے ﴿۱۱۷﴾

① یعنی تواضع اور مسجد کی تعظیم کے ساتھ مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں۔
② مسجد حرام میں عبادت کرنے سے روکنے والے مکہ کے ان ظالموں کے لیے تھوڑے ہی عرصے میں حالات ایسے آ گئے کہ مکہ فتح ہو گیا اور مسجد حرام میں ان کو ڈر ڈر کے داخل ہونا پڑا۔
③ یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں نماز کے لیے مطلوب جہت وہاں ہے۔
④ یعنی وسیع بخشش والے۔ ⑤ یعنی آسمان اور زمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرتی ہے۔
⑥ یعنی کسی کام کو کرنا چاہتے ہیں (دوسرا ترجمہ) کسی کام کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْ لَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَاۤ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّاۤ
اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ
الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ
اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾

اور جو لوگ جانتے نہیں ہیں وہ (ایسا) کہنے لگے کہ: اللہ تعالیٰ (بلا واسطہ) ہم سے کلام کیوں نہیں کرتے یا (اللہ تعالیٰ کے یہاں سے) ہمارے پاس (کوئی) نشانی (یعنی معجزہ) کیوں نہیں آجاتی؟① اسی طرح ان سے پہلے کے لوگ بھی (جو اپنے زمانے کے رسول کو نہیں مانتے تھے) ان کے جیسی باتیں کہہ چکے ہیں، ان (اگلے پچھلوں) کے دل آپس میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، جو لوگ یقین حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو ہم (بہت سی) نشانیاں (پہلے ہی) صاف صاف بتلا چکے ہیں ﴿۱۱۸﴾ (اے نبی! یعنی محمد ﷺ) یقیناً ہم نے تم کو سچا دین دے کر بھیجا ہے، (اطاعت کرنے والوں کے لیے جنت کی) خوش خبری سنانے والا، اور (نہ ماننے والوں کے لیے جہنم کا) ڈر سنانے والا اور جو (لوگ اپنی مرضی سے) جہنم (کا راستہ) اختیار کر چکے ہیں② ان کے بارے میں تم سے کوئی سوال نہ ہوگا ﴿۱۱۹﴾ اور جب تک کہ تم ان (یہود و نصاریٰ) کے دین پر نہیں چلو گے وہاں تک یہود و نصاریٰ ہرگز تم سے خوش نہیں ہوں گے، (اے نبی!) تم (ان یہود و نصاریٰ سے) کہہ دو: اللہ تعالیٰ (دین کا) جو راستہ بتاوے وہی حقیقت میں سیدھا راستہ ہے③ اور تمھارے پاس (وحی کے ذریعہ) جو علم آ گیا اس کے بعد بھی اگر (بالفرض) ان (یہود و نصاریٰ) کی خواہشات کے مطابق تم چلے تو اللہ تعالیٰ (کی پکڑ) سے بچانے کے لیے نہ تو تمھارا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ کوئی مددگار ﴿۱۲۰﴾

---

① یعنی رسول کے واسطے کی ضرورت نہ رہے۔

② یعنی بدعملی سے جہنمی بن گئے۔

③ اس دور میں وہ راستہ اسلام ہے۔

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ
ع فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ
وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا
يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ
بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ؕ قَالَ لَا
يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

جن کو ہم نے کتاب دی وہ اس (کتاب) کی تلاوت کا جو حق ہے اس کے مطابق ہی اس کی تلاوت کرتے ہیں① تو وہی لوگ اس (اللہ کی کتاب اور دین حق) پر (حقیقت میں) ایمان لاتے ہیں اور جو لوگ اس کو نہیں مانتے سو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں ﴿۱۲۱﴾

اے بنی اسرائیل! میں نے اپنی جو نعمتیں تم کو عطا کی ہیں تم ان کو یاد کرو اور یہ (بھی یاد کرو) کہ میں نے تم کو تمام جہاں والوں② پر فضیلت دی تھی ﴿۱۲۲﴾ اور تم اس (قیامت کے) دن سے ڈرو، جس دن کوئی (شخص) کسی کو ذرا بھی کام نہیں آئے گا اور کسی کی طرف سے (عذاب سے چھوٹنے کے لیے کسی قسم کا) فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا اور کسی (مجرم) کو (کسی کی) سفارش بھی کام نہیں آئے گی اور ان (مجرموں) کو کوئی مدد بھی نہیں پہنچے گی ﴿۱۲۳﴾ اور (وہ واقعہ بھی یاد کرو) جب ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کے رب نے بہت ساری باتوں میں آزمایا، سو ان سب کو اس (ابراہیم) نے پورا کر کے دکھلایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا③: میں تم کو لوگوں کا (دینی) پیشوا بناؤں گا تو اس (ابراہیم) نے عرض کیا: اور میری اولاد میں سے بھی (کسی کو پیشوا بنایا جائے گا؟) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا عہد ظالموں کو نہیں ملے گا④ ﴿۱۲۴﴾

① یعنی اللہ کی دی ہوئی علمی صلاحیت سے قرآن کے مضامین کو سمجھا اور عملی طاقت سے قرآن کے احکام پر عمل کیا۔ الفاظ اور معنی میں کوئی تحریف نہ کرنا۔ ہر ہر لفظ صاف صاف ادا کرے، تجوید کے قوانین کی رعایت کرے۔ تلاوت کے وقت معنی اور مفہوم کی طرف دھیان دے۔ جنت کا ذکر آوے تو اس کا سوال کرے، جہنم کا ذکر آوے تو اس سے حفاظت چاہے۔
② (دوسرا ترجمہ) تمام اقوامِ عالم پر۔ ③ حضرت ابراہیم علیہ السلام امتحان میں کامیاب ہوئے تو اس پر خوش خبری کے طور پر۔
④ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اپنی جان پر ظلم کرنے والوں کو پیشوا نہیں بنایا جائے گا۔

وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَيۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمۡنًا ؕ وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ
وَعَهِدۡنَاۤ اِلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ اَنۡ طَهِّرَا بَيۡتِىَ لِلطَّآٮِٕفِيۡنَ وَالۡعٰكِفِيۡنَ وَالرُّكَّعِ
السُّجُوۡدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اجۡعَلۡ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارۡزُقۡ اَهۡلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ
مَنۡ اٰمَنَ مِنۡهُمۡ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنۡ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيۡلًا ثُمَّ اَضۡطَرُّهٗۤ
اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذۡ يَرۡفَعُ اِبۡرٰهٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَيۡتِ
وَاِسۡمٰعِيۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۱۲۷﴾

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب کہ ہم نے بیت اللہ (یعنی کعبہ) کو لوگوں کے لیے بار بار آنے کی① اور امن کی جگہ بنا دیا اور (ہم نے حکم دیا کہ: اے لوگو!) تم مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیا کرو اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل (علیہما السلام) کو پوری تاکید سے حکم دیا کہ: میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے اور اعتکاف کرنے والوں کے لیے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے (یعنی نماز پڑھنے والوں کے لیے) تم خوب پاک رکھو② ﴿۱۲۵﴾ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب! آپ اس (شہر مکہ) کو امن والا بنا دیجیے اور اس (مکہ) کے رہنے والوں میں سے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لاوے ان کو (قسم قسم کے) پھل (کھانے کے لیے) عطا فرمائیے، (اللہ تعالیٰ نے دعا کے جواب میں) ارشاد فرمایا: اور جس نے کفر کیا اس کو بھی میں تھوڑی مدت کے لیے فائدہ اٹھانے کا موقع دوں گا③ پھر میں اس (کافر) کو زبردستی دوزخ کے عذاب میں پہنچاؤں گا اور وہ (جہنم) رہنے کی بہت بری جگہ ہے④ ﴿۱۲۶﴾ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ابراہیم (علیہ السلام) گھر (خانۂ کعبہ) کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے⑤ اور اسماعیل بھی⑥ (اور وہ دونوں دعا کر رہے تھے) اے ہمارے رب! آپ ہم سے (کعبہ کی تعمیر کی خدمت کو) قبول کر لیجیے⑦ یقیناً آپ ہی (ہر ایک کی دعا) پوری طرح سنتے (اور ہر ایک کی دلی نیت کو) اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۱۲۷﴾

① یعنی مرجع بنا دیا ② ہر قسم کی ظاہری اور معنوی گندگی سے ③ یعنی پھلوں کی روزی دنیوی زندگی میں کافروں کو بھی ملے گی۔
④ (دوسرا ترجمہ) پہنچنے کی بہت بری جگہ ہے۔ ⑤ یعنی پرانی بنیاد پر جدید دیواریں بنا رہے تھے۔
⑥ یعنی اس تعمیر کے کام میں شامل تھے۔ ⑦ ہر نیک عمل کے قبولیت کی دعا بھی کرتے رہنا چاہیے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ
عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا
عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ
ع الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي
الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾

اے ہمارے رب! اور آپ ہم کو اپنا پورا فرماں بردار بنا دیجیے① اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت (یعنی امت) پیدا کر دیجیے جو آپ کی پوری فرماں بردار ہو اور آپ ہم کو ہماری عبادتوں کے طریقے سکھلا دیجیے② اور آپ ہماری توبہ قبول کر لیجیے③ (اے اللہ!) یقیناً آپ ہی بہت توبہ قبول کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۲۸﴾ اے ہمارے رب! اور آپ ان (مکہ کے رہنے والوں) میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجیے جو ان کے سامنے آپ کی (یعنی قرآن کی) آیتوں کی تلاوت کیا کرے④ اور ان (انسانوں) کو کتاب (یعنی قرآن) اور حکمت کی باتیں سکھلایا کرے اور ان کو (ظاہری و باطنی گندگی سے) پاک صاف بنائے، یقیناً آپ تو بڑے زبردست ہیں، بڑے حکمت والے ہیں ﴿۱۲۹﴾ اور کون ہے جو ابراہیم (علیہ السلام) کے طریقے سے اعراض کرے⑤؟ مگر وہی شخص (منہ پھرائے گا) جس نے خود بے وقوفی اپنا لی ہو⑥ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کو دنیا میں (امامت جیسے اونچے مرتبے کے لیے) منتخب کر لیا تھا اور یقیناً وہ (ابراہیم علیہ السلام) آخرت میں نیک لوگوں (کی جماعت) میں (شامل) ہوں گے ﴿۱۳۰﴾

① اس دعا میں اسلام پر بقا اور استقامت اور ترقی بھی شامل ہے، ایک جلیل القدر نبی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا خود کے لیے اور اپنی اولاد کے لیے مانگے تو دوسروں کو بھی اس دعا کا خاص اہتمام کرنا چاہیے، خصوصاً اس دور میں ہر ایمان والا اس دعا کو مانگنے کا ہمیشہ اہتمام کرے۔

② یعنی حج اور دوسرے شریعت کے احکام جن کو ہمیں انجام دینا ہے۔ ③ احکام پر عمل کرنے میں جو کوتاہی ہو تو۔

④ یعنی اولاً مکہ والوں کے سامنے پھر تمام انسانوں کے لیے۔ ⑤ یعنی منہ پھرا لیوے اور نہ مانے۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) جس نے خود کو بے وقوف بنایا ہو (تیسرا ترجمہ) جو اپنے آپ ہی کو نہ سمجھتا ہو۔

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ ۙ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٣١﴾ وَوَصّٰى بِهَآ إِبْرٰهِمُ بَنِيْهِ
وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ أَمْ
كُنْتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ إِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا
نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ اٰبَآئِكَ إِبْرٰهِمَ وَإِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ إِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٣﴾
تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٤﴾

جب ان (ابراہیم علیہ السلام) کو ان کے رب نے حکم دیا کہ: تو (اللہ تعالیٰ کے) حکم کو مکمل پورا کرنے والا بن جا① تو (جواب میں فوراً) انھوں نے کہا کہ: میں تمام عالموں کے رب (کے ہر حکم) کا فرماں بردار بن گیا② ﴿۱۳۱﴾ اور ابراہیم (علیہ السلام) نے اسی کی ③ اپنی اولاد کو وصیت کی تھی اور یعقوب (علیہ السلام) نے بھی (اسی اسلام کی وصیت کی اور فرمایا) اے میرے بیٹو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے دین (یعنی اسلام) کو منتخب کرلیا ہے، سو (اے میرے بیٹو!) تم کو مسلمان ہونے کی حالت ہی میں موت آوے ﴿۱۳۲﴾ (اے لوگو!) یعقوب (علیہ السلام) کی موت کے وقت کیا تم خود وہاں موجود تھے؟④ جب کہ یعقوب (علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں کو پوچھا تھا کہ: تم میرے (دنیا سے جانے کے) بعد کس کی عبادت کروگے؟ تو سب (بیٹوں) نے جواب دیا: ہم اسی ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے جو آپ (یعنی یعقوب علیہ السلام) کے معبود اور آپ کے (اوپر تک) باپ دادا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق (علیہم السلام) کے معبود ہیں اور ہم اسی (ایک اللہ تعالیٰ) کے فرماں بردار بن کر رہیں گے ﴿۱۳۳﴾ وہ ایک امت تھی⑤ جو (اپنے وقت پر آکر) چلی گئی، جو کچھ اس (جماعت) نے کمایا وہ اس کے لیے ہے اور (اے یہود!) تمھارا (اچھا یا برا) کمایا ہوا تم کو ملے گا اور ان کے کاموں کے بارے میں تم سے سوال نہیں کیا جائے گا ﴿۱۳۴﴾

---

① یعنی فرماں برداری پر قائم رہنا اور اطاعت میں ترقی کرنا۔ ② یعنی اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری پر قائم اور باقی رہوں گا، حضرت ابراہیمؑ پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار تھے، اس سوال کے جواب کے ذریعے ان کی فرماں برداری اور زیادہ مضبوط اور ظاہر ہوگئی اور دوسرے لوگوں کو بھی فرماں بردار رہنے کا سبق مل گیا۔ ③ اسلام کی یعنی اللہ کے ہر حکم کو پورا کرنے کی۔ ④ یعنی یہود تو موجود نہیں تھے، اللہ تعالیٰ موجود تھے۔ ⑤ اللہ کے نیک بندے نبیوں کی جماعت۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٣٥﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ
وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ
بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٦﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ
وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٣٧﴾

اور وہ (یہود ونصاریٰ) کہنے لگے: (اے مسلمانو!) تم یہودی یا نصرانی بن جاؤ، تم صحیح راستے پر آجاؤ گے (تو ان کو جواب میں) تم کہو: (نہیں) بلکہ (ہم تو) ابراہیم (علیہ السلام) کے دین پر عمل کریں گے جو بالکل ٹھیک (سیدھے) راستہ پر (یعنی موحد) تھے اور وہ (ابراہیم علیہ السلام) شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے ﴿١٣٥﴾ (اے مسلمانو!) تم (یہود ونصاریٰ ومشرکین سے) کہہ دو: ہم تو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور جو (قرآن) ہم پر اتارا گیا اس پر (تفصیلی ایمان لائے)① اور جو (وحی) ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اس پر بھی (ہم اجمالی طور ایمان لائے)② اور جو (شریعت) موسیٰ وعیسیٰ (علیہما السلام) کو دی گئی اس پر بھی اور جو (شریعت دوسرے) نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی (ہم ان سب کو صحیح مانتے ہیں) ہم ان (پیغمبروں) میں سے کسی کے درمیان (کوئی) تفریق نہیں کرتے③ اور ہم اسی (تمام نبیوں پر وحی اتارنے والے اللہ تعالیٰ) کے فرماں بردار ہیں ﴿١٣٦﴾ سو اگر وہ (اہلِ کتاب اور کافر) بھی تمھارے④ جیسا ایمان لے آویں تو پکی بات ہے کہ وہ (اہلِ کتاب اور کافر بھی) ہدایت پر آجائیں گے اور اگر وہ (یہود ونصاریٰ) منہ پھیرلیویں⑤ تو وہ یقیناً مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں⑥ (اے محمد! تم ان کی دشمنی سے نہ گھبراؤ) سو عنقریب تمھاری طرف سے اللہ تعالیٰ ان (یہود ونصاریٰ اور کافروں) کو کافی ہوجائیں گے اور وہ (اللہ تعالیٰ) ہر بات کو سنتے (اور) ہر بات کو جانتے ہیں ﴿١٣٧﴾

---

① یعنی ہمارا عمل قرآن کے مطابق ہے۔ ② یعنی ان نبیوں کی شریعت ان کے زمانے میں صحیح تھی یہ ہم مانتے ہیں۔ ③ یعنی سب رسولوں کو مانتے ہیں۔ ④ مراد حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں یعنی صحابہ کے ایمان کو معیار بتایا گیا یہ بڑی سعادت ہے۔ ⑤ یعنی مسلمانوں جیسا ایمان نہ لاوے۔ ⑥ یعنی حضرت محمد ﷺ اور دینِ حق کی مخالفت کر رہے ہیں۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي
اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمْ
تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ
نَصٰرٰى ۭ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا
كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ ع ۱۶

(اے مسلمانو! ان نصاریٰ سے کہہ دو: ہم نے تو) اللہ تعالیٰ کا رنگ قبول کرلیا① اور اللہ تعالیٰ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہوسکتا ہے؟ اور ہم تو اسی (ایک اللہ تعالیٰ) کی عبادت کرنے والے ہیں ﴿۱۳۸﴾ تم (ان یہود ونصاریٰ سے) کہہ دو: کیا تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہم سے بحث کرتے ہو؟② حالاں کہ وہ (اللہ تعالیٰ) تو ہمارے رب ہیں اور تمھارے (سب کے بھی) رب ہیں اور ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمھارے لیے تمھارے اعمال ہیں اور ہم تو خالص اس (اللہ تعالیٰ ہی) کی اطاعت کرنے والے ہیں ﴿۱۳۹﴾ (اے یہود ونصاریٰ!) کیا تم (ایسا) کہتے ہو کہ: یقیناً ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد وہ (سب) یہودی یا نصرانی تھے؟ تم (ان سے) کہو کہ: (ان کے مذہب کے بارے میں) تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں؟ اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں سے اس کے پاس آئی ہوئی شہادت کو چھپائے③؟ اور جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں ہے ﴿۱۴۰﴾ وہ امت تھی جو (اپنے وقت پر دنیا میں آکر) چلی گئی، جو کچھ اس (امت) نے کمایا وہ اس کے لیے ہے اور تمھارا کمایا ہوا (یعنی تمھارے کیے کرائے اعمال) تمھارے لیے ہیں اور ان کے کاموں کے متعلق تم سے سوال نہیں کیا جائے گا ﴿۱۴۱﴾

① رنگ جس طرح سامنے سے نظر آجاتا ہے اسی طرح حقیقی دین داری دین دار پر نمایا طور پر ظاہر ہوتی ہے یعنی ہم مکمل اللہ کے دین میں آگئے۔ ② یعنی اللہ تعالیٰ صرف تم یہود ونصاریٰ کی بخشش کریں گے اور ہم مسلمانوں کی بخشش نہیں کریں گے۔
③ شہادت: [۱] حضرت ابراہیمؑ کے ملتِ توحید ہونے کے بارے میں تھی جس کو انھوں نے چھپایا اور حضرت ابراہیمؑ کو یہودی اور نصرانی کہنے لگے [۲] حضور ﷺ کی صفات جو تورات میں تھی اس کو چھپایا۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ
الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٤٢﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ
اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا
جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى
عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ
اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤٣﴾

اب تو① بے وقوف لوگ (یوں) کہیں گے کہ: ان (مسلمانوں) کو اپنے اس قبلے سے کس چیز نے پھیر دیا جس پر وہ (کچھ عرصے سے قائم) تھے؟ (اے نبی!) تم (جواب میں) کہو کہ: مشرق و مغرب سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، وہ (اللہ تعالیٰ) جس کو چاہتے ہیں سیدھی راہ پر چلاتے ہیں ﴿١٤٢﴾ اور اسی طرح ②ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا؛ تاکہ (قیامت کے روز) لوگوں پر تم گواہ بنو اور رسول (محمد ﷺ) تم پر گواہ بنیں اور جس قبلے کی طرف (اب تک) تم (عارضی طور پر منہ کرتے چلے آرہے) تھے③ وہ (قبلہ) ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا تاکہ ہم معلوم کرلیویں④ کہ کون رسول کا حکم مانتا ہے اور کون اپنی ایڑیوں پر الٹا پھر جاتا ہے⑤ اور یقیناً یہ (قبلے کی تبدیلی) بڑی مشکل بات تھی؛ مگر ان لوگوں کے لیے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی⑥ اور اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ تمھارے ایمان کو ضائع کریں⑦ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر بہت شفقت کرنے والے، نہایت مہربان ہیں ﴿١٤٣﴾

---

① یعنی جب کعبہ قبلہ مقرر ہوا اور بیت المقدس کی طرف منہ کرنا چھوڑ دیا گیا تب ② جس طرح اس امت کو افضل نبی حضرت محمد ﷺ عطا ہوئے، قرآن جیسی افضل کتاب ملی اسی طرح آخری نبی کی امت کو کعبہ جیسا افضل قبلہ عطا فرمایا اور تحویل کے حکم کے بعد لوگوں کو دل و جان سے اس کے قبول کرنے کی توفیق دی ③ ہجرت سے قبل بیت المقدس قبلہ تھا جو ہجرت کے بعد سولہ یا سترہ ماہ تک باقی رہا پھر کعبہ کو قبلہ قرار دیا گیا۔ دوسری روایت کے مطابق مکی زندگی میں کعبہ قبلہ تھا، ہجرت کے بعد ١٦ یا ١٧ ماہ بیت المقدس قبلہ رہا پھر دوبارہ کعبہ کو قبلہ بنایا گیا ④ (دوسرا ترجمہ) تمیز کردیوے ⑤ (دوسرا ترجمہ) یعنی ماننے سے انکار کردیتا ہے ⑥ ان کے لیے اس نئے قبلے پر عمل کرنا ذرا بھی مشکل نہیں ⑦ بعض لوگ یہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کا تحویلِ قبلہ دین سے انحراف ہے اور اس سے ایمان ضائع ہوجاتا ہے، اس بے وقوفی والے خیال کا رد ہے، دوسرا ترجمہ ''ایمان'' کا ''نماز'' ہے؛ چوں کہ نماز ایمان کا اہم رکن ہے، تحویلِ قبلہ سے قبل پڑھی گئی نماز ضائع نہیں ہوئی یہ بتادیا گیا۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَئِنْ
اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ
قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۭ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا
جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ
كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۭ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

(اے ہمارے نبی!) پکی بات یہ ہے کہ ہم تمھارے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف پھیرنا دیکھ رہے ہیں، سو تم جس قبلے (یعنی کعبہ) کو پسند کرتے ہو اس کی طرف ہم ضرور تمھارے رخ کو پھیر دیں گے ①، سو (اب سے) تم اپنا رخ مسجدِ حرام کی طرف پھیر لو اور (آئندہ) جہاں کہیں بھی تم لوگ ہو تو اپنے چہروں کو اسی (مسجدِ حرام ہی) کی طرف کر لیا کرو، اور یقیناً اہلِ کتاب اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ (قبلہ بدلنے کا حکم) حق ہے جو ان کے رب کی طرف سے (آیا) ہے، اور وہ (اہلِ کتاب قبلے کے بدلنے کی مخالفت کا) جو کام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں ہیں ﴿۱۴۴﴾ اور اگر تم ان اہلِ کتاب کے سامنے (قبلہ کی تبدیلی کے) تمام دلائل پیش کر دو تب بھی وہ تمھارے قبلے کو ماننے والے نہیں ہیں اور نہ تم ان کے قبلے کو ماننے والے ہو اور نہ وہ (اہلِ کتاب) آپس میں ایک دوسرے کے قبلے کو ماننے والے ہیں اور جو (وحی کا) علم تمھارے پاس آچکا ہے اس کے بعد بھی اگر ان (اہلِ کتاب) کی خواہشات پر تم (بالفرض) چلیں تب تو یقیناً تمھارا شمار ظالموں میں ہوگا② ﴿۱۴۵﴾ جن لوگوں کو ہم نے کتاب (یعنی تورات اور انجیل) دی وہ اس (رسول یعنی حضرت محمد ﷺ) کو (اچھی طرح) پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے (سگے) بیٹوں (یعنی اولاد) کو پہچانتے ہیں، اور یقینی بات یہ ہے کہ ان (اہلِ کتاب) میں سے ایک جماعت (ایسے لوگوں کی ہے جو) جان بوجھ کر حق کو چھپاتی ہے③ ﴿۱۴۶﴾

---

① یہ تبدیلی قبلہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہوگیا جو ایک مستقل خوشی ہے، پھر اس وعدے کو پورا کرتے ہوئے فرمایا۔

عٓ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ﴿١٤٧﴾ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا
الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴿١٤٨﴾ وَمِنْ
حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا
اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴿١٤٩﴾

حق وہی ہے جو تمھارے رب کی طرف سے ہے، سو (اس لیے) تم شک کرنے والوں میں بالکل شامل نہ ہونا ﴿۱۴۷﴾

اور ہر ایک (مذہب والوں) کی ایک سمت (رخ کرنے کی) ہے جس کی طرف (اپنی عبادت میں) وہ رخ کرتے ہیں، سو تم نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو، تم سب جہاں بھی ہوں گے اللہ تعالیٰ (قیامت کے روز) تم سب کو (جمع کر کے اپنے پاس) لاویں گے، حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہر ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۱۴۸﴾ اور جہاں سے بھی تم (سفر کے لیے) باہر نکلو تو اپنا منہ (نماز میں) مسجدِ حرام کی طرف کرلیا کرو④ اور یقیناً یہی حق بات (کا حکم) ہے جو تمھارے رب کی طرف سے ہے اور جو عمل بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں ہے ﴿۱۴۹﴾

پچھلے صفحے کا باقی:

② ظاہر بات ہے حضور ﷺ یہ کر ہی نہیں سکتے۔ ③ نبی کریم ﷺ کے تورات میں بیان شدہ علامات کی روشنی میں وہ آپ کو نبی حق جانتے تھے؛ لیکن پھر بھی لوگوں سے چھپاتے تھے۔

اس صفحے کا حاشیہ:

④ قبلے کے بدلنے کا جو حکم آیا اس کے لیے واحد کا صیغہ تین مرتبہ اور جمع کا صیغہ دو مرتبہ استعمال ہوا ہے، اس طرح بار بار حکم دینے کی مختلف حکمتیں ہوسکتی ہیں: (۱) قبلے کے بدلنے پر دشمنوں کی طرف سے بہت سارے اعتراضات ہوئے ان اعتراضات کو بند کرنا۔ (۲) مسلمانوں کے لیے بھی قبلے کا بدلنا ایک عظیم انقلاب تھا؛ اس لیے کہ آج تک جس قبلے کو صحیح سمجھ کر نماز میں اس کی طرف رخ کرتے رہے تھے اس کو اب چھوڑ کر نئے قبلے کی طرف رخ کرنا۔

(۳) عام حکم کو بتلانا تھا کہ سفر ہو کہ کسی جگہ مقیم ہو پھر یہ سفر اور اقامت کبھی طویل کبھی مختصر، کبھی عارضی کبھی مستقل ہر حال میں کعبہ ہی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا ہے۔

(۴) یہ قبلے کی تبدیلی کا حکم خود نبی کریم ﷺ کے لیے اور آپ کی پوری امت کے لیے بھی ہے۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا
وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ
فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٠﴾ كَمَا
أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿١٥١﴾

اور جہاں سے بھی تم (سفر میں) باہر نکلو تو اپنا منہ (نماز میں) مسجدِ حرام کی طرف رکھا کرو اور جس جگہ بھی تم لوگ ہوا کرو تو اپنے چہروں کو اسی (مسجدِ حرام) کی طرف کرو①؛ تا کہ تمھارے خلاف لوگوں کو الزام قائم کرنے کا کوئی موقع نہ ملے؛ مگر ان میں سے جن لوگوں کی عادت ظلم بن چکی ہے (ایسے ضدی لوگ چپ نہیں رہیں گے) سو تم ان (لوگوں) سے مت ڈرو اور تم مجھ ہی سے ڈرو؛ اور تا کہ میں اپنی نعمت② تم پر پوری کروں اور تا کہ تم لوگ صحیح راہ پر رہو ﴿۱۵۰﴾ (یہ احسان ایسا ہے)③ جیسا کہ ہم نے تمھارے درمیان تم ہی میں سے ایک رسول (محمد ﷺ) بھیجا جو تمھارے سامنے ہماری آیتوں کو پڑھ پڑھ کے سناتا ہے اور تم کو (ظاہری و باطنی گندگی سے) پاک (وصاف) کرتا ہے اور تم کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور جو باتیں (اب تک) تم نہیں جانتے تھے④ وہ تم کو سکھلاتا ہے ﴿۱۵۱﴾

---

① تم عالم کی الگ الگ سمتوں سے بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو گے تو وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک ہی رخ سمجھا جائے گا۔

② دشمنوں کے طعن سے حفاظت ہو اور اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام، برکات، انوار اور ہدایت کے پورے حق دار بنو اور آخرت میں جنت کا داخلہ مل جاوے یہ فضلِ الٰہی ہے۔

دوسرا مطلب: فضل اور انعام یعنی اسلام کی کامل ہدایت۔

③ آیت میں تشبیہ کا حاصل:

[۱] یعنی تمھارا پسندیدہ قبلہ کعبہ مل گیا وہ نعمت ہے، اسی طرح تم کو ایک کامل رسول اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔

[۲] کعبہ کی تعمیر مقبول ہو وہ دعا مقبول ہوئی اور نبی کی بعثت والی دعا بھی مقبول ہوئی۔

④ (دوسرا ترجمہ) یا جو باتیں تم (خود کبھی) نہ جان سکتے تھے۔

ع فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿١٥٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا
بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٣﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿١٥٤﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ
وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ
اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿١٥٦﴾ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ
رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿١٥٧﴾

سو (ان نعمتوں پر) تم مجھ کو یاد کرتے رہو، میں تم کو یاد رکھوں گا① اور (ان نعمتوں کے ملنے پر) تم میرا شکرادا کرتے رہو② اور تم میری ناشکری (یعنی نافرمانی) نہ کیا کرو ﴿۱۵۲﴾

اے ایمان والو! (مصیبت پر) صبر کر کے اور نماز پڑھ کر (اللہ تعالیٰ کی) مدد حاصل کرو③ یقیناً اللہ تعالیٰ (کی مدد) صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ﴿۱۵۳﴾ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل (یعنی شہید) کیے جائیں ان کو تم (عام مُردوں کی طرح) مرے ہوئے مت کہو؛ بلکہ وہ تو سب زندہ ہیں④؛ لیکن تم کو (ان کی زندگی کا) احساس نہیں ہے⑤ ﴿۱۵۴﴾ اور ہم ضرور تم کو آزمائیں گے (کبھی تو) تھوڑے سے خوف سے اور (کبھی تو تھوڑی سی) بھوک سے اور (کبھی تو تھوڑے سے) مال اور جان اور پھلوں میں نقصان (یعنی کمی) کرنے سے اور (ایسے امتحان کے حالات میں) صبر کرنے والوں کو خوش خبری سنادو ﴿۱۵۵﴾ (صبر کرنے والے) وہ ہیں کہ جب ان کو (کسی قسم کی) کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ہم سب تو اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں ہیں اور ہم سب اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف واپس جانے والے ہیں ﴿۱۵۶﴾ انہی (صبر کرنے والوں) پر ان کے رب کی طرف سے (خاص) عنایتیں ہوں گی اور رحمت (بھی) ہوگی اور وہی لوگ ہدایت پر ہیں ﴿۱۵۷﴾

---

① ذکر کا ایک معنیٰ ''یاد کرنا'' ہے جس کا تعلق دل سے ہے اور زبان اس کی ترجمان ہوتی ہے۔ ذکر کی ایک تفسیر ''اطاعت'' یعنی ہر موقع پر شریعت کا جو حکم ہو اس کو پورا کرنا بھی ہے۔ ② شکر: قلبی، لسانی، عملی تین طرح سے ہے۔ ③ نماز میں نصرت الٰہیہ کو کھینچ کر لانے کی تاثیر ہے۔ ④ برزخی خاص قسم کی حیات۔ ⑤ تم ان کی زندگی کا ادراک نہیں کرسکتے۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ
يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ
أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ أُولٰٓئِكَ
يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَأَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَأُولٰٓئِكَ
أَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ
أُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ
عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾

یقیناً صفااور مَروہ (دونوں پہاڑ) اللہ (کے دین) کی (خاص) نشانیوں میں سے ہیں، لہٰذا جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے گھر کا حج یا عمرہ کرے تو اس شخص پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ دونوں (پہاڑ) کے چکر لگائے اور جو شخص بھی نیکی کا کام خوشی (اور شوق) سے کرے گا① تو یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی قدر کرنے والے② سب کچھ جاننے والے ہیں ﴿۱۵۸﴾ یقیناً جو لوگ ہمارے اتارے ہوئے صاف احکام اور ہدایت کی باتوں کو چھپاتے ہیں باوجود یہ کہ ہم ان (مضامین) کو کتاب (تورات وانجیل) میں لوگوں کے لیے کھول کھول کر بیان کر چکے ہیں، ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتے ہیں اور ان پر (دوسرے) سب لعنت کرنے والے بھی لعنت (یعنی لعنت کی بددعا) کرتے ہیں ﴿۱۵۹﴾ مگر (لعنت سے بچ گئے وہ لوگ) جنھوں نے توبہ کی اور انھوں نے (اپنی) اصلاح کرلی اور انھوں نے (آسمانی کتاب کی چھپائی ہوئی باتوں کو) ظاہر کردیا تو ایسے لوگوں کی توبہ میں قبول کرلیتا ہوں اور میں تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا، سب پر مہربان ہوں ﴿۱۶۰﴾ حقیقت میں جن لوگوں نے کفر اپنالیا اور کفر ہی پر مرے ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے ﴿۱۶۱﴾ وہ اس (لعنت) میں ہمیشہ رہیں گے، ان پر سے (کبھی بھی) عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا اور (کسی وقت بھی) ان کو مہلت (بھی) نہیں دی جائے گی ﴿۱۶۲﴾

---

① یعنی نیکی کا کام کرنا تو ہے ہی تو بہتر یہ ہے کہ خوشی اور رغبت سے کرو۔
② نیکی کو قبول کرکے زیادہ نیکی کی توفیق دیوے اور آخرت میں اجر دیوے۔

ع ۱۱ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿١٦٣﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ
وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ
دَآبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يَّعْقِلُوْنَ ﴿١٦٤﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ
لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾

اور تمھارا (حقیقی) معبود ایک (اللہ تعالیٰ) ہی معبود ہے، اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں، جن کی رحمت سب کے لیے ہے (اور وہ) بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۶۳﴾

یقیناً آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے (مسلسل) بدلنے میں اور ان کشتیوں میں جو لوگوں کے فائدے کا سامان لے کر سمندر میں چلتی ہیں اور اس (بارش کے) پانی میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اتارا، پھر اس (بارش کے پانی) کے ذریعے زمین کو اس کے مُردہ ہونے (یعنی اجڑ جانے) کے بعد زندہ کر دیا اور ہر قسم کے جانور اس (زمین) میں پھیلا دیئے اور ہواؤں کے (رخ) بدلنے میں اور جو بادل آسمان و زمین کے درمیان (اللہ تعالیٰ کے حکم کے) پابند رہ کر کام میں لگے ہوئے ہیں ان میں عقل سے کام لینے والوں کے لیے (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی) بڑی نشانیاں ہیں ﴿۱۶۴﴾ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا (دوسروں) کو شریک بناتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے جیسی محبت رکھنی چاہیے وہ ویسی محبت ان (شریکوں) سے رکھتے ہیں① اور ایمان والے اللہ تعالیٰ ہی سے سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں② اور کاش کہ یہ ظالم (یعنی کافر) لوگ جب (آنے والے) عذاب (کے منظر) کو دیکھ لیتے تو اسی وقت ان (کافروں) کو یقین ہو جاتا کہ طاقت تو پوری اللہ تعالیٰ ہی کی ہے③ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب (آخرت میں) بہت سخت ہوگا④ ﴿۱۶۵﴾

---

① یعنی جیسی تعظیم اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہئے یہ مشرکین بتوں کی ویسی تعظیم کرتے ہیں۔ باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

إِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ
الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ
كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ يٰۤاَيُّهَا ع
النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

جب① وہ (لیڈر) لوگ جن کے کہنے پر (دنیا میں) دوسرے لوگ چلتے تھے اپنے پیروں کاروں سے بے تعلقی کا اعلان کریں گے ②اور وہ (عوام اور لیڈر) سب عذاب کو (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیں گے اور ان کے (آپس کے) سب تعلقات ختم ہو جائیں گے ﴿۱۶۶﴾ اور (اس وقت) عوام کہیں گے کہ: کاش ہم کو (دنیا میں) دوبارہ جانے کا موقع ملے تو ہم اعلان کر دیں گے کہ ان (لیڈروں) سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے جیسا کہ ان لیڈروں نے ہم سے تعلق کے نہ ہونے کا (یہاں قیامت میں) اعلان کر دیا، اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کو (قیامت میں) دکھلائیں گے کہ ان کے اعمال ان کے لیے حسرت ہی حسرت بن چکے ہیں اور وہ (لیڈر اور عوام) آگ سے نکلنے والے ہی نہیں ہیں ﴿۱۶۷﴾

اے لوگو! زمین میں جو حلال پاکیزہ چیزیں ہیں اس میں سے تم کھاؤ اور تم شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، یقین رکھو کہ وہ (شیطان) تمھارا کھلا دشمن ہے ﴿۱۶۸﴾ یقیناً وہ (شیطان) تو تم کو بری باتوں کا اور بے حیائی کا ہی حکم دیتا ہے اور یہ کہ جو (باتیں) تم نہیں جانتے اس کا اللہ پر تم بہتان لگاؤ③ ﴿۱۶۹﴾

⊃ **پچھلے صفحے کا مابقیہ:** ③(دوسرا ترجمہ) اور جو ایمان والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے میں نہایت سخت (بہت مضبوط) ہے۔ ④پھر اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی عبادت نہ کرتے۔ ⑤(دوسرا ترجمہ) اور اگر یہ ظالم جب دنیا میں کوئی تکلیف دیکھتے اس وقت یہ سمجھ لیتے کہ ساری طاقت اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے (اور دوسرے سب اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز ہیں) اور یقیناً اللہ کا عذاب (آخرت میں) بہت سخت ہوگا۔

اِس صفحہ کا حاشیہ: ①یعنی آخرت میں عذاب کا سخت ہونا خاص طور پر اس وقت معلوم ہوگا جب۔ ②یعنی ہمارا (اس) عوام سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ ③(دوسرا ترجمہ) اللہ کے بارے میں تم ایسی باتیں بولو جن باتوں کی حقیقت تم جانتے نہیں ہو۔ نوٹ: انسان انسان کے متعلق بغیر جانے کوئی بات بولے تو وہ برا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے معاملے میں بے بنیاد باتیں بولنا نہایت خطرناک ہے۔

وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلۡفَيۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ
كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ شَيۡـًٔـا وَّلَا يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا كَمَثَلِ الَّذِىۡ
يَنۡعِقُ بِمَا لَا يَسۡمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡىٌ فَهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰۤاَيُّهَا
الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ وَاشۡكُرُوۡا لِلّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ اِيَّاهُ
تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيۡرِ اللّٰهِ ۚ

اور جب ان (کافروں) کو یہ بات کہی جاتی ہے کہ جو احکام اللہ تعالیٰ نے اتارے اس کے مطابق تم چلو تو وہ (کافر) جواب دیتے ہیں کہ: (نہیں) بلکہ ہم تو اسی طریقے پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے، بھلا کیا ان (کافروں) کے باپ دادا (دین کی) ذرا بھی سمجھ نہ رکھتے ہوں اور سیدھے راستے پر نہ ہوں تب بھی؟① ﴿۱۷۰﴾ اور (ضدی) کافروں (کو اسلام کی دعوت دینے) کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کسی ایسے (جانور) کے پیچھے چلّاتا ہو جو سوائے پکار اور آواز کے کچھ نہ سنتا ہو② وہ (کافر) بہرے، گونگے، اندھے ہیں؛ لہذا وہ (کافر اسلام کو) سمجھتے نہیں ہیں③ ﴿۱۷۱﴾ اے ایمان والو! جو پاکیزہ روزی ہم نے تم کو دی اس میں سے کھاؤ اور اگر (حقیقت میں) تم اسی (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کرتے ہو تو (پھر کامل اور حقیقی) شکر (بھی) اللہ تعالیٰ کا ادا کرو ﴿۱۷۲﴾ یقیناً مردار اور (بہنے والا) خون اور خنزیر کا گوشت اور جس جانور پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا نام پکارا (یعنی بولا) گیا ہو صرف یہ سب اس (اللہ تعالیٰ) نے تم پر حرام کر دیے ہیں،

① یعنی تب بھی انہی باپ دادا کے کفر والے راستے پر چلنے کی بات کریں گے؟

② جس طرح جانور کچھ سمجھتا نہیں اسی طرح اَڑے ہوئے کافر اسلام کو سمجھتے نہیں اور قبول نہیں کرتے۔

③ قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر کافروں کے لیے اس طرح کے الفاظ آئے ہیں، مراد یہ ہے کہ وہ کان سے سنتے تو ہیں؛ لیکن کام کی بات جس کے ذریعے ایمان قبول کر لیوے وہ سمجھتے نہیں ہیں، ایسے بہرے بن جاتے ہیں جیسے حق بات سنی ہی نہیں، زبان سلامت ہے، بولتے بھی خوب ہیں؛ لیکن سچی بات، ایمان کو قبول کرنے کی بات زبان پر آتی ہی نہیں، آنکھ بھی سلامت ہے؛ لیکن آخرت کا نفع، نقصان ان کو نظر آتا ہی نہیں ہے۔

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٧٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰۗىِٕكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ
بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ښ وَلَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ﴿١٧٤﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ
اَصْبَرَھُمْ عَلَي النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي
الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿١٧٦﴾ ع ٢١

سو اگر کوئی شخص (آخری درجے کی) مجبوری میں ہو① (اور کھانے کا) مقصد لذت حاصل کرنا نہ ہو② اور ضرورت سے زیادہ نہ کھاوے تو اس (شخص) پر (کھانے کا) کوئی گناہ نہیں ہے، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بڑے بخشنے والے، بڑے مہربان ہیں ﴿١٧٣﴾ یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب میں سے (بہت سی باتوں کو) چھپاتے ہیں اور اس (چھپانے) کے بدلے میں (دنیا کا) تھوڑا سا عوض لیتے ہیں ویسے لوگ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ ہی بھر رہے ہیں، اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان (چھپانے والوں) سے (خوشی کی) بات نہیں کریں گے اور وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو (گناہوں سے) پاک نہیں کریں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿١٧٤﴾ انہی (آسمانی کتابوں کی حق بات چھپانے والے) لوگوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو خرید لیا اور مغفرت کے بدلے عذاب کو (لے لیا) سو (ایسی بری حرکت کرکے) تعجب کی بات ہے کہ جہنم کی آگ سہنے کے لیے وہ کتنے تیار ہیں! ﴿١٧٥﴾ یہ (سزا) اس لیے (ہوئی) کہ اللہ تعالیٰ نے تو کتاب ٹھیک ٹھیک اتاری اور جن لوگوں نے (سچی) کتاب میں اختلاف کھڑا کر دیا وہ تو ضد میں (سچائی کے راستے سے بہت) دور جا کر پڑے ہیں③ ﴿١٧٦﴾

① اور ان حرام چیزوں میں سے جان بچانے کے لیے کچھ کھا لیویں۔
② (دوسرا ترجمہ) نافرمانی نہ کرے۔
③ (دوسرا ترجمہ) تو وہ یقیناً ایسی مخالفت میں پڑے ہیں جو (حق کے راستے سے) بہت دور ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ
وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ
اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۗ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ
بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۗ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ ۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۗ

تم صرف اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو اسی کا نام (کامل) نیکی نہیں ہے؛ لیکن (کامل) نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (سب آسمانی) کتابوں پر اور (تمام) نبیوں پر ایمان لاویں اور اس (اللہ) کی محبت میں ①(اپنا) مال رشتے داروں کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافر کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں ②(دیویں) اور وہ نماز کو قائم کریں اور زکوۃ بھی ادا کریں اور جب بھی کوئی (جائز کام کا) عہد کریں تو اپنے عہد کو پورا کرنے کی عادت ہو اور تنگی (یعنی سختی، فقیری) اور تکلیف (یعنی بیماری، مصیبت) اور جنگ کے وقت میں صبر کرنے کی عادت ہو، ایسے لوگ ہی (نیکی پر ہونے کے دعوے میں) سچے ہیں اور ایسے لوگ ہی تقویٰ والے ہیں ﴿۱۷۷﴾ اے ایمان والو! (جن لوگوں کو ناحق قتل کر دیا جاوے ان) مقتولوں (کے بارے) میں (قاتل سے) قصاص لینا تم پر فرض ہے، آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے عوض غلام اور عورت کے بدلے عورت (ہی کو قتل کیا جائے گا) پھر اگر اس (قاتل) کو اس کے بھائی (مقتول کے وارث) ③ کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے ④ تو وہ اچھے طریقے سے مانگنے کا حق رکھتا ہے ⑤ اور (اس قاتل پر) خوشی کے ساتھ اس کو ادا کرنا ضروری ہے ⑥

---

① یا مال کی محبت دل میں ہے اس کے باوجود مال خرچ کرے یا فقیروں کے ساتھ محبت کرتے ہوئے مال دیوے ان کو حقیر نہ سمجھے۔ ② یعنی غلاموں اور قیدی کو آزاد کرانے میں۔ ③ مقتول کا وارث رشتے دار جو قصاص چاہتا ہے، اس سے یہاں ایمانی اخوت یاد دلا کر معافی کی ترغیب دی گئی۔ ④ یعنی قصاص چھوڑ دیا جائے۔ ⑤ یعنی مقتول کے رشتے دار وارث معافی کے بدلے میں دیت کی رقم اچھے طریقے سے مانگنے کا حق رکھتا ہے، اور قاتل بھی اچھے برتاؤ سے ادا کرے۔ ⑥ یعنی قصاص کی معافی کے بدلے میں دیت کی رقم مقتول کے وارث کو اچھے انداز میں ادا کر دینا چاہیے۔

ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾
وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا
حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾

یہ (قصاص کی معافی اور دیت کی رقم) تمھارے رب کی طرف سے آسانی اور رحمت ہے، سو اس (آسانی) کے بعد بھی جو کوئی زیادتی کرے گا تو اس کے لیے (آخرت میں) دردناک عذاب ہے ① ﴿۱۷۸﴾ اور اے عقل والو! قصاص لینے میں تمھارے لیے (دوسروں کی) زندگی (کی حفاظت) ہے ② پوری امید ہے کہ (قصاص کے ڈر سے ناحق قتل سے) تم بچتے رہو گے ③ ﴿۱۷۹﴾ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آجائے ④ اگر وہ (مرتے وقت اپنے پیچھے) کچھ مال چھوڑے تو والدین کے لیے اور قریبی رشتے داروں کے لیے انصاف کے ساتھ تم پر وصیت کرنا فرض ہے، (اللہ تعالیٰ سے) ڈرنے والوں پر (اس طرح کی وصیت کرنا) ضروری حق ہے ⑤ ﴿۱۸۰﴾

---

① یعنی قاتل دیت کی رقم دینے میں ٹال مٹول یا انکار کرے، اسی طرح مقتول کے رشتے دار دیت کی رقم بھی لیویں اور قاتل کو قتل کرنے کی یا تکلیف دینے کی بھی کوشش کریں یہ سب زیادتی ہے۔ ② (دوسرا ترجمہ) اے عقل والو! اس قصاص کے حکم میں تمھاری زندگی اور بقا ہے۔ عقل استعمال کر کے سوچو تو حقیقت سمجھ میں آوے گی کہ قاتل سے قصاص لینے کے ذریعے دوسروں کی زندگی بچ جائے گی؛ یعنی دوسرے لوگ ڈر جاویں گے اور قتل کے جرم کا ارتکاب نہ کریں گے۔
③ (دوسرا ترجمہ) پوری امید ہے کہ تم اس (قصاص کے حکم کی خلاف ورزی کرنے) سے بچتے رہو گے۔
④ یعنی موت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ ⑤ شروع اسلام میں کسی کا انتقال ہو جاتا تو اس کے مال میں سے وارثوں کے کوئی حصے متعین نہیں تھے، مرنے والے کا پورا مال اس کے بڑے لڑکوں کو مل جاتا تھا، اسی لیے اس آیت میں یہ حکم دیا گیا کہ ہر انسان اپنی موت سے پہلے والدین اور دوسرے رشتے داروں کے لیے وصیت کر کے جائے کہ فلاں فلاں کو اتنا اتنا حصہ دیا جائے، پھر جب سورۂ نساء میں ۱۱ سے لیکر کے ۱۴ تک کی آیتیں نازل ہوئیں تو مرنے والے کا کون وارث ہوگا اور اس کے کتنے حصے ہوں گے وہ سب خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیئے؛ اس لیے اس آیت میں جس وصیت کا ذکر ہے وہ فرض نہیں رہی؛ لیکن کسی آدمی کے ذمے کسی کا کوئی حق ہے تو اس کو ادا کر دیوے اور ابھی ادا کرنے کی طاقت نہ ہو تو وصیت کر دیوے یہ فرض ہے، اسی طرح مرنے والے کے مال میں جو لوگ شرعاً وارث نہیں ہیں ان کے لیے اپنے مال میں سے یا کسی دینی کام کے لیے ایک تہائی تک وصیت کرنا جائز ہے۔

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٨١﴾
فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿١٨٢﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ ع
قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٨٣﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ
فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ
خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٤﴾

پھر جس شخص نے اس (مرنے والے سے وصیت) کو سننے کے بعد اس میں تبدیلی کر ڈالی تو اس کو تبدیل کرنے والوں پر ہی اس (وصیت کے تبدیل کرنے) کا گناہ ہوگا① یقیناً اللہ تعالیٰ تو (ہر چیز کو) سنتے ہیں (اور تمام چیزوں کو) جانتے ہیں ﴿۱۸۱﴾ پھر جس کو ڈر ہے کہ وصیت کرنے والا (غلط طرف داری یا (حق تلفی کا) گناہ کر رہا ہے تو ان (مرحوم کے وارثوں اور وصیت والوں) کے درمیان (شرعی قانون کے مطابق وصیت بدل کر) صلح کرادے تو اس (صلح کرانے والے) پر کوئی گناہ نہیں ہے② یقیناً اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۸۲﴾

اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے (پچھلی امت کے) لوگوں پر فرض کیے گئے تھے؛ تاکہ تم تقویٰ والے بن جاؤ ﴿۱۸۳﴾ چند ہی دن گنتی کے (روزے رکھنے ہیں)③ پھر جو شخص تم میں سے (رمضان میں) بیمار ہو جائے یا سفر میں ہو تو (جتنے روزے چھوٹ گئے) دوسرے دنوں میں (روزے رکھ کر) اتنی گنتی کو پورا کرنا ہے، اور جن لوگوں کو روزے کی طاقت ہے (لیکن روزہ نہ رکھنا چاہیں) تو وہ مسکین کو کھانا دے کر (روزہ نہ رکھنے کا) فدیہ دے دیویں④ پھر جو شخص خوشی سے کوئی نیکی کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور اگر تم سمجھ دار ہو تو (سنو! رمضان میں) تمھارا روزہ رکھنا ہی تمھارے لیے زیادہ اچھا ہے ﴿۱۸۴﴾

---

① مرنے والی کی زبان سے جس نے بھی کوئی وصیت سنی تو اس میں اپنی طرف سے کم زیادہ نہ کرے؛ بلکہ وصیت کے مطابق عمل کرنا واجب ہے، کسی آدمی نے وصیت کرنے میں ناانصافی کر دی تو مرنے سے پہلے پہلے اس کو سمجھا بجھا کر وصیت میں شریعت کے حکم کے مطابق تبدیلی کروا دیوے اور اگر کوئی آدمی نامناسب یا شرعی حکم کے خلاف وصیت کر کے مر گیا ☜

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى
وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ
فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا
الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ١٨٥ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ
عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں لوگوں کے لیے ہدایت (کی باتوں) سے بھرا ہوا قرآن اتارا گیا اور یہ (قرآن) ہدایت کے صاف اور حق کو باطل سے جدا کرنے والے دلائل کا مجموعہ ہے، سو جو شخص تم میں سے (روزہ کی صلاحیت کی حالت میں رمضان کا) مہینہ پاوے تو وہ ضرور اس کے روزے رکھے، اور جو شخص (رمضان میں) بیمار ہو یا سفر میں ہو تو (جتنے روزے چھوٹ گئے) اتنی گنتی دوسرے دنوں میں (روزہ رکھ کر) پوری کر لے، اللہ تعالیٰ تمھارے لیے آسانی کرنا چاہتے ہیں اور تم کو (کسی) مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتے؛ اور تا کہ (اس طرح آسان اور رعایت والے احکام کے ذریعے) تم (پورے رمضان کے روزوں کی) گنتی پوری کر لو اور اس (اللہ تعالیٰ) نے تم کو ہدایت کا راستہ بتا دیا اس پر (اس کا احسان مانتے ہوئے) تم اللہ کی بڑائی بیان کرو؛ اور تا کہ تم شکر کرنے والے بن جاؤ ﴿١٨٥﴾ اور جب تم سے میرے بارے میں میرے بندے پوچھیں تو (بتلا دو کہ) میں یقیناً (اتنا) قریب ہوں کہ جب کوئی (دعا کرنے والا) مجھ سے دعا کرے تو میں (بلاواسطہ) دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں

⊃ تو جن کے لیے وصیت کی ہے ان کے ساتھ وارثوں کی شریعت کے حکم کے موافق صلح کرا دیوے، اس طرح کی تبدیلی میں گناہ بھی نہیں ہوگا؛ بلکہ بہتر ہوگا۔ ② یعنی ایسی صلح کرا دینی چاہیے۔ ③ انتیس یا تیس دن روزے رکھنا ہے۔

④ اس قرأت کے مطابق یہ حکم (فدیہ والا) روزے کی طاقت والے کے لیے اب منسوخ ہے۔ دوسری قرأت میں آیت "**لایطیقونه**" ہے اس اعتبار سے معنیٰ یہ ہوگا کہ "جو لوگ روزے کی طاقت نہ رکھتے ہوں (بڑھاپے کی وجہ سے یا ایسی بیماری کی وجہ سے جس سے اچھے ہونے کی کوئی امید نہ ہو) تو وہ ایک مسکین کو کھانا دے کر روزہ نہ رکھنے کا فدیہ دیوے" (اس صورت میں آیت کو منسوخ ماننے کی بھی ضرورت نہیں ہے)۔

نوٹ: اوپر آیتوں میں رمضان کا تذکرہ، بعد والی آیت میں بھی رمضان کا تذکرہ، درمیان میں سوال اور دعا کی بات آ گئی، اس سے رمضان میں دعا کی اہمیت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔

فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴿۱۸۶﴾ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠

(جب میں اتنا مہربان ہوں) تو ان (بندوں) کو چاہیے کہ وہ میرے حکموں کو (دل سے) مانیں اور مجھ پر ایمان (یعنی یقین) رکھیں؛① تا کہ وہ نیک راہ پر آجائیں ﴿۱۸۶﴾ (رمضان کے) روزہ (رکھنے) کی رات میں اپنی بیویوں سے جماع کرنا (اب) تمھارے لیے حلال کر دیا گیا ہے، وہ (بیویاں) تمھارے لیے لباس ہیں② اور تم ان کے لباس ہو③ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ تم اپنے حق میں خیانت کر رہے تھے④ پھر اس (اللہ) نے تم پر عنایت کی اور تمھاری غلطی معاف کر دی⑤ سو اب (اگر چاہو تو) تم ان (عورتوں) سے جماع کر لیا کرو⑥ اور اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے جو لکھ دیا وہ تم حاصل کرو⑦

---

① دعا کی قبولیت کے بارے میں اور دوسرے کاموں کے بننے کے لیے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا یقین ہو۔

② میاں اور بیوی کو آپس میں ایک دوسرے کے لیے لباس کہا گیا: (الف) لباس انسان کے گلے لگا ہوتا ہے، اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے گلے لگے ہوتے ہیں، یہ کامل اتصال کی بات ہے۔

(ب) لباس پہننے سے انسان کا ستر چھپ جاتا ہے، اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے عیوب کو چھپاتے ہیں اور برے کام سے حفاظت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

(ج) جس طرح انسان لباس کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح میاں بیوی کو آپس میں ایک دوسرے کی ضرورت رہتی ہے، ایک دوسرے کے بغیر صبر نہیں ہوتا۔

(د) شریف انسان کو لباس سے جدائی گوارہ نہیں، اسی طرح میاں بیوی کو ایک دوسرے سے جدائی گوارہ نہیں۔

(ہ) آیت میں عورت کے لباس ہونے کو مقدم کیا گیا، سمجھ میں آیا کہ مرد عورت کی طرف اس طرح کے معاملات میں سبقت اور پہل کرتا ہے اور مرد کی طرف سے یہ چیزیں بکثرت پیش آتی ہیں۔

③ پہلے رمضان کی راتوں میں ایک بار سو گئے تو اٹھ کر صحبت کرنا منع تھا پھر بھی تم تنہائی میں بے بس ہو کر صحبت کر لیتے تھے۔

④ جماع کو خیانت سے تعبیر فرمایا، یہ اس زمانہ کے حکم کے اعتبار سے رات کو سونے کے بعد جماع کرنے کی برائی کو بتانا ہے، خیانت یعنی اس طرح کی کوتاہی ہو جاتی تھی۔⑤ (دوسرا ترجمہ) اللہ نے تمھاری توبہ قبول کر لی اور تم کو معاف کر دیا۔

⑥ رمضان کی پوری رات میں کسی بھی وقت صحبت جائز ہونے کا حکم آنے کے بعد اب اجازت ہے۔

⑦ حصولِ لذت کے ساتھ جو اولاد مقدر ہے اسے حاصل کرو۔ ''کَتَبَ'' کا دوسرا ترجمہ: تمھارے لیے مقدر کر دیا ہے۔

وَكُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الۡخَيۡطُ الۡاَبۡيَضُ مِنَ الۡخَيۡطِ الۡاَسۡوَدِ مِنَ الۡفَجۡرِ
ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيۡلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوۡهُنَّ وَاَنۡتُمۡ عٰكِفُوۡنَ ۙ فِى الۡمَسٰجِدِ ؕ تِلۡكَ
حُدُوۡدُ اللّٰهِ فَلَا تَقۡرَبُوۡهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ ﴿١٨٧﴾ وَلَا
تَاۡكُلُوۡٓا اَمۡوَالَكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ وَتُدۡلُوۡا بِهَآ اِلَى الۡحُكَّامِ لِتَاۡكُلُوۡا فَرِيۡقًا مِّنۡ
اَمۡوَالِ النَّاسِ بِالۡاِثۡمِ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿١٨٨﴾ يَسۡـــَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَهِلَّةِ ؕ قُلۡ هِىَ ع
مَوَاقِيۡتُ لِلنَّاسِ وَالۡحَجِّ ؕ

اور صبح (صادق) کی سفید دھاری (یعنی سفیدی، رات کی) سیاہ دھاری (یعنی سیاہی) سے جدا ہو کر تم کو صاف نظر آوے وہاں تک تم کھاؤ اور پیو، پھر تم رات تک روزے کو پورا کیا کرو اور تم مسجد میں اعتکاف میں بیٹھے ہو تب (رات یا دن میں) ان (عورتوں) سے جماع نہ کرو، یہ اللہ تعالیٰ (کے احکام) کی حدیں (مقرر کردی گئی) ہیں، لہذا تم (ان کو توڑنے کے ارادے سے) ان کے پاس بھی مت جانا① اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام لوگوں کے لیے صاف صاف بیان کرتے ہیں؛ تاکہ لوگ (احکام کی مخالفت سے) بچتے رہیں ﴿۱۸۷﴾ اور تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ② اور تم ان (مالوں کے مقدمے) کو حاکموں کے پاس (ایسے مقصد سے) مت لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کوئی حصہ تم ظلم کر کے (ناحق) کھا جاؤ اور تم تو (حقیقت) جانتے ہو③ ﴿۱۸۸﴾

یہ (بعض صحابہ ہر مہینے کے) نئے چاند کے بارے میں تم سے سوال کرتے ہیں (اے نبی!) تم (ان سے) کہو کہ: وہ (یعنی ہر مہینے نئے چاند کا نکلنا) لوگوں کے لیے (مختلف معاملات کے) اور حج کے اوقات کو پہچاننے کا ذریعہ ہے،

---

① اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کی کوشش نہ کرنا۔
② یعنی کسی کا مال غلط طریقے سے مت لے لو۔
③ تمھارا کوئی حق نہیں ہے اس بات کو جانتے ہوئے بھی غلط مقدمہ کے ذریعہ کسی کے مال کو ہڑپ کرنے کی کوشش مت کرو، جو مال شرعاً تمھارا نہ ہو وہ کسی عدالت کے فیصلے کی وجہ سے تمھارا نہ ہوگا۔

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ
اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٨٩﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا
تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿١٩٠﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ
مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩١﴾

اور یہ کوئی نیکی کی بات نہیں ہے کہ تم (دروازے کو چھوڑ کر) گھروں میں ان کے پیچھے کی طرف سے آؤ؛ لیکن نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص تقویٰ اختیار کرے، اور تم گھروں میں ان کے دروازوں سے آیا کرو اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو①؛ تا کہ تم لوگ فلاح پاؤ ﴿۱۸۹﴾ اور جو لوگ تم سے (اسلام کی مخالفت میں) جنگ کرتے ہیں تم بھی ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جنگ کرو② اور تم زیادتی مت کرو③ یقیناً اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے ﴿۱۹۰﴾ اور تم ان لوگوں کو④ جہاں پاؤ (وہاں) قتل کرو اور تم ان کو نکالو اس جگہ (یعنی مکہ) سے جہاں سے انھوں نے تم کو (جبراً) نکالا اور فتنہ تو قتل سے بھی زیادہ سخت ہے⑤ اور تم ان (دین کے دشمنوں) سے مسجدِ حرام کے پاس (یعنی حدودِ حرم میں) اس وقت تک لڑائی مت کرو جب تک کہ وہ خود اس (حدودِ حرم) میں تم سے لڑائی (شروع) نہ کریں⑥ سو وہ (دشمن) اگر تم سے (حدودِ حرم میں) لڑائی (شروع) کر دیویں تو تم بھی ان سے لڑو، یہی (ایسے) کافروں کی سزا ہے ﴿۱۹۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اللہ کے حکموں کو توڑنے سے بچو۔ ② یعنی اللہ کے دین کی خاطر جنگ ہو، محض حکومت بڑھانا اور مال حاصل کرنا مقصود نہ ہو۔ ③ اور تم کو عورتیں، بچے، بہت بوڑھے، دنیوی کاموں سے ہٹ کر مذہبی عبادت میں مشغول رہنے والے اور معذور لوگ جو جنگ میں شریک نہ ہوں تو ان کو مارنے کی اجازت نہیں ہے، ہاں! اگر یہ لوگ کسی طرح بھی لڑائی میں کافروں کی مدد کریں تو ان کو قتل کرنا جائز ہے، اسی طریقے سے جس قوم سے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہوا ہو تو معاہدہ کی مدت میں معاہدہ توڑ کر لڑائی مت کرو۔ جنگ میں بھی ہمارا دین ہم کو انصاف، اعتدال اور حدود کی رعایت سکھاتا ہے تو دوسرے مقامات میں تو بدرجۂ اولیٰ اس کی رعایت کرنی ہے۔ ④ یعنی جو کافر دین کی خاطر تم سے دشمنی رکھے اور لڑے۔
⑤ فتنہ یعنی خود دینِ اسلام کو قبول نہ کرنا، دوسروں کو اسلام سے روکنا، شرارت کرنا، حرم میں عبادت کے لیے آنے سے روکنا، اس کے علاوہ فتنے کا مطلب عہد کو توڑنا، کفر و شرک کرنا، مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روکنا جیسا کہ مکہ کے ←

فَاِنِ انۡتَهَوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿١٩٢﴾ وَقٰتِلُوۡهُمۡ حَتّٰى لَا تَكُوۡنَ فِتۡنَةٌ وَّيَكُوۡنَ الدِّيۡنُ
لِلّٰهِؕ فَاِنِ انۡتَهَوۡا فَلَا عُدۡوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿١٩٣﴾ اَلشَّهۡرُ الۡحَـرَامُ بِالشَّهۡرِ الۡحَـرَامِ
وَالۡحُرُمٰتُ قِصَاصٌؕ فَمَنِ اعۡتَدٰى عَلَيۡكُمۡ فَاعۡتَدُوۡا عَلَيۡهِ بِمِثۡلِ مَا اعۡتَدٰى
عَلَيۡكُمۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿١٩٤﴾

سواگروہ (دشمن) رک جاویں① تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والے، بہت زیادہ مہربان ہیں ﴿١٩٢﴾ اور (اے مسلمانو!) تم ان (دین کے دشمنوں) سے لڑو، یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر اور شرک) باقی نہ رہے② اور دین (فقط) اللہ تعالیٰ ہی کا باقی رہے③ سواگروہ (دشمن کفر سے) رک جاویں (اور ایمان لے آویں)④ تو سختی صرف ظالموں (یعنی کافروں) پر ہی رہے گی ﴿١٩٣﴾ احترام والے مہینے کا بدلا ہے احترام والا مہینہ⑤ اور (اس لیے کہ) احترام کرنے میں تو برابری ہے⑥ سو جو (کافر) تمھارے اوپر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ایسی ہی زیادتی تم اس پر کرو اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تم (یہ بات) جان لو کہ اللہ تعالیٰ (کی مدد) ڈرنے والوں کے ساتھ ہے ﴿١٩٤﴾

⊃ پچھلے صفحہ کا حاشیہ: کافروں نے ٦ھ میں نبی ﷺ اور صحابۂ کرامؓ کو عمرہ کے لیے آنے سے روکا جس کے نتیجے میں صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا۔⑥ یعنی حرم میں اپنی طرف سے جنگ کی ابتدا مت کرو۔

اس صفحہ کا حاشیہ: ① کفر اور جنگ کرنے سے رک جاویں اور اسلام قبول کر لیویں۔

② امن کی حالت ہو یا جنگ کی مسلمانوں کو سچائی اور انصاف ہی پر قائم رہنا چاہیے اس کے خلاف کوئی بات نہ کہنی چاہیے، نہ کرنی چاہیے۔ فائدہ: جنگ کسی درجے میں نامناسب چیز ہے؛ لیکن فتنہ اور شرارت کی جڑ اور بنیاد کا قائم رہنا اس سے بھی زیادہ سخت اور برائی ہے؛ اسی لیے فتنے اور شرارت کو ختم کرنے کے لیے جنگ کو گوارہ کر لیا جائے، گویا ایک بڑی برائی کو ختم کرنے کے لیے ایک ہلکی اور چھوٹی، ظاہراً نامناسب چیز کو اختیار کر لینا عقل مندی اور انصاف ہے۔

③ یعنی لوگ اسلام مذہب قبول کر لیں۔④ کفر سے رک جاویں تو آخرت میں جنت کے حق دار ہوں گے اور دنیا میں بھی امن ملے گا اور جو لوگ ناانصافی کریں اور کفر وشرک میں پڑے رہیں، تو سختی صرف (ایسے) ظالموں (کافروں) پر ہی رہے گی۔⑤ یعنی اگر کافر احترام والے مہینے کا ادب کر کے لڑائی نہ کریں تو تم بھی اس کا لحاظ رکھو۔

⑥ اگر وہ کافر چار احترام والے مہینے: رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم کا احترام کریں تو تم بھی احترام کرو اور اگر احترام نہ کریں اور لڑائی کریں تو تم ان کا دفاع کرو۔

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٩٥﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۥ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ

اور تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں (مال) خرچ کرو اور اپنے آپ کو خود اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں مت ڈالو اور تم نیکی کرو، یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں ﴿۱۹۵﴾ اور تم حج اور عمرہ (خاص) اللہ تعالیٰ کے لیے پورا کرو①، سو اگر تم روک دیے جاؤ② تو جو قربانی کا جانور آسانی سے مل جائے (وہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ذبح کردو) اور جب تک قربانی کا جانور اپنی جگہ (یعنی حرم کی حد میں) پہنچ (کر ذبح) نہ (ہو) جاوے وہاں تک تم (احرام کھولنے کے لیے) اپنے سروں کو نہ منڈاؤ، (ہاں!) سو جو شخص تم میں سے (احرام کی حالت میں) بیمار ہو جاوے، یا اس کو اپنے سر میں تکلیف ہونے لگے تو (تین) روزے رکھ کر یا (چھ فقیروں کو) صدقہ دے کر یا (ایک بکری) ذبح کر کے فدیہ ادا کرے③ پھر جب تم مطمئن ہو④ تو جو شخص عمرے کو حج کے ساتھ (ایک سفر میں) ملا کر فائدہ اٹھائے⑤ تو (شکرانے کے طور پر) جو بھی جانور ہدی کے طور پر آسانی سے مل جاوے (تو اس کو اللہ کے نام پر ذبح کرنا ضروری ہے)

① یعنی نیت کر کے حج، عمرہ شروع کرنے کے بعد پورا کرو، نیز حج، عمرہ اور دوسری تمام عبادتیں خاص اللہ ہی کے لیے کرنے والے بنو۔

② یعنی اگر حج اور عمرہ شروع کرنے کے بعد پورا کرنے میں کوئی رکاوٹ آجائے۔

③ یعنی تکلیف کی وجہ سے سر منڈانا پڑا تو اس کے بدلے۔

④ امن کے حاصل ہونے کی دو صورتیں ہیں: (الف) پہلے ہی سے دشمن کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔
(ب) دشمن کا خطرہ تھا؛ لیکن وہ ختم ہو گیا۔ اس کا خلاصہ: عام معمول کے مطابق حالات کہ جس میں کوئی رکاوٹ اور خطرہ نہ ہو۔

⑤ یعنی حجِ تمتع کرے یا قران کرے۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ
ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا ع ٢٤/٨
فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ
الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿١٩٧﴾

سوجس کے پاس (قربانی کرنے کی) گنجائش نہ ہوتو (اس کے ذمے) تین روزے حج کے دنوں میں (۹ ذی الحجہ تک) رکھنا ضروری ہے اور (حج سے فارغ ہوکر منیٰ سے) جب تم واپس لوٹو تب (مکہ میں یا وطن آکر) سات (روزے رکھنا ہے، اس طرح) وہ دس (روزے قربانی کے بدلے کے) پورے ہوں گے (جن کا رکھنا ضروری ہے) یہ حکم (یعنی ایک سفر میں عمرہ اور حج کو ملا کر فائدہ اٹھانا) ایسے شخص کے لیے (جائز) ہے جس کے گھر والے مسجدِ حرام کے پاس نہ رہتے ہوں① اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی سزا سخت ہے ﴿۱۹۶﴾

حج کے مہینے تو معروف (ومشہور) ہیں، سو جو شخص ان (مہینوں) میں (احرام باندھ کر) حج کو (اپنے لیے) لازم کرلیوے تو حج کے دوران فحش بات (اور کام) نہ کرے اور گناہ کے کام نہ کرے اور (کسی سے) جھگڑا (بھی) نہ کرے اور جو نیکی کا کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں② اور تم راستے کا توشہ ساتھ لے لو؛ کیوں کہ (اپنے سفر کا) توشہ ساتھ لینے کا بہترین فائدہ سوال سے بچے رہنا ہے③ اور اے عقل والو! تم میری نافرمانی سے بچتے رہو ﴿۱۹۷﴾

---

① یعنی جو آفاقی ہو۔

② اس لیے اللہ تعالیٰ نیکی پر تم کو ثواب دیں گے۔

③ یعنی سفر کی ضروری چیزیں ساتھ لینے سے انسان دوسرے سے سوال کرنے سے بچا رہے گا۔ (دوسرا ترجمہ) کیوں کہ سفر کا بہترین سامان تقویٰ ہے۔

لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ فَاِذَاۤ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ
فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ ۖ وَاذۡكُرُوۡهُ كَمَا هَدٰٮكُمۡ ۚ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ
لَمِنَ الضَّآلِّيۡنَ ۝١٩٨ ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝١٩٩ فَاِذَا قَضَيۡتُمۡ مَّنَاسِكَكُمۡ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَذِكۡرِكُمۡ اٰبَآءَكُمۡ اَوۡ اَشَدَّ
ذِكۡرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ خَلَاقٍ ۝٢٠٠

(حج کے سفر میں تجارت اور مزدوری کر کے) تمھارے اپنے رب کا فضل (یعنی حلال روزی) تلاش کرنے میں تمھارے لیے کوئی گناہ نہیں ہے① سو جب تم (نو '۹' ذی الحجہ کو غروبِ آفتاب کے بعد) عرفات سے روانہ ہو تو مشعرِ حرام (یعنی مزدلفہ) کے پاس اللہ تعالیٰ کا تم ذکر کرو اور اسی طرح تم اس (اللہ تعالیٰ) کا ذکر کرو جس طرح تم کو بتایا ہے② حقیقت یہ ہے کہ تم اس (بتانے) سے پہلے ناواقفوں میں سے تھے ﴿۱۹۸﴾ پھر (یہ بھی دھیان میں رکھو اے قریش!) تم بھی وہاں (یعنی عرفات) جا کر واپس آؤ جہاں سے اور لوگ (یعنی عام حاجی) واپس آتے ہیں اور تم اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو③ یقیناً اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں④ ﴿۱۹۹﴾ پھر جب تم اپنے حج کے (بڑے) کام پورے کر چکو تو تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو⑤ جیسے کہ تم اپنے باپ دادوں کو (زمانۂ جاہلیت میں) یاد کیا کرتے تھے؛ بلکہ ان (باپ دادوں) کی یاد سے بھی زیادہ (اللہ کا) ذکر کرو اور بعض لوگ تو (دعا میں بس) یہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! آپ ہم کو دنیا ہی میں (سب کچھ) دے دیجیے، اور ایسے (دعا کرنے والے) شخص کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے⑥ ﴿۲۰۰﴾

① حلال روزی کو آیتِ کریمہ میں فضل سے تعبیر کیا گیا ہے؛ اس لیے کہ انسانوں کے لیے روزی کا انتظام کرنا باری تعالیٰ کے لیے ضروری نہیں ہے، وہ محض اپنے فضل سے روزی کا انتظام فرماتے ہیں۔ سفر کا مقصد حج ہو، باقی چیز ضمنی ہو۔
② ایک مطلب ہے: اللہ نے تم کو ہدایت دی ہے اس کے شکرانے میں تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔
③ یعنی قریش عرفات نہیں جاتے تھے، مزدلفہ ہی سے واپس لوٹ جاتے تھے اس پر۔
④ شریعت کے قانون میں امت کے لیے مثالی مساوات کا حکم ہے، دین کے عمومی احکام میں کسی بھی امتی کے لیے کوئی امتیاز نہیں سب کے لیے برابری ہے۔⑤ یعنی خاص منیٰ کے قیام: ۱۱، ۱۲، ۱۳ تاریخ میں۔ اور حج کے بعد والی زندگی بھی ذکر کی کثرت والی ہو جائے۔⑥ جس کا آخرت کی طرف دھیان نہیں ہے اس لیے وہ آخرت کا منکر ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ
النَّارِ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ
اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ
لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴿۲۰۳﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ
قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ﴿۲۰۴﴾

اور ان میں سے بعض لوگ وہ ہیں جو (دعا میں) یہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! آپ ہم کو دنیا میں بھلائی دیجیے اور آخرت میں بھی بھلائی (دیجیے) اور ہم کو (جہنم کی) آگ کے عذاب سے بچا لیجیے ﴿۲۰۱﴾ انہی لوگوں کے لیے ان کی (دنیا کے اعمال کی) کمائی کی وجہ سے (آخرت میں ثواب کا بڑا) حصہ ہے① اور اللہ تعالیٰ بہت جلدی حساب لینے والے ہیں ﴿۲۰۲﴾ اور گنتی کے چند دنوں میں② تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو③ سو جو شخص دو ہی دن میں (منیٰ سے) جلدی (مکہ) چلا گیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو شخص (۱۳ تاریخ تک منیٰ میں رہ کر) تاخیر سے (مکہ) آیا تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے، یہ (اللہ تعالیٰ سے) ڈرنے والے (آدمی) کے لیے ہے④ اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور (یہ بات) جان لو کہ تم سب کو (لے جا کر) اسی (اللہ تعالیٰ) کے سامنے جمع کیا جائے گا ﴿۲۰۳﴾ اور لوگوں میں سے ایک شخص وہ بھی ہے کہ دنیوی زندگی کے بارے میں تم کو اس کی باتیں بڑی اچھی (مزے دار) لگتی ہیں اور وہ اپنے دل کی بات پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بھی بناتا ہے؛ حالاں کہ وہ (تمھارے مخالفوں میں) سب سے زیادہ لڑنے (جھگڑنے) والا ہے⑤ ﴿۲۰۴﴾

① (دوسرا ترجمہ) ایسے ہی لوگوں کو (دنیا اور آخرت میں) اپنی کمائی کا بڑا حصہ (بھلائی کی شکل میں) ملے گا۔
② یعنی ایامِ تشریق میں تکبیرِ تشریق ہر فرض نماز کے بعد پڑھو اور کنکریاں مارتے ہوئے بھی اللہ کا ذکر کرو۔
③ حج کے احکام کے دوران مختلف آیتوں میں ذکر کی خاص تاکید آئی ہے، اعمالِ حج میں مختلف مواقع پر مختلف اذکار اور احکام ثابت ہیں؛ لیکن خاص بات یہ ہے کہ یہ عبادت غفلت سے گزارنی نہیں ہے؛ بلکہ ہر موقع پر اللہ کے احکام کو پورے طور پر ادا کیا جاوے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے بالکل غفلت نہ برتی جائے، عامۂ حجاجِ کرام سے ہونے والی غفلت پر بھی تنبیہ ہو گئی۔
④ [۱] یعنی تیرھویں تاریخ تک منیٰ میں رکنا یہ متقی حاجی کا کام ہے [۲] جو آدمی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہی نہیں اس کو احکام کی تفصیل اور ثواب اور گناہ کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ ⑤ مراد اخنس بن شریق ہے۔

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ
الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ
الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ
بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ
الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۲۰۸﴾

اور (اے نبی!) جب وہ (آپ کی مجلس سے اٹھ کر) واپس جاتا ہے تو زمین میں فساد کرنے کی غرض سے اس (زمین) میں دوڑ دھوپ کرتا پھرتا ہے ① اور کھیتی اور جانور کو برباد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتے ﴿۲۰۵﴾ اور جب اس کو کہا جاتا ہے کہ: ''تو اللہ تعالیٰ سے ڈر'' تو (اس کا) گھمنڈ اس کو گناہ پر (اور زیادہ) ابھارتا ہے، سو اس کے لیے جہنم (کی سزا) کافی ہے اور وہ بہت ہی برا بچھونا ہے ② ﴿۲۰۶﴾ اور کچھ لوگ ایسے (مخلص) بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خوشی حاصل کرنے کے لیے اپنی جان تک خرچ کر ڈالتے ہیں ③ اور اللہ تعالیٰ (ایسے) بندوں پر بڑی شفقت کرتے ہیں ④ ﴿۲۰۷﴾ اے ایمان والو! تم پوری طرح اسلام میں داخل ہو جاؤ ⑤ اور تم شیطان کے قدم بہ قدم مت چلو ⑥ یقین جانو کہ وہ (شیطان) تو تمھارا کھلا ہوا دشمن ہے ﴿۲۰۸﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) زمین میں فساد کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔
② یہ آیت اگرچہ خاص آدمی کے متعلق نازل ہوئی ہے؛ لیکن جو بھی اس طرح کی حرکت کرے گا وہ سزا کا مستحق ہوگا۔
③ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے جان تک کی بازی لگا دیتے ہیں اور اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ ④ اللہ کی ایک صفت ''رَءُوْف'' بھی ہے اسی ''رَءُوْف'' والی صفت کا تقاضا ہے کہ بندوں کو اللہ کی رضا حاصل ہونے کے لیے جو کام ضروری ہے اس کی بندوں کو توفیق دیتے ہیں۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) تم پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ (تیسرا) تم پورے (مکمل) اسلام میں داخل ہو جاؤ۔
دینی امور کا خلاصہ آسانی کے لیے پانچ شعبوں میں تقسیم کرکے بتایا جاتا ہے: (۱) عقائد (۲) عبادات (۳) معاملات (۴) معاشرت (۵) اخلاق۔ اور اہلِ حکومت کے لیے سیاسیات۔ جب ان تمام شعبوں میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو اپنایا جائے وہ کامل اسلام کہلانے کے قابل ہوتا ہے۔ ہر مؤمن کا ظاہر و باطن، صبح سے شام، ولادت سے موت اور زندگی کا ہر موقع، غمی خوشی وہ اسلامی طریقے سے انجام دینا ہے۔ ⑥ یعنی شیطان کی بات پر عمل مت کرو۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ
يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ
تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۭ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ ع ۲۵ ۱۴
اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ
يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

پھر تمھارے پاس صاف احکام (یا دلائل) آچکنے کے بعد بھی اگر تم (سیدھے راستے سے) پھسل گئے① تو (اس بات کو) جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے زبردست② بڑی حکمت والے ہیں ﴿۲۰۹﴾ کیا وہ (کافر ایمان لانے کے لیے) صرف اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ (خود) اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ساتھ③ بادلوں کے سائبانوں میں ان کے سامنے آجائے④ اور (سب) کاموں کا فیصلہ ہی کر دیا جائے اور (آخرکار) تمام معاملات (کے فیصلے) اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹائے جاویں گے ﴿۲۱۰﴾

تم بنی اسرائیل سے پوچھو کہ: کتنی ساری کھلی نشانیاں (یا احکام) ہم نے ان کو دی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمت اس کے پاس پہنچ جانے کے بعد اس کو بدل ڈالے تو (اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ) یقیناً اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں ﴿۲۱۱﴾ دنیا کی زندگی کافروں کے لیے دل کش (یعنی خوش نما) بنادی گئی ہے اور وہ (کافر) ایمان والوں پر ہنستے ہیں⑤ اور تقویٰ (یعنی کفر و شرک سے بچنے) والے قیامت کے دن ان (کافروں) سے اعلیٰ درجے پر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے حساب رزق عطا فرماتے ہیں ﴿۲۱۲﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) ڈگمگا گئے۔ ②اللہ تعالیٰ ایسے زبردست ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔
③(دوسرا ترجمہ) یا اللہ تعالیٰ اور فرشتے۔ ④یہ سب قیامت میں ہوگا۔
⑤(دوسرا ترجمہ) ایمان والوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ مسلمان فکرِ آخرت میں اللہ کے احکام کو پورا کرنے میں مشغول ہیں جس سے دنیا کا ظاہری نقصان ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ کافروں کو تعجب ہوتا ہے کہ یہ کیسے لوگ ہیں جو اپنی دنیا کا بڑا نقصان کرتے ہیں؛ اس لیے اس فکرِ آخرت پر مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ
الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ
اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا
فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢١٣﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ
تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ
وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿٢١٤﴾

(شروع میں) سب لوگ ایک ہی دین پر تھے① پھر اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجا② جو (ایمان والوں کو جنت کی) خوش خبری سناتے تھے اور (نافرمانوں کو جہنم سے) ڈراتے تھے اور اس (اللہ تعالیٰ) نے ان (نبیوں) کے ساتھ سچی کتاب اتاری؛ تاکہ جس چیز میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اس میں لوگوں کے درمیان وہ فیصلہ کریں اور (افسوس کی بات تو یہ ہے کہ) جن کو وہ کتاب دی گئی کھلے احکام ان کو مل جانے کے بعد محض آپس کی ضد کی وجہ سے انہی لوگوں نے اس (کتاب) میں اختلاف کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم (یعنی فضل) سے وہ (اختلاف کرنے والے) جن باتوں میں اختلاف کرتے تھے ان میں ایمان والوں کو صحیح راستے کی ہدایت دی اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اس کو سیدھا راستہ بتلا دیتے ہیں ﴿٢١٣﴾ (اے مسلمانو!) کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم (ایسے ہی) جنت میں داخل ہو جاؤ گے؟ حالاں کہ ابھی تک تو تمھارے اوپر تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں جیسے حالات بھی نہیں آئے، ان (پہلے لوگوں) کو (دین کی خاطر) بڑی سختی اور تکلیف پہنچی اور وہ لوگ ہلا دیے گئے، یہاں تک کہ رسول اور ان کے ساتھ ایمان والے کہنے لگے کہ: ''اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی'' سن لو! اللہ تعالیٰ کی مدد تو قریب (میں آنے) ہی (والی) ہے ﴿٢١٤﴾

① یعنی: [الف] عالمِ ارواح میں ''بَلٰی'' والے قول کے وقت سب مُوَحِّد تھے [ب] حضرت آدمؑ اور حوّاؑ کے ابتدائی زمانہ میں سب لوگ توحید پر تھے [ج] آدمؑ سے ادریسؑ تک پورے ایک ہزار سال تک سب مؤمن تھے [د] نوحؑ کے ساتھ کشتی میں بیٹھنے والے جب غرقِ عالم کے بعد دوبارہ کشتی کے رکنے پر دنیا میں آئے تب سب مسلمان ہی تھے۔ ② طبیعتوں کے اختلاف اور شیطانی اغوا کے نتیجے میں عقائد میں اختلاف پیدا ہوا تو اس اختلاف کو دور کرنے کے لیے نبیوں کو بھیجا گیا۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝۲۱۵
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ
وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۲۱۶ يَسْـَٔلُوْنَكَ ع
عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ
وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ

وہ (صحابہ) آپ سے سوال کرتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے) کیا خرچ کریں؟ تو تم (جواب میں یوں) کہو کہ: جو مال بھی تم خرچ کرو① تو وہ والدین اور رشتے داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کے لیے ہونا چاہیے اور جو (بھی) تم بھلائی کا کام کرتے ہو (تو) اللہ تعالیٰ کو یقیناً اس کی پوری خبر ہے②﴿۲۱۵﴾ تم پر لڑائی کرنا فرض کیا گیا ہے③ اور وہ تم کو بھاری لگتا ہے اور ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک چیز کو تم پسند نہ کرو؛ حالاں کہ وہ چیز تمھارے لیے بہتر ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو؛ حالاں کہ وہ چیز تمھارے لیے بری ہو، اور (ہر چیز کی حقیقت) اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم لوگ جانتے نہیں ہو﴿۲۱۶﴾

یہ لوگ تم سے سوال کرتے ہیں احترام والے مہینے میں جنگ کے بارے میں (تو اے نبی!) تم (ان سے یوں) کہو کہ: اس (احترام کے مہینے) میں جنگ کرنا بڑا گناہ ہے؛ لیکن (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنا④ اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرنا اور مسجدِ حرام (میں عبادت) سے (لوگوں کو روکنا) اور مسجدِ حرام کے رہنے والوں (مسلمانوں) کو وہاں سے نکالنا اللہ تعالیٰ کے یہاں اس (لڑائی) سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے اور فتنہ کرنا⑤ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے،

① قرآن میں مال کو ”خیر“ کہا، اس کی حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ انسان مال کی وجہ سے خیریت سے رہتا ہے، چوری، ڈکیتی اور سوال کرنے سے بچ جاتا ہے۔ ② اور وہ اس کا بدلہ (ثواب) ضرور دیں گے۔ ③ یعنی دین کی خاطر دشمنی کرنے والوں سے خاص خاص حالات میں۔ ④ کوئی مسلمان ہو تو اس کو تکلیف پہنچانا کہ ڈر کے مارے دوسرے لوگ مسلمان نہ ہو اور جو ایمان لانا چاہے اس کو اسلام سے بدگمان کرنا؛ تاکہ وہ ایمان لانے سے رک جائے۔ ⑤ لوگوں کو دین سے پھیرنا۔

وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ
عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢١٧﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢١٨﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ
فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ
قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١٩﴾ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ

اور وہ (کافر لوگ) تم (مسلمانوں) سے برابر لڑتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان (کافروں) کا بس چلے تو تم (مسلمانوں) کو تمھارے دین سے ہی ہٹا دیویں① اور تم میں سے جو شخص بھی اپنا دین چھوڑ کر مرتد ہو جائے اور وہ کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو جائیں گے اور ایسے لوگ جہنمی ہیں، وہ اس (جہنم) میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۲۱۷﴾ یقینی بات یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور جن لوگوں نے ہجرت کی اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں (دین کی خاطر دشمنوں سے) جہاد کیا تو ایسے ہی لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، بہت مہربان ہیں ﴿۲۱۸﴾ یہ لوگ تم سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں (اے نبی!) تم (جواب میں یوں) کہو کہ: ان (شراب اور جوئے دونوں) میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے (بھی) ہیں؛ لیکن ان دونوں (شراب اور جوئے) کا گناہ (نقصان) اِن دونوں کے فائدے سے زیادہ بڑا ہے اور وہ (لوگ) تم سے سوال کرتے ہیں (کہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے) وہ کیا خرچ کریں؟ (اے نبی! جواب میں) یوں کہو کہ: ضرورت سے زیادہ جتنا بھی ہو (وہ سب کچھ خرچ کرو) اسی طرح اللہ تعالیٰ احکام کو تمھارے لیے صاف صاف بیان کرتے ہیں؛ تا کہ تم غور و فکر کیا کرو ﴿۲۱۹﴾ دنیا کے بارے میں بھی اور آخرت کے بارے میں بھی②

---

① یعنی اسلام چھڑوا دیوے② دنیا فانی ہے؛ لیکن دنیا میں انسان کو بہت ساری ضروریات ہیں؛ اس لیے دنیا میں جائز ضروریات میں ضرورت کے مطابق خرچ کرو، آخرت ہمیشہ رہنے والی ہے، ثواب ملنے کی جگہ ہے؛ اس لیے ثواب حاصل کرنے اور اللہ کو خوش کرنے کے لیے صدقات وخیرات بھی کرو، خلاصہ یہ کہ دنیا و آخرت دونوں کے مناسب حال سوچ سمجھ کر خرچ کیا کرو۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ
وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ
مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ
بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ ع

اور وہ (صحابہ) تم سے سوال کرتے ہیں یتیموں کے بارے میں (اے نبی!) تم (جواب میں ایسا) کہو کہ: ان (یتیموں کے مالی حال) کو ٹھیک (کرنے کی محنت) کرنا نیکی کا کام ہے① اور اگر تم ان (یتیموں) کا خرچا اپنے (کھانے کے خرچے کے) ساتھ ملا جلا کر کرو (تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ اس لیے کہ) وہ تو تمھارے بھائی (ہی) ہیں اور اللہ تعالیٰ (معاملات) بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے الگ پہچانتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تم کو مشکلی میں ڈال دیتے، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے زبردست ہیں، ہر کام کی حکمت ان کو معلوم ہے ﴿۲۲۰﴾ اور تم (اے مسلمان مردو!) مشرکہ عورتوں سے اس وقت تک شادی مت کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آویں اور (یہ بات یاد رکھو کہ) یقیناً ایمان والی باندی کسی بھی مشرکہ عورت سے بہتر ہی ہے، چاہے وہ (مشرکہ عورت) تم کو پسند آ رہی ہو اور تم (مسلمان عورتوں کا) مشرک مردوں کے ساتھ نکاح مت کراؤ جب تک کہ وہ (مشرک مرد) ایمان نہ لے آویں اور (یہ بات سن لو کہ) یقیناً (ایک) ایمان والا غلام کسی بھی مشرک مرد سے بہتر ہی ہے اگرچہ وہ (مشرک مرد) تم کو کتنا ہی بھلا کیوں نہ معلوم ہوتا ہو② وہ (مشرک مرد و عورت) تو (کفر کے ذریعے) تم کو (جہنم کی) آگ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتے ہیں؛ تاکہ وہ لوگ نصیحت قبول کریں ﴿۲۲۱﴾

① (دوسرا ترجمہ) ان (یتیموں) کی بھلائی ہو ایسی کوشش کرنا یہ نیکی کا کام ہے۔

② تو بھی تم ان سے شادی مت کرو، مال اور حسن کو نکاح کے لیے بنیاد بنانا نہیں ہے، ایمان مقدم ہے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿٢٢٢﴾ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٢٣﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٢٤﴾

اور وہ (صحابہ) تم سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں①(اے نبی!) تم (ان کو جواب میں) کہو کہ: وہ (حیض) تو گندی چیز ہے، سو حیض کی حالت میں تم عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ (عورتیں حیض سے) پوری طرح پاک نہ ہوں وہاں تک (جماع کرنے کے لیے) ان کے پاس مت جاؤ، پھر جب وہ (عورتیں) پوری طرح حیض سے پاک ہو جائیں تو ان (عورتوں) کے پاس اسی طریقے سے جاؤ جس طریقے (یعنی جگہ) سے جانے کا اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے② یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں اور خوب پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں ﴿۲۲۲﴾ تمھاری بیویاں تمھارے لیے کھیتی ہیں، سو تم اپنی کھیتی میں (آگے والے راستے سے) جس طرح سے چاہو آؤ اور اپنے لیے آگے (آخرت میں کام آنے والے اچھے اعمال) بھیجو اور تم اللہ تعالیٰ سے (ہر حالت میں) ڈرو اور تم (اس بات کو) جان کر رکھو کہ تم اس (اللہ تعالیٰ) سے ملنے والے ہو③ اور (اے نبی!) ایمان والوں کو (جنت کی) خوش خبری سنا دو ﴿۲۲۳﴾ اور تم اللہ تعالیٰ (کے مبارک نام) کو اپنی قسموں میں (لوگوں کے ساتھ) نیک سلوک کرنے اور تقویٰ اپنانے اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے (جیسے اچھے کاموں) سے رک جانے کا ذریعہ مت بناؤ④ اور اللہ تعالیٰ تو ہر بات کو سننے والے، اچھی طرح جاننے والے ہیں ﴿۲۲۴﴾

① حیض کا خون آیا ہو اس وقت حیض کی جگہ کے بارے میں سوال، اور خود حیض کا خون کیا ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے جس جگہ (یعنی آگے) سے جانے کی اجازت دی ہے اس جگہ سے جاؤ (جماع کے لیے)۔
③ (دوسرا ترجمہ) تم یقیناً اللہ کے حضور پیش ہونے والے ہو۔④ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ (کے نام) کو اپنی قسموں میں (فاسد) غرض کے لیے استعمال مت کرو کہ (اللہ کے مبارک نام سے قسم کھا کر) لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا،

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿٢٢٥﴾ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٢٦﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٢٧﴾

تمھاری لغو قسموں میں اللہ تعالیٰ تمھاری پکڑ نہیں کریں گے؛ لیکن اپنے دلوں کے ارادے سے جو قسم کھائی ہے اس (کے توڑنے) پر وہ (اللہ تعالیٰ) تمھاری پکڑ کریں گے اور اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، بڑے حلیم ہیں① ﴿۲۲۵﴾ جو لوگ اپنی بیویوں سے جماع نہ کرنے کی قسم کھا لیتے ہیں تو ان کو چار مہینے کی مہلت ہے، پھر اگر وہ (قسم توڑ کر) رجوع کر لیویں② تو یقینی بات ہے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۲۲۶﴾ اور اگر وہ (قسم کھانے والے بیوی کو) چھوڑ دینے کا پکا ارادہ کر لیویں③ تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر بات کو سننے والے، جاننے والے ہیں ﴿۲۲۷﴾

⊃ تقویٰ اپنانا، لوگوں کے درمیان صلح کرانا (جیسے اچھے کاموں سے) تم رک جاؤ (یعنی دور رہو)۔ (اچھے کام تو کرنے کے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نام سے قسم کھا کر اچھے کاموں کو مت چھوڑ دو، اسی طرح اچھے کام کرنے کے لیے کہا جاوے تو اللہ تعالیٰ کے نام سے قسم کھا کر انکار مت کر دو۔ اسی طرح بات بات میں قسم کھانے سے اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کی عظمت جیسی چاہیے ویسی باقی نہ رہے گی)۔

اِس صفحے کا حاشیہ: ① لفظ حلیم کے معانی: (۱) جو اپنے نافرمان اور کافر بندوں کو جلد سزا نہیں دیا کرتے؛ بلکہ ان کو مہلت دیتے ہیں، اگر وہ توبہ کر لیں تو ان کے گناہوں کو معاف کرتے ہیں (۲) جو بدلہ لینے میں جلدی نہیں کرتے اور وہ اللہ تعالیٰ کیسے بدلہ لینے میں جلدی کریں گے جن کو کسی کے بارے میں اپنی پکڑ سے بھاگ جانے کا کوئی اندیشہ ہی نہیں ہے (۳) جو گناہوں کو بہت زیادہ معاف کرنے والے ہو اور عیوب کو بہت زیادہ چھپانے والے ہو (۴) جو گناہوں کو چھپانے کے ساتھ معاف کر دیتے ہیں (۵) جو کسی نافرمان کی نافرمانی سے جوش میں نہیں آتے اور کسی سرکش کی سرکشی ان کو بے چین نہیں کرتی (۶) ایک عارف کا قول ہے: ساری تعریفوں کے مستحق اللہ ہیں جو جاننے کے باوجود بردباری کرتے ہیں اور عذاب دینے پر قادر ہونے کے باوجود معاف کرتے ہیں۔ صفتِ حلم میں سے بندے کو وافر حصہ اس طور حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ بردباری اختیار کرے اور اپنے آپ کو غصہ پینے پر آمادہ کرے اور بردباری کے ذریعے غصے کی آگ بجھانے کی کوشش کرے۔ ② (دوسرا ترجمہ) مل جاوے (یعنی چار مہینے پورے ہونے سے پہلے بیوی سے جماع کر لیوے تو صرف قسم کا کفارہ دینا ہے)۔ ③ یعنی چار مہینے تک جماع نہیں کیا تو بیوی کو طلاق پڑ جائے گی۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ
فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ
ع وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝٢٢٨ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ
لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا
يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ

اور جن عورتوں کو طلاق دے دی گئی ہو وہ عورتیں تین مرتبہ حیض آنے تک خود کو روکے رکھیں① اور اگر وہ (طلاق والی عورتیں) اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہوں تو ان کے لیے حلال نہیں کہ جو کچھ (حیض یا حمل) اللہ تعالیٰ نے ان کے رحموں میں پیدا کیا ہے وہ اس کو چھپائیں اور ان (مطلقہ عورتوں) کے شوہر اس عدت (کے دنوں) میں ان سے رجوع کر لینے کے زیادہ حق دار ہیں، اگر وہ (ان عورتوں سے) حسنِ سلوک کا ارادہ رکھتے ہوں اور ان (عورتوں) کو ضابطے کے مطابق ویسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے ان (مردوں) کو ان (عورتوں) پر (حقوق حاصل) ہیں اور مردوں کو ان (عورتوں) پر ایک درجہ (فضیلت) حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ تو بڑے زبردست، بڑی حکمت کے مالک ہیں②﴿۲۲۸﴾

طلاق (رجعی) دو مرتبہ تک دی جا سکتی ہے، پھر (اس کے بعد شوہر کے لیے دو ہی راستے ہیں) یا تو پورے حقوق ادا کرتے ہوئے (بیوی کو اپنے نکاح میں) رکھ لینا ہے③ یا تو (رجوع نہ کرے اور) اچھے انداز سے چھوڑ دینا ہے اور (اے شوہرو!) تمھارے لیے حلال نہیں ہے کہ جو کچھ تم ان (بیویوں) کو دے چکے اس میں سے کچھ واپس لے لو؛ مگر یہ کہ ان دونوں (میاں بیوی) کو اس بات کا خطرہ ہو کہ (نکاح باقی رہے گا تو) وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی حدود کی پابندی نہیں کر سکیں گے، پھر اگر تم کو خطرہ ہو کہ (نکاح باقی رکھنے میں) وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے تو اس میں ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ عورت مال کا بدلہ دے کر الگ ہو جاوے، یہ تو سب اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں، لہٰذا تم اس سے آگے مت بڑھو،

① یعنی تین حیض تک عدت میں رہیں۔ ② باری تعالیٰ کی صفات جو آیت کے آخر میں لائی جاتی ہیں اس کا سابقہ ⇐

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٢٩﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ
حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا
حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٢٣٠﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ
فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ
ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۫

اور جو بھی اللہ تعالیٰ کے حدود سے آگے نکل جائے گا، سو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں ﴿۲۲۹﴾ پھر اگر (دو کے بعد) تیسری طلاق بھی شوہر نے عورت کو دے دی تو وہ (طلاق والی عورت) اس وقت تک اس (اپنے پہلے شوہر) کے لیے حلال نہیں ہوگی جب تک کہ وہ (عورت) اس (طلاق دینے والے) کے علاوہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح ① نہ کر لیوے، پھر اگر وہ (دوسرا شوہر بھی) اس عورت کو طلاق دے دیوے تو وہ دونوں پھر آپس میں مل جاویں اس میں ان پر کوئی گناہ نہیں ہے، جب کہ ان دونوں کو یقین ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم رکھیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ جاننے والی قوم کے واسطے صاف صاف بیان کرتے ہیں ﴿۲۳۰﴾ اور جب تم نے عورتوں کو طلاق (رجعی) دے دی اور وہ (عورتیں) اپنی عدت پوری کرنے کے قریب پہنچ جائیں تو (اے شوہرو! دو کام میں سے ایک کام کرو) بھلائی کے ساتھ تم ان کو (اپنے نکاح میں) روکے رکھو یا بھلائی کے ساتھ ان (عورتوں) کو چھوڑ دو اور تم ستانے کی غرض سے ان (عورتوں) کو (نکاح میں) روکے مت رکھو؛ تاکہ تم (ان پر) زیادتی کرو اور جو بھی ایسا کرے گا تو پکی بات ہے کہ وہ اپنی ہی جان پر ظلم کرے گا اور تم اللہ تعالیٰ کے احکام کو مذاق مت بناؤ،

⊃ مضمون سے بڑا ربط ہوتا ہے، یہاں دو صفت لائی گئیں: [۱] عزیز: یعنی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ زبردست ہے [۲] حکیم: یعنی شریعت کے تمام احکام حکمت سے بھرے ہوتے ہیں۔
③ یہ رکھ لینے کو رجعت کہتے ہیں جو عدت کے زمانے ہی میں ہو سکتی ہے۔
اس صفحے کا حاشیہ: ① جس دوسرے نکاح کے بعد جماع بھی ہوا ہو، یہ شرط بھی حدیث شریف سے ثابت ہے۔

وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ
الثلثة ع وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٣١﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ
اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ
ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ
وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٣٢﴾ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ
كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ

اور اللہ تعالیٰ نے جو احسانات تم پر کیے اسے اور (خاص کر) کتاب وحکمت کی باتیں جو تم پر اتاری جس کے ذریعہ وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو نصیحت کرتے ہیں ان سب کو یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ سے تم ڈرتے رہو اور تم یہ بات سمجھ لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۲۳۱﴾

اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو پھر وہ (عورتیں) اپنی عدت کو پوری کر چکیں تو ان (عورتوں) کو ان کے (پہلے والے) شوہروں سے (دوبارہ) نکاح کرنے سے تم (یعنی عورت کے والی) مت روکو جب کہ وہ (دونوں مرد اور عورت) آپس کی خوشی سے بھلائی کے ساتھ رہنا چاہیں، ان باتوں کی نصیحت تم میں سے اس شخص کو کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، یہ (نصیحت مان لینا) تمھارے لیے زیادہ صاف ستھرا اور زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم لوگ جانتے نہیں ہو ﴿۲۳۲﴾ اور مائیں پورے دو سال اپنی اولاد کو دودھ پلائیں①، یہ مدت ان لوگوں کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہیں اور جس باپ کا وہ بچہ ہے اس پر ضروری ہے کہ ان (دودھ پلانے والی ماؤں) کے کھانے اور ان کے کپڑے کا خرچہ معروف طریقے سے اٹھائے، کسی شخص کو اس کی وسعت (یعنی حیثیت) سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی، نہ ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے تکلیف پہنچائی جائے اور نہ باپ کو اس کے بچے کی وجہ سے (تکلیف دی جائے)

---

① طلاق کے احکام کے درمیان بچے کو دودھ پلانے کا ذکر اس وجہ سے آیا کہ بعض مرتبہ یہ مسئلہ ماں باپ کے درمیان جھگڑے کا سبب بن جاتا ہے۔

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ
اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ
مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ

اور (اگر بچے کا باپ نہ ہوتو محرم) وارث پر اسی طرح (بچے کو دودھ پلانے اور پرورش) کی ذمے داری ہے، پھر اگر وہ دونوں (یعنی بچے کے ماں، باپ) آپس کی خوشی اور مشورے سے (دو سال پورے ہونے سے پہلے ہی بچے کا) دودھ چھڑانا چاہیں تو (اس میں بھی) ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں، اور اگر تم یہ چاہو کہ کسی (دایا) سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں ہے، جب کہ تم نے (دودھ پلانے کی) جو (اجرت) دینا طے کی تھی وہ بھلے طریقے سے (قاعدے کے مطابق) تم (دایا کو) دے دو اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور (یہ بات) تم جان رکھو کہ تم جو اعمال کرتے ہو ان کو اللہ تعالیٰ اچھی طرح دیکھ رہے ہیں ﴿۲۳۳﴾ اور تم میں سے جن کی وفات ہو جائے اور وہ (مرنے والے اپنے پیچھے) بیویاں چھوڑ کر جائیں تو وہ (بیویاں) اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن تک (عدت میں) روکے رکھیں، پھر جب وہ (عورتیں) اپنی (عدت کی) مدت کو پوری کر چکیں تو وہ اپنے بارے میں جو وہ شرعی قانون کے مطابق کرنا چاہیں① تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو عمل بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے ﴿۲۳۴﴾ اور (عدت جاری ہو تب) اشارے اشارے میں تمھارا عورتوں کو شادی کا پیغام (اگر دینا چاہو تو) دینے میں یا تمھارا (شادی کا ارادہ) اپنے دل میں چھپا کر کے رکھنے میں تم (مردوں) پر کوئی گناہ نہیں ہے،

---

① یعنی عدت کے بعد عورت دوسری شادی کر سکتی ہے۔

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا
مَّعْرُوْفًا ۬ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
ع يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ لَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْھُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَھُنَّ فَرِيْضَةً ښ وَّمَتِّعُوْھُنَّ ۚ
عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَي الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾

اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم ہے کہ تم ان عورتوں (سے نکاح) کا تذکرہ کروگے①؛ لیکن تم چھپ کر ان (عورتوں) سے وعدہ مت کرنا؛ الا یہ کہ مناسب طریقے سے کوئی بات کہہ دو② اور جب تک کہ مقررہ عدت اپنی مدت کو پہنچ نہ جاوے وہاں تک تم نکاح کا عقد پکا کرنے کا ارادہ بھی مت کرو اور تم جان لو کہ جو بات تمھارے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں، سو تم اس (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی) سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، بڑے تحمل والے ہیں ﴿۲۳۵﴾

جن (عورتوں) کو تم نے ہاتھ بھی نہیں لگایا③ اور ان کے لیے تم نے کوئی مہر بھی مقرر نہیں کیا (ایسی صورت میں) تم اگر (کسی خاص ضرورت سے) ان عورتوں کو طلاق دے دو تو (اس میں) تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اور (ایسی صورت میں) ان (عورتوں) کو کچھ تحفہ دے دو④، وسعت والے پر اس کی حیثیت کے مطابق (ان عورتوں کو) اور غریب آدمی پر اس کی حیثیت کے مطابق ہے، بھلے طریقے سے فائدہ پہنچائے (یعنی تحفہ دیوے) جو (لوگوں سے معاملہ کرنے میں) نیک ہیں ان کے لیے یہ ضروری ہے ﴿۲۳۶﴾

① (دوسرا ترجمہ) تم ان سے نکاح کا خیال کروگے۔

② (دوسرا ترجمہ) ہاں شریعت کے قانون کے مطابق جتنی بات کہہ سکتے ہو اتنی کہہ دو؛ یعنی اس کو آپ کے متعلق نکاح کی چاہت کا اشارہ مل جائے۔

③ یعنی جماع یا خلوتِ صحیحہ نہیں کی۔

④ یہ اس بات کی نشانی ہے کہ طلاق ضرورت کے پیشِ نظر دی ہے اور طلاق کے بعد بھی عورت کے ساتھ عناد والا برتاؤ نہیں ہے۔

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾

اور اگر تم نے ان (عورتوں) کو طلاق دے دی ان (عورتوں) کو ہاتھ لگانے سے پہلے اور تم ان (عورتوں) کے لیے مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا مہر مقرر کیا تھا اس کا آدھا دینا (ضروری) ہے؛ الا یہ کہ وہ (عورتیں رعایت کر کے) معاف کر دیویں (اور مہر ہی نہ مانگیں) یا وہ (شوہر) جس کے ہاتھ میں نکاح کا اختیار ہے وہ (رعایت کر کے) معاف کر دے (یعنی پورا مہر دے دیوے) اور تمھارا (اپنے حقوق) معاف کر دینا تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور تم آپس میں ایک دوسرے پر احسان کرنا① مت بھولو، جو عمل بھی تم کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہے ہیں ﴿۲۳۷﴾ تم تمام نمازوں کا پورا خیال رکھو② اور (خاص طور پر) درمیانی نماز کا (برابر خیال کرو) اور اللہ تعالیٰ کے سامنے (نماز میں) فرماں بردار بن کر کھڑے رہو③ ﴿۲۳۸﴾ پھر اگر تم کو (دشمن کا) خوف ہو تو کھڑے کھڑے یا سوار ہو کر (نماز پڑھو)④ پھر جب تم کو امن حاصل ہو جائے (یعنی خوف جاتا رہے) تو تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو جیسا اس (اللہ تعالیٰ) نے تم کو وہ سکھلایا جو تم (پہلے سے) جانتے نہیں تھے ﴿۲۳۹﴾

---

① رعایت، دریادلی سے سلوک کرنا، میاں بیوی کے سلوک، خوش گواری، پاس داری کا لحاظ۔

② معاشرتی الجھنوں میں انسان بنیادی فرائض سے غافل نہ رہے اس کی طرف اشارہ معلوم ہو رہا ہے۔ دوسری بات: صلوۃ وسطیٰ کی تعیین میں الگ الگ اقوال ہیں، حالات اور زمانے کے اعتبار سے ہر قول کی اہمیت ہے، جن علاقوں میں جس زمانے میں رات کو خریداری زیادہ ہو جاتی ہے تو عشا صلوۃِ وسطیٰ ہو جاتی ہے، ویسے زیادہ تر اقوال عصر کے متعلق ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) باادب کھڑے رہو (تیسرا ترجمہ) یا خاموش کھڑے رہو۔

④ جنگ میں جب باقاعدہ نماز پڑھنے کا موقع نہ ملے تو کھڑے کھڑے اشارے سے نماز پڑھ لیوے، چلتے ہوئے نماز نہ پڑھے، کھڑے ہونے کا بھی موقع نہ ہو تو قضا کر سکتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖۚ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ
غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ
مَّعْرُوْفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٤٠﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى
ع الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٤١﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٢٤٢﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ
خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۠ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۫ ثُمَّ
اَحْيَاهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٢٤٣﴾

اور تم میں سے جن کی بھی وفات ہوجائے اور وہ بیویوں کو (اپنے پیچھے) چھوڑ کر جاویں تو وہ اپنی بیویوں کے بارے میں ایک سال تک خرچہ دینے کی اور گھر سے نہ نکالنے کی وصیت کر کے جائے، پھر اگر وہ (عورتیں) خود نکل جائیں ① تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ (عورتیں) اپنی ذات کے بارے میں قاعدے کے مطابق جو کچھ بھی کریں ② اور اللہ تعالیٰ تو بڑے اقتدار کے مالک ہیں، حکمت کے مالک ہیں ﴿٢٤٠﴾ اور (سب) مطلقہ عورتوں کو قاعدے کے مطابق فائدہ پہنچانا ہے ③ (ایسا کرنا) تقویٰ والوں پر ایک حق ہے ④ ﴿٢٤١﴾ اللہ تعالیٰ اپنے احکام تمھارے لیے اسی طرح (وضاحت کے ساتھ) بیان کرتے ہیں؛ تاکہ تم سمجھ داری سے کام لو ﴿٢٤٢﴾

کیا تم کو ان لوگوں کا حال معلوم نہیں ⑤ جو موت سے بچنے کے لیے اپنے گھروں سے نکلے تھے اور وہ ہزاروں (انسان) تھے، سو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ تم مر جاؤ، پھر اللہ تعالیٰ نے (لمبے زمانے کے بعد) ان کو زندہ کر دیا، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل فرماتے ہیں؛ لیکن اکثر لوگ (اللہ تعالیٰ کا) شکر نہیں کرتے ﴿٢٤٣﴾

---

① ایک سال پورا ہونے سے پہلے۔ یہ آیت منسوخ الحکم، باقی التلاوت ہے۔ ② (دوسرا ترجمہ) تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے (کہ شوہر کے گھر سے نکلنے کے بعد) وہ عورتیں اپنے حق میں کوئی بھلی بات کریں۔ ③ (دوسرا ترجمہ) سب مطلقہ عورتوں کو بھلائی کے ساتھ فائدہ پہنچانا ہے۔ ④ یعنی تقویٰ والے اخلاقی طور پر ضروری سمجھیں گے اگرچہ ایک صورت کے علاوہ متعہ مستحب ہے۔ ⑤ اس طرح کے واقعات قرآن مجید میں کئی جگہوں پر ہیں جو حضور ﷺ کے زمانے سے بہت پہلے ہو چکے تھے اس لیے آنکھ سے دیکھنے کا کوئی امکان ہی نہیں؛ اس لیے ایسے مواقع پر "اَلَمْ تَرَ" سے اس واقعہ کا علم اور ادراک ہونا مراد ہوتا ہے اور اس واقعے کے مشہور ہونے کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۴۴ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا
حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۲۴۵ اَلَمْ
تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِىٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا
نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ
قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَاۗىِٕنَا ۭ فَلَمَّا
كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۲۴۶

اور تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرو اور تم جان لو کہ یقینی بات ہے اللہ تعالیٰ تو بہت سننے والے، بہت جاننے والے ہیں ﴿۲۴۴﴾ کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھے طریقے پر قرض دیوے①پھر اس (کے دیے ہوئے قرض) کو وہ (اللہ تعالیٰ)②اس کے لیے کئی گنا زیادہ کر دیویں، اور اللہ تعالیٰ ہی تنگی (کمی) کرتے ہیں③اور وسعت دیتے ہیں اور تم (سب) کو اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف لوٹایا جائے گا ﴿۲۴۵﴾ کیا تم کو بنی اسرائیل کی ایک جماعت کا قصہ معلوم نہیں؟ جو (قصہ) موسیٰ (علیہ السلام) کے دنیا سے جانے) کے بعد پیش آیا، جب کہ وہ (بنی اسرائیل) اپنے (زمانے کے) نبی سے کہنے لگے کہ: آپ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کردو؛ تاکہ ہم (اس کی امارت میں) اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کریں، نبی نے کہا: تمھارے بارے میں تو ایسا لگتا ہے کہ اگر تم پر جہاد فرض کیا جاوے تو تم جہاد نہیں کروگے، وہ (بنی اسرائیل جواب میں) کہنے لگے کہ: ہمارے لیے ایسی کون سی گنجائش باقی ہے④ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد نہ کریں؛ حالاں کہ ہم کو اپنے گھروں اور اپنی اولاد سے نکال (کر دور کر) دیا گیا ہے، پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو ان میں سے تھوڑے لوگوں کے سوا سب پیٹھ پھرا گئے⑤اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۲۴۶﴾

---

①(۱) اللہ کے راستے میں اخلاص سے خرچ (۲) نیک اعمال (۳) مؤمنوں کو غیر سودی قرض دینا تینوں اس میں شامل ہے۔
② قرض دینے والے کے فائدے کے لیے۔③(دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ ناپ کر دیتے ہیں۔④(دوسرا ترجمہ) ہمارے لیے کیا عذر رہوگا۔⑤انسان بزدلی کی وجہ سے جنگ سے پھر جاتا ہے اور یہاں بنی اسرائیل میدانِ جنگ میں پہنچنے سے پہلے ہی راستے سے بھاگ گئے تھے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْۤا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ
عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ
عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
عَلِيْمٌ ﴿٢٤٧﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰۤئِكَةُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
ع لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٤٨﴾

اور ان (بنی اسرائیل) سے ان کے (اس زمانے کے) نبی نے کہا کہ: اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تم پر بادشاہ مقرر کر دیا ہے، وہ (بنی اسرائیل) کہنے لگے: اس (طالوت) کو ہم پر حکومت کرنے کا حق کیسے حاصل ہو گیا؟ حالاں کہ حکومت چلانے کے تو اس (طالوت) سے زیادہ ہم حق دار ہیں اور اس (طالوت) کو تو کوئی مالی وسعت بھی نہیں ملی ہے① تو نبی نے کہا کہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمھارے مقابلے میں اس (طالوت) کو پسند فرمالیا اور اس (طالوت) کو علم (کی وسعت) اور جسم کے پھیلاؤ میں بڑھا دیا ہے ② اور اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت جس کو چاہتے ہیں (اس کو) عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت والے، بہت جاننے والے ہیں③ ﴿٢٤٧﴾ اور ان (بنی اسرائیل) سے ان کے (اس زمانے کے) نبی نے کہا: یقیناً اس (طالوت) کے بادشاہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تمھارے پاس وہ صندوق (واپس) آجائے گا جس میں تمھارے رب کی طرف سے دل کی تسلی کا سامان ہے اور موسیٰ وہارون (علیہما السلام) کی اولاد جو کچھ چھوڑ کر گئے تھے ان میں سے باقی رہ جانے والی چیزیں بھی ہیں، اس (صندوق) کو فرشتے اٹھا کر لاویں گے، اگر تم مؤمن (یعنی یقین والے) ہو تو اس میں تمھارے لیے بڑی نشانی ہے ﴿٢٤٨﴾

① یعنی طالوت کوئی زیادہ مال دار نہیں ہے۔
② علم اور صحت افضل ہے جہالت اور مال کے مقابلے میں۔ اس آیت سے اہم سبق: ہمارے دین میں عہدے اوصافِ خیر اور قابلیت کی بنیاد پر ہے، مال و دولت اور خاندانی بنیادوں پر نہیں ہے۔
③ اللہ تعالیٰ کی صفت وسعت والے ہونا یعنی فقیر کو، رائی کو اپنی وسعتوں سے بادشاہ بنادیوے۔ وسعتِ صفتی مراد ہے۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٢٤٩﴾

پھر جب طالوت فوجوں کے ساتھ باہر نکلا تو اس (طالوت) نے (لشکر والوں سے) کہا کہ: یقیناً اللہ تعالیٰ ایک نہر ① (یعنی دریا) کے ذریعے تمھارا امتحان لینے والے ہیں، سو جو شخص بھی اس (دریا) سے (پانی) پیے گا تو وہ میرے ساتھیوں میں سے نہیں ہے اور جو اس (پانی) کو چکھے گا بھی نہیں تو وہ میرا (یعنی میری جماعت کا آدمی) ہے، ہاں! جو اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر (کے پی) لیوے (تو اتنی اجازت ہے) پھر (ایسا ہوا کہ) ان میں کے چند آدمیوں کے سوا باقی سب نے اس (دریا) سے (خوب) پانی پیا، پھر جب وہ (طالوت) اور ان کے ساتھ ایمان والے اس (دریا) کو پار کر گئے تو (دیکھا کہ طالوت کی بات ماننے والوں کی تعداد تو کم ہے، اس وقت) کچھ لوگ کہنے لگے کہ: آج کے دن جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلے کی ہم میں بالکل طاقت نہیں ہے، (یہ بات سن کر) جو لوگ یقین رکھتے تھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ سے (جا کر) ملنا ہے وہ کہنے لگے: بہت سی مرتبہ (ایسا ہوا کہ) چھوٹی سی جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آ گئی اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ② ﴿۲۴۹﴾

① اس سے نہرِ اردن مراد ہے جو فلسطین اور اردن کے درمیان میں ہے، تفصیل کے لیے "دیکھی ہوئی دنیا" جلد سوم دیکھیں۔
② (دوسرا ترجمہ) (میدان میں) ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ اللہ کی مدد ہے۔

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٥٠﴾ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٥١﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢٥٢﴾

اور جب وہ لوگ (یعنی طالوت اور اس کے رفقا) جالوت اور اس کے لشکر کے (آمنے) سامنے ہوئے تو (طالوت اور ان کے ساتھیوں نے) دعا کی: اے ہمارے رب! آپ ہم پر (یعنی ہمارے دلوں پر) صبر ڈال دیجیے اور ہم کو ثابت قدم رکھیے اور کافر قوم کے مقابلے میں آپ ہماری مدد کیجیے ﴿۲۵۰﴾ پھر انھوں نے (یعنی طالوت اور ان کے ساتھیوں نے) ان (جالوت اور اس کی فوج) کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہرادیا اور داوٗد (علیہ السلام) نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان (داوٗد علیہ السلام) کو حکومت اور حکمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے جو (علم) چاہا ان (داوٗد علیہ السلام) کو سکھا دیا اور اگر اللہ تعالیٰ بعض (مفسد) لوگوں کو بعض (اچھے) لوگوں کے ذریعے دفع نہ کرتے رہتے تو زمین میں فساد پھیل پڑے①؛ لیکن اللہ تعالیٰ تمام عالم والوں پر فضل والے ہیں ﴿۲۵۱﴾ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جن کو ہم تمھارے سامنے صحیح صحیح تلاوت کرتے ہیں اور یہ بات بالکل یقینی ہے کہ تم (یعنی محمد ﷺ) رسولوں میں سے ہو ﴿۲۵۲﴾

---

① مسلمانوں کو دین کے مخالفوں سے کسی نہ کسی طرح کی مدافعانہ کارروائی جاری رکھنی چاہیے، جہاں دفاعی قتال کی گنجائش نہ ہو تو پُرامن احتجاج کی الگ الگ مختلف شکلیں بھی مفید ثابت ہوتی ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ
دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ
اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا
فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۟ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا
يُرِيْدُ ﴿٢٥٣﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ ع
وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٥٤﴾

یہ جتنے پیغمبر ہیں ہم نے ان میں سے بعض (حضرات) کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے، ان (پیغمبروں) میں سے بعض تو وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا، اور ان (پیغمبروں) میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ نے درجات میں بلند فرمایا، اور ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو (ان کی سچائی پر) کھلے دلائل عطا کیے اور ہم نے اس (عیسیٰ علیہ السلام) کی روح القدس (یعنی جبرئیل علیہ السلام) کے ذریعہ تائید (یعنی مدد) کی① اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو ان (پیغمبروں) کے بعد کے لوگ ان کو صاف احکام مل جانے کے بعد (دین میں اختلاف پیدا کر کے) آپس میں نہ لڑتے؛ لیکن ان لوگوں نے (آپس میں) اختلاف کیا، سو ان میں سے کچھ ایمان لے آئے اور ان میں سے کچھ نے کفر اپنا لیا اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے؛ لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں وہی کرتے ہیں ﴿۲۵۳﴾

اے ایمان والو! جو رزق ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے (اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ) خرچ کرلو، اس (قیامت کے) دن کے آنے سے پہلے جس میں کوئی سودا (یعنی خریدنا اور بیچنا) نہیں ہوگا اور (اس میں) نہ کوئی دوستی (کام آئے گی) اور (اس میں) نہ کوئی سفارش (چلے گی) اور جو لوگ کفر اختیار کر چکے ہیں وہی ظالم (ناانصاف) ہیں ﴿۲۵۴﴾

---

① ''روح القدس'' کے معنیٰ ہے: مقدس روح، اور قرآن میں یہ لقب حضرت جبریل علیہ السلام کے لیے (بھی) استعمال کیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت جبریل علیہ السلام کی یہ تائید حاصل تھی کہ وہ ان کے دشمنوں سے ان کی حفاظت کے لیے ان کے ساتھ رہتے تھے۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ۬ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا
خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ۫ قَدْ
تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ
بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۵۶﴾

اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں، ہمیشہ زندہ ہیں، سب کو سنبھالنے والے ہیں① ان (اللہ تعالیٰ) کو نہ اونگھ پکڑ سکتی اور نہ نیند② آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مالکی میں ہے، ایسا کون ہے جو ان (اللہ تعالیٰ) کے پاس ان (اللہ تعالیٰ) کی اجازت کے بغیر (کسی کی) سفارش کر سکے؟ وہ (اللہ تعالیٰ) ان (تمام مخلوق) کے آگے کے اور ان کے پیچھے کے حالات کو (اچھی طرح) جانتے ہیں③ اور وہ سب (مخلوق) ان (اللہ تعالیٰ) کے علم کی کوئی بات (اپنے علم کے) احاطے میں نہیں لا سکتے؛ مگر (ہاں) جتنا وہ (خود اللہ تعالیٰ) چاہیں④ ان (اللہ تعالیٰ) کی کرسی⑤ نے آسمانوں اور زمین کو گھیرا ہوا ہے⑥ اور ان دونوں (آسمان اور زمین) کی حفاظت کا ان (اللہ تعالیٰ) کو کوئی بوجھ نہیں ہے⑦ اور وہ (اللہ تعالیٰ) اونچے مقام والے ہیں، بڑی عظمت والے ہیں ﴿۲۵۵﴾ دین (کے بارے) میں کوئی زبردستی نہیں ہے، پکی بات یہ ہے کہ ہدایت کا راستہ گمراہی سے جدا ہو کر (پورے طور پر) ظاہر ہو چکا ہے، سو جو شخص طاغوت (یعنی بت اور شیطان) کا انکار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے تو اس نے حقیقت میں (بہت) مضبوط حلقہ (یعنی کڑا) تھام لیا ہے⑧، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ (ہر بات کو) سننے والے، (ہر چیز کو) جاننے والے ہیں ﴿۲۵۶﴾

---

① قیوم: وہ ذات ہے جو خود قائم ہو اور دوسروں کو قائم رکھے، سنبھالے۔

② جب انسان کو نیند آنے لگتی ہے تو شروع میں جو اثرات ظاہر ہوتے ہیں اس کو عربی میں ''سنة'' اور اردو میں ''اونگھ'' سے تعبیر کرتے ہیں، جس میں غفلت آنے لگتی ہے؛ لیکن سمجھ اور احساس باقی رہتا ہے، پھر جب مکمل غفلت آجاوے، شعور اور احساس بھی باقی نہ رہے تو اس کو عربی میں ''نوم'' اور اردو میں ''نیند'' کہتے ہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ
الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥٧﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ ع
رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ
الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٥٨﴾

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ولی (یعنی مدد کرنے والے) ہیں، وہ (اللہ تعالیٰ) ان (ایمان والوں) کو (کفر کی) اندھیریوں سے (ایمان کی) روشنی کی طرف لاتے ہیں اور جو کافر ہیں، شیطان ان کے دوست ہیں جو ان (کافروں) کو (ایمان کی) روشنی سے نکال کر (کفر کی) اندھیریوں کی طرف لے جاتے ہیں، وہی لوگ آگ (میں جانے) والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۲۵۷﴾

کیا تم نے اس شخص (کی حالت) پر غور نہیں کیا؟① جس کو اللہ تعالیٰ نے حکومت دی تھی، وہ ابراہیم (علیہ السلام) سے ان کے رب (اللہ تعالیٰ کے وجود) کے بارے میں حجت بازی (یعنی بحث) کرنے لگا، جب کہ ابراہیم (علیہ السلام) نے (اس سے) کہا کہ: میرے رب تو وہ ہیں جو زندگی دیتے ہیں اور موت دیتے ہیں تو (اس پر) وہ (ظالم) کہنے لگا کہ: میں (بھی) زندگی اور موت دیتا ہوں، (اس پر) ابراہیم (علیہ السلام) نے (اس ظالم سے) کہا کہ: یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سورج کو (روزانہ) مشرق سے نکالا کرتے ہیں، سو اب تُو اس (سورج) کو (کسی ایک دن بھی) مغرب سے نکال کر لا، تو (اس بات کو سن کر) وہ کافر حیران رہ گیا اور اللہ تعالیٰ ایسی ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیا کرتے ﴿۲۵۸﴾

⊃ ③ ہر مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے کے حالات اور بعد کے حالات، اسی طرح ہر مخلوق کے ظاہری و باطنی حالات اللہ تعالیٰ جانتے ہیں ④ بندے اتنی بات اللہ کے علم کی جان سکتے ہیں جتنی اللہ تعالیٰ کو منظور ہو ⑤ (دوسرا ترجمہ) حکومت کا تخت ⑥ یعنی اپنی وسعت کے گھیرے میں لے لیا ہے۔ کرسی کیسی ہے وہ آخرت میں معلوم ہوگا۔ ⑦ (دوسرا ترجمہ) آسمان اور زمین کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے لیے ذرا بھی بھاری نہیں ہے۔ (تیسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے لیے ذرا بھی مشکل نہیں ہے۔
⑧ یعنی مضبوطی سے پکڑ لیا۔ مراد اسلام ہے، جس طرح مضبوط حلقے کو پکڑنے سے آدمی آفت سے محفوظ ہو جاتا ہے، اسی طرح اسلام کو مضبوطی سے پکڑ لینے سے دنیا اور آخرت کے عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے۔
اِس صفحے کا حاشیہ: ① (دوسرا ترجمہ) اس آدمی کا واقعہ نہیں دیکھا؟

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ
مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ
بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ
وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ
نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۵۹﴾

یا اسی طرح (تم نے) اس شخص (کے واقعے) پر غور کیا جو ایک بستی پر ایسی حالت میں گزرا کہ اس (بستی) کے مکانات اپنی چھتوں پر گر گئے تھے ① اس شخص نے کہا: اللہ تعالیٰ اِس (بستی) کو اس کے مرنے (یعنی ویران ہونے) کے بعد کیسے (دوبارہ) زندہ کریں گے ②! اس پر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو سو سال تک موت دے دی، پھر اس (اللہ تعالیٰ) نے اس کو زندہ کر کے اٹھایا (اور پھر) اس (اللہ تعالیٰ) نے (اس سے) پوچھا: تو کتنی مدت تک (اس موت کی حالت میں) رہا؟ (تو جواب میں) اس شخص نے کہا: ایک دن یا ایک دن سے بھی کم (میں موت کی حالت میں رہا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: (نہیں) بلکہ تو (اس موت کی حالت پر) سو سال رہا ہے، سو تو اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کو دیکھ! وہ (اللہ تعالیٰ کی قدرت سے) بالکل بھی سڑی نہیں ہیں اور (ساتھ ہی) تو اپنے گدھے کو دیکھ (کہ سڑ کر اس کی حالت کیسی ہو گئی؟) اور (اس طرح تم کو موت دے کر دوبارہ زندہ کرنے میں ہمارا مقصد یہ ہے کہ) تا کہ ہم تجھ کو لوگوں کے لیے (ہماری قدرت کا) ایک نشان بنائیں اور تو (مرے ہوئے گدھے کی) ہڈیوں کی طرف دیکھ! ہم کس طرح (اٹھا کر) ان کو جوڑ دیتے ہیں، پھر ہم ان پر (کس طرح) گوشت چڑھاتے ہیں، سو جب اس کے سامنے حقیقت کھل کر ظاہر ہو گئی تو وہ (بندہ) کہنے لگا: مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام چیز پر قدرت رکھتے ہیں ③ ﴿۲۵۹﴾

① کسی حادثے میں پہلے چھت گری، پھر دیواریں گریں اور پوری بستی ویران ہو گئی۔
② اس سوچ کا منشا خدانخواستہ کوئی شک کرنا نہیں تھا؛ بلکہ حیرت کا اظہار تھا، اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی قدرت کا مشاہدہ اس طرح کرایا جس کا آیت میں ذکر ہے۔ ③ اس میں سے ایک مردے کو زندہ کرنا بھی ہے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهٖمُ رَبِّ أَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ
لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ؕ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ
مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٦٠﴾ مَثَلُ ع
الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ
سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦١﴾

اور (وہ واقعہ ذرا سنو!) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے رب! مجھے دکھایئے! آپ کس کیفیت سے مردوں کو زندہ کریں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تجھ کو (اس مرنے کے بعد زندہ ہونے پر) یقین نہیں ہے؟ تو اس (ابراہیم علیہ السلام) نے عرض کیا کہ: کیوں نہیں (یعنی یقین رکھتا ہوں)① لیکن (چاہت یہ ہے کہ آنکھ سے وہ کیفیت دیکھ لوں)؛ تاکہ میرے دل کو پورا اطمینان حاصل ہو جاوے②، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: اچھا تو چار پرندوں کو پکڑ لے، پھر ان کو اپنے سے مانوس کر لے③ پھر (ذبح کر کے) ہر پہاڑ پر ان (پرندوں کے بدن) کا ایک ایک حصہ رکھ دے، پھر ان (پرندوں) کو تو پکار تو وہ (چاروں پرندے) تیرے پاس دوڑتے ہوئے چلے آویں گے، اور (یہ بات اچھی طرح) جان لے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والے ہیں ﴿۲۶۰﴾

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ، اس (دانہ) نے سات بالیاں اگائیں (اور) ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتے ہیں (ثواب) بڑھا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ وسعت والے، (ہر چیز) جاننے والے ہیں ﴿۲۶۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) یقین تو میں رکھتا ہوں۔

② اس سوال وجواب سے اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح کردی کہ ابراہیم علیہ السلام کی یہ فرمائش خدانخواستہ کسی شک کی بنا پر نہیں تھی، ان کو خدا کی قدرتِ کاملہ پر پورا بھروسا تھا؛ لیکن آنکھوں سے دیکھنے کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔

③ جانور اور پرندوں کو ایک مدت تک اپنے پاس رکھنے سے وہ مانوس ہو جاتے ہیں، آپس میں جان پہچان ہو جاتی ہے، جب بھی آواز دے کر بلاؤ، آنے لگتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۲۶۲ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَاۤ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝۲۶۳ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۶۴

جولوگ اپنے مالوں کواللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، پھر خرچ کرنے کے بعد (جس پر خرچ کیا اس پر) احسان بھی نہیں جتلاتے اور تکلیف بھی نہیں دیتے توان (لوگوں) کے لیے ان (کے خرچ کیے ہوئے مال) کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اوران پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین بھی نہیں ہوں گے ﴿۲۶۲﴾ (سوال کرنے والوں کو) نرمی سے (اچھا) جواب دینا اور معاف کردینا ①اس صدقے سے بہتر ہے جس (صدقے) کے بعد کوئی تکلیف پہنچائی جائے اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں، حلیم ہیں ﴿۲۶۳﴾ اے ایمان والو! تم اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر ضائع مت کرو، اس شخص کی طرح (ضائع مت کرو) جو (محض) لوگوں کو دکھلانے کے لیے اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا ہے، سو (لوگوں کو دکھلا کر خرچ کرنے والے) اس شخص کی حالت صاف چکنے پتھر جیسی ہے جس پر (معمولی) مٹی (جمی ہوئی) ہو، سو اس (پتھر) پر زوردار بارش گرے اور وہ (بارش) اس کو (پہلے کی طرح) بالکل صاف کردیوے، ایسے لوگوں کو ان کے کیے ہوئے کاموں کا کچھ (ثواب) ہاتھ میں نہیں آئے گا② اور اللہ تعالیٰ کافروں کو سیدھا راستہ نہیں دکھاتے ﴿۲۶۴﴾

① یعنی وہ اصرار کرے یا بے وقت آوے یا کسی طرح بھی تکلیف دیوے تب بھی۔
② چٹان پر اگر مٹی جمی ہو تو یہ امید ہوسکتی ہے کہ اس پر کوئی چیز اگائی جائے؛ لیکن اگر بارش مٹی بہالے جائے تو چٹان کے چکنے پتھر کاشت کے قابل نہیں رہتے، اسی طرح صدقہ وخیرات سے آخرت کے ثواب کی امید ہوتی ہے؛ لیکن اگر ←

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ
جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٦٥﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖۚ فَاَصَابَهَآ
اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٦٦﴾ ع

اوران لوگوں کی مثال جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اوراپنے دلوں میں (ثواب ملنے کے) پورے یقین کے ساتھ اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جیسے کہ ایک اونچی جگہ پر باغ ہو، اس پر زوردار بارش برسے تو وہ (باغ) اپنے پھل دُگنا لائے، سو اگر اس (باغ) پر زوردار بارش نہ برسے تو ہلکی سی پھوار① بھی اس (اونچے باغ) کے لیے کافی ہے اور جو کام تم لوگ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو خوب اچھی طرح دیکھتے ہیں ﴿٢٦٥﴾ کیا تم میں سے کوئی (یہ بات) پسند کرے گا کہ اس کے لیے کھجور اور انگوروں کا ایک باغ ہو② جس کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں (اور) اس (شخص) کے لیے اس (باغ) میں ہر قسم کے پھل (بھی) ہوں اور اس شخص پر بڑھاپا آ گیا ہو اور اس کی اولاد کمزور ہوں، اتنے میں ایک آگ سے بھرا ہوا بگولا (یعنی ہوا کا چکر) اس (باغ) پر آپڑا، سو وہ (پورا باغ) جل گیا③، اسی طرح اللہ تعالیٰ (اپنی) آیتوں کو تمھارے لیے کھول کھول کر بیان کرتے ہیں؛ تاکہ تم غور کرو ﴿٢٦٦﴾

ف اس کے ساتھ ریاکاری یا احسان جتانے کی خرابی لگ جائے تو وہ صدقے کو بہا لے جاتی ہے اور ثواب کی کوئی امید نہیں رہتی۔

اس صفحہ کا حاشیہ:

① یعنی ہلکی سی بارش ہی برس جائے۔ ② جسے عرف میں باڑی بھی کہتے ہیں۔
③ صدقات وخیرات کو برباد کرنے کی یہ دوسری مثال اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے، جس طرح ایک آگ سے بھرا بگولا ہرے بھرے باغ کو یکا یک تباہ وبرباد کرڈالتا ہے، اسی طرح ریاکاری یا صدقہ دے کر احسان جتلانا یا کسی اور طرح غریب آدمی کو ستانا صدقے کے عظیم ثواب کو برباد کرڈالتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ
الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا
فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ ﴿٢٦٧﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ ۚ
وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦٨﴾ ښ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ
وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾ وَمَآ
اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٢٧٠﴾

اے ایمان والو! جو کچھ تم نے کمایا ہے اور جو چیزیں ہم نے تمھارے لیے زمین سے نکالی (یعنی پیدا کی) ہیں اس کی عمدہ چیزوں کا ایک حصہ (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) تم خرچ کیا کرو اور اس میں سے خراب چیزوں کو (اللہ تعالیٰ کے نام پر) خرچ کرنے کا ارادہ بھی نہ کرو؛ حالاں کہ (کوئی دوسرا آدمی ایسی خراب چیز تم کو دیوے تو نفرت کی وجہ سے) تم خود بھی اس کو آنکھ بند کیے بغیر نہ لے سکو اور تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں ہیں (ہر قسم کی) تعریف کے مالک ہیں ﴿۲۶۷﴾ شیطان تم کو مفلسی سے ڈراتا ہے اور وہ تم کو بے حیائی① کی باتیں سکھاتا ہے② اور اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت اور فضل کا تم سے وعدہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت والے، (ہر بات) جاننے والے ہیں ﴿۲۶۸﴾ وہ (اللہ تعالیٰ) جس کو چاہتے ہیں دین کی سمجھ دیتے ہیں اور جس کو دین کی سمجھ عطا کی گئی تو پکی بات ہے کہ اس کو بہت ساری بھلائی عطا کی گئی اور عقل والے لوگ ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں ﴿۲۶۹﴾ اور جو کچھ خیرات تم خرچ کرو گے یا تم کوئی منت مانو گے تو یقینی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں اور ظالموں کے لیے کوئی مدد کرنے والے نہیں ہوں گے ﴿۲۷۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) بخیلی۔ مفسرین کی ایک جماعت نے یہاں ''فحشاء'' سے بخیلی کا معنی مراد لیا ہے؛ یعنی خرچ کرو گے تو مفلس ہو جاؤ گے۔

② (دوسرا ترجمہ) شیطان تم کو بے حیائی کی باتوں کی ترغیب دیتا ہے۔

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ
عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٧١﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ
مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا
تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٢٧٢﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ؗ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ
بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿٢٧٣﴾ ع ۳۷

اگر تم صدقات کو ظاہر کر کے دو تو بھی بہت اچھا ہے① اور اگر تم ان (صدقات) کو پوشیدہ رکھو اور اسے فقرا کو پہنچاؤ تو وہ تمھارے لیے اور بہتر ہے② اور اللہ تعالیٰ تمھارے کچھ گناہ تم سے دور کر دیں گے③ اور تم جو کام کر رہے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے ﴿۲۷۱﴾ (اے نبی!) ان (کافروں) کو سیدھے راستے پر لانا تمھاری ذمے داری نہیں ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں (اس کو) سیدھے راستے پر لے آتے ہیں اور جو مال بھی تم خرچ کرتے ہو④ تو وہ (خود) تمھارے فائدے کے لیے (ہوتا) ہے، جب کہ تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے خرچ کرو گے اور جو مال (یعنی خیرات) بھی تم خرچ کرو گے تو تم کو وہ (ثواب) پورا پہنچا دیا جائے گا اور تم پر (ذرا بھی) ظلم نہیں کیا جاوے گا⑤ ﴿۲۷۲﴾ (مالی مدد خاص طور پر) ان فقیروں کے لیے ہے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خود کو اس طرح پابند رکھا ہے کہ (روزی کی تلاش کے لیے) وہ زمین میں چل پھر نہیں سکتے (ان کے کسی سے) سوال نہ کرنے کی وجہ سے ناواقف لوگ ان کو مال دار سمجھتے ہیں، تم ان (کے فقر) کو ان (کے چہرے) کی علامتوں سے پہچان سکتے ہو، وہ لوگوں سے لگ لپٹ کر (اصرار کرکے) سوال نہیں کرتے اور جو مال بھی تم خرچ کرتے ہو تو یقینی بات ہے کہ اللہ اس کو پوری طرح جانتے ہیں⑥ ﴿۲۷۳﴾

① دوسروں کو صدقے کی ترغیب ہوگی اور اس کا تم کو بھی ثواب ملے گا۔ ② اس میں ریاکاری کا اندیشہ نہیں ہوگا اور فقیر کو لینے میں شرم نہیں ہوگی۔ ③ یعنی معاف کر دیں گے۔ ④ مال کو لفظ ''خیر'' سے تعبیر فرمایا: [الف] مال کی وجہ سے خیریت رہتی ہے [ب] مال کی وجہ سے بہت سارے خیر کے کام ہوتے ہیں۔ ⑤ یعنی ثواب میں کمی نہیں کی جائے گی۔
⑥ (دوسرا ترجمہ) جو کام کی چیز تم خرچ کرو گے یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پوری طرح جانتے ہیں۔

اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ بِالَّيۡلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ
رَبِّهِمۡ‌ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا
كَمَا يَقُوۡمُ الَّذِىۡ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ‌ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَيۡعُ
مِثۡلُ الرِّبٰوا‌ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الۡبَيۡعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا‌ؕ فَمَنۡ جَآءَهٗ مَوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ فَانۡتَهٰى
فَلَهٗ مَا سَلَفَ‌ؕ وَاَمۡرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ‌ؕ وَمَنۡ عَادَ فَاُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ‌ۚ هُمۡ فِيۡهَا
خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرۡبِى الصَّدَقٰتِ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيۡمٍ ﴿۲۷۶﴾

جو لوگ اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں چھپا کر کے اور ظاہر کر کے خرچ کرتے ہیں تو ان کے لیے ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے ﴿۲۷۴﴾ جو لوگ سود کھاتے ہیں① وہ (قیامت کے دن قبر سے) اس شخص کے اٹھنے کی طرح ہی اٹھیں گے جس کو شیطان نے چھو کر (یعنی چمٹ کر، لگ کر) پاگل② بنا دیا ہو، یہ سزا اس لیے ہوگی کہ وہ یہ کہتے تھے کہ بیع③ بھی تو سود ہی کی طرح ہوتی ہے④ حالاں کہ (بیع اور سود میں کھلا فرق ہے، کہ) اللہ تعالیٰ نے خریدنے، بیچنے کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا ہے، سو جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت کی بات پہنچ گئی پھر وہ (آئندہ کے لیے سودی معاملات سے) رک گیا تو (حرمت سے پہلے) جو کچھ (سود) وہ لے چکا وہ اسی کا ہے اور اس (کے دل کے اندر) کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے اور جس شخص نے دوبارہ پھر وہی کام کیا⑤ سو وہی لوگ آگ (میں جانے) والے ہیں، وہ اس (آگ) میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۲۷۵﴾ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں⑥ اور صدقات کو بڑھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک بڑے ناشکرے (بڑے) گنہ گار کو پسند نہیں کرتے ﴿۲۷۶﴾

① یعنی سود کا لین دین کرتے ہیں۔ سود میں کسی طرح بھی مبتلا ہونا۔ ② (دوسرا ترجمہ) حواس باختہ۔ ③ یعنی جائز طریقے سے خریدنا، بیچنا۔ ④ کیوں کہ بیع میں بھی مقصود نفع حاصل کرنا ہوتا ہے اور سود میں بھی زیادہ ملتا ہے یا زیادہ دینا پڑتا ہے۔
⑤ یعنی سود کی حرمت کو نہ مانے اور سودی لین دین کے حرام ہونے پر اعتراض کرتا رہے اور اس میں پڑا رہے۔ ⑥ مٹانے کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ فی الحال ظاہری طور پر سود کھانے میں مال بڑھتا ہوا نظر آتا ہے؛ لیکن کبھی اللہ تعالیٰ ←

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ كَانَ
ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا
يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۣ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ ع ۳۸ ۸ ۶

یقینی بات ہے کہ جولوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیےاور انھوں نے نماز قائم کی اور انھوں نے زکوۃ ادا کی ان کو ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ملے گا، اور ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین بھی نہیں ہوں گے ﴿۲۷۷﴾ اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اگر تم واقعی مومن ہو تو سود کا جو حصہ بھی (سود کے حرام ہونے کے اعلان کے بعد کسی سے لینا) باقی رہ گیا ہو اس کو چھوڑ دو ﴿۲۷۸﴾ سو اگر تم ایسا نہیں کرو گے ① تو تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان سن لو اور اگر تم (سود سے) توبہ کر لو تو تم کو تمھارا اصل مال مل جائے گا، تم کسی پر ظلم مت کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے ﴿۲۷۹﴾ اور اگر کوئی (مقروض) تنگی میں ہو② تو اچھی حالت ہونے تک③ مہلت دینی چاہیے اور اگر تم صدقہ ہی کر دو④ تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھو (تو) ﴿۲۸۰﴾ اور تم اس دن سے ڈرو جس میں تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے، پھر ہر ایک نفس کو اس کے کیے ہوئے کاموں کا (پورے) پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا⑤ ﴿۲۸۱﴾

⇐ اس آدمی پر ایسے حالات دنیا میں ڈال دیتے ہیں کہ دنیا میں ہی سب مال برباد ہو کر وہ آدمی فقیر بن جاتا ہے اور اگر دنیا میں برباد نہ بھی ہوا تو آخرت میں برباد ہونا یقینی ہے؛ کیونکہ وہاں اس آدمی پر عذاب ہوگا۔ اسی طرح سود والے معاملات میں خیر و برکت نہیں ہوتی چاہے مقدار بڑھ جائے۔

اس صفحہ کا حاشیہ:

① یعنی سود سے باز نہیں آؤ گے۔ ② یعنی قرض ادا کرنے کی طاقت نہ ہو۔ ③ یعنی قرض ادا کرنے کی طاقت آ جائے وہاں تک۔ ④ یعنی قرض کو معاف کر دو۔ ⑤ نوٹ: کہتے ہیں کہ نزول کے اعتبار سے یہ آخری آیت ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۭ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ
كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۠ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ
عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ۭ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا
اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ۭ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ
مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاۗءِ
اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ۭ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَاۗءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۭ

اے ایمان والو! جب تم آپس میں مقرر کی ہوئی مدت کے لیے قرض کا کوئی معاملہ کرو تو تم اس کو لکھ لیا کرو اور جو شخص لکھنا جانتا ہو وہ تمھارے درمیان انصاف کے ساتھ لکھے، اور جو شخص لکھنا جانتا ہو وہ لکھنے سے انکار نہ کرے (بلکہ) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو (لکھنا) سکھایا تو (اس نعمت کا شکریہ ہے کہ) اس کو لکھ دینا چاہیے اور جس کے ذمے حق واجب ہو رہا ہے[1] اس کو چاہیے کہ وہ (تحریر کا مضمون) لکھوائے اور (ادھار لینے والے کو) چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے جو اس کے رب ہیں اور اس (ادھار دینے والے کے حق کو لکھوانے) میں کچھ کمی نہ کرے (بلکہ پوری بات لکھوائے) سو اگر وہ شخص جس کے ذمے حق واجب ہو رہا ہے (یعنی ادھار لینے والا) ناسمجھ ہے (یعنی کم عقل ہے) یا کمزور ہے یا (کسی اور وجہ سے) وہ تحریر نہیں لکھوا سکتا تو اس (ادھار لینے والے) کا ذمہ دار (والی یا وکیل جس کو مدیون کی طرف سے کام کا اختیار ہوتا ہے وہ) انصاف کے ساتھ (ادھاری کی تحریر) لکھوائے اور (ادھاری کی تحریر میں لکھے ہوئے معاملے پر) تم اپنے (مسلمان) مردوں میں سے دو گواہ بنالو، سو اگر دو مرد (میسر) نہ ہوں تو جن گواہوں کو تم پسند کرو[2] ان میں سے ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنیں کہ ان دو (عورتوں) میں سے ایک (عورت) بھول جائے تو ان دو میں سے ایک دوسری کو یاد دلا دے اور گواہوں کو جب (گواہ بننے کے لیے یا گواہی دینے کے لیے) بلایا جاوے تو وہ انکار نہ کریں،

① یعنی ادھار لینے والا۔ مقروض، مدیون یہ اس کی طرف سے اقرار ہو رہا ہے۔
② جن پر اطمینان ہونے کی وجہ سے یعنی عادل اور ثقہ ہونے کی وجہ سے جن کی گواہی معتبر ہو۔

وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ
لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا
شَهِيْدٌ ۬ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ
بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ

اور قرضے کے کسی معاملے کو اس کے مقررہ وقت تک لکھنے میں تم کوتاہی مت کرو① (یا اکتا مت جاؤ) چاہے معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا، یہ (ادھاری کی تحریر لکھ لینا) اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت انصاف کی بات ہے اور گواہی کو درست رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے اور اس بات سے بھی زیادہ نزدیک ہے کہ تم (مستقبل میں) شک میں نہیں پڑو گے②؛ مگر یہ کہ نقد لین دین سے تمھارے آپس میں کوئی سودا ہو تو اس کو نہ لکھنے میں تم پر کوئی حرج نہیں ہے اور (ہاں! اس قسم کے نقد) خرید نے بیچنے کے وقت پر بھی (احتیاطاً) تم گواہ بنالیا کرو اور نہ لکھنے والے کو اور نہ گواہ بننے والے کو کوئی تکلیف پہنچائی جائے اور اگر تم یہ (تکلیف پہنچانے کا) کام کرو گے تو وہ تمھارے لیے گناہ کی بات ہوگی اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اللہ تعالیٰ (آپس میں معاملات کیسے کرنا ہے وہ) تم کو سکھلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمام چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں③ ﴿۲۸۲﴾ اور اگر تم سفر میں ہو اور تم کو کوئی (ادھاری کی تحریر کو) لکھنے والا نہ ملے تو (ادھاری کی ادائیگی کی ضمانت کے طور پر) کوئی چیز گروی ہو جس پر قبضہ بھی کر لیا گیا ہو④ اور اگر (ایسے موقع پر) تم ایک دوسرے پر بھروسہ کرو (اور بغیر گروی ادھار دے دو) تو جس پر بھروسہ کیا گیا⑤ وہ (پوری پوری) اپنی امانت (یعنی حق) ادا کر دیوے⑤ اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے جو اس کے رب ہیں

---

① قرض میں ادائیگی کے لیے وقت پہلے سے مقرر کر ہی لینا چاہیے۔
② دَین جو وصول کرنا ہے اس کی مقدار کتنی ہے اور ادھاری کی مدت کتنی ہے اس میں کوئی شک باقی نہ رہے۔
③ اللہ تعالیٰ کے یہاں معاملات کی صفائی کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے، قرآن کی سب سے بڑی آیت معاملات کے متعلق ہے۔④ یعنی گروی کی چیز پر ادھار دینے والے کا قبضہ ہو جائے؛ لیکن وہ اس سے فائدہ نہ اٹھائے۔ ◐

عٓ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۖ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝
لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ
يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۖ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۖ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ۝ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۖ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

اور تم گواہی کو نہ چھپایا کرو اور جو شخص اس (گواہی) کو چھپائے گا اس کا دل گنہگار ہوگا① اور اللہ تعالیٰ تم جو کام کرتے ہو اس کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۲۸۳﴾

آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے وہ (سب) اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں ہے، اور جو باتیں تمھارے دلوں میں ہیں چاہے تم اس کو ظاہر کرو یا اس کو تم چھپاؤ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لیں گے، سو وہ (اللہ تعالیٰ) جس کو چاہیں گے معاف کردیں گے اور وہ (اللہ تعالیٰ) جس کو چاہیں گے عذاب دیں گے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۲۸۴﴾ رسول (یعنی محمد ﷺ) پر ان کے رب کی طرف سے جو کچھ اتارا گیا وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور (رسول کے ساتھ) سب ایمان والے بھی (ایمان لائے) وہ سب اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آئے② (وہ کہتے ہیں کہ ایمان لانے میں) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان کوئی تفریق (یعنی جدائی) نہیں کرتے اور وہ سب کہتے ہیں کہ: ہم نے (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کو دھیان سے) سن لیا اور (خوشی سے) ہم اطاعت کرتے ہیں، اے ہمارے رب! ہم آپ سے مغفرت چاہتے ہیں اور (ہم کو) آپ ہی کی طرف لوٹ کر آنا ہے ﴿۲۸۵﴾

⇦ ⑤یعنی بغیر گروی رکھے ادھار لینے والا۔ ⑥یعنی لیے ہوئے قرض یا ادھار مال کی پوری مقدار واپس کرے۔

اس صفحہ کا حاشیہ:

①یعنی گواہی کے چھپانے کا صرف زبان کا گناہ نہ سمجھے؛ بلکہ یہ تو دل کا گناہ ہے، اس لیے کہ اصل ارادہ تو پہلے دل ہی نے کیا۔
②یعنی تمام رسولوں کو برحق مانتے ہیں، عمل کریں گے حضرت محمد ﷺ کی شریعت پر۔

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۲۸۵ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ
وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ
عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ۪ وَاغْفِرْ لَنَا ۪ وَارْحَمْنَا ۪ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۸۶ ع

اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اس کی وسعت (یعنی طاقت) سے زیادہ ذمے داری نہیں دیتے، جو اعمال اس نے کیے اس کا فائدہ اس کو ملے گا اور جو گناہ اس نے کیے اس کا نقصان اس پر پڑے گا، (اے مسلمانو! یہ دعا کرو) اے ہمارے رب! اگر ہم سے بھول یا چوک ہو جائے تو آپ (اس پر) ہماری پکڑ نہ فرمایئے، اے ہمارے رب! اور ہم پر ایسے (سخت احکام کا) بوجھ نہ ڈالیے جیسا بوجھ آپ نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب! اور آپ ایسے (سخت احکام کا) بوجھ ہم سے نہ اٹھوایئے جن (کو اٹھانے) کی ہم میں طاقت نہ ہو، اور آپ ہم کو معاف کر دیجیے اور آپ ہم کو بخش دیجیے، اور آپ ہم پر رحم فرمایئے، آپ ہی ہماری مدد کرنے والے ہیں، سو کافر قوم کے مقابلے میں آپ ہماری مدد فرمایئے ﴿۲۸۶﴾

سورة أل عمران

(المدنية)

سورۂ آلِ عمران

یہ سورت مدنی ہے،اس میں دوسو(۲۰۰) آیتیں ہیں،سورۂ بقرہ کے بعد اور سورۂ انفال سے پہلے یا سورۂ انفال کے بعد(۴۸)نمبر یا(۸۹)نمبر پر نازل ہوئی۔

آلِ عمران کا مطلب ہے''عمران کا خاندان''۔اس سورت میں آلِ عمران کے فضائل بیان کے گئے ہیں،یعنی عمران بن ماتان جو حضرت مریم علیہا السلام کے والد ہیں اور ان کی آل یعنی حضرت عمران کے خاندان والے جن میں حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ شامل ہیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام بھی عمران ہے؛لیکن وہ اور ان کی نسل یہاں مراد نہیں ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:تم دو روشن سورتیں: بقرہ و آل عمران پڑھا کرو؛ کیوں کہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن (عمل کرنے والے قاری کے آگے آگے) دو گہرے سیاہ بادلوں یا دو سائبانوں یا صف بستہ پرندوں کی دوٹولیوں کی شکل میں آئیں گی (ان دونوں سورتوں کے درمیان ایک روشنی اور چمک حدِ فاصل ہوگی جس سے بسم اللہ کے فاصلے کی طرف اشارہ ہے) یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والوں کی زبردست سفارش کریں گی۔

حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم (جس کے ذریعہ دعا مانگی جائے تو قبول ہوجاتی ہے) ان دو آیتوں میں ہے:"والهكم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحيم" (البقرة: ۱۶۳) دوسری آلِ عمران کی شروع والی آیت "اللّٰه لا اله الا هو الحي القيوم۔

اس سورت کی ایک آیت ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۝﴾: حضرت نبیٔ کریم ﷺ اور حضراتِ صحابہ نے غزوۂ احد کے فوراً بعد خطرناک موقع پر اس کو پڑھا تھا، اسی طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تھا تب آپ نے اس کو پڑھا۔معلوم ہوا کہ مصیبت اور تکلیف کے مواقع پر اس کا وِرد کرنا مفید ہے۔

اس سورت کا ایک نام''سورۂ مجادلہ'' بھی منقول ہے؛نجران (یمن) سے نصاریٰ کا ایک وفد نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اِلٰہ ہونے کے سلسلے میں مجادلہ اور مباحثہ کیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓـمّٓ ۟ۙ﴿۱﴾ اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۙ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ؕ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ وَ اَنۡزَلَ التَّوۡرٰىۃَ وَ الۡاِنۡجِیۡلَ ۙ﴿۳﴾ مِنۡ قَبۡلُ ہُدًی لِّلنَّاسِ وَ اَنۡزَلَ
الۡفُرۡقَانَ ۬ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ لَہُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ؕ وَ اللّٰہُ عَزِیۡزٌ ذُو
انۡتِقَامٍ ﴿۴﴾ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخۡفٰی عَلَیۡہِ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ؕ﴿۵﴾ ہُوَ الَّذِیۡ
یُصَوِّرُکُمۡ فِی الۡاَرۡحَامِ کَیۡفَ یَشَآءُ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۶﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الم ﴿۱﴾ اللہ تعالیٰ وہ ہیں جن کے سوا کوئی معبود نہیں، جو ہمیشہ زندہ (اور) پوری کائنات کو سنبھالنے والے ہیں ﴿۲﴾ جس (اللہ تعالیٰ) نے تم پر سچی کتاب اتاری① جو اپنے سے پہلے (نازل ہونے) والی (کتابوں) کو سچا بتاتی ہے اور اس (اللہ تعالیٰ ہی) نے تورات اور انجیل (بھی) اتاریں ﴿۳﴾ جو اس (قرآن) سے پہلے لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ تھیں② اور اس (اللہ تعالیٰ) نے حق کو باطل سے جدا کرنے والی چیز بھی اتاری③ یقینی بات ہے جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا ان کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ تو زبردست، انتقام (یعنی برائی کا بدلہ دینے) والے ہیں ﴿۴﴾ یقینی بات ہے کہ زمین اور آسمان میں کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے (بالکل) چھپ نہیں سکتی ﴿۵﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جو ماؤں کے پیٹ میں جس طرح چاہتے ہیں تمھاری صورتیں بناتے ہیں، اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں، بڑے زبردست، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۶﴾

① (دوسرا ترجمہ) ایسی کتاب اتاری جو حق پر مشتمل ہے (یعنی جو سچے مضامین پر مشتمل ہے)
② (دوسرا ترجمہ) اس (قرآن) سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لیے تورات اور انجیل کو اتارا۔
③ قرآن خود حق اور باطل میں فیصلہ کرتا ہے، اسی طرح نبیوں کے معجزات بھی حق اور باطل میں جدائی کرتے ہیں اور ہر زمانے میں اس زمانے کے حالات کے مناسب حق اور باطل میں امتیاز کرنے والی چیزیں بھی اللہ تعالیٰ نے اتاریں۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ
مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ
وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا
بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝٧ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ
اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝٨ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ
ع النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝٩

(اے نبی!) اسی (اللہ تعالیٰ) نے تم پر کتاب (یعنی قرآن) اتاری، اس (کتاب) میں سے بعض آیتیں محکم ہیں① وہی (محکم آیتیں) کتاب کی اصل (بنیاد) ہیں اور دوسری (کچھ آیتیں) متشابہات ہیں② سو جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے③ وہ ان متشابہ آیتوں کے پیچھے (لگے) رہتے ہیں④ فتنہ پیدا کرنے کی غرض سے اور ان کی تاویلات تلاش کرنے کے لیے⑤؛ حالاں کہ ان (متشابہ) کا صحیح مطلب تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں اور جن لوگوں کا علم مضبوط ہے وہ (یوں) کہتے ہیں کہ: ہم ان (متشابہ آیات) پر (اجمالی) یقین رکھتے ہیں⑥ سب (آیتیں: محکم اور متشابہ) ہمارے رب کی طرف سے (اتری) ہیں اور عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں ﴿۷﴾ (ایسے عقل والے لوگ یہ دعا کرتے ہیں کہ) اے ہمارے رب! جب آپ ہم کو ہدایت دے چکے تو اب اس (ہدایت) کے بعد ہمارے دلوں میں ٹیڑھا پن پیدا نہ ہونے دیجیے اور (خاص) اپنے پاس سے آپ ہم کو رحمت عطا فرمائیے، یقینی بات ہے کہ آپ ہی سب سے زیادہ دینے والے ہیں ﴿۸﴾ اے ہمارے رب! یقینی بات ہے کہ آپ لوگوں کو ایک ایسے دن (یعنی قیامت) میں جمع کرنے والے ہیں جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ (اپنے) وعدے کے خلاف نہیں کرتے ﴿۹﴾

① محکم وہ آیتیں جن کا مطلب ظاہر ہو۔ ② یعنی جن کا حقیقی معنی ہم کو معلوم نہیں یا جس کا مطلب ظاہر نہیں ہے، یا مختلف معانی میں سے ایک معنیٰ کو متعین کرنا مشکل ہے۔ ③ یعنی جن کی سوچ ہی ٹیڑھی ہے۔ ④ (دوسرا ترجمہ) وہ متشابہ آیتوں ہی میں لگے رہتے ہیں۔ ⑤ غلط تاویل کے ذریعہ اپنے غلط عقیدے کو ثابت کرنے کی کوشش کرنا۔ ⑥ یہ متشابہ آیات بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں سے ہی آئی ہے اس بات کا ہم یقین رکھتے ہیں اگرچہ ان کا مفہوم ہم کو معلوم نہیں ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ
وَقُودُ النَّارِ ⑩ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَأَخَذَهُمُ
اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ⑪ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ
جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ⑫ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ

یقینی بات ہے کہ جن لوگوں نے کفر اپنا رکھا ہے اللہ تعالیٰ (کی پکڑ) کے مقابلے میں ان کے مال اور ان کی اولاد ان کے کچھ بھی کام نہیں آویں گے اور وہی لوگ آگ کا ایندھن بنیں گے ﴿۱۰﴾ ان کا حال فرعون والے اور ان کے پہلے لوگوں (کافروں) جیسا ہے کہ انھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، پھر (انجام یہ ہوا کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑ لیا اور اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے ﴿۱۱﴾ جن لوگوں نے کفر اپنالیا ہے تم ان سے کہہ دو کہ: عنقریب (دنیا میں) تم ہرا دیے جاؤ گے اور (آخرت میں) تم کو جمع کر کے جہنم کی طرف لے جایا جاوے گا اور وہ (جہنم) بہت برا ٹھکانا ہے ﴿۱۲﴾ پکی بات یہ ہے کہ تمھارے لیے دو جماعتوں① میں بڑی نشانی ہے جن میں آپس میں ایک دوسرے سے (بدر کے میدان میں) مقابلہ ہوا، ایک (مسلمانوں کی) جماعت اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑ رہی تھی اور دوسری جماعت کافروں کی تھی جو کھلی آنکھوں سے ان کو اپنے سے دوگنا (زیادہ) دیکھ رہے تھے② اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنی مدد سے طاقت پہنچاتے ہیں،

① بدر کے واقعے میں ایک مسلمان کی جماعت اور دوسری مشرکین کی جماعت میں۔

② غزوۂ بدر میں الگ الگ حالات پیش آئے، یہاں ایک خاص حالت کا بیان ہے کہ کافروں کے لشکر کو مسلمانوں کی تعداد اپنے سے دوگنی نظر آرہی تھی جس کی وجہ سے کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کی تعداد کے زیادہ ہونے کے خیال سے ایک رعب پیدا ہو گیا۔ دوسرا: مسلمانوں کو کافروں کی تعداد اپنی تعداد سے دوگنی نظر آئی، یعنی تقریباً چھ سو چھبیس (۶۲۶)؛ اس لیے کہ شجاع لوگ اپنے سے دوگنے سے مقابلے کو معمولی بات سمجھتے ہیں۔ حضرت علامہ عثمانیؒ کی بات کا خلاصہ: بدر میں ایک موقع پر مسلمان اور کافر ہر ایک کے لشکر کو ایسی حالت پیش آئی کہ ہر ایک مدِ مقابل کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہے تھے؛ اس لیے کفار کے دل مرعوب ہو گئے اور مسلمانوں کو کفار کی تعداد اپنے سے دوگنی نظر آئی؛ اس لیے حق تعالیٰ کی طرف توجہ زیادہ ہو گئی اور سورۂ انفال میں ایک دوسرے موقع کا بیان ہے جس میں ہر لشکر کو دوسرا لشکر کم نظر آرہا تھا۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ۝۱۳ زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ
وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ
وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ۝۱۴ قُلْ
اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَیْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ۝۱۵ اَلَّذِیْنَ
یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۝۱۶ اَلصّٰبِرِیْنَ
وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ۝۱۷

یقینی بات ہے اس میں آنکھوں (سے دیکھنے) والوں کے لیے بڑی عبرت ہے ﴿۱۳﴾ جو چیزیں (نفسانی) خواہشات کے مطابق ہوتی ہیں① ان (چیزوں) کی محبت لوگوں کے لیے خوش نما بنادی گئی، یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے ڈھیر اور نشان لگائے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی؛ (مگر) یہ سب دنیوی زندگی کا سامان ہے اور بہترین ٹھکانا تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ﴿۱۴﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) کہو کہ: کیا ان سب (دنیوی سامان) سے بہتر چیز میں تم کو بتلاؤں؟ تقویٰ والوں کے لیے ان کے رب کے پاس وہ باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ بیویاں (بھی) ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشی بھی (ان کو حاصل ہوگی) اور اللہ تعالیٰ (تمام) بندوں کو اچھی طرح دیکھتے ہیں ﴿۱۵﴾ جو (تقویٰ والے بندے یوں) کہتے ہیں کہ: اے ہمارے رب! یقینی بات ہے کہ ہم ایمان لے آئے، سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کردیجیے اور آپ ہم کو آگ کے عذاب سے بچا لیجیے ﴿۱۶﴾ جو صبر کرنے والے ہیں اور جو سچائی پر رہنے والے ہیں② اور جو فرماں بردار (یعنی ماننے والے) ہیں اور جو (اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے) خرچ کرنے والے ہیں اور جو رات کے آخری حصے میں استغفار کرنے والے ہیں ﴿۱۷﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) مرغوب چیزوں کی محبت نے لوگوں کو فریفتہ کردیا ہے۔ مرغوبات کی اس فہرست پر غور کرو، اس میں اول نمبر عورت کو دیا ہے۔ ② یعنی سچائی ان کی عادت ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰۤىِٕكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَاۤىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٨﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۤءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ
اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾

النصف

(خود) اللہ تعالیٰ نے گواہی① دی ہے کہ یقینی بات ہے کہ اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتوں نے اور علم والوں نے بھی (توحید ہی کا اقرار کیا ہے) وہی (اللہ تعالیٰ) انصاف کو قائم کرنے والے ہیں، ان (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں، جو بڑے زبردست ہیں، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱۸﴾ یقینی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں (مقبول) دین (تو) اسلام ہی ہے، اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی وہ (اسلام کی سچائی کا) علم ان کو حاصل ہونے کے بعد آپس کی حسد کی وجہ سے ہی مخالف ہو گئے② اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی آیتوں (پر ایمان لانے) سے انکار کرے تو یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والے ہیں ﴿۱۹﴾

① شہادت کا معنیٰ آگاہ کرنا؛ یعنی ہر ہر چیز سے توحید کا پتہ چلنا:

(الف) اللہ تعالیٰ کی گواہی کا مطلب: اس کائنات میں جتنی بھی چیزیں اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں ہر چیز اس کی وحدانیت کی دلیل ہے، اسی طرح آسمانی کتابوں میں جو باتیں اللہ نے بیان فرمائی ہیں وہ سب توحید ہی کو بتلاتی ہیں۔

(ب) فرشتوں کی گواہی: فرشتے غیب کی بہت ساری چیزیں جانتے اور دیکھتے ہیں اور اپنے ذکر میں توحید سے بھرے ہوئے کلمات پڑھتے ہیں، اس سے فرشتوں کی بھی شہادت ہوگئی کہ اللہ ایک ہے اور فرشتے توحید کا پیغام بھی لاتے ہیں۔

(ج) اہلِ علم کی شہادت: اہلِ علم سے اللہ کے نبی اور پیغمبر خاص طور سے مراد ہیں، ساتھ ہی ہر زمانے کے آسمانی کتابوں کا علم رکھنے والے علما، یہ سب اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کی شہادت دیتے ہیں، اسی طرح جو لوگ اس دنیا میں اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں غور کرتے ہیں وہ خود بھی اللہ کے ایک ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) اہلِ کتاب نے اسلام کے بارے میں جو اختلاف کیا۔

خلاصہ: اہلِ کتاب کو مسلمانوں سے حسد تھا؛ اس لیے وہ ایمان نہیں لائے، اسی طرح اہلِ کتاب علما میں ''بڑا'' بننے کی ایک بیماری تھی تو ان کو یہ ڈر لگ گیا کہ اگر ہم ایمان لے آئے تو جو ہم کو عوام پر سرداری حاصل ہے وہ چلی جائے گی، اسی طرح ''ضد'' بھی ان میں تھی اور ضد انسان کو بہت ساری خیر سے محروم کرتی ہے۔

فَإِنْ حَآجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُلْ لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ
وَالْأُمِّيّٖنَ ءَأَسْلَمْتُمْ ۗ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۗ
ع وَاللّٰهُ بَصِيرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ
وَّيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢١﴾
أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِينَ ﴿٢٢﴾

(اے نبی!) سو اگر وہ (مشرکین اور اہلِ کتاب میں سے اسلام کا انکار کرنے والے) تم سے جھگڑا کریں تو (جواب میں) کہہ دو کہ: میں نے اور میرے ماننے والوں نے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری قبول کر لی① اور (اے نبی!) جن کو کتاب دی گئی ہے ان سے اور (عرب کے) ان پڑھ (مشرک) لوگوں سے سوال کرو کہ: کیا تم اسلام قبول کرتے ہو؟ سو اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو پکی بات یہ ہے کہ وہ سیدھا راستہ پالیں گے اور اگر وہ (اسلام قبول کرنے سے) منہ پھراویں② تو آپ کی ذمے داری تو (اللہ تعالیٰ کی بات) صرف پہنچا دینے کی ہے اور اللہ تعالیٰ (اپنے) بندوں کو (اچھی طرح) دیکھ رہے ہیں ﴿٢٠﴾

یقینی بات ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور نبیوں کا ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے انصاف کا حکم دینے والوں③ کو قتل کرتے ہیں تو ان کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنادو④ ﴿٢١﴾ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہو گئے اور ان کا کوئی بھی (آخرت میں) مدد کرنے والا نہیں ہوگا ﴿٢٢﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف کر لیا۔
② یعنی اسلام قبول کرنے سے انکار کرے۔
③ (دوسرا ترجمہ) انصاف کی ترغیب دینے والوں کو۔
④ کافر لوگ اپنے جن کرتوت پر آج دنیا میں خوش ہو رہے ہیں آخرت میں وہی کرتوت عذاب کا ذریعہ ہوں گے، اس سے معلوم ہوا کہ ان کافروں کے لیے عذاب پر خوش خبری کا لفظ استعمال ہوا وہ بھی ان کافروں کا ایک طرح کا مذاق ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ
ثُمَّ یَتَوَلّٰى فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ وَ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ
اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۪ وَ غَرَّهُمْ فِیْ دِیْنِهِمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ﴿۲۴﴾ فَكَیْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ
لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ۫ وَ وُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ﴿۲۵﴾

(اے نبی!) کیا تم نے ان لوگوں (کی حالت) کو نہیں دیکھا جن کو کتاب (یعنی تورات) کا ایک حصہ دیا گیا (جب) ان کو اللہ تعالیٰ کی کتاب ① کی طرف بلایا جاتا ہے؛ تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ کی کتاب) ان کے درمیان میں فیصلہ کرے اس کے باوجود ان (اہل کتاب) کی ایک جماعت اعراض کرتے ہوئے منہ پھرا لیتی ہے ﴿۲۳﴾ یہ (قرآن کی دعوت کو نہ ماننا) اس لیے ہوا کہ وہ (اہلِ کتاب) کہنے لگے کہ: چند دنوں کے سوا جہنم کی آگ ہم کو ہرگز نہیں لگے گی اور ان کو ان کے دین کے بارے میں اپنی خود کی بنائی ہوئی (یعنی گھڑی ہوئی) باتوں نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے ﴿۲۴﴾ پھر کیا حال ہوگا جب ہم ان کو اس (قیامت کے) دن میں جمع کر کے لاویں گے جس (کے آنے) میں ذرا بھی شک نہیں ہے اور ہر نفس کو اس کے کیے ہوئے کاموں کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا ② ﴿۲۵﴾

---

① کتاب اللہ سے کیا مراد ہے؟

(الف) اگر قرآن مراد لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ خود تورات اور انجیل نے قرآن مجید کے سچا ہونے کی خوش خبری دی ہے، لہٰذا قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے مذہبی اختلاف کا فیصلہ کرا لو۔

(ب) کتاب سے مراد خود تورات اور انجیل ہے، تورات اور انجیل کی جو باتیں اصلی تھیں، تحریف سے بچی ہوئی تھیں اور وہ اصلی آسمانی مضامین کا تھوڑا بہت حصہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے اہلِ کتاب کو پہنچا تھا، جن میں نبی کریم ﷺ اور قرآن کے سچائی کی باتیں تھیں؛ اگرچہ اس طرح کی کچھ باتیں آج بھی ان محرف کتابوں میں ہیں، تورات اور انجیل کی ان باتوں کی روشنی میں مذہبی اختلاف کا فیصلہ کرانا آسان ہے۔

② یعنی کسی انسان کی کوئی بھی نیکی ضائع نہیں ہوگی، چھوٹی بڑی ہر نیکی پر ثواب ملے گا، اسی طرح کسی نے کوئی جرم نہ کیا ہو اس کے باوجود اس نے یہ جرم کیا ایسا بتا کر سزا نہیں دی جائے گی جس کے جیسے اور جتنے گناہ ہوں گے اسی کے مطابق اس کو سزا دی جائے گی اس سے زیادہ سزا اس کو نہیں دی جائے گی۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ؗ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِیَدِكَ الْخَیْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ؗ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ ؗ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

(اے نبی!) تم (ایسا) کہو کہ: اے اللہ! جو حکومت (یعنی اقتدار اور سلطنت) کے مالک ہیں آپ جس کو چاہتے ہیں حکومت عطا فرماتے ہیں اور آپ جس سے چاہتے ہیں (اس سے) حکومت کو چھین لیتے ہیں، اور آپ جس کو چاہتے ہیں (اس کو) عزت دیتے ہیں اور آپ جس کو چاہتے ہیں ذلیل کرتے ہیں، تمام (قسم کی) بھلائی آپ ہی کے اختیار میں ہے، یقینی بات ہے کہ آپ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھتے ہیں① ﴿۲۶﴾ آپ رات کو دن میں داخل کرتے ہیں② اور آپ ہی دن کو رات میں داخل کرتے ہیں، اور آپ ہی جاندار (جیسے پودا) کو بے جان (جیسے بیج) سے نکالتے ہیں اور آپ ہی بے جان (جیسے انڈے) کو جاندار (جیسے مرغی) سے نکالتے ہیں③ اور آپ جس کو چاہتے ہیں بے حساب رزق عطا فرماتے ہیں ﴿۲۷﴾

---

① غزوۂ خندق کے موقع پر آپ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ مسلمان ''روم اور ایران'' کو فتح کریں گے تو اس وقت منافقین نے مذاق اڑایا تھا کہ ''یہ مسلمان اپنے بچاؤ کے لیے خندق کھود رہے ہیں اور کھانے کے فاقے ہیں اور اس زمانے کی دنیا کی سب سے بڑی حکومت روم و ایران کو فتح کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں'' اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں جن میں مسلمانوں کو یہ دعا کی تلقین فرما کر ایک لطیف پیرائے میں ان منافقین کا جواب دے دیا گیا۔

② داخل کرنے کا کیا مطلب؟ سال کے بعض دنوں میں دن کا وقت رات میں داخل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے رات لمبی ہو جاتی ہے جیسے سردیوں کے موسم میں۔ اسی طرح سال کے دوسرے بعض دنوں میں رات کا وقت دن میں داخل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے دن لمبا اور رات چھوٹی ہو جاتی ہے جیسے گرمیوں کی موسم میں دیکھنے کو ملتا ہے اور یہ دن اور رات کا چھوٹا ہونا سورج اور چاند کے طلوع اور غروب سے لگا ہوا ہے۔ نتیجہ نکلا سورج اور چاند کا طلوع اور غروب رات اور دن کا لمبا اور چھوٹا ہونا یہ سب اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ ③ کافر جو روحانی موت مرا ہوا ہے اس سے مسلمان اولاد اللہ تعالیٰ پیدا فرماتے ہیں، اسی طرح مسلمان جو روحانی زندہ ہے اس سے کافر اولاد پیدا فرماتے ہیں (نعوذ باللہ من ذلک) اسی طرح عالم سے جاہل اور جاہل سے عالم اور تندرست سے ناقص اور ناقص سے تندرست اللہ تعالیٰ پیدا فرماتے ہیں۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ
فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ
الْمَصِيْرُ ﴿٢٨﴾ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٩﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا
عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ڔ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْۗءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا
ع بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٣٠﴾

مؤمن لوگ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو (اپنا) مددکرنے والا (یا دلی دوست) نہ بنائیں① اور جو شخص ایسا کام کرے گا اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں؛ مگر یہ کہ ان (کے ظلم اور شرارت) سے بچنے کے لیے تم بچاؤ کا کوئی راستہ اپناؤ (تو اس میں حرج نہیں ہے) اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے (یعنی اپنے عذاب اور ناراضگی سے) ڈراتے ہیں② اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ﴿۲۸﴾ (اے نبی!) تم (لوگوں کو) بتلا دو کہ: جو کچھ تمھارے دلوں میں ہیں اگر تم اس کو چھپاؤ یا اس کو ظاہر کرو اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے ان سب کو وہ (اللہ تعالیٰ) جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۲۹﴾ (اس قیامت کے دن کو یاد کرو) جس دن ہر انسان جو کچھ بھلائی کا کام اس نے کیا (اس کو اپنے سامنے) موجود پائے گا اور جو کچھ برائی کا کام کیا تھا اس کو بھی (اپنے سامنے موجود پاکر) وہ تمنا کرے گا کہ کتنی اچھی بات ہوتی کہ اس کے اور اس کی برائی کے درمیان میں بہت دور کا فاصلہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات (یعنی اپنی ناراضگی) سے ڈراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (اپنے) بندوں پر بہت شفقت کرتے ہیں ﴿۳۰﴾

---

① یعنی ایسی دوستی اور قلبی محبت کا تعلق جس کے نتیجے میں دونوں کا مقصدِ زندگی اور نفع ونقصان ایک ہوجائے، اس قسم کا تعلق مسلمان کا صرف مسلمان ہی سے ہوسکتا ہے، اور کسی غیر مسلم سے ایسا تعلق رکھنا سخت گناہ ہے؛ البتہ جو غیر مسلم حالتِ جنگ میں نہ ہوں ان کے ساتھ حسنِ سلوک، رواداری اور خیر خواہی کا معاملہ نہ صرف جائز ہے؛ بلکہ مطلوب ہے۔

② یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی محبت ہے کہ وہ اپنے بندوں کو خود اپنی ہی ذات سے ڈراتے ہیں۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ۙ
ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ۚ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ
نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾

(اے نبی!) تم (لوگوں سے) کہو کہ: اگر (واقعی) تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے اور اللہ تعالیٰ تمھارے لیے تمھارے گناہوں کو معاف کردیں گے اور اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، بہت رحم کرنے والے ہیں ﴿۳۱﴾ (اے نبی!) تم (لوگوں سے) کہہ دو کہ: تم اللہ تعالیٰ اور (اس کے) رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر تم منہ پھراؤگے ① تو یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں رکھتے ﴿۳۲﴾ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو اور نوح (علیہ السلام) کو اور ابراہیم (علیہ السلام) کے خاندان کو ② اور عمران کے خاندان کو تمام دنیا والوں پر (نبوت کے لیے) چن لیا تھا ③ ﴿۳۳﴾ جو آپس میں ایک دوسرے کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ تو سب کچھ سنتے ہیں، سب کچھ جانتے ہیں ﴿۳۴﴾ (اللہ کے یہاں دعا قبول ہونے کا واقعہ سنو!) جب کہ عمران کی بیوی (حنہ) نے کہا: اے میرے رب! میں نے آپ کے لیے منت مانی ہے کہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے وہ (سب دنیوی کاموں سے) آزاد (ہوکر آپ کے لیے وقف) ہوگا ④ سو آپ میری طرف سے (اس منت کو) قبول فرمالیجیے، یقینی بات ہے کہ آپ ہر ایک بات کو سنتے ہیں، ہر ایک بات کو جانتے ہیں ﴿۳۵﴾

---

① یعنی اطاعت نہیں کروگے۔

② بعض مفسرین نے ''آل'' سے خود حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عمرانؑ ہی کو مراد لیا ہے۔

③ یعنی بحیثیت خاندان ان خاندانوں میں دوسروں کے مقابلے میں زیادہ تعداد میں نبی پیدا ہوئے۔

④ (دوسرا ترجمہ) دنیوی کاموں سے فارغ رکھا جاوے گا۔

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَيْسَ
الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ
الرَّجِيْمِ ٣٦ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ؕ
كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ
قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ٣٧ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا
رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ٣٨

پھر جب اس (عمران کی بیوی) کو لڑکی پیدا ہوئی تو وہ (افسوس سے) کہنے لگی: اے میرے رب! مجھ سے تو لڑکی پیدا ہوئی؛ حالاں کہ اللہ تعالیٰ تو پوری طرح جانتے ہیں اس (لڑکی کی شان) کو جوان کے یہاں پیدا ہوئی ہے اور لڑکا (جس کی وہ تمنا کرتے تھے) اِس لڑکی جیسا نہیں ہوسکتا اور میں نے اس کا نام "مریم" رکھا اور میں اس (لڑکی) کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی حفاظت میں دیتی ہوں ﴿٣٦﴾ پھر اس (لڑکی) کو ان کے رب نے اچھی طرح قبول کرلیا اور بہترین طریقے سے اس کو بڑھایا① اور اس (اللہ تعالیٰ) نے وہ لڑکی زکریا (علیہ السلام) کی نگرانی میں دے دی② جب کبھی زکریا (علیہ السلام) اس (مریم) کے پاس مسجد میں③ آتے تو اس کے پاس کھانے کی کوئی نہ کوئی چیز پاتے، اس (زکریا علیہ السلام) نے پوچھا: اے مریم! یہ چیزیں تیرے پاس کہاں سے آئیں؟④ تو اس (مریم) نے جواب دیا کہ: وہ (کھانے کی چیزیں) اللہ تعالیٰ کے یہاں سے (آئی) ہیں، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے حساب رزق دیتے ہیں⑤ ﴿٣٧﴾ اس موقع پر (اسی جگہ) زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی (زکریا علیہ السلام نے دعا میں) عرض کیا: اے میرے رب! آپ مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرمایئے، یقینی بات ہے کہ آپ دعا کو بہت سنتے ہیں ﴿٣٨﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے بہترین طریقے سے اس لڑکی کو پروان چڑھایا۔ ② (دوسرا ترجمہ) زکریاؑ اس لڑکی کے نگران بنے۔ ③ یعنی عبادت اور رہنے کے حجرے میں۔ ④ یعنی جب کہ مکان بند ہے اور باہر سے کسی کے آنے جانے کا امکان نہیں۔ ⑤ نوٹ: اس واقعے کی تفصیلات مع فوائدِ عجیبہ بندے کے خطبات جلد: دوم (٢) میں ملاحظہ فرمائیں۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا
بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ
غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ
رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ
ع ۱۱ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾

سو (اس دعا کی قبولیت کا پتہ اس طرح چلا ایک دن) اس (زکریا علیہ السلام) کو جب کہ وہ عبادت کی جگہ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، فرشتوں نے آواز دے کر کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو یحییٰ کی (پیدائش کی) خوش خبری دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ایک کلمے ① (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کو سچا بتاویں گے اور وہ (دینی) سردار ہوں گے اور خود کو نفسانی خواہشات سے پورے طور پر روکنے والے ہوں گے ② اور نبی ہوں گے (اور) نیک لوگوں میں (ان کا) شمار ہوگا ﴿۳۹﴾ وہ (زکریا علیہ السلام) بولے: اے میرے رب! میرے یہاں لڑکا کس طرح (پیدا) ہوگا؟ اور مجھ پر تو بڑھاپا پہنچ چکا ہے ③ اور میری بیوی (ایشاع) بانجھ ہے، اللہ تعالیٰ نے (جواب میں) فرمایا: اسی طرح (ہوگا) ④ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں ﴿۴۰﴾ اس (زکریا علیہ السلام) نے کہا کہ: اے میرے رب! آپ میرے لیے (بچہ پیدا ہونے کے وقت کے قریب آنے کی) کوئی نشانی مقرر فرما دیجیے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمھارے لیے نشانی یہ ہے کہ تم تین دن ⑤ اشارے کے سوا لوگوں سے (کوئی) بات چیت نہیں کر سکو گے اور تم اپنے رب کا زیادہ سے زیادہ ذکر کرتے رہو اور تم صبح و شام (اللہ تعالیٰ کی) تسبیح کرتے رہو ⑥ ﴿۴۱﴾

① آپ بغیر باپ کے اللہ تعالیٰ کے کلمہ (کن) سے پیدا ہوئے تھے اس لئے آپ کو "کلمہ" کہا گیا۔ ② (دوسرا ترجمہ) عورت کے پاس نہیں جاویں گے۔ ③ یعنی میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ ④ یعنی اسی حالت میں اللہ تعالیٰ بچہ عطا فرمائیں گے۔
⑤ یہاں "ثلاثة ایام" ہے اور یہ مدنی سورت ہے جو نزول کے اعتبار سے بعد میں ہے، اس میں لطیف اشارہ ہے کہ اسلامی نظام میں دن بعد میں ہوتا ہے؛ جبکہ سورۂ مریم میں "ثلاث لیال" ہے اور وہ مکی ہے؛ یعنی اس کا نزول پہلے ہوا ہے، اس میں لطیف اشارہ ہے کہ اسلامی نظام میں رات پہلے ہوتی ہے۔ ⑥ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے ایسا مضمون والا کلمہ پڑھا کرو، کسی اللہ کے نیک بندے کی وجہ سے جگہوں میں برکت آتی ہے اور ایسی جگہوں میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٢﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿٤٣﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ
الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ
مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٤٤﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ
يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٤٦﴾

اور (وہ واقعہ یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا کہ: اے مریم! یقینی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو منتخب فرما لیا ہے اور تجھے (ہر قسم کے گندے اخلاق و اعمال سے) پاک رکھا ہے اور تمام عالم کی عورتوں پر تجھ کو چن لیا ہے ﴿۴۲﴾ اے مریم! تو اپنے رب کی بندگی میں لگی رہ اور تو سجدہ کرتی رہ اور تو رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرتی رہ ﴿۴۳﴾ (اے نبی!) یہ سب باتیں غیب کی خبروں میں سے ہیں جو ہم وحی کے ذریعہ تمھاری طرف پہنچا رہے ہیں؛ ورنہ تم ان لوگوں کے پاس (اس وقت) موجود نہیں تھے جب وہ (بیت المقدس کے اس دور کے علما) اپنے قلموں کو (دریا میں) ڈال رہے تھے، (اپنی اس بات کو طے کرنے کے لیے) کہ ان سب میں سے کون مریم کی کفالت کرے گا اور تم اس وقت بھی ان کے پاس موجود نہیں تھے جب وہ (اس پرورش کے معاملے میں) آپس میں (قلم کے ذریعہ قرعہ ڈالنے سے پہلے) بحث کر رہے تھے ﴿۴۴﴾ (وہ وقت بھی یاد کرو) جب کہ فرشتوں نے کہا: اے مریم! یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنے ایک کلمے① کی (پیدائش کی) خوش خبری دیتے ہیں، جس کا نام "مسیح عیسیٰ ابن مریم" ہوگا جو دنیا اور آخرت میں بڑے مرتبے والا ہوگا اور (اللہ تعالیٰ کے) مقرب بندوں میں سے ہوگا ﴿۴۵﴾ اور وہ (عیسیٰ علیہ السلام) گہوارے میں اور بڑی عمر (یعنی اڈھیڑ پن) میں لوگوں سے بات کرے گا② اور وہ (اللہ تعالیٰ کے) نیک بندوں میں سے ہوگا ﴿۴۶﴾

---

① عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا "کلمہ" کہتے ہیں؛ اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ انھوں نے بچپن میں بڑا عاقلانہ کلام کیا تھا۔ ② متوسط عمر کا آدمی، پچاس کی عمر کے آس پاس، بالوں میں سفیدی سیاہی دونوں ہوں، اس کو "کہلاً" کہتے ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے سے قبل یہ عمر ہوئی نہیں تھی؛ اس لیے دنیا میں واپس اتر کر اس عمر کا ہونا اور اس میں کلام کرنا معجزہ ہوگا۔

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ
اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٤٧﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِيْلَ ﴿٤٨﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْۤ
اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ
الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ
فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٤٩﴾

وہ (مریم) بولی: اے میرے رب! میرے یہاں لڑکا کس طرح پیدا ہوگا؛ حالاں کہ مجھے کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا①: اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں پیدا فرماتے ہیں، جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتے ہیں تو اس (کام) کو (بس) اتنا فرماتے ہیں ''ہوجا'' تو وہ (کام) ہو جاتا ہے ﴿۴۷﴾ اور وہ (اللہ تعالیٰ) اس (عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام) کو (آسمانی) کتاب② اور حکمت اور (خاص کر) تورات اور انجیل کی تعلیم دیں گے ﴿۴۸﴾ اور بنی اسرائیل کی طرف رسول مقرر کرے گا (اور عیسیٰ علیہ السلام لوگوں سے یہ کہتے تھے) کہ میں تمھارے پاس تمھارے رب کے یہاں سے نشانی لے کر آیا ہوں، میں تمھارے سامنے مٹی (کے گارے) سے پرندے جیسی شکل بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے (اڑتا ہوا) پرندہ بن جاتا ہے اور ماں کے پیٹ سے جو اندھا اور کوڑھ والا (آیا) ہو میں اس کو اچھا کر دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں مُردوں کو زندہ کر دیتا ہوں اور جو (چیزیں) تم کھا کر آتے ہو اور جو (آنے والے دنوں کے لیے) اپنے گھروں میں ذخیرہ کر کے تم رکھتے ہو میں تم کو وہ بتا دیتا ہوں، اگر تم ایمان والے ہو تو یقیناً تمھارے لیے اس میں (کافی) نشانی ہے③ ﴿۴۹﴾

---

① فرشتوں کے واسطے سے جواب دیا۔ ② کتاب سے مراد: عام آسمانی کتابوں کا علم ہے خاص کر تورات و انجیل کا علم، اسی طرح قرآن وحدیث کا علم بھی سکھانا مراد ہوسکتا ہے؛ کیوں کہ حضرت عیسیٰؑ دنیا میں جب دوبارہ تشریف لاویں گے تو قرآن وحدیث کے مطابق حکم جاری کریں گے اور لکھنے کا فن سکھانا بھی مراد ہوسکتا ہے۔
③ یعنی توحید اور نبوت پر اگر تم ایمان لانا چاہو تو اس میں تمھارے لیے کافی دلیل ہے۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ
بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ
مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ
الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ
وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ ع ۵ ۱۳ ۱۴ النصف

اور مجھ سے پہلے جو تورات (نازل ہوئی) تھی میں اس کو سچا بتا تا ہوں اور (میں اس لیے بھیجا گیا ہوں) تا کہ بعض وہ چیزیں جو تم پر حرام کردی گئی ہیں ان کو تمھارے لیے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) حلال کردوں اور میں تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے (اپنے نبی ہونے پر) دلیل لے کر آیا ہوں سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات مانو ﴿۵۰﴾ یقینی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہیں اور تمھارے بھی رب ہیں، سو انہی کی تم عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے ﴿۵۱﴾ پھر جب عیسیٰ (علیہ السلام) نے معلوم کیا کہ وہ (بنی اسرائیل) تو کفر پر ہیں (۱) تو (عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں سے) کہا: کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں میری مدد کرے (۲)؟ تو (جواب میں) حواریوں نے کہا کہ: ہم لوگ اللہ تعالیٰ (کے دین) کی مدد کرنے والے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں اور (اے عیسیٰ!) تم گواہ رہنا کہ ہم مسلمان (یعنی فرماں بردار) ہیں ﴿۵۲﴾ اے ہمارے رب! جو کچھ آپ نے نازل کیا ہم اس پر ایمان لائے اور ہم نے رسول (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کی اتباع کی ہے، سو آپ ہم کو (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لیجیے (۳) ﴿۵۳﴾ اور انھوں نے (یعنی یہودی کافروں نے عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف) ایک خفیہ سازش کی اور اللہ تعالیٰ نے (عیسیٰ علیہ السلام کو بچانے کی) ایک خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر کرنے والے ہیں ﴿۵۴﴾

(۱) (دوسرا ترجمہ) سو جب عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے کفر پر ہونے کا احساس ہوگیا۔
(۲) (دوسرا ترجمہ) کون ہے جو اللہ کے دین کی خاطر میری مدد کرے؟۔
(۳) (دوسرا ترجمہ) (آپ کا) حکم ماننے والوں کے ساتھ لکھ دیجیے۔

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا
وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ
فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٥٥﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا
شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۖ وَمَا لَهُمْ مِنْ نٰصِرِينَ ﴿٥٦﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِينَ ﴿٥٧﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ
الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ﴿٥٨﴾ إِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِنْ
تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿٦٠﴾

(وہ وقت یاد کرو) جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! یقینی بات ہے کہ میں تم کو (صحیح سالم اپنے پاس آسمان پر پورا) لےلوں گا① اور میں تم کو اپنے پاس اٹھالوں گا اور کافروں (کی تہمتوں) سے میں تم کو پاک کردوں گا اور جن لوگوں نے تمھاری اتباع کی ان کو قیامت کے دن تک (تمھارے) منکرین پر غالب رکھوں گا② پھر تم (سب) کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے، سو جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے تھے میں ان میں تمھارے درمیان فیصلہ کردوں گا ﴿۵۵﴾ سو جن لوگوں نے کفر اپنالیا تو میں ان کو دنیا اور آخرت میں سخت عذاب دوں گا اور کوئی بھی ان کا مدد کرنے والا نہیں ہوگا ﴿۵۶﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے سو ان کو اللہ تعالیٰ ان کا پورا ثواب دیں گے اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتے ﴿۵۷﴾ یہ جو ہم تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں یہ (تمھاری نبوت کے) دلائل ہیں اور حکمت سے بھری نصیحت ہے ﴿۵۸﴾ یقینی بات ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کی حالت اللہ تعالیٰ کے یہاں آدم (علیہ السلام) جیسی ہے کہ اس (آدم علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے بنایا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: ''ہوجا'' تو وہ ہو گئے ﴿۵۹﴾ (عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں) حق وہی ہے جو تمھارے رب کی طرف سے (آیا) ہے، لہٰذا تم شک کرنے والوں میں شامل نہ ہوجانا ﴿۶۰﴾

① (دوسرا ترجمہ) اے عیسیٰ میں تیری (دنیا میں رہنے کی) مدت پوری کروں گا۔ ② حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے دو طرح کے ہیں: (۱) صحیح طور پر ماننے والے مسلمان (۲) صرف برائے نام ماننے والے عیسائی لوگ۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا
وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ
اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦١﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ
لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٦٢﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ ع
تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا
يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾

پھر تمھارے پاس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق صحیح) علم آجانے کے بعد جو شخص بھی اس معاملے میں تم سے جھگڑا کرے تو (ان جھگڑنے والوں کو) کہہ دو کہ: آؤ، ہم اپنے بیٹوں کو اور تم تمھارے بیٹوں کو بلائیں اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم تمھاری عورتوں کو (بلائیں) اور ہم خود بھی (شریک ہوں) اور تم خود بھی (شریک ہوؤ) پھر ہم سب مل کر (اللہ تعالیٰ کے سامنے) گڑگڑا کر دعائیں کریں اور ہم جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجیں① ﴿٦١﴾ یقینی بات ہے کہ یہی (جو ابھی بتایا گیا) واقعات کا سچا بیان ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بڑے زبردست، بڑی حکمت والے ہیں ﴿٦٢﴾ پھر اگر وہ منہ پھیرالیویں② تو فساد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿٦٣﴾

(اے نبی!) تم کہو کہ: اے اہلِ کتاب! تم سب ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان میں برابر (اور مشترک) ہے یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور ہم اس (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ہم ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں③ پھر بھی اگر وہ منہ پھیرالیویں④ تو تم (مسلمانوں ان اہلِ کتاب سے) کہہ دو کہ: تم گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں ﴿٦٤﴾

---

① مباہلہ: اگر کسی معاملے کے حق اور باطل ہونے میں دو فریق کے درمیان جھگڑا ہو جائے اور دلائل سے جھگڑا ختم نہ ہو تو دونوں فریق مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ جو باطل پر ہے اس پر اللہ کی طرف سے وبال اور ہلاکت پڑے، جھوٹے پر قہر نازل ہو، اس طرح دعا کرنے کو مباہلہ کہتے ہیں۔ اس میں اصل خود دونوں فریق کا جمع ہو کر دعا کرنا ہے اور اگر رشتے دار اور تعلق والوں کو جمع کرلیا جاوے تو اہتمام اور زیادہ ہو جائے گا۔ ② یعنی جو سچی بات کو قبول نہیں کرتے۔

③ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی کسی کو رب نہیں بنائے گا۔ ④ (دوسرا ترجمہ) بات قبول نہ کرے۔

يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِىۡۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَمَاۤ اُنۡزِلَتِ التَّوۡرٰىةُ وَالۡاِنۡجِيۡلُ اِلَّا مِنۡۢ
بَعۡدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۵﴾ هٰۤاَنۡتُمۡ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجۡتُمۡ فِيۡمَا لَـكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوۡنَ
فِيۡمَا لَيۡسَ لَـكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ اِبۡرٰهِيۡمُ يَهُوۡدِيًّا
وَّلَا نَصۡرَانِيًّا وَّلٰكِنۡ كَانَ حَنِيۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ اَوۡلَى
النَّاسِ بِاِبۡرٰهِيۡمَ لَـلَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُ وَهٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ وَاللّٰهُ وَلِىُّ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۶۸﴾
وَدَّتۡ طَّآئِفَةٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَوۡ يُضِلُّوۡنَكُمۡ ؕ وَمَا يُضِلُّوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَهُمۡ وَمَا
يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۶۹﴾ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنۡتُمۡ تَشۡهَدُوۡنَ ﴿۷۰﴾

اے اہلِ کتاب! تم ابراہیم (علیہ السلام) کے بارے میں جھگڑا کیوں کرتے ہو؛ حالاں کہ تورات اور
انجیل تو اس (ابراہیم) کے بعد ہی نازل ہوئی، کیا پھر بھی تم (اتنی بات) سمجھتے نہیں ہو؟ ﴿٦٥﴾ دیکھو!
تم وہی لوگ تو ہو جو ان باتوں میں بحث کیا کرتے تھے جن کا تھوڑا بہت علم تم کو تھا، اب تم ان باتوں
میں کیوں بحث کرتے ہو جن کا تم کو (بالکل) علم ہی نہیں ہے؟ اور اللہ تعالیٰ تو جانتے ہیں اور تم لوگ
جانتے نہیں ہو ﴿٦٦﴾ ابراہیم (علیہ السلام) یہودی نہیں تھے اور نصرانی بھی نہیں تھے؛ لیکن وہ بالکل
سیدھے راستے پر تھے، پورے فرماں بردار (یعنی حکم ماننے والے) تھے اور شرک کرنے والوں
میں سے نہیں تھے ﴿٦٧﴾ ابراہیم (علیہ السلام) سے لوگوں میں سب سے زیادہ قریبی تعلق ان لوگوں کو تھا
جنھوں نے اس (ابراہیم علیہ السلام) کی (ان کے زمانہ میں) اتباع کی اور یہ نبی (محمد ﷺ) اور جو (اس
نبی پر) ایمان لائے ہیں ان کو بھی اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے والی ہیں ﴿٦٨﴾ اہلِ کتاب کی ایک
جماعت یہ چاہتی ہے کہ وہ (کسی طرح بھی) تم (مسلمانوں) کو گمراہ کردیوے؛ حالاں کہ وہ اپنے
سوا کسی اور کو گمراہ نہیں کرتے ① اور ان کو (اس کا) احساس بھی نہیں ہے ﴿٦٩﴾ اے اہلِ کتاب! تم
اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو②؟ حالاں کہ تم خود (ان آیتوں کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے
ہونے کی) گواہی دیتے ہو③ ﴿٧٠﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) حالاں کہ وہ خود ہی کو گمراہ کررہے ہیں (چونکہ گمراہ کرنے کا وبال ان پر پڑے گا)۔
② یعنی تورات اور انجیل کی جن آیتوں میں حضور ﷺ کی نبوت کی سچائی کا بیان ہے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) قائل ہو۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۷۱ ع
وَقَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ
وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ۝۷۲ وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ
الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ یُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۝۷۳

اے اہلِ کتاب! تم حق کو باطل کے ساتھ کیوں ملاتے ہو اور تم سچی بات کو جان بوجھ کر کیوں چھپاتے ہو؟ ﴿۷۱﴾

اور اہلِ کتاب کی ایک جماعت نے (اپنے کچھ لوگوں سے) کہا کہ: جو کتاب (آخری نبی کے) ماننے والوں پر نازل ہوئی اس پر دن کے شروع حصہ میں تو ایمان لے آؤ اور اس (دن) کے آخری حصہ میں (اس قرآن کا) انکار کر دو، شاید (اس تدبیر سے) وہ (مسلمان اپنے دین سے) پھر جائیں ﴿۷۲﴾ اور (اہلِ کتاب نے آپس میں یہ بھی کہا کہ) جو تمھارے دین پر چلے (بس) اسی کو تم (دل سے) ماننا① (اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو کہ: حقیقت میں ہدایت وہی ہے جو ہدایت اللہ تعالیٰ دیوے اور یہ (نبوت وغیرہ) جو (کسی زمانے میں) تم کو دی گئی تھی وہ (اب) کسی اور کو کیوں مل گئی②؟ یا وہ (مسلمان) تم پر تمھارے رب کے پاس (کیوں) غالب آگئے③؟ (اے نبی!) تم (ان سے) کہو: (ہر قسم کی) فضیلت تو اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے، وہ (اللہ تعالیٰ) جس کو چاہتے ہیں اپنا فضل عطا فرماتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ تو وسعت والے ہیں، ہر چیز کو جانتے ہیں ﴿۷۳﴾

① بعض یہودی ظاہر میں مسلمان ہوئے تھے؛ لیکن دل سے اپنے پرانے مذہب پر ہی تھے، ان کو ان کے مذہب کے پکے لوگ سمجھا رہے ہیں کہ دیکھو! تم جو مسلمانوں کے سامنے خود کو مسلمان ظاہر کر رہے ہو یہ صرف دنیوی فائدے کے لیے ہے، صرف مسلمانوں کے سامنے دکھلاوے ہی کے لیے ایمان کو ظاہر کرنا ہے، باقی تم یہودی مذہب پر ہی ہو اور سچے دل سے تم کو صرف یہودی مذہب پر عمل کرنے والوں کی بات کو ماننا ہے۔ لگتا ایسا ہے کہ پکے یہودیوں کو ان منافق یہودیوں کو یہودیت پر جمانے کے لیے یہ باتیں کہنی پڑ رہی ہیں کہ کہیں ظاہر میں اسلام بولتے بولتے دل میں نہ آجائے اور اوپر جو اسلام سے لوگوں کو بدگمان کرنے کا منصوبہ انھوں نے بنایا کہ صبح میں ایمان کا (ظاہری) اقرار کرو اور شام کو پھر سے اپنے کافر ہونے ←

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝٧٤ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ
تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا
دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِی الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝٧٥ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُتَّقِيْنَ ۝٧٦

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت (یعنی نبوت اور ایمان) کے لیے جس کو چاہتے ہیں خاص کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں ﴿٧٤﴾ اور اہلِ کتاب میں سے کچھ (لوگ) ایسے (امانت دار) ہیں کہ اگر تم ان کے پاس (مال اور دولت کا) ایک ڈھیر بھی امانت رکھو تو وہ اسے تم کو واپس دے دیں گے اور ان (اہلِ کتاب) میں سے کچھ (دوسرے) ایسے بھی ہیں کہ تم اگر ایک دینار ان کے پاس امانت رکھو تو وہ اسے تم کو واپس نہیں دیں گے؛ الا یہ کہ تم ان (کے سر) پر (وصول کرنے کے لیے) ہر وقت کھڑے رہو (تو وہ واپس کریں گے) یہ (خیانت) اس وجہ سے کہ وہ (اہلِ کتاب) یہ کہتے ہیں کہ امیوں① کا حق دبا لینے سے ہم کو کوئی گناہ نہیں ہوگا اور وہ (اس طرح) جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں ﴿٧٥﴾ (گناہ) کیوں نہیں (ہوگا؟ ضابطہ یہ ہے کہ) جو شخص اپنا عہد پورا کرے گا اور (گناہ سے خاص کر خیانت سے) بچے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے متقیوں سے محبت کرتے ہیں ﴿٧٦﴾

⊃ گذشتہ صفحے کا مابقیہ:

کا اعلان کر دو، اس میں بھی سچا ایمان لانا نہیں؛ بلکہ مسلمانوں کو اس تدبیر سے گمراہ کرنے کی کوشش کرنا ان کا مقصد تھا۔

② یعنی یہ سب سازشیں تم بنی اسرائیل اس حسد کی وجہ سے کر رہے ہو کہ جو نبوت اور آسمانی کتاب، فضائل اور کمالات کسی زمانے میں تم کو دیے گئے تھے وہ اب کے زمانے میں بنی اسماعیل کو کیوں مل گئے؟۔

③ مذہبی اور دینی محنت میں مسلمان تم یہودیوں سے کیوں آگے نکل گئے یا مسلمان مذہبی مناظرہ میں کیوں غالب آجاتے ہیں، اسی حسد کی وجہ سے یہود اسلام اور مسلمانوں کو نیچا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (دوسرا ترجمہ) یا یہ مسلمان تمھارے رب کے پاس تم سے حجت بازی کرے۔

① یعنی غیر یہودی عرب۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي
الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ
الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ
وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ
وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا
رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾

یقینی بات ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو اور اپنی قسموں کو تھوڑی سی قیمت میں بیچ ڈالتے ہیں، تو ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں (اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کا) کوئی حصہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے (محبت اور نجات کی) بات نہیں کریں گے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی طرف (رعایت کی نظر سے) نہیں دیکھیں گے اور وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو (گناہوں سے) پاک نہیں کریں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا ﴿۷۷﴾ اور یقینی بات ہے کہ ان (اہلِ کتاب) کی ایک جماعت ہے جو (تورات) کتاب پڑھتے وقت اپنی زبان کو (اس طرح) مروڑ کر (اپنی خود بنائی ہوئی عبارت) پڑھتے ہیں؛ تاکہ تم اس (بنائی ہوئی عبارت) کو (اصل) کتاب (تورات) میں سے (ایک حصہ) سمجھو؛ حالاں کہ وہ کتاب کا حصہ نہیں ہے اور (اوپر سے) وہ (اہلِ کتاب اپنی بنائی ہوئی عبارت کے متعلق) کہتے ہیں کہ: یہ تو اللہ تعالیٰ کی بات ہے؛ حالاں کہ وہ (بات) اللہ تعالیٰ کے یہاں سے (آئی) نہیں ہے اور وہ جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں ﴿۷۸﴾ کسی بشر کا یہ کام نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب اور حکمت (یعنی صحیح علم اور دین کی سمجھ) اور نبوت عطا کرے، پھر وہ لوگوں سے کہے کہ: تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ؛ لیکن (اس کے بجائے) یوں کہے کہ: تم جو (اللہ تعالیٰ کی) کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور تم خود بھی (اللہ تعالیٰ کی کتاب) پڑھتے ہو اس کی برکت سے تم اللہ والے بن جاؤ[1] ﴿۷۹﴾

① آیت میں ''ربّانی''، یعنی اللہ والا بننے کا طریقہ بتلایا گیا ہے، قرآن کی تعلیم، تعلّم اور تلاوت کی برکت سے انسان اللہ والا بن جاتا ہے؛ اسی لیے حدیث میں فرمایا گیا کہ: تم میں بہترین وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے۔

وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ
مُّسْلِمُوْنَ ﴿٨٠﴾ۧ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ ع ٨ ١ ١٦
جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ
وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ
الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨١﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٨٢﴾ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ
وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿٨٣﴾

اور ایسا شخص (کبھی) تم کو یہ بات نہیں سکھلائے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو (اپنا) رب بنالو، جب تم مسلمان ہو چکے ہوتو اس کے بعد کیا وہ شخص تم کو کفر اپنانے کا حکم دے گا؟ ﴿۸۰﴾

اور (وہ وقت بھی یاد دلاؤ) جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے اقرار لیا تھا کہ جو کتاب اور حکمت (یعنی شریعت کا علم) میں تم کو عطا کروں، پھر تمھارے پاس کوئی ایسا رسول آوے جو تمھارے پاس (پہلے سے) موجود (کتاب) کو سچا بتاتا ہو تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور تم اس کی مدد (بھی) کرنا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس بات پر تم نے میرا عہد (یعنی حکم) قبول کیا؟ تو انھوں (یعنی نبیوں) نے عرض کیا: ہم اقرار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو تم سب (ایک دوسرے کے اقرار پر) گواہ رہو اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہی دینے والوں میں (شامل) ہوں ﴿۸۱﴾ پھر اس (پکے عہد) کے بعد بھی ① جو پھر جاوے سو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں ﴿۸۲﴾ کیا اب اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا وہ لوگ کسی اور دین کو تلاش کرتے ہیں؛ حالاں کہ جو (مخلوق) بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں (ان میں سے کچھ) خوشی سے اور (دوسرے کچھ) ناخوشی (یعنی لاچاری) سے اسی (اللہ تعالیٰ) کے فرماں بردار ہیں، اور اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف وہ سب لوٹائے جائیں گے ② ﴿۸۳﴾

---

① اوپر آیت میں جو عہد لیا گیا ہے وہ نبیوں کے لیے تھا جب نبی اس عہد کے پابند ہیں تو عام امتوں کو بدرجۂ اولیٰ اس عہد کی پابندی کرنی ہے؛ اس لیے جو انسان بھی نبیوں اور اللہ کے دین کی بات کا انکار کرے وہ نافرمان کافر ہوگا۔ ⊂

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ
مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴿۸۴﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ
وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ
وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴿۸۶﴾

(اے محمد!) تم (ان سے) کہو: ہم تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے اور جو (دین) ہمارے اوپر اتارا گیا اس پر اور جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر (دین) اتارا گیا اس پر اور جو (دین) موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء (علیہم السلام) کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا اس پر بھی (ہم اجمالی ایمان لائے) ان (نبیوں) میں سے کسی کے درمیان بھی ہم (کوئی) فرق نہیں کرتے ① اور ہم اسی (ایک اللہ) کے فرماں بردار ہیں ﴿۸۴﴾ اور جو شخص بھی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے گا تو اس سے وہ (دین اللہ تعالیٰ کے یہاں) ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ شخص آخرت میں نقصان میں پڑنے والوں میں ہوگا ﴿۸۵﴾ اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو کیسے ہدایت دیں گے جنھوں نے اپنے ایمان کے بعد کفر اختیار کیا؛ حالاں کہ یہ رسول سچے ہیں اس بات کی وہ (زبان سے) گواہی دے چکے تھے اور ان کے پاس (رسول کی سچائی کی) دلیلیں بھی آچکی تھیں اور ایسے ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیا کرتے ② ﴿۸۶﴾

⊃ ④ جتنے بھی مسلمان ہیں وہ تو اللہ کے ہر حکم کو خوشی خوشی مانتے ہی ہیں اور جو کافر ہیں وہ اللہ کے دین کے احکام کو تو مانتے نہیں؛ لیکن اللہ کے فیصلے کے مطابق ہی ان کو زندگی گزارنی، موت، حیات، خوشی، غمی، روزی میں تنگی اور وسعت ہر چیز میں اللہ کے فیصلے کے وہ پابند ہیں۔

① یعنی کسی نبی کو ماننا، کسی نبی کو نہ ماننا یہ ہمارا طریقہ نہیں، تمام نبی اور ان کی شریعت کو ہم حق مانتے ہیں۔

② کچھ لوگ ایسے ہیں جو دل سے اسلام کو صحیح سمجھ رہے ہیں اس کے باوجود تکبر، حسد، مال اور عہدوں کی محبت کے خاطر ایمان نہیں قبول کرتے، ایسے لوگوں کو عام طور پر ایمان کی سعادت نصیب نہیں ہوتی، اسی طرح بعض لوگ ایسے بھی جو ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گئے اور اس ارتداد کو ہدایت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ ارتداد ہے، ہدایت نہیں ہے۔

أُولَٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿٨٧﴾ خَٰلِدِينَ
فِيهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ
وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٨٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَٰنِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا
كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّونَ ﴿٩٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا
وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِۦٓ ۗ أُولَٰٓئِكَ
ع لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّٰصِرِينَ ﴿٩١﴾

ان لوگوں کی سزا یہ ہے کہ یقیناً ان پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی ﴿۸۷﴾ اس (لعنت) میں وہ ہمیشہ رہیں گے، (کسی وقت بھی) ان سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا اور ان کو ذرا سی ڈھیل (یعنی فرصت، مہلت) بھی نہیں ملے گی ﴿۸۸﴾ مگر اس کے بعد بھی جو شخص توبہ کر لیوے اور اصلاح کر لیوے تو یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۸۹﴾ (اس کے برخلاف) یقینی بات ہے کہ جن لوگوں نے اپنے ایمان کے بعد کفر اپنا لیا، پھر وہ کفر میں آگے ہی بڑھتے چلے گئے تو ان کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہوگی اور ایسے لوگ بالکل ہی بھٹک چکے ہیں ﴿۹۰﴾ یقینی بات ہے کہ جن لوگوں نے کفر اپنایا اور وہ کافر ہونے ہی کی حالت میں مر گئے، ایسے لوگوں میں سے کسی سے بھی پوری زمین بھر کر سونا قبول نہیں کیا جائے گا، چاہے وہ اسے (یعنی پوری زمین بھر کر سونا اپنی جان عذاب سے) چھڑانے کے لیے فدیہ میں دینا چاہے[1] ایسے ہی لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے اور ان لوگوں کے لیے کوئی بھی مدد کرنے والا نہیں ہوگا ﴿۹۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) وہ آدمی اپنی جان (عذاب سے) چھڑانے کے لیے پوری زمین بھر کر کے سونا دینا چاہے تو بھی اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ﴿۹۲﴾
كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسۡرَآءِيۡلُ عَلٰى نَفۡسِهٖ مِنۡ قَبۡلِ
اَنۡ تُنَزَّلَ التَّوۡرٰىةُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِالتَّوۡرٰىةِ فَاتۡلُوۡهَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افۡتَرٰى
عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۹۴﴾ قُلۡ صَدَقَ اللّٰهُ ۗ فَاتَّبِعُوۡا
مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۹۵﴾

تم (اے مسلمانو! کامل) نیکی ① ہرگز حاصل نہیں کرسکو گے، جب تک تم اپنی محبوب چیزوں میں سے (اللہ تعالیٰ کے لیے) خرچ نہ کرو گے ② اور جو کچھ بھی تم خرچ کرو یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۹۲﴾ تورات کے اترنے سے پہلے کھانے کی تمام چیزیں (جو اس وقت مسلمانوں کے لیے حلال ہیں وہ) بنی اسرائیل کے لیے (بھی) حلال تھیں؛ مگر وہ چند چیزیں جو اسرائیل (یعنی یعقوب علیہ السلام) نے اپنے اوپر حرام کرلی تھیں ③ (اے نبی!) تم (یہودیوں سے) کہو: اگر تم (تمھارے دعوے میں) سچے ہو تو تورات لاؤ اور اس کو پڑھو ﴿۹۳﴾ سو اس (طرح صاف بات آجانے) کے بعد جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھا سو وہی لوگ بڑے ظالم (یعنی گنہگار) ہیں ﴿۹۴﴾ تم کہہ دو کہ: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا، سو تم ابراہیم (علیہ السلام) کے دین کی اتباع کرو، جو پوری طرح سیدھے راستے پر تھے اور وہ (بھی) مشرکوں میں سے نہیں تھے ﴿۹۵﴾

① البر: اعتقادی اور عملی دونوں قسم کی نیکیاں ''بر'' میں داخل ہیں۔

② جو چیز انسان کے کام میں آتی ہو، اسی طرح انسان کو اس کی حاجت اور ضرورت ہو انسان کو وہ چیز بڑی پیاری ہے۔ اس کو خرچ کرنا بہت بہتر ہے اور زائد (فالتو) چیزوں کو بھی خرچ کردینا چاہیے اس پر بھی اجر ملے گا۔

③ کمر سے نیچے والے حصہ میں جو درد ہوتا ہے اس کو ''عِرق النساء'' کی بیماری کہتے ہیں۔ حضرت یعقوبؑ کو یہ درد رات بھر ستاتا تھا تو آپ نے منت مانی کہ اگر مجھے شفا نصیب ہو جائے تو میں اپنی پیاری چیز چھوڑ دوں گا۔ اللہ نے شفا دے دی تو آپ نے اپنی پیاری چیز اونٹ کا گوشت چھوڑ دیا اور منت پوری کی، یہ پچھلی شریعت کی بات ہے، امتِ محمدیہ کے لیے کسی حلال چیز کو اس طرح حرام کرلینا جائز نہیں ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ
بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾

یقینی بات ہے کہ (دنیا کا) سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لیے مقرر کیا گیا وہ (یہی مکان ہے جو) مکہ میں ہے① (جو شروع ہی سے) برکت والا ہے② اور تمام عالموں کے لیے ہدایت (کا مرکز) ہے③ ﴿۹۶﴾ اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں④ (اور) ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے رہنے کی جگہ ہے، اور جو شخص بھی اس (کی حدود) میں داخل ہوا اس کو امن مل جاتا ہے، اور جو بھی اس گھر تک پہونچنے کی استطاعت⑤ رکھتا ہو، ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے لیے اس (گھر) کا حج کرنا (فرض) ہے اور جو شخص بھی انکار کرے⑥ تو اللہ تعالیٰ کو تمام جہانوں کے لوگوں کی پروا نہیں ہے ﴿۹۷﴾

① آیت میں "بَکَّة" "تَبَاک" سے ہے جس کے معنیٰ "ازدحام، بھیڑ" کے ہے، وہاں طواف میں بھیڑ ہوتی ہے۔ یا "بک" سے مشتق ہے جس کے معنیٰ ہے "مزاحمت کرنا، پھاڑنا" ہے؛ چوں کہ جو شخص بھی مکہ میں ظلم کرنے کی یا الحاد کی کوشش کرتا ہے اس کی کمر توڑ دی جاتی ہے۔ نوٹ: قرآن کے اشارہ سے اور رسولِ اکرم ﷺ کے عمل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسلمان جب کبھی کوئی نئی آبادی بناوے تو سب سے اول مسجد کی فکر کرے۔

② برکت کے معنیٰ کسی چیز کا بڑھنا یا ثابت رہنا، مقدار بڑھ جائے یا جو موجود ہے اتنی ہی مقدار میں سارے ضروری کام پورے ہو جائے اس کو برکت کہتے ہیں۔

③ (دوسرا ترجمہ) تمام جہاں کے لوگوں کے لیے (نماز جیسی عبادت میں) رہنما (یعنی قبلہ) ہے۔

④ نشانیاں: (۱) بیت اللہ کی برکت سے مکہ والے مخالفین کے حملے سے محفوظ ہیں۔

(۲) حدودِ حرم میں جانوروں کا شکاری سے فائدہ حاصل کرنا کہ وہاں کوئی شکار نہیں کر سکتا۔

(۳) بیت اللہ کی جس جانب بارش ہوتی ہے اس جانب کے ممالک زیادہ بارش سے مالا مال ہوتے ہیں۔

(۴) جمرات کی کنکر کا اٹھا لیا جانا؛ حالاں کہ ہر سال لاکھوں حجاج کے کنکر سے پہاڑ بن جانا چاہیے۔

(۵) مقامِ ابراہیم جو جنتی پتھر ہے اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدمِ مبارک کے نشانات کا باقی رہنا۔

⑤ استطاعت یعنی قدرت، حیثیت، سفر کے آنے جانے کی اور قیام طعام کے ضروری خرچ کی طاقت مراد ہے، اور جن لوگوں کا خرچ شرعاً اس پر لازم ہے اس کا بھی نظم ہو۔ ⑥ جو آدمی حج کی فرضیت کا انکار کرے وہ آدمی کافر ہو جاتا ہے اور فرض مانتا ہو؛ لیکن استطاعت ہونے کے باوجود حج نہ کرے تو اس کا یہ عمل کافروں جیسا ہے۔

قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ‌ۖ وَاللّٰهُ شَهِيۡدٌ عَلٰى مَا تَعۡمَلُوۡنَ ۝۹۸ قُلۡ يٰۤاَهۡلَ
الۡكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ تَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا وَّاَنۡتُمۡ شُهَدَآءُ ‌ؕ وَمَا
اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝۹۹ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تُطِيۡعُوۡا فَرِيۡقًا مِّنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا
الۡكِتٰبَ يَرُدُّوۡكُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ كٰفِرِيۡنَ ۝۱۰۰ وَكَيۡفَ تَكۡفُرُوۡنَ وَاَنۡتُمۡ تُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ
اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيۡكُمۡ رَسُوۡلُهٗ ‌ؕ وَمَنۡ يَّعۡتَصِمۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ هُدِىَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۝۱۰۱ ع

(اے نبی!) تم کہو: اے کتاب والو! تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں (یعنی احکام) کا کیوں انکار کرتے ہو؟ اور جو تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کے گواہ ہیں① ﴿۹۸﴾ (اے نبی!) تم کہو کہ: اے اہلِ کتاب! تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں عیب ڈھونڈھ (نے کی کوشش) کر کے ایمان لانے والوں کو اس (ایمان) سے کیوں روکتے ہو؟② حالاں کہ تم خود (حقیقت کو) جانتے ہو③ اور جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں ہیں ﴿۹۹﴾ اے ایمان والو! جن کو کتاب دی گئی ان میں سے کسی ایک جماعت کا اگر تم نے کہنا مان لیا (یعنی اطاعت کر لی) تو وہ تم کو تمھارے ایمان لانے کے بعد کافر بنا کر چھوڑیں گے ﴿۱۰۰﴾ اور تم کیسے کفر قبول کر سکتے ہو؟ حالاں کہ تم کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں④ اور تم میں اللہ تعالیٰ کا رسول موجود ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوطی سے پکڑ لے پکی بات یہ ہے کہ وہ سیدھے راستے پر پہنچا دیا جاتا ہے ﴿۱۰۱﴾

① (دوسرا ترجمہ) جو تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو ان سب کاموں کی خبر ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) جو ایمان لا چکا ہے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے کیوں روکتے ہو اس طرح کہ تم اس راستے (اسلام) میں عیب ڈھونڈتے رہتے ہو (یعنی اسلام میں کوئی عیب نہیں ہے، لیکن تم اپنی طرف سے عیب کھڑے کرتے ہو؛ تاکہ لوگ بدگمان ہو کر اسلام سے دور ہو جائیں۔ اس طرح کا برا کام اس دور کا اکثر میڈیا (media) انجام دے رہا ہے)۔

③ یعنی اسلام کا حق ہونا۔

④ مشاہدہ یہ ہے کہ جن علاقوں میں قرآن پڑھا پڑھایا جاتا ہو، تعلیماتِ رسول کو پڑھایا جاتا ہو اس پر عمل کیا جاتا ہو وہاں سے کفر دور ہوتا ہے اور جو علاقے ان مبارک سلسلوں سے محروم ہوتے ہیں وہاں کفر، ارتداد قریب آنے لگتا ہے؛ اس لیے مکاتبِ قرآنیہ کے ذریعہ اس طرح کی مبارک تعلیمات کو عام کرنا ارتداد سے حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ
بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ
فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ
يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جیسا کہ ان سے ڈرنے کا حق ہے① اور تم مسلمان ہونے کی حالت ہی میں مرنا② ﴿۱۰۲﴾ اور تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی (یعنی قرآن) کو مضبوط پکڑے رہو③ اور تم (آپس میں) جدا جدا نہ ہو جاؤ اور تم اللہ تعالیٰ کے احسان کو جو تم پر ہے اس کو یاد رکھو جب کہ تم (آپس میں ایک دوسرے کے) دشمن تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمھارے دلوں کو جوڑ دیا④، سو تم اس (اللہ تعالیٰ) کے فضل سے (آپس میں) بھائی بھائی ہو گئے اور تم (جہنم کی) آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے، سو اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے بچا لیا، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام تمھارے لیے کھول کھول کر بیان کرتے ہیں؛ تا کہ تم سیدھی راہ پر قائم رہو ﴿۱۰۳﴾ اور (ضرور) تمھارے درمیان ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف دعوت دیا کرے اور اچھی باتیں سکھلایا کرے⑤ اور بری چیزوں سے روکا کرے اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ﴿۱۰۴﴾

---

① یعنی گناہ سے بچنے میں پوری طاقت خرچ کرنا، کامل اطاعت کی جائے اور معصیت سے مکمل بچا جائے۔

② اسلامی زندگی گذارنا اختیاری چیز ہے اس کی برکت سے انشاء اللہ! اسلام پر موت نصیب ہوگی۔

③ اللہ کی رسی'' سے مراد ''قرآن مجید ہے'' حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ راوی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن اللہ تعالیٰ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) دلوں میں الفت ڈال دی۔

⑤ یعنی یہ کام مسلسل ہوتے رہنے چاہیے۔

وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ تَفَرَّقُوۡا وَاخۡتَلَفُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡبَيِّنٰتُ‌ ؕ وَاُولٰٓٮِٕكَ
لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۙ‏﴿۱۰۵﴾ يَّوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوۡهٌ وَّتَسۡوَدُّ وُجُوۡهٌ‌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اسۡوَدَّتۡ
وُجُوۡهُهُمۡ اَكَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ‏﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا
الَّذِيۡنَ ابۡيَضَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ فَفِىۡ رَحۡمَةِ اللّٰهِ‌ؕ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ‏﴿۱۰۷﴾ تِلۡكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ
نَتۡلُوۡهَا عَلَيۡكَ بِالۡحَـقِّ‌ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيۡدُ ظُلۡمًا لِّلۡعٰلَمِيۡنَ‏﴿۱۰۸﴾

اور تم ان (یہود اور نصاریٰ) لوگوں کی طرح مت ہو جانا جن کے پاس صاف صاف احکام پہنچ جانے کے بعد وہ (آپس میں) جدا جدا (یعنی متفرق) ہو گئے اور وہ (آپس میں) اختلاف میں پڑ گئے① اور ایسے ہی لوگوں کے لیے (اس دن) بڑا عذاب ہے ﴿۱۰۵﴾ جس (قیامت کے) دن کچھ چہرے (یعنی ایمان والوں کے) سفید (چمکتے) ہوں گے اور کچھ چہرے (یعنی کافر اور نافرمان کے) کالے پڑے ہوں گے، سو جن کے چہرے کالے پڑے ہوں گے ان کو کہا جائے گا کہ تمھارے ایمان لانے کے بعد کیا تم نے کفر اپنا لیا تھا②؟ سو جو کفر تم کرتے تھے اس کی سزا میں (اب) تم عذاب چکھو ﴿۱۰۶﴾ اور جن لوگوں کے چہرے سفید (یعنی روشن چمکتے) ہوں گے سو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت (یعنی جنت) میں ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۱۰۷﴾ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جن کو ہم تمھارے سامنے ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمام عالم والوں پر (ذرا سا بھی) ظلم کرنا نہیں چاہتے③ ﴿۱۰۸﴾

---

① یعنی اللہ کے احکام میں بے جا اختلافات اور عملی تفرقے انھوں نے کھڑے کر دیے جو ہرگز مناسب نہیں۔
② ایمان لانے کے بعد کفر کا مطلب: (الف) جو اہلِ کتاب نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے تورات، انجیل میں بتائی ہوئی نشانیوں کی روشنی میں آپ ﷺ کو مانتے تھے اور آپ کی بعثت کا انتظار کرتے تھے، پھر جب آپ کی بعثت ہوئی تو ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ (ب) ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی فطرت پر پیدا فرمایا؛ لیکن کافر لوگ اس فطرت کو ضائع کرتے ہیں اور کفر اپنا لیتے ہیں۔ (ج) مرتد اور منافق بھی مراد ہیں۔ (د) فاسق مسلمان جو ایمان لانے کے بعد کافروں کے جیسا عمل کرتے ہیں، یعنی جن ایمان والوں کا عمل کافروں جیسا ہے وہ بھی مراد ہے۔
③ یعنی عذاب وثواب جو کچھ ہے وہ عین انصاف اور مقتضائے رحمت وحکمت ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ ع
اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ
اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ
يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ
عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْۤا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ
مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ

اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی مالکی میں ہے اور تمام معاملات اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جائیں گے ﴿۱۰۹﴾

تم (اے امتِ محمدیہ!) بہترین امت ہو جو (عالم میں عام) لوگوں کے فائدے کے لیے بھیجی گئی ہو، تم اچھا کام کرنے کے لیے کہتے ہو اور تم برے کاموں سے روکتے ہو اور تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، اور اگر اہلِ کتاب (بھی) ایمان لے آتے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا، ان میں سے کچھ تو ایمان والے ہیں① اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں② ﴿۱۱۰﴾ وہ (تھوڑا بہت) ستانے کے سوا تم کو (کوئی بڑا) نقصان ہرگز نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر وہ تم سے لڑیں گے تو تم کو پیٹھ دکھا کر بھاگ جائیں گے، پھر ان کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی ﴿۱۱۱﴾ جہاں کہیں بھی وہ (اہلِ کتاب) پائے جائیں ذلت ان پر ماردی گئی③؛ الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی سبب بن جائے یا④ لوگوں کی طرف سے کوئی ذریعہ نکل آوے اور وہ (اہلِ کتاب) اللہ تعالیٰ کا غضب لے کر لوٹے ہیں⑤ اور ان (اہلِ کتاب) پر محتاجی مسلط کردی گئی ہے،

---

① جو نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے اور مسلمان ہو گئے۔
② اس آیت کے متعلق اہم فوائد اور نکات بندہ کے خطبات جلد: ۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔
③ (دوسرا ترجمہ) ذلت ان پر لازم کردی گئی۔
④ جس کے سہارے وہ حفاظت میں آجاوے۔ بہت سے حضرات نے یہاں ''واؤ'' کا ترجمہ ''اور'' کیا ہے۔
⑤ یعنی اللہ کے غضب کے مستحق ہو گئے ہیں۔ ان میں سے اکثر مالداری کے باوجود محتاج اور حریص کی طرح رہتے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا
وَّكَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ﴿۱۱۲﴾ لَيۡسُوۡا سَوَآءً ؕ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتۡلُوۡنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ
الَّيۡلِ وَهُمۡ يَسۡجُدُوۡنَ﴿۱۱۳﴾ يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ
عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَيُسَارِعُوۡنَ فِى الۡخَيۡرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفۡعَلُوۡا مِنۡ
خَيۡرٍ فَلَنۡ يُّكۡفَرُوۡهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالۡمُتَّقِيۡنَ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَنۡ تُغۡنِىَ عَنۡهُمۡ
اَمۡوَالُهُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ شَيۡـئًا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ﴿۱۱۶﴾

اس (برے حال) کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے، (نیز) اس (بری حالت) کا سبب یہ (بھی) ہوا کہ وہ نافرمانی کرتے تھے① اور (اللہ تعالیٰ کی) حد سے وہ لوگ نکل گئے تھے ﴿۱۱۲﴾ (لیکن) وہ سب (اہلِ کتاب) ایک جیسے نہیں ہیں، اہلِ کتاب میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو (سیدھے راستے یعنی اسلام پر) قائم ہیں، وہ رات کی گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو پڑھتے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ کے آگے) سجدہ کرتے ہیں② ﴿۱۱۳﴾ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر وہ ایمان رکھتے ہیں اور وہ اچھی باتیں سکھلاتے ہیں اور وہ برائی سے روکتے ہیں اور نیک کاموں (کے کرنے) میں جلدی کرتے ہیں③ اور ایسے ہی (صفات والے) نیک لوگوں میں سے ہیں ﴿۱۱۴﴾ اور وہ لوگ جو بھی نیک کام کریں گے تو اس کی ہرگز ناقدری نہیں کی جائے گی④ اور اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۱۱۵﴾ یقینی بات ہے جن لوگوں نے کفر اپنا لیا تو نہ ان کا مال اور نہ ان کی اولاد اللہ تعالیٰ (کے عذاب) کے مقابلے میں ان کے کچھ بھی کام آئیں گے اور وہی (جہنم کی) آگ (میں جانے) والے ہیں، اس میں وہ (کافر) ہمیشہ رہیں گے ﴿۱۱۶﴾

① اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ان کی عادت بن گئی ہے، آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) نماز پڑھتے ہیں۔
③ (دوسرا ترجمہ) نیک کام کرنے میں پھرتیلے رہتے ہیں۔ ④ یعنی اس کے ثواب سے محروم نہیں رہیں گے۔

مَثَلُ مَا يُنۡفِقُوۡنَ فِىۡ هٰذِهِ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا كَمَثَلِ رِيۡحٍ فِيۡهَا صِرٌّ اَصَابَتۡ حَرۡثَ قَوۡمٍ
ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فَاَهۡلَكَتۡهُ‌ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰـكِنۡ اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ﴿۱۱۷﴾ يٰۤاَيُّهَا
الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَةً مِّنۡ دُوۡنِكُمۡ لَا يَاۡلُوۡنَكُمۡ خَبَالًا ؕ وَدُّوۡا مَا
عَنِتُّمۡ‌ ۚ قَدۡ بَدَتِ الۡبَغۡضَآءُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ‌ۖۚ وَمَا تُخۡفِىۡ صُدُوۡرُهُمۡ اَكۡبَرُ‌ؕ قَدۡ بَيَّنَّا
لَكُمُ الۡاٰيٰتِ‌ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ﴿۱۱۸﴾

(کافر) لوگ اس دنیا کی زندگی میں جو کچھ (اپنے مال اور صلاحیت کو) خرچ کرتے ہیں اس (خرچ کے ضائع اور برباد ہونے) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک سخت ٹھنڈک والی (تیز) ہوا ہو، جو ایسے لوگوں کی کھیتی کو جا لگے جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کر رکھا ہو، سو وہ (ٹھنڈی ہوا) اس (کھیتی) کو (بالکل) برباد کر دیوے، اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا؛ لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں ①﴿۱۱۷﴾ اے ایمان والو! تم اپنوں کے علاوہ (کسی دوسرے) کو (اپنا) راز دار مت بناؤ② وہ تمھارے خلاف فتنہ (فساد) کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتے③، جتنی تکلیف تم کو پہنچے اس میں ان کی خوشی ہے④، دشمنی ان کی زبان سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو (کینہ) اپنے سینوں میں وہ چھپا کر بیٹھے ہیں وہ تو اس (ظاہر ہونے والی دشمنی) سے بہت بڑا ہے، پکی بات یہ ہے کہ ہم نے (ان کی دشمنی کی) علامتیں تمھارے سامنے ظاہر کر دیں، اگر تم سمجھ سے کام لو⑤ ﴿۱۱۸﴾

① یعنی خود اپنا نقصان کر رہے ہیں۔

② بِطَانَةً: معتمد، مشیر، اپنے نظام میں دخل اندازی کرنے والا، یہ سب معانی ''بطانۃ'' کے نکلتے ہیں، جو یہاں آیت میں ہو سکتے ہیں۔

③ (دوسرا ترجمہ) کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔

④ (دوسرا ترجمہ) وہ تمھارے نقصان کی دل سے تمنا کرتے ہیں (تیسرا ترجمہ) وہ چاہتے ہیں کہ تم کو تکلیف پہنچے۔

⑤ تو تم ان یقینی علامتوں سے دشمن کو پہچان لوگے۔

هٰۤاَنۡتُمۡ اُولَاۤءِ تُحِبُّوۡنَهُمۡ وَلَا يُحِبُّوۡنَكُمۡ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوۡكُمۡ
قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوۡا عَضُّوۡا عَلَيۡكُمُ الۡاَنَامِلَ مِنَ الۡغَيۡظِ ؕ قُلۡ مُوۡتُوۡا بِغَيۡظِكُمۡ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنۡ تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ ۖ وَاِنۡ تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ
يَّفۡرَحُوۡا بِهَا ؕ وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا لَا يَضُرُّكُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ
مُحِيۡطٌ ﴿۱۲۰﴾ وَاِذۡ غَدَوۡتَ مِنۡ اَهۡلِكَ تُبَوِّئُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ مَقَاعِدَ لِلۡقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۱۲۱﴾ ع ۱۲

(اے مسلمانو!) سن لو! تم ایسے ہو کہ تم ان (منافقوں) سے محبت (کا برتاؤ) رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم (مسلمان) تو تمام (آسمانی) کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور (ان کی حالت ایسی ہے کہ) جب وہ تم (مسلمانوں) سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ: ہم تو ایمان لے آئے اور جب تنہائی میں ہوتے ہیں تو تمھارے خلاف غصہ کے مارے اپنی انگلیاں کاٹ کھاتے ہیں① تم (ان کو ایسا) کہہ دو کہ: تم اپنے غصہ میں مرو②، یقینی بات ہے کہ سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کو اللہ تعالیٰ خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۱۱۹﴾ اگر تم (مسلمانوں) کو کوئی بھلائی پہنچے تو ان کو برا لگتا ہے اور اگر تم (مسلمانوں) کو کوئی برائی پہنچے تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر اپنا لو اور تم تقویٰ کے پابند رہو تو ان کی سازش تمھارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گی، یقینی بات ہے کہ جو کام بھی وہ لوگ کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ (کے علم اور قدرت) کے احاطہ میں ہیں③ ﴿۱۲۰﴾

اور (احد کی لڑائی کا وقت یاد کرو) جب صبح کے وقت تم اپنے گھر والوں سے نکلے④ ایمان والوں کو لڑائی کی غرض سے (الگ الگ) ٹھکانوں پر مقرر کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ ہر بات کو سنتے ہیں، ہر چیز کو جانتے ہیں ﴿۱۲۱﴾

① (دوسرا ترجمہ) انگلیاں چبا ڈالتے ہیں۔
② یعنی اے منافقو! موت تک مسلمانوں کے متعلق غصے میں پڑے رہو، تمھارے اس غصے سے مسلمانوں کا کوئی نقصان نہیں ہو سکتا اور تمھاری جو چاہت ہے کہ مسلمان برباد ہو جائے وہ چیز حاصل نہ ہو گی۔
③ (دوسرا ترجمہ) ان کا ہر کام اللہ تعالیٰ کے قابو میں ہے۔ ④ اس روز حضرت عائشہؓ کی باری تھی، گویا کہ آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کے مکان سے احد کے لیے روانہ ہوئے، اس سے حضرت عائشہؓ کی فضیلت ظاہر ہوئی۔

إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ
الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ ؕ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ
رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

اس وقت تم میں سے دو قبیلے بزدلی دکھانے کا ارادہ کر رہے تھے① اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کے والی تھے② اور مومنوں کو تو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے ﴿۱۲۲﴾ اور پکی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بدر (کی لڑائی) میں تمھاری مدد کر چکے تھے؛ حالاں کہ تم (اس وقت) کمزور (یعنی بے بس) تھے؛ لہٰذا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو؛ تاکہ تم شکر کرنے والے بن جاؤ ﴿۱۲۳﴾ (بدر میں یہ مدد اس وقت آئی) جب تم ایمان والوں سے کہہ رہے تھے: کیا تمھارے لیے یہ (بات) کافی نہیں ہے کہ تمھارے رب تین ہزار فرشتے (خاص طور سے) اتار کر تمھاری مدد کرے؟③ ﴿۱۲۴﴾ کیوں نہیں؟ اگر تم صبر کروگے④ اور تم تقویٰ اپناؤ گے⑤ اور وہ (دشمن) اچانک (ایک ساتھ) تم پر ٹوٹ پڑے تو تمھارے رب پانچ ہزار خاص نشان والے⑥ فرشتوں سے تمھاری مدد کریں گے ﴿۱۲۵﴾

① (دوسرا ترجمہ) جب کہ تم میں سے دو قبیلوں کے لوگ ہمت ہار گئے (اور واپس جانے کا ارادہ کر رہے تھے) مراد: بنو حارثہ اور بنو سلمہ ہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) حالانکہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے مددگار تھے۔

نوٹ: اس میں دونوں قبیلے کی فضیلت کا بیان ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو جما دیا۔

③ یعنی جو ملائکہ زمین پر مختلف انتظامات میں ہوتے ہیں ان کے علاوہ آسمان سے خاص مدد ہی کے لیے اتارے جائیں۔

④ یعنی میدان میں ثابت قدم رہوگے۔

⑤ یعنی نافرمانی سے بچوگے۔

⑥ خود فرشتوں پر بھی خاص نشانی تھی اور ان کے گھوڑوں پر بھی خاص نشانی تھی، جنگ کے موقع پر اپنی اپنی فوج کی پہچان کے لیے خاص وردی اور خاص نشان لگائے جاتے ہیں۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی لَکُمْ وَلِتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُکُمْ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اَوْ یَکْبِتَهُمْ فَیَنْقَلِبُوْا
خَآىِٕبِیْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ
ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ
یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۹﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ ع
وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ﴿۱۳۱﴾

اور اس (اتنی بڑی تعداد میں مدد) کو اللہ تعالیٰ نے تمھاری خوشی کے لیے ہی مقرر کیا؛ اور تا کہ اس (بڑی تعداد) کے ذریعہ تمھارے دلوں کو اطمینان حاصل ہو اور مدد (یا فتح) اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے جو (اللہ تعالیٰ) بڑے زبردست، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱۲۶﴾ (بدر میں یہ مدد اللہ تعالیٰ نے اس لیے کی؛) تا کہ کافروں کی ایک جماعت کو (اللہ تعالیٰ) ہلاک کر دیویں یا (اللہ تعالیٰ) ان کو ذلیل کریں (یا ہرا دیویں) کہ وہ (کافر) ناکام ہو کر واپس بھاگ جاویں ﴿۱۲۷﴾ (اے نبی!) تم کو ان (کافروں) کے اس معاملے میں کوئی اختیار نہیں ہے① یا وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو توبہ کی توفیق دیویں② یا (اللہ تعالیٰ) ان کو عذاب دیویں؛ کیوں کہ یقینی بات ہے کہ وہ (کافر) ظالم ہیں ﴿۱۲۸﴾ اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں معاف کر دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں عذاب دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو سب سے زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ مہربان ہیں ﴿۱۲۹﴾

اے ایمان والو! تم کئی گنا بڑھا کر سود مت کھاؤ اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو③؛ تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ ﴿۱۳۰﴾ اور تم ایسی آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے ﴿۱۳۱﴾

① وہ کافر مسلمان بن جاویں یا کافر رہیں۔
② یعنی کافر مسلمان ہو جائیں۔
③ اور ہر طرح کے سود سے خود کو بچاؤ۔

وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوۡۤا اِلٰى مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ
عَرۡضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُۙ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِيۡنَۙ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ فِى السَّرَّآءِ
وَالضَّرَّآءِ وَالۡكٰظِمِيۡنَ الۡغَيۡظَ وَالۡعَافِيۡنَ عَنِ النَّاسِ‌ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَۚ ﴿۱۳۴﴾
وَالَّذِيۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَةً اَوۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسۡتَغۡفَرُوۡا لِذُنُوۡبِهِمۡ ۚ

اورتم اللہ تعالیٰ اوررسول کی بات مانو؛ تاکہ تم پر رحم کیا جائے ﴿۱۳۲﴾ اورتم اپنے رب کی مغفرت اور ایسی جنت حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھاؤ① کہ اس (جنت) کی چوڑائی آسمانوں اور زمین (جیسی) ہے جو تقویٰ والوں کے لیے تیار کی گئی ہے ﴿۱۳۳﴾ (تقویٰ والے لوگ وہ ہیں) جو خوشی (یعنی اچھی حالت) اور تکلیف میں (اللہ تعالیٰ کے لیے مال) خرچ کرتے ہیں ②اور وہ غصہ کو دباتے ہیں③اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں④اور اللہ تعالیٰ (ایسے) نیکی کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں ﴿۱۳۴﴾ اور (تقویٰ والے لوگ) وہ ہیں کہ جب وہ کوئی کھلا گناہ کر بیٹھتے ہیں⑤یا (برا کام کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں (توفوراً) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں⑥سو (اللہ تعالیٰ سے) اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں،

---

①یعنی ایسے نیک اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو جو اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور جنت میں لے جانے کا ذریعہ بنے۔

②مال کی کمی کے زمانے میں بھی جو میسر ہو اس کا صدقہ کیا کرو، اس سے صدقہ کی نیک عادت باقی رہے گی اور صدقہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ وسعت عطا فرمائیں گے۔

③(دوسرا ترجمہ) غصہ کو قابو میں رکھتے ہیں۔

④یعنی غصہ کو دبانا اور معاف کرنا ان کی عادت ہے۔

⑤یعنی بے حیائی کا کام ہو جاتا ہے۔

⑥یعنی گناہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی عظمت اور عذاب کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور فوراً معافی مانگنے لگ جاتے ہیں، عام طور پر گناہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر سے غفلت کی وجہ سے ہوتے ہیں؛ اس لیے گناہ ہو جائے توفوراً اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، ذکر میں مشغول ہو جاؤ اور معافی کے شرائط کے ساتھ استغفار کرو۔ شرائط توبہ: (۱) ندامت (۲) گناہ کا ترک (۳) آئندہ نہ کرنے کا عزم (۴) حقوق کی ادائیگی، اسی طرح دو رکعت استغفار کی نیت سے پڑھ کر کے بھی معافی مانگے۔

وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۫ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ
جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ
اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا
تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ
مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ

اور (حقیقت بھی یہی ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے سوا کون گناہوں کو معاف کرسکتا ہے؟ اور اپنے کیے ہوئے (گناہوں) پر اڑے نہیں رہتے① حال یہ کہ وہ جانتے ہیں (کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی سچی توبہ قبول کرتے ہیں) ﴿۱۳۵﴾ یہ (تقویٰ والے) وہ لوگ ہیں کہ ان کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور (جنت کے) باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، ان (باغات) میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور (نیک) عمل کرنے والوں کا بدلہ کتنا اچھا ہے! ﴿۱۳۶﴾ تم سے پہلے بہت سارے واقعات ہو چکے ہیں، سو تم زمین میں چل پھر کر دیکھ لو② کہ (نبیوں کو) جھٹلانے والوں کا (برا) انجام کیسا ہوتا ہے؟ ﴿۱۳۷﴾ یہ (تمام) لوگوں کے لیے (صاف صاف) بیان (یعنی اعلان) ہے اور (خاص) تقویٰ والوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے ﴿۱۳۸﴾ اور تم کم ہمت مت بنو③ اور تم غمگین بھی مت ہوؤ اور تم ہی لوگ غالب رہو گے اگر تم (کامل) ایمان والے ہو جاؤ ﴿۱۳۹﴾ (اے مسلمانو!) اگر تم کو ایک زخم (احد میں) پہنچا ہے تو اس (کافر) قوم کو بھی ایسا ہی زخم (اس سے پہلے بدر میں) پہنچ چکا ہے اور یہ (ہار جیت کے) دن (یا اوقات) ہیں جو ہم لوگوں کے درمیان باری باری بدلتے رہتے ہیں

---

① (دوسرا ترجمہ) جانتے ہوئے اپنے کیے ہوئے پر اصرار نہیں کرتے۔

② عبرت کی نیت سے سفر اچھی چیز ہے، اب تو عبرت کے مقامات تفریح گاہ بن گئے ہیں، یا للعجب! مزید تفصیل کے لیے بندے کی تالیف ''دیکھی ہوئی دنیا'' دیکھیے۔

③ سست، کمزور مت بنو، ہمت مت ہارو۔

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٠﴾
وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤١﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ
وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٢﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ
الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۪ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿١٤٣﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا ع
رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۗ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۗ
وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ۗ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٤﴾

اور (احد میں تکلیف پہنچنے کے حالات اس لیے آئے)؛ تا کہ اللہ تعالیٰ (کامل) ایمان والوں کو (جانچ کر یا ظاہر کر کے یا جدا کر کے) جان لیویں اور تم (مسلمانوں) میں سے بعض لوگوں کو شہادت دیویں اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے ﴿۱۴۰﴾ اور تا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو (گناہ کے میل کچیل سے) پاک کر دیویں اور کافروں (کے زور) کو (اللہ تعالیٰ) مٹا دیویں ﴿۱۴۱﴾ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم (ایسے ہی) جنت میں داخل ہو جاؤ گے؛ حالاں کہ ابھی تک تو اللہ تعالیٰ نے (جانچ کر یا ظاہری طور پر جدا کر کے) تم میں سے نہ جہاد کرنے والوں کو معلوم کیا اور نہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کیا ① ﴿۱۴۲﴾ اور پکی بات ہے کہ اس (شہادت کی موت) کے سامنے آنے سے پہلے تم (شہادت کی) موت کی تمنا کیا کرتے تھے، سو واقعۃً تم نے اس (موت کے اسباب) کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ لیا ② ﴿۱۴۳﴾

اور محمد (ﷺ) رسول ہی تو ہے، پکی بات ہے کہ ان سے پہلے بہت سارے رسول گذر چکے ③ سو اگر وہ وفات پا جائیں یا ان کو شہید کر دیا جائے تو کیا تم ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے ④ اور جو شخص بھی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو وہ ہرگز اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو بدلہ (یعنی ثواب) دیں گے ﴿۱۴۴﴾

① (دوسرا ترجمہ) دیکھا ہی نہیں (یعنی کامل ایمان اور صبر کا ظاہر میں بھی امتحان ہوتا ہے)۔ ② غزوۂ احد میں موت کے حالات سامنے آ گئے تھے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) بہت سارے رسول ہو چکے۔ ④ یعنی اسلام چھوڑ دو گے۔

وَمَا كَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تَمُوۡتَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنۡ يُّرِدۡ ثَوَابَ الدُّنۡيَا
نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا ۚ وَمَنۡ يُّرِدۡ ثَوَابَ الۡاٰخِرَةِ نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا ؕ وَسَنَجۡزِى الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنۡ
مِّنۡ نَّبِىٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوۡنَ كَثِيۡرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوۡا لِمَاۤ اَصَابَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَمَا
ضَعُفُوۡا وَمَا اسۡتَكَانُوۡا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوۡلَهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡا رَبَّنَا
اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِىۡۤ اَمۡرِنَا وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۱۴۷﴾

اور کسی بھی نفس (یعنی جان والے) کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر مر جائے، جس (موت) کا ایک مقرر وقت پر آنا لکھا ہوا ہے اور جو شخص (بھی) دنیا کا ثواب (یعنی بدلہ) چاہتا ہے تو ہم اس کو اس (دنیا) میں سے کچھ حصہ دے دیتے ہیں اور جو شخص آخرت کا (ہمیشہ کا) ثواب چاہتا ہے تو ہم اس کو اس (آخرت) میں سے حصہ دے دیتے ہیں اور شکر کرنے والوں کو عنقریب ہم بدلہ دیں گے ①﴿۱۴۵﴾ اور بہت سارے نبی ہیں کہ ان کے ساتھ مل کر بہت سارے اللہ والوں نے (اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے) جنگ کی، پھر ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو تکلیف پہنچی اس سے وہ ہمت نہیں ہارے اور نہ کمزور ہوئے اور وہ نہ (دشمن کے آگے) جھکے ② اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں ﴿۱۴۶﴾ اور ان (مجاہدین) کی زبان سے یہی بات نکلی کہ وہ (یوں) کہنے لگے کہ: اے ہمارے رب! آپ ہمارے گناہوں کو اور ہم سے ہمارے کاموں میں جو زیادتی ہوئی اس کو معاف فرما دیجیے اور آپ ہمارے قدموں کو جما دیجیے، اور آپ کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد کیجیے ﴿۱۴۷﴾

① اس سے اشارہ مالِ غنیمت کی طرف ہے؛ یعنی اگر کوئی صرف مالِ غنیمت حاصل کرنے کی نیت سے جہاد میں شریک ہوگا تو اسے مالِ غنیمت میں سے تو حصہ مل جائے گا؛ لیکن آخرت کا ثواب حاصل نہیں ہوگا اور اگر اصل نیت اللہ کے حکم پر عمل کی ہوگی تو ثواب ملے گا اور ساتھ ساتھ مالِ غنیمت بھی ملے گا۔

② یا دشمن سے دبے۔

ع فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنۡيَا وَحُسۡنَ ثَوَابِ الۡاٰخِرَةِ‌ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ﴿۱۴۸﴾ يٰۤاَيُّهَا
الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تُطِيۡعُوا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يَرُدُّوۡكُمۡ عَلٰٓى اَعۡقَابِكُمۡ فَتَنۡقَلِبُوۡا
خٰسِرِيۡنَ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوۡلٰٮكُمۡ‌ ۚ وَهُوَ خَيۡرُ النّٰصِرِيۡنَ﴿۱۵۰﴾ سَنُلۡقِىۡ فِىۡ قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا
الرُّعۡبَ بِمَاۤ اَشۡرَكُوۡا بِاللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا‌ ‌ۚ وَمَاۡوٰٮهُمُ النَّارُ‌ ؕ وَبِئۡسَ مَثۡوَى
الظّٰلِمِيۡنَ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدۡ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعۡدَهٗۤ اِذۡ تَحُسُّوۡنَهُمۡ بِاِذۡنِهٖ‌ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلۡتُمۡ
وَتَنَازَعۡتُمۡ فِى الۡاَمۡرِ وَعَصَيۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَرٰٮكُمۡ مَّا تُحِبُّوۡنَ‌ ؕ

سو اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا کا ثواب (یعنی بدلہ) اور آخرت کا بہترین ثواب عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں ﴿۱۴۸﴾

اے ایمان والو! جنھوں نے کفر اپنا رکھا ہے اگر تم ان کی بات مانو گے تو وہ تم کو الٹے پاؤں (کفر کی طرف) پھیر دیں گے، سو (جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) تم نقصان میں پڑ جاؤ گے ﴿۱۴۹﴾ (یہ کافر لوگ تمھاری مدد نہیں کر سکتے) بلکہ اللہ تعالیٰ ہی تمھاری مدد کرنے والے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) سب سے بہتر مدد کرنے والے ہیں ﴿۱۵۰﴾ جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے عنقریب ہم ان کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے؛ اس لیے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی چیز کو شریک کیا جس (کے شریک ہونے) کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور ان (کافروں) کا ٹھکانہ (جہنم کی) آگ ہے اور وہ ظالموں کے رہنے کی بہت بری جگہ ہے ﴿۱۵۱﴾ اور یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے ساتھ اپنا وعدہ (اس وقت) سچا کر دیا جب کہ تم ان (دشمنوں) کو اسی (اللہ تعالیٰ) کے حکم سے (احد کی لڑائی کے شروع میں) قتل کر رہے تھے، یہاں تک کہ جب تم ہمت ہار گئے اور (نبی کے) حکم (کو پورا کرنے) کے بارے میں آپس میں بحث (یعنی اختلاف) کرنے لگے اور اس (اللہ تعالیٰ) نے تم کو جو چیز پسند تھی وہ (فتح اور مالِ غنیمت①) تم کو دکھا دی اس کے بعد تم نے (امیر کی) بات نہیں مانی،

① ''پسندیدہ چیز'' یہاں مراد ''مالِ غنیمت'' ہے جسے دیکھ کر پیچھے ٹیلے کے اکثر حضرات اپنے امیر کے حکم کے خلاف ٹیلہ چھوڑ گئے تھے۔

مِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الدُّنۡيَا وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ‌ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمۡ عَنۡهُمۡ لِيَبۡتَلِيَكُمۡ‌ۚ وَلَقَدۡ عَفَا عَنۡكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذۡ تُصۡعِدُوۡنَ وَلَا تَلۡوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوۡلُ يَدۡعُوۡكُمۡ فِىۡۤ اُخۡرٰٮكُمۡ فَاَثَابَكُمۡ غَمًّا ۢ بِغَمٍّ لِّكَيۡلَا تَحۡزَنُوۡا عَلٰى مَا فَاتَكُمۡ وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌ ۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۵۳﴾

تم میں سے کچھ لوگ وہ تھے جو دنیا کو چاہتے تھے① اور تم میں سے کچھ لوگ وہ تھے جو آخرت کو چاہتے تھے②، پھر اس (اللہ تعالیٰ) نے ان (کافروں) پر سے تمھارا رخ پھیر دیا③؛ تا کہ وہ (اللہ تعالیٰ) تمھارا امتحان لیویں، اور یقینی بات ہے کہ (اب) وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو معاف کر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو ایمان والوں پر (بڑے) فضل (کرنے) والے ہیں ﴿۱۵۲﴾ جب تم منہ اٹھا کر چلے ہی جا رہے تھے اور تم کسی کو پیچھے مڑ کر دیکھ نہیں رہے تھے؛ حالاں کہ رسول تم کو تمھارے پیچھے کی جانب سے پکار رہے تھے، سو اللہ تعالیٰ نے تم (مسلمانوں) کو غم کے بدلے غم دیا④؛ تا کہ کسی چیز کے تمھارے ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے اور کسی مصیبت کے پیش آنے کی وجہ سے تم غمگین نہ ہوا کرو⑤ اور جو کام بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے ﴿۱۵۳﴾

① اس لیے کہ غنیمت کا مال دنیا میں بھی فائدہ مند ہے۔
② حضراتِ صحابہؓ کے سامنے دو اہم چیزیں تھیں: [۱] جس جگہ نبی کریم ﷺ نے بٹھایا تھا اس مورچے کی حفاظت۔
[۲] مالِ غنیمت کو جمع کرنا؛ چوں کہ جنگ میں ضابطے کے مطابق غنیمت کو جمع کرنے کے وہ مستحق تھے، اب اس وقت مصلحت یہ تھی کہ صرف مورچے کی حفاظت کی جائے؛ لیکن انھوں نے مورچے کی حفاظت اور مالِ غنیمت کو جمع کرنا دونوں ثواب اس وقت حاصل کرنے کی کوشش کی اور جنگ ختم ہوگئی یہ سمجھ کر جگہ سے ہٹ گئے جو مناسب بات نہیں تھی؛ اس لیے حقیقت (یعنی مورچے کی حفاظت) کو ہی چاہا، حضرات صحابہؓ صرف حصولِ دنیا کو مقصود بالذات سمجھے ایسا نہیں تھا۔
③ (دوسرا ترجمہ) پھر اس (اللہ تعالیٰ) نے تم کو ان (کافروں) پر غالب آنے سے ہٹا دیا۔
④ دو غم کس طرح: (۱) اجتہادی غلطی کی وجہ سے حضور (ﷺ) کے حکم کی خلاف ورزی ہوئی تو نبی کو تم نے غم پہنچایا اس پر اللہ تعالیٰ نے تم کو شکست کا غم پہنچایا۔ (۲) ساتھیوں کی شہادت اور شکست اس طرح غم پر غم تم کو پہنچا۔ (۳) احد میں مسلمان شروع میں کامیابی کی طرف آگے بڑھ رہے تھے وہ کامیابی فوت ہوگئی، اس کا غم اور ساتھ میں نبی کریم ﷺ کی شہادت کی افواہ پھیلی اس کا غم، اس طرح دوہرے غم جمع ہوگئے۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) تم زیادہ صدمہ نہ کرو۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآىِٕفَةٌ قَدْ
اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ
الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ
يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ
الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ
وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾

پھر (اس) غم کے بعد (اللہ تعالیٰ نے) تم پر اطمینان اتارا، جو ایک اونگھ تھی، جو تم میں سے ایک جماعت پر پوری طرح چھا گئی تھی اور (دوسری) ایک جماعت کو اپنی جان ہی کی فکر لگی ہوئی تھی، جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں ناحق (جھوٹے) جاہلوں جیسے گمان کر رہے تھے، وہ کہہ رہے تھے: کیا ہم کو بھی کوئی اختیار حاصل ہے①؟ تو تم (جواب میں ایسا) کہو کہ: اختیار تو سب کا سب اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے، وہ لوگ اپنے دلوں میں وہ بات چھپا رہے تھے جس کو وہ تمھارے سامنے ظاہر نہیں کر رہے تھے، ان کا کہنا یہ تھا کہ اگر اس معاملے میں ہم کو کچھ بھی اختیار حاصل ہوتا② تو ہم یہاں (میدان احد میں) قتل نہ کیے جاتے، تو (اے نبی!) تم (جواب میں ایسا) کہو: اگر تم لوگ اپنے گھروں میں رہتے تو بھی جن کے لیے قتل ہونا (تقدیر میں) لکھا ہوا ہوتا تو وہ ضرور باہر نکل کر اپنی قتل کی جگہ پر پہنچ جاتے اور (یہ قتل وشکست کا معاملہ اس لیے پیش آیا) تا کہ جو کچھ تمھارے سینوں میں ہے اللہ تعالیٰ اس کو آزمائیں اور تا کہ جو (ایمان) تمھارے دلوں میں ہے اس کو (اللہ تعالیٰ وساوس وغیرہ سے) پاک صاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ سینوں کی بات کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۱۵۴﴾

① یعنی مدینے سے باہر نہ نکلنے کی ہماری رائے کسی نے نہیں مانی اور مصیبت میں پھنس گئے۔

② یعنی ہماری رائے پر عمل ہوتا، ہماری بات مانی جاتی تو یہ مصیبت نہ آتی؛ گویا تقدیر کا انکار کر رہے تھے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَلَّوۡا مِنۡکُمۡ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسۡتَزَلَّهُمُ الشَّیۡطٰنُ بِبَعۡضِ مَا
كَسَبُوۡا ۚ وَلَقَدۡ عَفَا اللّٰهُ عَنۡهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ ﴿۱۵۵﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا ع
تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَقَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ اِذَا ضَرَبُوۡا فِی الۡاَرۡضِ اَوۡ كَانُوۡا غُزًّی لَّوۡ
كَانُوۡا عِنۡدَنَا مَا مَاتُوۡا وَمَا قُتِلُوۡا ۚ لِیَجۡعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسۡرَةً فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ یُحۡیٖ
وَیُمِیۡتُ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنۡ قُتِلۡتُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ اَوۡ مُتُّمۡ لَمَغۡفِرَةٌ
مِّنَ اللّٰهِ وَرَحۡمَةٌ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾

یقینی بات ہے کہ جس دن (یعنی احد میں) دو لشکر ایک دوسرے سے ٹکرائے اس دن جو لوگ تم میں سے پیٹھ پھرا گئے حقیقت میں شیطان نے ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے ان کے قدم ڈگمگا دیے تھے اور پکی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے، بڑے حلم والے ہیں ﴿۱۵۵﴾

اے ایمان والو! جنھوں نے کفر اپنا لیا ہے تم ان کی طرح نہ ہو جانا، اور جب ان کے بھائی (زمین میں) کہیں سفر کرتے ہیں یا کسی جنگ میں شامل ہوتے ہیں (اور تقدیر کی بات کہ ان کو موت آ گئی یا وہ شہید ہو گئے) تو وہ (منافق) لوگ ان کے بارے میں (یوں) کہتے ہیں کہ: اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل کر دیے جاتے (یہ بات اس لیے کہتے ہیں) تا کہ اللہ تعالیٰ ان باتوں کو ان کے دلوں میں افسوس کا ذریعہ بنا دے (ورنہ حقیقت یہ ہے کہ) زندگی اور موت تو اللہ تعالیٰ ہی دیتے ہیں اور جو عمل بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح دیکھتے ہیں ﴿۱۵۶﴾ اور اگر تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کر دیے جاؤ① یا تم (مقرر وقت پر اپنی موت) مر جاؤ تب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مغفرت اور رحمت (ملنے والی) ہے وہ ان (چیزوں) سے کہیں زیادہ بہتر ہے جس کو وہ (نافرمان) لوگ جمع کر رہے ہیں ﴿۱۵۷﴾

① (دوسرا ترجمہ) شہید ہو جاؤ۔

وَلَئِنۡ مُّتُّمۡ اَوۡ قُتِلۡتُمۡ لَاِلَى اللّٰهِ تُحۡشَرُوۡنَ ۝۱۵۸ فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنۡتَ لَهُمۡ ۚ وَلَوۡ كُنۡتَ
فَظًّا غَلِيۡظَ الۡقَلۡبِ لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِكَ ۖ فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَشَاوِرۡهُمۡ
فِى الۡاَمۡرِ ۚ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَوَكِّلِيۡنَ ۝۱۵۹ اِنۡ يَّنۡصُرۡكُمُ اللّٰهُ
فَلَا غَالِبَ لَكُمۡ ۚ وَاِنۡ يَّخۡذُلۡكُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِىۡ يَنۡصُرُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ
فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝۱۶۰ وَمَا كَانَ لِنَبِىٍّ اَنۡ يَّغُلَّ ؕ وَمَنۡ يَّغۡلُلۡ يَاۡتِ بِمَا غَلَّ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ۚ

اور اگر تم اپنی موت مر جاؤ یا تم کو قتل کر دیا جائے تو بھی تم اللہ تعالیٰ کے پاس ہی لے جا کر جمع کیے جاؤ گے ﴿۱۵۸﴾ سو اللہ تعالیٰ کی (بڑی) مہربانی کی وجہ سے تم ان کے لیے نرم (دل) ہو① اور اگر تم سخت مزاج، سخت دل والے (یعنی بداخلاق، بدکلام) ہوتے تو یہ لوگ تمھارے پاس سے (ہٹ کر) منتشر ہو جاتے، سو تم ان کو معاف کر دو اور تم (اللہ تعالیٰ سے) ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو اور تم (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ کرتے رہو②، سو جب تم (کسی کام کا) پکا ارادہ کر لو تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں ﴿۱۵۹﴾ اگر اللہ تعالیٰ تمھاری مدد کریں تو تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں اور اگر وہ (اللہ تعالیٰ) وقت پر تمھاری مدد کرنا چھوڑ دیں تو کون ہے جو اس کے بعد تمھاری مدد کرے③؟ اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ﴿۱۶۰﴾ اور کسی نبی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ (مالِ غنیمت میں) خیانت کرے④ اور جس نے خیانت کی ہوگی وہ قیامت کے دن وہ (خیانت والی) چیز لے کر حاضر ہوگا⑤،

---

① نبی کو وفادار اور جاں نثار صحابہ کے متعلق یہ ہدایت ہے، دوسروں کے لیے تو زیادہ ان اوصاف کو اپنانے کی تاکید ہے۔

② صاحب وحی کو مشورہ کا حکم ہے تو دوسروں کے لیے تو اس کی اہمیت کئی گنا زیادہ ہے، مشورے سے ماتحتوں کی حوصلہ افزائی بھی ہوتی ہے اور کام کی مختلف شکلیں سامنے آتی ہیں۔

③ اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں ہوگی تو انسان کو رسوائی سے کوئی بچا نہیں سکتا۔

④ (دوسرا ترجمہ) وہ (کسی چیز کو) چھپا دیوے۔

⑤ مومنوں کو ہر طرح کی خیانت سے بچنا چاہیے، خیانت کبیرہ گناہ ہے۔

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَ اللّٰهِ كَمَنۡۢ بَآءَ
بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاۡوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ
بَصِيۡرٌۢ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ
اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا
مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۱۶۴﴾ اَوَلَمَّاۤ اَصَابَتۡكُمۡ مُّصِيۡبَةٌ قَدۡ اَصَبۡتُمۡ مِّثۡلَيۡهَا ۙ قُلۡتُمۡ النصف
اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلۡ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۶۵﴾

پھر ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے کاموں کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۱۶۱﴾ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا (یعنی خوشی) کے تابع ہے تو کیا وہ اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لے کر لوٹا ہو①؟ اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو اور وہ (جہنم) بہت بری پہنچنے کی جگہ ہے ﴿۱۶۲﴾ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے یہاں (الگ الگ) درجے ہیں اور وہ لوگ جو کام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو پوری طرح دیکھتے ہیں ﴿۱۶۳﴾ پکی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا جب کہ ان کے درمیان ان ہی میں سے ایک ایسے رسول بھیجے جو ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں② اور ان کو (ظاہری وباطنی گندگی سے) پاک صاف کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت کی باتیں سکھاتے ہیں، اور یقینی بات ہے کہ وہ (رسول کے تشریف لانے سے) پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے ﴿۱۶۴﴾ اور جب (احد میں) ایک مصیبت تم کو پہنچی جس سے دوگنی مصیبت تم (دشمن کو بدر میں) پہنچا چکے تھے تو کیا تم ایسے موقع پر یوں کہنے لگے کہ: یہ (شکست کی مصیبت) کہاں سے آگئی؟ تو تم (ان کو جواب میں) کہو: وہ (مصیبت) تو خود تمھاری طرف سے آئی ہے③ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں ﴿۱۶۵﴾

---

① یعنی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مستحق ہوا ہو۔ ② اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔
③ نبی کی حاضری میں بھی نبی کے حکم کی خلاف ورزی کرو تو اللہ کی مدد رک جاتی ہے؛ گویا مصیبت کے حالات اپنی خود کی کوتاہی کی وجہ سے آئے۔

وَمَاۤ اَصَابَكُمۡ يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ فَبِاِذۡنِ اللّٰهِ وَلِيَعۡلَمَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ
نَافَقُوۡا ۖۚ وَقِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا قَاتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَوِ ادۡفَعُوۡا ؕ قَالُوۡا لَوۡ نَعۡلَمُ قِتَالًا
لَّاتَّبَعۡنٰكُمۡ ؕ هُمۡ لِلۡكُفۡرِ يَوۡمَئِذٍ اَقۡرَبُ مِنۡهُمۡ لِلۡاِيۡمَانِ ۚ يَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاهِهِمۡ مَّا
لَيۡسَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا يَكۡتُمُوۡنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِيۡنَ قَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ وَقَعَدُوۡا لَوۡ
اَطَاعُوۡنَا مَا قُتِلُوۡا ؕ قُلۡ فَادۡرَءُوۡا عَنۡ اَنۡفُسِكُمُ الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۶۸﴾

اور وہ نقصان جو دو لشکر کے ٹکرانے کے دن ① تم کو پہنچا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم (یعنی قضائے الٰہی) سے (پہنچا) ہے؛ اور تا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو (ظاہر میں بھی جانچ کر) معلوم کر لیویں ﴿۱۶۶﴾ اور تا کہ اللہ تعالیٰ منافقوں کو (بھی ظاہر کر کے) معلوم کر لیویں اور ان (منافقوں) سے (یہی تو) کہا گیا تھا کہ تم آؤ! اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جنگ کرو یا (کم از کم دشمن کا) دفاع کرو، تو (جواب میں منافقین) کہنے لگے: اگر ہم (اس کو واقعی) لڑائی سمجھتے تو ہم ضرور (جنگ میں) تمھارے ساتھ چلتے، (جس دن وہ منافقین یہ بات کہہ رہے تھے) اس دن وہ (منافقین ظاہر میں بھی) اپنے ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب ہو گئے ②، وہ (منافقین) اپنی زبان سے ایسی بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتی ہے اور وہ (منافقین) جو کچھ (اپنے دلوں میں) چھپا رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۱۶۷﴾ (منافق ایسے لوگ ہیں کہ) وہ خود تو بیٹھے رہے اور اپنے (شہید) بھائیوں کے متعلق ③ کہنے لگے: کہ اگر وہ ہمارا کہنا مان لیتے (اور جنگ میں نہ جاتے) تو وہ قتل نہ کر دیے جاتے، تم (ان منافقوں سے) کہہ دو: اگر تم (واقعی) سچے ہو تو (موت کا وقت آوے تب خود) اپنے اوپر سے موت کو ٹال دینا ﴿۱۶۸﴾

---

① مراد احد کی جنگ۔

② زبان دل کی ترجمان ہوتی ہے۔

③ احد میں جو مسلمان شہید ہوئے تھے بہت سوں کی منافقوں کے ساتھ خاندانی رشتہ داری ہوتی تھی، کم سے کم وطن تو ایک تھا ہی؛ اس لیے خاندانی وطنی بھائی ہونا مراد ہے۔

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ‌ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَۙ ﴿۱۶۹﴾
فَرِحِيۡنَ بِمَآ اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ۙ وَيَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِيۡنَ لَمۡ يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ مِّنۡ
خَلۡفِهِمۡ ۙ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ‌ؕ ﴿۱۷۰﴾ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ
وَفَضۡلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۛۚ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ مِنۡۢ ع
بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الۡقَرۡحُ ۛؕ لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡهُمۡ وَاتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ‌ۚ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيۡنَ
قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَـكُمۡ فَاخۡشَوۡهُمۡ فَزَادَهُمۡ اِيۡمَانًا ‌ۖ وَّقَالُوۡا
حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ ﴿۱۷۳﴾

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل (یعنی شہید) کر دیے گئے ہیں ان کو ہرگز (عام مردوں کی طرح) مردہ مت سمجھنا؛ بلکہ وہ تو زندہ ہیں[۱]، ان کے رب کے پاس ان کو روزی عطا کی جاتی ہے ﴿۱۶۹﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو جو دیا ہے اس پر وہ خوش وخرم ہیں، اور ان کے پیچھے جو (مسلمان ابھی شہید ہو کر) ان تک نہیں پہنچے (اور دنیا میں زندہ ہیں) ان کے بارے میں (بھی) وہ خوش ہیں کہ (جب وہ شہید ہو کر آخرت میں ان سے آ کر ملیں گے تب) ان پر کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا ﴿۱۷۰﴾ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل پر وہ خوشی مناتے ہیں اور اس بات پر بھی (خوشی مناتے ہیں) کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے اجر کو ضائع نہیں کریں گے ﴿۱۷۱﴾

وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور رسول کا حکم قبول کیا[۲] ان میں سے جنھوں نے بھی نیک کام کیے اور تقویٰ اپنا لیا ہے ان کے لیے بڑا اجر ہے ﴿۱۷۲﴾ یہی وہ لوگ ہیں جن کو لوگوں نے یہ کہا تھا کہ: یقیناً (مکہ کے کافر) لوگ تمھارے مقابلہ کے لیے جمع ہو گئے ہیں[۳] لہٰذا تم ان سے ڈرتے رہنا، سو اس (خبر) نے ان کے ایمان کو اور زیادہ (قوی) کر دیا اور وہ (ایمان والے) بول اٹھے: ہم کو تو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں اور وہ (اللہ) کتنے اچھے کام بنانے والے ہیں ﴿۱۷۳﴾

۱ یعنی ان کو برزخ میں دنیوی زندگی سے بہتر ایک خاص قسم کی زندگی عطا کی جاتی ہے۔
۲ یعنی احد کی جنگ کے بعد جب مکہ کے دشمنوں کا پیچھا کرنے کے لیے بلایا گیا، یہ غزوہ حمراء الاسد کی طرف اشارہ ہے۔
۳ (دوسرا ترجمہ) (مکہ کے کافر) لوگوں نے تمھارے (مقابلے کے) لیے (پھر سے سامان) جمع کیا ہے۔

فَانۡقَلَبُوۡا بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ لَّمۡ يَمۡسَسۡهُمۡ سُوۡٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوۡا رِضۡوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ
ذُوۡ فَضۡلٍ عَظِيۡمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيۡطٰنُ يُخَوِّفُ اَوۡلِيَآءَهٗ ۪ فَلَا تَخَافُوۡهُمۡ وَخَافُوۡنِ
اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَا يَحۡزُنۡكَ الَّذِيۡنَ يُسَارِعُوۡنَ فِى الۡكُفۡرِ ۚ اِنَّهُمۡ لَنۡ يَّضُرُّوا
اللّٰهَ شَيۡـًٔا ؕ يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجۡعَلَ لَهُمۡ حَظًّا فِى الۡاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ
الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ لَنۡ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيۡـًٔا ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا
يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّمَا نُمۡلِىۡ لَهُمۡ خَيۡرٌ لِّاَنۡفُسِهِمۡ ؕ اِنَّمَا نُمۡلِىۡ لَهُمۡ لِيَزۡدَادُوۡۤا
اِثۡمًا ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿۱۷۸﴾

سو وہ (مسلمان) اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل سے مالا مال ہو کر ① اس طرح واپس ہوئے کہ ان کو ذرا سی تکلیف بھی نہیں پہنچی اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی مرضی کی اتباع کی ② اور اللہ تعالیٰ تو بڑے ہی فضل (فرمانے) والے ہیں ﴿۱۷۴﴾ حقیقت یہ ہے کہ شیطان (تم مسلمانوں کو) اپنے دوستوں سے ڈرایا کرتا ہے اگر تم (حقیقت میں) ایمان والے ہو تو تم ان (شیطان کے دوستوں) سے مت ڈرو اور مجھ ہی سے تم ڈرو ﴿۱۷۵﴾ اور جو لوگ دوڑ دوڑ کر کے کفر میں گرتے ہیں ③ وہ تم کو صدمہ میں نہ ڈالیں، یقین رکھو کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے، اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ آخرت (کے ثواب) میں ان کا کوئی حصہ نہ رکھیں اور ان کے لیے بڑا عذاب تیار ہے ﴿۱۷۶﴾ یقیناً جن لوگوں نے ایمان چھوڑ کر ④ کفر خریدا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا ذرا بھر بھی کچھ بگاڑ نہیں سکتے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿۱۷۷﴾ اور کافر لوگ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ ہم ان کو جو ڈھیل دے رہے ہیں وہ ان کے لیے کوئی اچھی بات ہو، ہم تو صرف ان کو ڈھیل دے رہے ہیں؛ تاکہ وہ گناہ (کرنے) میں ترقی کر جاویں ⑤ اور ان کے لیے عذاب ہے جو ذلیل کر کے رکھ دے گا ﴿۱۷۸﴾

① غزوۂ بدرِ صغریٰ کے موقع پر مسلمانوں کو بڑی نعمتیں حاصل ہوئی: (۱) سلامتی (۲) تجارتی نفع (۳) اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا؛ اس لیے کفار بھاگ گئے، قتل و قتال نہیں ہوا۔ ② (دوسرا ترجمہ) اور وہ اللہ تعالیٰ کی خوشی (کے مطابق) چلے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) جو لوگ کفر میں ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھلاتے ہیں یعنی کفر میں پیش پیش رہتے ہیں۔ ④ (دوسرا ترجمہ) ایمان بیچ کر۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) وہ گناہ زیادہ کریں۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪
فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ
الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ
سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ عٓ
سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾

اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ مسلمانوں کو اسی حالت پر چھوڑے رکھیں جس (حالت) پر تم اس وقت ہو، جب تک کہ وہ ناپاک (یعنی منافق) کو پاک (یعنی مؤمن) سے جدا نہ کر دیویں، اور (دوسری طرف) اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ بھی نہیں ہے کہ وہ (بغیر واسطے کے) غیب کی باتیں تم کو بتلا دیا کریں؛ لیکن اللہ تعالیٰ (غیب کی خبر بتانے کے لیے) اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتے ہیں چن لیتے ہیں، سو تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان پر رہو گے اور تقویٰ والے رہو گے تو تمھارے لیے بڑا اجر ہے ﴿۱۷۹﴾ اور جو (مال) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو دیا ہے اس میں بھی جو بخیلی کرتے ہیں وہ ہرگز ایسا نہ سمجھیں کہ وہ (بخیلی کرنا) ان کے لیے اچھا ہے؛ بلکہ وہ (بخیلی کرنا) ان کے لیے بہت برا ہے، جس (مال) میں وہ لوگ بخیلی کرتے رہے ہیں عنقریب قیامت کے دن وہ مال طوق (یا ہار) بنا کر ان کو (گلے میں) پہنا دیا جائے گا اور آسمانوں اور زمین کی میراث (یعنی حقیقی مالکی) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور جو عمل بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کی پوری خبر رکھتے ہیں ﴿۱۸۰﴾

بالکل پکی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان (گستاخ یہود) لوگوں کی بات سن لی جو یہ کہتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ تو فقیر ہے اور ہم مال دار ہیں، جو کچھ انھوں نے کہا وہ (ان کے اعمال نامہ میں) ہم لکھ رکھیں گے اور انھوں نے نبیوں کو جو ناحق قتل کیا ہے اس کو بھی (لکھ رکھیں گے) اور ہم (ان سے آخرت میں) کہیں گے: جلتی آگ کا عذاب تم چکھو ﴿۱۸۱﴾

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيۡسَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ ۝١٨٢ اَلَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ
عَهِدَ اِلَيۡنَاۤ اَلَّا نُؤۡمِنَ لِرَسُوۡلٍ حَتّٰى يَاۡتِيَنَا بِقُرۡبَانٍ تَاۡكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلۡ قَدۡ جَآءَكُمۡ
رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِىۡ بِالۡبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِىۡ قُلۡتُمۡ فَلِمَ قَتَلۡتُمُوۡهُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝١٨٣
فَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ فَقَدۡ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ جَآءُوۡ بِالۡبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالۡكِتٰبِ
الۡمُنِيۡرِ ۝١٨٤ كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوۡنَ اُجُوۡرَكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ فَمَنۡ
زُحۡزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدۡخِلَ الۡجَنَّةَ فَقَدۡ فَازَ ؕ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ۝١٨٥

جو کرتوت تمھارے ہاتھوں نے آگے بھیج رکھے تھے یہ (جہنم) اس کی سزا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں ہیں ﴿۱۸۲﴾ جن لوگوں کا کہنا یہ تھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہم (یہود) سے (پچھلے نبیوں کے واسطے سے) یہ عہد لے رکھا ہے کہ ہم کسی بھی رسول کی اس وقت تک تصدیق نہ کریں جب تک وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لے آویں جس کو (آسمانی) آگ کھا جاتی ہو① تو (ان کے جواب میں) تم (یوں) کہو: پکی بات ہے کہ مجھ سے پہلے بہت سارے رسول تمھارے پاس کھلی ہوئی نشانیاں اور وہ چیز (یعنی معجزات) بھی لے کر آئے جو تم نے (مجھ سے) کہی تھی② پھر اگر تم سچے ہی تھے تو تم نے ان (نبیوں) کو کیوں قتل کر دیا؟③ ﴿۱۸۳﴾ سو (اے محمد!) وہ (یہودی) لوگ اگر تم کو جھٹلائیں تو (کوئی نئی بات نہیں ہے) پکی بات یہ ہے کہ تم سے پہلے بہت سارے رسولوں کو جھٹلایا جا چکا ہے؛ جو (رسول) کھلی ہوئی نشانیاں اور (لکھے ہوئے) صحیفے اور (حق کو) روشن کرنے والی کتاب (بھی) لائے تھے ﴿۱۸۴﴾ ہر جاندار کو موت (کا مزہ) چکھنا ہی ہے اور تمھارے (اعمال کے) بدلے قیامت کے دن تم کو پورے پورے دے دیے جائیں گے، سو جو شخص آگ سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا سو وہ صحیح معنی میں کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی (جنت کے مقابلے میں) دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں ہے ﴿۱۸۵﴾

---

① ایسا کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا، یہ یہود کی جھوٹی بات نقل کی گئی، ایمان نہ لانے کا اس کو بہانہ ہی کہہ سکتے ہیں۔ ② (دوسرا) جس کا تم نے مجھ سے مطالبہ کیا۔ ③ نبیوں نے تمھاری مانگی ہوئی چیز دکھائی پھر ایمان لانے کے بجائے کیوں ان کو قتل کر دیا؟

لَتُبۡلَوُنَّ فِیۡۤ اَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ ۟ وَلَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ
قَبۡلِكُمۡ وَمِنَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَكُوۡۤا اَذًى كَثِیۡرًا ؕ وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنۡ
عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿۱۸۶﴾ وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِیۡثَاقَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا
تَكۡتُمُوۡنَهٗ ۫ فَنَبَذُوۡهُ وَرَآءَ ظُهُوۡرِهِمۡ وَاشۡتَرَوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ؕ فَبِئۡسَ مَا
یَشۡتَرُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾ لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡرَحُوۡنَ بِمَاۤ اَتَوۡا وَّیُحِبُّوۡنَ اَنۡ یُّحۡمَدُوۡا بِمَا لَمۡ یَفۡعَلُوۡا
فَلَا تَحۡسَبَنَّهُمۡ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الۡعَذَابِ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ
وَالۡاَرۡضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱۸۹﴾ ع

(اے مسلمانو!) تم کو اپنے مالوں اور اپنی جانوں میں ضرور آزمایا جائے گا اور تم کو اپنے سے پہلے اہلِ کتاب سے اور مشرکوں سے بہت تکلیف دینے والی باتیں سننی پڑے گی اور اگر تم صبر سے کام لو اور تقویٰ کے پابند رہو تو یقیناً یہ (بڑے) ہمت کے کاموں میں سے ہے ﴿۱۸۶﴾ اور (ان اہلِ کتاب کو وہ وقت بھولنا نہیں چاہیے) جب کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب سے پکا عہد لیا تھا کہ تم اس (آسمانی کتاب کی تمام باتوں) کو لوگوں کے سامنے صاف صاف بیان کر ہی دوگے اور اس (کتاب کی کسی بات) کو تم نہیں چھپاؤ گے، سو انھوں نے (یعنی اہلِ کتاب نے) اس (عہد) کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا① اور اس (کتاب) کے بدلے بہت ہی معمولی قیمت حاصل کر لی، سو کتنی بری چیز ہے جو وہ لوگ خریدتے ہیں② ﴿۱۸۷﴾ تم ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ جو لوگ اپنے کیے ہوئے (برے) کام پر خوش ہو رہے ہیں اور وہ یوں چاہتے ہیں کہ جو کام انھوں نے نہیں کیے اس پر ان کی تعریف کی جاوے، سو ایسے لوگوں کے بارے میں تم ہرگز یہ مت سمجھنا کہ وہ عذاب سے چھوٹنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے③ ﴿۱۸۸﴾ اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۱۸۹﴾

① یعنی بالکل عمل نہیں کیا۔ ②(دوسرا ترجمہ) وہ حاصل کر رہے ہیں۔ ③ آیت یہود کے متعلق نازل ہوئی؛ لیکن حکم عام ہے، برے کام پر خوش ہونا اور نہ کیے ہوئے کاموں پر تعریف کروانا چاہے یہ عذاب کا ذریعہ بننے والی بات ہے۔

اِنَّ فِيۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾
الَّذِيۡنَ يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰى جُنُوۡبِهِمۡ وَيَتَفَكَّرُوۡنَ فِيۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ
وَالۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ
مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَيۡتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا
مُنَادِيًا يُّنَادِيۡ لِلۡاِيۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَكَفِّرۡ
عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۳﴾

یقینی بات ہے کہ آسمانوں اور زمین کے بنانے اور رات اور دن کے (لگا تار باری باری) بدلنے میں عقل والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں ﴿۱۹۰﴾ وہ (عقلمند) لوگ جو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹ کر یعنی ہر حالت میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق (یعنی ساخت) میں غور و فکر کرتے ہیں (اور دل کے یقین کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ) اے ہمارے رب! یہ سب کچھ آپ نے بے مقصد نہیں بنایا، آپ کی ذات (فضول کاموں سے) پاک ہے، سو آپ ہم کو آگ کے عذاب سے بچا لیجیے ﴿۱۹۱﴾ اے ہمارے رب! یقینی بات یہ ہے کہ آپ جس کو آگ میں داخل کر دیں گے سو حقیقت میں اس کو آپ نے رسوا کر دیا اور (ایسے) ظالموں کا کوئی مدد کرنے والا نہیں ہوگا ﴿۱۹۲﴾ اے ہمارے رب! یقینی بات ہے کہ ہم نے ایک پکارنے والے (یعنی محمد ﷺ) کو سنا جو ایمان (لانے) کے لیے پکار رہے تھے کہ تم اپنے رب پر ایمان لے آؤ، سو ہم ایمان لے آئے، اے ہمارے رب! سو (ہماری درخواست ہے کہ) آپ ہمارے لیے ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجیے اور ہماری برائیوں کو ہم سے مٹا دیجیے ① اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ موت دیجیے ② ﴿۱۹۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر دیجیے۔

② (دوسرا ترجمہ) ہم کو نیک لوگوں میں شامل کر کے موت دیجیے۔ معلوم ہوا کہ صالحین کے ساتھ حشر و نشر مانگنے کی چیز ہے۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ
الْمِيْعَادَ ۝١٩٤ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ
اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ
سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝١٩٥ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝١٩٦

اے ہمارے رب! اور جن چیزوں کا وعدہ آپ نے اپنے رسولوں کی معرفت ہم سے کیا ہے وہ ہم کو عطا فرما دیجیے اور آپ ہم کو قیامت کے دن رسوا نہ کرنا، یقینی بات ہے کہ آپ کبھی بھی وعدے کی خلاف ورزی نہیں کیا کرتے ﴿۱۹۴﴾ سو ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمالی (اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں، مرد ہو یا عورت ہو تم آپس میں ایک دوسرے جیسے ہو، سو جن لوگوں نے ہجرت کی اور وہ اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میرے راستے میں وہ ستائے گئے اور انھوں نے (دین کے خاطر) لڑائی لڑی اور وہ قتل کر دیے گئے① تو ضرور میں ان سے ان کے گناہوں کو معاف کر دوں گا② اور ضرور میں ان کو ایسے باغات میں داخل کروں گا کہ ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدلہ ملے گا اور اللہ تعالیٰ کے پاس تو بہترین بدلہ ہے③ ﴿۱۹۵﴾ کافروں کا (موج مزہ کے ساتھ) شہروں میں چلنا پھرنا تم کو ہرگز دھوکہ میں نہ ڈالے④ ﴿۱۹۶﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) شہید کر دیے گئے۔ ② (دوسرا ترجمہ) میں ضرور ان سے ان کی برائیاں دور کر دوں گا۔

③ ثواب کے لغوی معنیٰ آتے ہیں لوٹنے کے، پہلی حالت کی طرف لوٹنے کو بھی ثواب کہتے ہیں، انسان کا عمل جو بدلے کی طرف لوٹتا اس کو ثواب کہتے ہیں، چاہے وہ بدلہ اچھا ہو یا برا ہو؛ لیکن زیادہ تر اچھے بدلے کے لیے یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

④ کافروں کا تجارت کے لیے یا تفریحات کے لیے یا کسی دوسرے مقاصد کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلنا پھرنا، موج مزہ، عیاشی کرنا دھوکہ کھانے کی چیز نہیں ہے کہ ایک مسلمان اس کو اہمیت اور رشک کی نگاہوں سے نہ دیکھے؛ اس لیے کہ یہ دنیا کا چند روزہ مزہ ہے، مرتے ہی اس کا نام ونشان تک نہیں رہے گا۔ (دوسرا ترجمہ) اے نبی! شہر بہ شہر کافروں کا آنا جانا تم کو کسی مغالطہ میں مبتلا نہ کر دے۔

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ
لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ
خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا
وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

یہ تھوڑا سا مزہ ہے (ان کو اڑا لینے دو) پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ (جہنم) بہت برا بچھونا ہے ﴿۱۹۷﴾ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں، ان کے لیے ایسے باغات ہیں، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے (یہ ان کی) مہمانی ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لیے بہت ہی بہتر ہے ﴿۱۹۸﴾ اور اہلِ کتاب میں ضرور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور (دین کی تعلیم) جو تم پر اتاری گئی اس پر اور جو (تعلیم) ان پر اتاری گئی اس پر بھی (پورا ایمان رکھتے ہیں) ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے آگے عاجزی کرنے والے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑی سی قیمت لے کر بیچ نہیں ڈالتے، یہ ایسے لوگ ہیں جن کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا بدلہ ہے، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والے ہیں ﴿۱۹۹﴾ اے ایمان والو! (مصیبت پر) تم صبر اختیار کرو اور (دشمن سے مقابلے کے وقت پر) مضبوطی سے جمے رہو① اور مستعد رہو② اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو؛ تاکہ تم (مقصد میں) کامیاب ہو جاؤ ﴿۲۰۰﴾

---

① نیک کام کرنے میں خود کو جما کر رکھو اور اپنی خواہشات سے مقابلہ کرو۔

② (دوسرا ترجمہ) اور لگے رہو (تیسرا ترجمہ) سرحدوں کی حفاظت کے لیے جمے رہو۔ (اپنے نفس کی نگرانی کرنا بھی اس میں داخل ہے)۔

سورة النساء

(المدنية)

سورۂ نساء کبریٰ

یہ سورت مدنی ہے،اس میں ایک سو چھہتر (۱۷۶) یا (۱۷۵) آیتیں ہیں۔ سورۂ ممتحنہ کے بعد اور سورۂ زلزال سے پہلے ترانوے (۹۳) یا (۹۲) نمبر پر نازل ہوئی۔ اس کو نسائے کبریٰ بھی کہتے ہیں اور سورۂ طلاق کو نسائے صغریٰ کہتے ہیں۔

''نساء'' عورتوں کو کہتے ہیں، رشتے داریوں کے وجود میں آنے کی جگہ عورت کی رحم دانی بھی ہے، اس سورت میں عورتوں کے متعلق بہت سارے احکام آئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ: جو آدمی سورۂ نساء کی یہ دو آیتیں پڑھ لے:

(۱) وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ﴿۶۴﴾

(۲) وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا اَوۡ يَظۡلِمۡ نَفۡسَهٗ ثُمَّ يَسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۱۱۰﴾

، پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیں گے۔

اس سورت کی آیت ۹۵ کا ایک حصہ ''غَيۡرُ اُولِي الضَّرَرِ'' ہے جو پورے قرآن میں مستقل نزول کے اعتبار سے کم از کم مقدار ہے، پہلے آیت اس حصے کے بغیر نازل ہوئی تھی۔ آیت سن کر معذور صحابہ کرامؓ نے درخواست کی اس پر باری تعالیٰ نے یہ حصہ نازل فرمایا، اس میں صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی فضیلت ظاہر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ظاہر میں کمزور، جہاد میں شرکت نہ کرسکے اس طرح کے صحابۂ کرامؓ کی بھی قدر و قیمت تھی کہ ان کی تسلی کے لیے باقاعدہ وحی نازل ہوئی اور یہ حصہ بڑھایا گیا، اس جزو نے بتادیا کہ بیمار، لنگڑے، لنجے اور اندھے جیسے معذوروں پر جہاد فرض نہیں ہے۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ نساء کی اول آیت نکاح کے خطبے میں پڑھتے تھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنۡہَا زَوۡجَہَا
وَبَثَّ مِنۡہُمَا رِجَالًا کَثِیۡرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِہٖ وَالۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ
اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا ① وَاٰتُوا الۡیَتٰمٰۤی اَمۡوَالَہُمۡ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِیۡثَ بِالطَّیِّبِ ۪
وَلَا تَاۡکُلُوۡۤا اَمۡوَالَہُمۡ اِلٰۤی اَمۡوَالِکُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ حُوۡبًا کَبِیۡرًا ② وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا
تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنۡ
خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَۃً اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَلَّا تَعُوۡلُوۡا ③

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

اے انسانو! تم اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا (یعنی حوا کو) بنایا اور ان دونوں (کے ذریعہ) سے بہت سارے مرد اور عورتوں کو پھیلا دیا اور تم اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم آپس میں ایک دوسرے سے (حقوق) مانگتے ہو اور رشتے داریوں (کی حق تلفی) سے (تم بچو) یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھاری نگرانی کر رہے ہیں ﴿۱﴾ اور تم یتیموں کو ان کا مال دے دو اور تم اچھے مال کو خراب مال سے مت بدلو اور تم ان (یتیم) کے مالوں کو اپنے مال کے ساتھ (غلط طریقے سے ملا کر) مت کھاؤ، یقیناً وہ تو بڑا گناہ ہے ﴿۲﴾ اور اگر تم کو ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں (شادی کر کے) تم انصاف نہیں کر سکو گے تو (ان یتیم لڑکیوں کے ساتھ نکاح کرنے کے بجائے دوسری) عورتوں میں سے جو تم کو پسند آویں دو دو اور تین تین اور چار چار (عورتوں) سے نکاح کر لو، سو اگر تم کو یہ ڈر ہو کہ تم (ان دو یا زیادہ بیویوں کے درمیان) انصاف نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو ① یا تمھاری مالکی میں جو باندیاں ہیں (ان پر اکتفا کرو) ناانصافی سے بچنے کے لیے یہ طریقہ زیادہ قریب ہے ﴿۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ایک ہی بیوی سے کام چلا لو۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا
مَّرِیْٓـًٔا ۝۴ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا
وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۵ وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ
فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا
اَنْ یَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

اورتم عورتوں کو ان کا مہر (دل کی) خوشی سے ادا کر دیا کرو① پھر اگر وہ (عورتیں) خود خوشی سے اس (مہر) کا کچھ حصہ تمھارے لیے چھوڑ دیں تو تم اس کو خوش گواری اور مزے سے کھاؤ﴿۴﴾اور تم (اے والیو! ان) ناسمجھوں②کو اپنے وہ مال حوالے نہ کرو جن (مالوں) کو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے زندگی کے گذارے کا ذریعہ بنایا ہے③اور تم ان (مال) میں سے ان (ناسمجھ) کو کھلاؤ اور ان کو کپڑے پہناؤ اور ان کو مناسب بات کہتے رہو﴿۵﴾اور یتیموں (کی عقل اور ہوشیاری) کو تم جانچتے رہو، یہاں تک کہ جب وہ نکاح (کے لائق عمر) کو پہنچ جائیں پھر اگر تم کو یہ محسوس ہو کہ ان (یتیموں) میں سمجھ داری آچکی ہے④تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو اور ان (یتیموں کے مال) کو ضرورت سے زیادہ (فضول خرچی کر کے) اور حاجت سے پہلے (جلدی کر کے) مت کھا جاؤ (اس خوف سے) کہ (کہیں) وہ (یتیم لڑکے) بڑے نہ ہو جائیں⑤اور جو (یتیم کا والی) خود مال دار ہو تو (یتیم کا مال کھانے سے) بالکل بچتا رہے، اور جو (وہ والی خود) محتاج ہے تو وہ معروف طریقہ کے مطابق⑥کھا لیا کرے،

---

①عربی زبان میں مہر کے لیے ''**صدقة**'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے؛ چوں کہ مہر کے ذریعہ شوہر کی بیوی کی طرف سچی رغبت ظاہر ہوتی ہے۔ ②ناسمجھ سے مراد کون ہے؟ [۱] یتیم [۲] عورت اور بچے؛ یعنی عورت اور بچے کو سب کچھ حوالے کر کے آدمی پھر خود ان کا دست نگر بن جائے ایسا مت کرو [۳] ہر وہ بے وقوف مراد ہے جس کو اپنے مال کی حفاظت کا سلیقہ نہ ہو اور بے وقوفی سے مال ضائع کر دے۔ باری تعالیٰ کا منشا یہ معلوم ہو رہا ہے کہ یتیم، ضعیف اور عاجز لوگوں کا مال سلامت رہے۔

③مال زندگی کا سرمایہ ہے، دینی اور دنیوی مصلحتوں اور ضرورتوں کا بقا مال پر ہے۔

④یعنی مال سنبھالنے کی ہوشیاری اور صلاحیت۔ ⑤اور ان کا مال ہاتھ میں دے دینا پڑے۔

⑥اپنی ضروریات کو سامنے رکھ کر یتیم کی خدمت کی اجرت کا جو رواج چلتا ہو اس کے مطابق لے سکتا ہے۔

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۶﴾ لِلرِّجَالِ
نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۪ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ
مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۷﴾ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۸﴾ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا
مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۪ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۹﴾ اِنَّ
الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۚ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۰﴾ ع

سو جب تم ان (یتیموں) کو ان کے مال حوالے کرو تو ان پر تم گواہ بنالیا کرو اور اللہ تعالیٰ حساب لینے کے لیے کافی ہے ﴿۶﴾ مردوں کے لیے (چاہے بڑے ہوں یا چھوٹے) حصہ (مقرر) ہے اس (مال) میں سے جو (مردوں کے) ماں باپ نے اور نزدیک کے رشتہ داروں نے چھوڑا ہو اور عورتوں کے لیے بھی (چاہے عورت چھوٹی ہو یا بڑی) حصہ (مقرر) ہے اس (مال) میں سے جو (ان عورتوں کے) والدین اور نزدیک کے رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، چاہے وہ (چھوڑا ہوا مال) کم ہو یا زیادہ ہو، یہ حصہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مقرر ہے ﴿۷﴾ اور جب تقسیم کے وقت (جو وارث نہیں ہیں ایسے) رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آجاویں تو ان کو بھی اس (ترکہ کے مال) میں سے کچھ (مال استحبابا) دے دو اور ان سب سے مناسب (یعنی نرمی سے) بات کرو ﴿۸﴾ اور (یتیموں کے مال میں گڑبڑ کرنے سے یہ خیال کر کے) ڈرنا چاہیے ایسے لوگوں کو کہ اگر وہ (خود) ① اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ کر جاویں تو ان (اپنے بچوں) کے بارے میں کیسے کیسے اندیشے ہوتے ہیں؟ لہٰذا وہ (یتیموں کے بارے میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں اور وہ سیدھی سچی بات کہیں ﴿۹﴾ یقینی بات ہے کہ جو لوگ یتیموں کے مال کو ناحق کھاتے ہیں، وہ تو اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ لوگ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے ﴿۱۰﴾

① عام مسلمان، قوم کے ذمے دار، یتیم کے والی، مرحوم کے وصی ان سب کی ذمے داری ہے کہ یتیم کے مال کو ضائع ہونے سے بچاویں۔

يُوۡصِيۡكُمُ اللّٰهُ فِىۡۤ اَوۡلَادِكُمۡ ۚ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَيَيۡنِ ۚ فَاِنۡ كُنَّ نِسَآءً فَوۡقَ
اثۡنَتَيۡنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنۡ كَانَتۡ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصۡفُ ؕ وَلِاَبَوَيۡهِ لِكُلِّ
وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنۡ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ
فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَهٗۤ اِخۡوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِىۡ بِهَاۤ اَوۡ
دَيۡنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ لَا تَدۡرُوۡنَ اَيُّهُمۡ اَقۡرَبُ لَـكُمۡ نَفۡعًا ؕ فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۱۱﴾

اللہ تعالیٰ (ترکہ کی تقسیم کے لیے) تم کو تمھاری اولاد کے بارے میں حکم کرتے ہیں کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے، سو اگر (میراث لینے والی) عورتیں ہی عورتیں (یعنی لڑکیاں دو یا) دو سے زیادہ ہوں تو ان عورتوں (یعنی لڑکیوں) کو اس (مرنے والے) نے جو (مال) چھوڑا ہے اس میں سے دو تہائی حصہ ملے گا اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو (مرنے والے کے چھوڑے ہوئے مال کا) آدھا ملے گا اور اگر میت کی اولاد بھی ہوں تو مرنے والے کے والدین میں سے ہر ایک کو اس (میت) کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ملے گا اور اگر مرنے والے کی کوئی اولاد نہ ہوں، اور اس کے والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس (مرنے والے) کی ماں کو ایک تہائی حصہ ملے گا، سو اگر (مرنے والی کی اولاد نہ ہوں) مرنے والے کے ایک سے زیادہ بھائی (یا بہن) ہوں تو اس (مرنے والے) کی امّاں کو چھٹا حصہ ملے گا (یہ سب تقسیم میت نے) جو وصیت کی ہو اس کو پورا کرنے کے بعد یا (میت کا کوئی قرض ہو تو) قرض ادا کرنے کے بعد (ہوگی)، تم کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ تمھارے باپ (دادے) اور بیٹے (پوتے) میں سے کون فائدہ پہنچانے کے اعتبار سے تم سے زیادہ نزدیک ہے①، یہ (سب حصے) اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیے ہوئے ہیں، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب اچھی طرح جانتے ہیں، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱۱﴾

① یہ تنبیہ اس لیے کی گئی کہ کوئی یہ سوچ سکتا ہے کہ فلاں وارث کو زیادہ حصہ ملتا تو اچھا ہوتا، یا فلاں کو کم ملنا مناسب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ: تمھیں مصلحت کا ٹھیک ٹھیک علم نہیں ہے، اللہ نے جس کا جو حصہ مقرر فرمادیا ہے وہی مناسب ہے۔

وَلَكُمۡ نِصۡفُ مَا تَرَكَ اَزۡوَاجُكُمۡ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ
الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِيۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ اِنۡ
لَّمۡ يَكُنۡ لَّكُمۡ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَكُمۡ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ
تُوۡصُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ وَاِنۡ كَانَ رَجُلٌ يُّوۡرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امۡرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوۡ اُخۡتٌ فَلِكُلِّ
وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنۡ كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ فَهُمۡ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنۡۢ بَعۡدِ
وَصِيَّةٍ يُّوۡصٰى بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ۙ غَيۡرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ ﴿۱۲﴾

اور (اے شوہرو!) تمھارے لیے تمھاری بیویاں جو (مال) چھوڑ کر (مر) گئیں اس کا آدھا حصہ ہے اگر ان عورتوں کی کوئی اولاد (چاہے تم سے ہو یا اگلے شوہر سے زندہ) نہ ہوں، سو اگر ان (بیویوں) کی اولاد ہوں تو تم (شوہروں) کو ان (بیویوں) کے چھوڑے ہوئے (مال) کا چوتھائی حصہ ملے گا، بیویوں نے جو وصیت کی ہو یا جو قرضہ چھوڑا ہو اس کو ادا کرنے کے بعد اور ان (زندہ رہنے والی بیویوں) کے لیے تمھارے (یعنی مرنے والے شوہر کے) چھوڑے ہوئے (مال) میں سے چوتھائی حصہ ہوگا، اگر تمھاری اولاد نہ ہوں، سو اگر تمھاری اولاد ہوں① تو ان (بیویوں) کو تمھارے چھوڑے ہوئے (مال) میں سے آٹھواں حصہ ملے گا، تم نے جو وصیت کی ہو یا جو قرضہ چھوڑا ہے اس کو ادا کرنے کے بعد اور اگر جس کی میراث تقسیم کرنی ہے وہ مرد یا عورت کلالہ ہو② اور اس (کلالہ) کے (ماں شریک) بھائی یا بہن (زندہ) ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا، سو اگر وہ (یعنی ماں شریک بھائی بہن دو یا) اس سے زیادہ ہوں تو وہ ایک تہائی حصہ میں (برابر) شریک ہوں گے، جو وصیت کی گئی ہو یا قرضہ (چھوڑا) ہو تو اس کو چکا دینے کے بعد (میراث دینی ہے) جب کہ کسی کو نقصان نہ پہنچائے③، یہ سب اللہ کی طرف سے تاکیدی حکم (دیا گیا) ہے اور اللہ تعالیٰ تو بڑے جاننے والے، بڑے حلیم ہیں ﴿۱۲﴾

① چاہے اولاد اس بیوی سے ہو یا دوسری بیوی سے۔ ② یعنی ایسے ہو کہ اس کے والدین اور اولاد کوئی زندہ نہ ہو۔ ③ یعنی: [۱] مرنے والا قرض کا جھوٹا اقرار کرے [۲] ذاتی مال کو دوسرے کی امانت بتادے [۳] ایک تہائی سے زیادہ وصیت کرے [۴] قرض باقی ہے، لیکن وصول یابی کا اقرار کرے [۵] مرض الوفات میں ایک تہائی سے زیادہ کسی کو ہدیہ دیوے، اس طرح ورثا کو نقصان پہنچانے کی شکلیں ہوسکتی ہیں، اس سے مرنے والے کو خود بچنا چاہیے اور مرنے والے کو بچانا بھی چاہیے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ
ع یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۱۴﴾ وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ
فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی
یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ
فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۱۶﴾

یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں① اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، ان (باغات) میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے ﴿۱۳﴾ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی (مقرر کی ہوئی) حدوں سے نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ایسی آگ میں داخل کریں گے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو (آگ میں) ایسا عذاب ہوگا جو (اس کو) ذلیل کر کے رکھ دے گا ﴿۱۴﴾

اور تمھاری عورتوں میں سے جو بدکاری (یعنی زنا) کا کام کریں تو تم ان (عورتوں) کے خلاف اپنوں② میں سے چار مردوں کو گواہ بنالو، پھر اگر وہ (چاروں زنا کی) گواہی دیویں تو تم ان (زنا والی عورتوں) کو گھروں میں اس وقت تک روکے رکھو کہ موت ان کو اٹھا کر لے جاوے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی راستہ مقرر فرمادیوے③ ﴿۱۵﴾ اور تم میں سے جو دو مرد بدکاری کا کام کریں تو تم ان دونوں کو ایذا دو، پھر اگر وہ دونوں توبہ کرلیویں اور (اپنی) اصلاح کرلیویں تو ان کا خیال چھوڑ دو④ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے توبہ کو قبول کرنے والے اور بہت ہی مہربان ہیں ﴿۱۶﴾

① یعنی جو میراث تقسیم کرنے کے احکام بتائے گئے۔ ② یعنی اچھے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ مرد۔
③ اور جو وعدہ اس آیت میں کیا گیا وہ پورا کردیا گیا، حدیث میں آیا ہے کہ شادی شدہ زنا کرے تو اس کو پتھر مار کر ہلاک کردیا جائے اور قرآن کی دوسری آیت میں ہے کہ جس نے شادی نہیں کی اور زنا کیا اس کو (۱۰۰) کوڑے مارے جائیں۔
④ (دوسرا ترجمہ) ان کے پیچھے پڑنا چھوڑ دو۔

إِنَّمَا التَّوۡبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِيۡبٍ فَأُولٰٓئِكَ
يَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿١٧﴾ وَلَيۡسَتِ التَّوۡبَةُ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ
السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ إِنِّيۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ وَلَا الَّذِيۡنَ يَمُوۡتُوۡنَ
وَهُمۡ كُفَّارٌ ؕ أُولٰٓئِكَ أَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا أَلِيۡمًا ﴿١٨﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَحِلُّ لَكُمۡ أَنۡ
تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرۡهًا ؕ وَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَآ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ إِلَّآ أَنۡ
يَّأۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ فَإِنۡ كَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰٓى أَنۡ
تَكۡرَهُوۡا شَيۡـًٔا وَّيَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا ﴿١٩﴾

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی توبہ ضرور قبول فرماتے ہیں جو لوگ نادانی سے کوئی برائی کر ڈالتے ہیں، پھر قریب ہی کے وقت میں توبہ کر لیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی توبہ قبول فرمالیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے ہیں، بڑی حکمت والے ہیں① ﴿١٧﴾ اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو گناہ کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت کا وقت آجاتا ہے② تب وہ کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ تو ان لوگوں کی (توبہ قبول ہوتی ہے) جو کفر ہی کی حالت میں مرجاتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے لیے ہم نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿١٨﴾ اے ایمان والو! تمھارے لیے حلال نہیں ہے کہ تم عورتوں (کے مال یا جان) کو زبردستی میراث میں لے لو اور نہ اس غرض سے تم ان (عورتوں) کو روکے رکھو کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا ہو اس کا کچھ حصہ واپس لے لو، مگر یہ کہ وہ (عورتیں) کھلی بے حیائی کا کام کریں③ اور تم ان (عورتوں) کے ساتھ حسنِ سلوک سے زندگی بسر کرو، سو اگر تم ان (عورتوں) کو ناپسند کرو تو ایسا ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ساری بھلائی رکھ دیوے ﴿١٩﴾

---

① موت سے پہلے غیب کی دنیا اور فرشتے نظر آنے لگے اس سے پہلے پہلے جو توبہ اخلاص کے ساتھ ہوتی ہے وہ قبول ہو جاتی ہے یعنی دنیوی زندگی کے آخری وقت تک توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ ایسے ایمان کا تقاضہ ہے گناہ ہو جاوے تو قریب ہی میں توبہ کر لیوے تاخیر نہ کرے۔ ②(دوسرا ترجمہ) موت آکر کھڑی ہو جاتی ہے (یعنی غیب کی دنیا کی چیزیں جیسے فرشتوں کا آنا جانا نظر آنے لگتا ہے)۔ ③ زنا، بدزبانی، شوہر کی نافرمانی جیسے کام کریں۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا
مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝۲۰ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى
بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۲۱ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ
مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝۲۲ حُرِّمَتْ ع
عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ
الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ
رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا
دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ
تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۲۳

اور اگر ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی سے تم نکاح کرنا چاہو اور ان میں سے ایک (جس) کو (چھوڑنا چاہتے ہو) ڈھیر سارا مال (مہر یا ہدیہ میں) دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس مت لو، کیا تم بہتان لگا کر (یعنی ناحق) اور کھلا گناہ (یعنی ظلم) کر کے وہ (دیا ہوا مال) واپس لینا چاہتے ہو؟
﴿۲۰﴾ آخر کیسے تم وہ (مال واپس) لے سکتے ہو جب کہ تم آپس میں ایک دوسرے تک پہنچ چکے تھے① اور وہ (عورتیں) تم سے (شرعاً) پکا عہد بھی لے چکی ہیں② ﴿۲۱﴾ اور جن عورتوں سے (کسی بھی وقت) تمھارے باپوں (دادا، نانا) نے نکاح کیا ہو تم ان کے ساتھ نکاح مت کرو؛ مگر جو پہلے ہو چکا وہ ہو چکا، دراصل وہ (باپ دادا کی نکاح کی ہوئی عورت سے شادی کرنا) بڑی بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت ہی برا طریقہ ہے ﴿۲۲﴾

اور تمھارے اوپر حرام کردی گئی ہیں③ تمھاری مائیں④ اور تمھاری بیٹیاں⑤ اور تمھاری بہنیں⑥ اور تمھاری پھوپھیاں اور تمھاری خالائیں⑦ اور بھتیجیاں⑧ اور بھانجیاں⑨ اور تمھاری وہ مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا ہے (یعنی دایا) اور تمھاری دودھ شریک بہنیں اور تمھاری بیویوں کی مائیں (یعنی ساس) اور تمھاری بیویوں کی (اگلے شوہر سے) بیٹیاں جو تمھاری پرورش میں ہیں⑩ تمھاری ان

بیویوں سے جن کے ساتھ تم نے جماع کرلیا ہو⑪ہاں !اگر تم نے ان سے جماع نہ کیا ہو⑫تو تم پر (ان لڑکیوں سے نکاح کرنے میں) کوئی گناہ نہیں ہے اور تمھارے صلبی (یعنی نسلی) بیٹوں کی بیویاں (بہو بھی تم پر حرام ہے) اور یہ بھی (حرام ہے) کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ (نکاح میں) جمع کرو؛ مگر جو کچھ پہلے ہو چکا⑬(وہ معاف ہے) یقین رکھو اللہ تعالیٰ تو بڑے معاف کرنے والے ہیں بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۲۳﴾

---

①یعنی تنہائی میں بغیر کسی حجاب کے ملنا، جماع کرنا، لطف اندوز ہونا یہ مراد ہے۔
②یعنی نکاح کا عہد جو اللہ کے نام کے ساتھ خطبہ پڑھ کر عام مجمع کے سامنے لیا جاتا ہے۔
③یعنی ان تمام عورتوں سے نکاح جائز نہیں۔
④اسی طرح دادی، نانی۔
⑤اسی طرح پوتی، نواسی۔
⑥سگی، ماں شریک، باپ شریک۔
⑦خالہ اور پھوپھی سے اماّ اور ابا کی سگی، ماں شریک اور باپ شریک تینوں طرح کی بہنیں مراد ہیں۔
⑧یعنی تینوں طرح کے بھائی کی بیٹی، پوتی، نواسی۔
⑨تینوں طرح کی بہن کی لڑکیاں اور پوتی، نواسی۔
⑩پرورش میں نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔یہاں عام حالت کا تذکرہ معلوم ہو رہا ہے۔
⑪کسی عورت سے شادی کرنے کے بعد اس کے ساتھ جماع کیا تو اس کے اگلے شوہر سے جو بیٹی ہے وہ حرام ہوگئی اور صحبت نہ ہو سکی اور جدائی ہو جائے تو اس کے اگلے شوہر سے جو بیٹیاں ہیں وہ حرام نہ ہوں گی۔
⑫اور ان کو طلاق دی یا انتقال ہو گیا۔
⑬آیت نازل ہونے سے پہلے۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ

اور وہ عورتیں (بھی تم پر حرام ہیں) جو دوسرے (شوہروں) کے نکاح (کے بندھن) میں ہوں؛ مگر جو (باندیاں) تمھاری مالکی میں آجائیں (ان کا حکم الگ ہے)①، یہ حکم تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہیں، اور ان (حرام بتائی گئی عورتوں) کے علاوہ (باقی بہت ساری) عورتیں (اس طرح) تمھارے لیے حلال کردی گئیں کہ تم اپنا مال (یعنی مہر) خرچ کر کے (نکاح کے ذریعے) ان کو حاصل کرو، شرط یہ ہے کہ (مقصد باقاعدہ) نکاح کا بندھن قائم کرنا ہو، صرف شہوت پوری کرنا نہ ہو، پھر تم نے ان (عورتوں) سے نکاح کر کے فائدہ اٹھایا تو ان کو ان کا مقررہ مہر ادا کردو؛ البتہ (مہر) مقرر کرنے کے بعد آپس میں جس (کمی بیشی) پر تم راضی ہوجاؤ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۲۴﴾ اور تم میں سے جو لوگ آزاد مسلمان (پاک دامن) عورت سے نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو تمھاری مالکی کی ایمان والی باندیوں میں سے کسی سے بھی نکاح کر سکتے ہیں② اور اللہ تعالیٰ تمھارے ایمان (کی حالت) کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں، تم آپس میں (جنس کے اعتبار سے) ایک ہی ہو،

---

① مسلمان دارالحرب کے کافروں سے قتال کریں اور وہاں سے عورتیں قید کر کے لائیں اور ان کا شوہر دارالحرب میں ہی رہ گیا ہو تو اس کا نکاح دارالحرب والے شوہر سے ختم ہوگیا، اب اگر یہ عورت کتابیہ ہے یا مسلمان ہوگئی تو کوئی بھی مسلمان اس سے نکاح کرسکتا ہے، اسی طرح مسلمانوں کے امیر نے اگر اس کو باندی کے طور پر فوجیوں کو غنیمت میں تقسیم کردیا تب بھی ایک حیض آجانے کے بعد اس سے ہر طرح کا فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، حمل ہو تو بچہ پیدا ہونے کے بعد فائدہ اٹھاوے۔

② یعنی کسی بھی مسلمان بھائی کی مسلمان باندی سے نکاح کرلو اس میں خرچ کم آتا ہے۔

فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ
وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى
الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ
لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٥﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ ع
قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٦﴾

سوتم ان (باندیوں) سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرلیا کرو اور ان کو ان کا مہر دستور کے مطابق دے دیا کرو، بشرطیکہ نکاح کا رشتہ قائم کرنا (مقصود) ہو①، وہ کھلی ہوئی زنا کار نہ ہوں اور چھپی ہوئی دوستیاں نہ کرتی ہوں②، پھر جب وہ باندیاں (نکاح کے) بندھن میں آگئیں③ پھر اگر وہ زنا کا کام کریں تو (بغیر شادی والی) آزاد عورتوں کو (زنا کی) جو سزا دی جاتی ہے اس سے آدھی سزا ان کو دینا ضروری ہے④، یہ (باندی کے ساتھ نکاح کی اجازت) اس آدمی کے لیے ہے جو تم میں سے (نکاح نہ کرے تو) گناہ میں پڑنے سے ڈرتا ہو⑤ اور تم صبر کرلو (اور ضبط سے کام لو) تو تمھارے لیے بہت ہی بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ تو بڑے معاف کرنے والے اور بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۲۵﴾

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ (اپنے احکام) تمھارے (فائدے کے) لیے صاف صاف بیان کردیں⑥ اور تم سے پہلے جو (نیک) لوگ گذریں ہیں ان کے طریقوں پر تم کو چلاویں اور (اللہ تعالیٰ) تمھاری توبہ قبول فرمائیں⑦ اور اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۲۶﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) پاک دامن ہوں، یعنی نکاح آزاد عورت سے کرے یا باندی سے پاک دامنی کو خاص دیکھا جائے۔
②(دوسرا ترجمہ) چپکے چپکے (ناجائز) دوست بنانے والی نہ ہوں۔
③یعنی بیوی بن گئی۔
④یعنی اس کو پچاس کوڑے مارے جائیں۔
⑤اس لیے کہ دنیا وآخرت میں زنا کے گناہ کی سزا بھاری ہے۔
⑥فائدہ: اللہ تعالیٰ کسی کو جہالت والے کاموں سے بچا کر رکھے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی مہربانی ہے۔
⑦(دوسرا ترجمہ) تم پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرماویں۔

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۣ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا
عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا
تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ
نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَاۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ
سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ

اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تمھاری توبہ قبول فرمائے اور جو لوگ نفسانی خواہشات کے پیچھے لگے ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھے راستے سے بہت دور ہٹ جاؤ① ﴿۲۷﴾ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تمھارے ساتھ آسانی کا معاملہ کریں② اور انسان (طبعی طور پر) کمزور بنایا گیا ہے③ ﴿۲۸﴾ اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل (غیر شرعی) طریقے سے مت کھاؤ؛ مگر یہ کہ کوئی تجارت تمھاری آپس کی خوشی سے ہوئی ہو اور تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو④، یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم پر بہت ہی رحم کرنے والے ہیں ﴿۲۹﴾ اور جو شخص زیادتی اور ظلم کے طور پر یہ (قتل اور تمام ممنوع) کام کرے گا تو ہم عنقریب اس کو آگ میں داخل کریں گے اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے (بالکل) آسان ہے ﴿۳۰﴾ اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے بچو گے جن سے تم کو (اللہ کی طرف سے) روکا گیا ہے تو ہم تمھارے (چھوٹے) گناہوں کو تم سے معاف کر دیں گے اور ہم تم کو عزت کی جگہ (جنت) میں داخل کریں گے ﴿۳۱﴾ اور جن چیزوں میں اللہ نے تم کو آپس میں ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے اس کی تم تمنا مت کرو⑤

---

① یعنی پاک دامنی کی پاکیزہ راہ سے دور کرنا چاہتے ہیں ② (دوسرا) تمھارا بوجھ ہلکا کرنا چاہتے ہیں۔
③ خواہشوں پر صبر نہ کر سکنا یہ انسانی کمزوری ہے؛ اس لیے اس کی تکمیل کی جائز صورتیں بتا دی گئیں۔
④ یعنی خودکشی نہ کرو (دوسرا) آپس میں ایک دوسرے کو (ناحق) قتل بھی نہ کرو؛ اس لیے کہ دوسرے بھائی کا قتل خود کے قتل کی طرح ہے۔ ⑤ خاص ایسے کمالات اور خوبیاں جن میں انسان کی محنت اور عمل کا کوئی دخل ہی نہیں ہے، جو محض اللہ کا انعام ہے، جیسے مرد ہونا، اس میں کوئی عورت کوشش نہ کرے کہ میں مرد بن جاؤں، اسی طرح خوب صورت ہونا، اس میں دوسرا برابری کی کوشش نہ کرے اور حسد میں نہ پڑے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ
فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ
وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی كُلِّ
شَیْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ع ۸
وَّبِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ
اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ

مردوں کو ان کے کیے ہوئے کاموں میں سے حصہ ملے گا اور عورتوں کو ان کے کیے ہوئے کاموں کا حصہ ملے گا اور تم اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو، یقین رکھو اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پوری طرح جانتے ہیں ﴿۳۲﴾ اور والدین اور (دوسرے) رشتے دار (اپنے مرنے کے بعد) جو (مال) چھوڑ کر جاویں ہم نے اس میں سے ہر ایک کے لیے وارث مقرر کیے ہیں اور جن لوگوں سے تم نے (پہلے سے) کوئی عہد باندھا ہو تو ان کو ان کا حصہ دے دو ①یقینی بات ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے پیشِ نظر ہے ﴿۳۳﴾

مرد عورتوں پر نگران (یعنی حاکم) ہیں ②: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس لیے (بھی) کہ ان مردوں نے (عورتوں پر) اپنا مال خرچ کیا ہے، سو جو عورتیں نیک ہوتی ہیں وہ (اپنے شوہروں کی بھی) فرماں بردار ہوتی ہیں (اور شوہر کی) غیر حاضری میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی حفاظت سے (شوہر کی آبرو اور مال کی) حفاظت کرتی ہیں، اور جن عورتوں کی شرارت کا تم کو ڈر ہو تو تم ان (عورتوں) کو (پہلے) نصیحت کرو اور (اس سے کام نہ چلے تو) تم ان کو بستروں میں تنہا چھوڑ دو ③ اور (اس سے بھی اصلاح نہ ہو تو) تم ان کو مارو ④

---

① یہ ''مَوْلَی الْمُوَالات'' ہے، مولی الموالات کی شکل یہ ہے کہ ایک کافر شخص کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرے اور یہ دونوں وارث بنانے کو آپس میں طے کر لے اور اس نومسلم کا کوئی وارث نہ ہو، تو اس صورت میں اس نومسلم کے انتقال پر پرانا مسلمان وارث بنے گا''۔ یہ رشتہ اب بھی ''نومسلم'' سے قائم ہو سکتا ہے۔ ② قوّام: یعنی جو کسی کام کے کرنے یا اس کا انتظام کرنے کا ذمہ دار ہو، نظام چلانے والا۔ ③ یعنی مکان چھوڑ کر نہ چلے جاؤ؛ بلکہ بستر الگ کر دو۔ ④ مارنے میں ان باتوں کا لحاظ ضروری ہے: [۱] بدن پر نشان نہ پڑے [۲] ہڈی نہ ٹوٹے [۳] زخم نہ ہو [۴] چہرے پر نہ مارے، اس سلسلے میں تفصیل کے لیے بندہ کے خطبات میں ''پرسنل لاء'' والے خطبات ضرور دیکھیں۔

فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ﴿٣٤﴾ وَإِنْ
خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا ۚ إِنْ يُرِيدَا
إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ﴿٣٥﴾ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا
بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي
الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ

پھر اگر وہ تمھاری بات ماننے لگیں تو ان کے خلاف (ظلم کی) کارروائی کا کوئی راستہ تلاش نہ کرو، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کے اوپر، سب سے بڑے ہیں ﴿۳۴﴾ اور اگر تم کو ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان آپس میں کش مکش بڑھ جانے کا ڈر ہے تو ایک انصاف کرنے والا مرد کے گھر والوں میں سے اور ایک انصاف کرنے والا عورت کے گھر والوں میں سے (منتخب کر کے) بھیجو ①اگر وہ دونوں (حَکَم) (سچے دل سے) اصلاح کا ارادہ کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان موافقت (یعنی جوڑ) کردیں گے ②یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے، بڑے خبر رکھنے والے ہیں ③﴿۳۵﴾ اور تم سب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور تم اس (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو اور رشتے داروں کے ساتھ اور یتیموں کے ساتھ اور مسکینوں کے ساتھ اور قریب والے پڑوسی کے ساتھ اور دور والے (یا اجنبی) پڑوسی کے ساتھ اور پاس میں بیٹھنے والے کے ساتھ اور مسافر کے ساتھ اور اپنے غلام، باندی کے ساتھ (بھی اچھا برتاؤ کرو)

① قرآن میں ''حَکَم'' کا لفظ ہے، یعنی: [۱] جھگڑوں میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہو۔ [۲] علم ہو۔ [۳] دیانت دار ہو۔ [۴] سب سے بڑی بات حَکَم کی نیت اور جذبات اچھے ہوں۔

② اچھی نیت پر اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ جوڑ ہو جاوے گا اس لیے کہ جب کبھی اخلاص نیت میں کمی آتی ہے تو آپس میں صلح میں دشواری ہوتی ہے۔

③ ازدواجی زندگی میں رطب و یابس چلتا رہتا ہے، اس کی اصلاح کی یہ چار تدبیریں بتائی؛ البتہ کوئی شخص ان چاروں باتوں پر عمل نہ کرے اور سیدھا طلاق ہی دے ڈالے تو واقع ہو جائے گی۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ۝٣٦ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ
وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ۝٣٧ وَالَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ
الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۝٣٨ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝٣٩ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ
وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝٤٠

یقینی بات ہے کہ جو شخص اترانے والا، فخر کرنے والا (یعنی شیخی مارنے والا) ہے اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں فرماتے ①﴿۳۶﴾ جو (خود) بخیلی کرتے ہیں اور (دوسرے) لوگوں کو بخیلی سکھلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے جو دیا ہے اس کو وہ چھپاتے ہیں ② اور ہم نے کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے ﴿۳۷﴾ اور جو لوگ اپنے اموال کو لوگوں کو دکھلانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ قیامت کے دن پر (ایمان رکھتے ہیں) اور جس شخص کا شیطان دوست ہو وہ بہت ہی برا دوست ہے ﴿۳۸﴾ اور ان کا کونسا نقصان ہو جاتا اگر وہ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے اور جو روزی اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے اس میں سے (اللہ کے راستے میں اخلاص کے ساتھ) خرچ کرتے اور اللہ تعالیٰ ان (کے حال) کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۳۹﴾ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتے اور اگر ایک چھوٹی نیکی ہو گی تو (اللہ تعالیٰ) اس کو (کئی گنا) بڑھا دیں گے اور اپنے پاس سے (مزید) عظیم اجر دیں گے ﴿۴۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اترانے والے کو، تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔ اترانا: اپنے اندر ایسی بڑائی کا خیال کرے جو واقعۃً خود میں نہیں ہے۔

مُخْتَال: تکبر کرنے والا، جو دوسروں کی طرف دھیان نہ دیوے، خود کو ہی اونچا، بڑا سمجھے۔

فَخُوْر: جو لوگوں پر فخر کرتا ہو، خود بینی، خود پسندی میں مبتلا ہو، اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق کو ادا نہ کرتا ہو۔

② اللہ تعالیٰ نے جو مال دیا اس کو بخیلی سے چھپاوے اور لوگوں کو نہ دیوے، اسی طرح دین کا علم چھپاوے اور دین کی امانت دوسروں کو نہ پہنچاوے وہ بھی بخیل ہے۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ
ع حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا
تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِىْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى
سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا
صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾

سو (ان لوگوں کا) کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ طلب کریں گے اور (اے محمد!) ہم تم کو ان لوگوں پر گواہی کے لیے لائیں گے ① ﴿۴۱﴾ جن لوگوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی وہ لوگ اس (قیامت کے) دن یہ آرزو کریں گے کہ کاش ان کو زمین (میں دھنسا کر اس) کے برابر کر دیا جاوے ②(اور حساب نہ ہو) اور وہ (اس دن) اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے ﴿۴۲﴾

اے ایمان والو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تب نماز کے قریب مت آؤ؛ جب تک کہ (زبان سے) جو کچھ بول رہے ہو اس کو تم سمجھنے لگو ③ اور جنابت کی حالت میں بھی (نماز نہ پڑھو) جب تک تم غسل نہ کرلو؛ مگر یہ کہ تم مسافر ہو ④ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر (نکلے) ہو یا تم میں سے کوئی (پیشاب، پاخانہ کی) حاجت کی جگہ سے فارغ ہو کر کے آیا ہو یا تم نے عورتوں کو چھوا (یعنی جماع کیا) ہو، پھر تم کو پانی نہیں ملا تو پاک مٹی سے تم تیمم کرلو، سو (تیمم کرنے میں) اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کا مسح کرلو، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والے، بہت زیادہ بخشنے والے ہیں ﴿۴۳﴾

---

① نبی کریم ﷺ اپنی امت کے فاسق، فاجر اور کافروں کے خلاف گواہی دیں گے، مراد اس سے نبی کریم ﷺ کے زمانے کے کافر اور منافق ہیں جن سے آپ ﷺ کو سابقہ پڑا، اسی طرح قیامت تک آنے والی پوری امت بھی مراد ہو سکتی ہے؛ اس لیے کہ امت کے اعمال آپ ﷺ پر پیش ہوتے رہتے ہیں، جس طرح پچھلی امتوں کے انبیا اپنی امت کے اعمال کی گواہی دیں گے اسی طرح آپ ﷺ اپنی امت کے اعمال کی گواہی دیں گے، اسی طریقے سے پچھلے نبیوں کی تائید میں گواہی دیں گے۔
② کاش زمین پھٹ جائے اور وہ دھنسا دیے جائیں۔ ③ یہ شروع میں حکم تھا، بعد میں شراب کے بالکل حرام ہونے کا حکم دوسری آیت میں آچکا ④ اس وقت پانی ملے تو غسل کے بغیر نماز صحیح نہیں اور پانی نہ ملے تو تیمم سے نماز جائز ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ
تَضِلُّوا السَّبِیْلَ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِیًّا ٝ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ
نَصِیْرًا﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا
وَعَصَیْنَا وَاسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَیًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِی الدِّیْنِ ؕ

کیا تم نے ان لوگوں کی حالت نہیں دیکھی جن کو کتاب (یعنی تورات کے علم) سے ایک (کافی) حصہ دیا گیا تھا وہ تو گمراہی خریدتے ہیں① اور وہ تو یہ (بھی) چاہتے ہیں کہ تم (صحیح) راستے سے بھٹک جاؤ ﴿۴۴﴾ اور اللہ تعالیٰ تمھارے دشمنوں کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ حمایت کے لیے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ مدد کرنے کے لیے کافی ہے ﴿۴۵﴾ یہودیوں میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو (تورات کے) الفاظ کو ان کی (اصلی) جگہوں سے (لفظاً و معنیً) پھرا دیتے ہیں اور (حضرت نبیٔ کریم ﷺ سے بات کرتے وقت) اپنی زبان کو مروڑ کر دین میں طعنہ مارتے ہوئے② ایسا کہتے ہیں ③ ''سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا''④ (کہ ہم نے بات سن لی اور ہم نے نافرمانی کی) اور ''اسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ'' ⑤ (یعنی آپ ہماری بات سنیں آپ کو کوئی بات سنائی نہ جائے) اور ''رَاعِنَا''⑥ (بولتے ہیں)

① یعنی گمراہی اختیار کرتے ہیں۔

② بولنے کا لہجہ بدل کر بولتے ہیں، توقیر اور احترام کے لہجے سے بولنے کے بجائے تحقیر اور توہین کے انداز میں بولتے ہیں۔

③ یعنی دو معنیٰ والے الفاظ بولتے ہوئے، ایک معنیٰ اچھا ہوتا اور دوسرا برا ہوتا۔ ④ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا: اس کے دو مطلب ہیں ایک اچھا مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کی بات سن لی اور آپ کا مخالف جو بہکانے کی بات ہم کو کرتا ہے وہ ہم نے نہیں مانی اور برا مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کی بات سن لی؛ لیکن ہم مانیں گے نہیں اور عمل نہیں کریں گے۔

⑤ وَاسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ: اس لفظ کے بھی دو مطلب ہیں اس کا اچھا مطلب یہ ہے کہ آپ ہماری بات سنو اور ہمیشہ آپ خوشی کی اور آپ کی موافقت کی بات سنتے رہو، کوئی رنج، غم اور مخالفت کی بات آپ کو سننی نہ پڑے اور برا مطلب یہ ہے کہ کوئی خوشی کی بات آپ کو سننے نہ ملے؛ بلکہ جو بات بھی آپ کہیں اس کی مخالفت ہو اور مخالف جواب آپ کو سننے پڑے۔

⑥ اچھا مطلب: ہماری رعایت کیجیے اور برا مطلب: یہودی زبان میں گالی۔ کبھی اس لفظ کو دبا کر بھی یہود بولتے ''راعینا'' تو معنیٰ ہمارا چرواہا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ
لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا
بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ
نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ
يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾

اور اگر وہ (یہودی لوگ دو معنیٰ والے الفاظ کی جگہ پر) یوں کہتے کہ: ''سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا'' (ہم نے سنا اور ہم نے مان لیا ہے) اور ''اسْمَعْ وَانْظُرْنَا'' (آپ سن لیجیے اور ہماری طرف نظر یعنی توجہ فرمائیے) تو (ایسی بات کہنا) ان کے لیے اچھا ہوتا اور (ان کا ایسا کہنا) بہت درست ہوتا؛ لیکن ان (یہودیوں) کے کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا، سو تھوڑے لوگوں کے سوا باقی ایمان نہیں لاتے ﴿۴۶﴾ اے وہ لوگو جن کو کتاب (یعنی تورات) دی گئی! ہم نے جو (قرآن) اتارا اس کو مان لو، جو (قرآن) تمھارے پاس پہلے سے موجود (تورات کتاب) کو سچا بتلاتا ہے اس (عذاب کے آنے) سے پہلے کہ ہم چہروں (کے نشانات) کو مٹا (کر سپاٹ کر) دیویں، پھر ہم ان (چہروں) کو ان کی پیٹھ کی طرف الٹ دیویں یا ہم ان پر لعنت کریں جیسا کہ ہم نے سنیچر والوں پر لعنت کی تھی ① اور اللہ تعالیٰ کا حکم تو پورا ہو کر ہی رہتا ہے ﴿۴۷﴾ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ شرک کرنے کو معاف نہیں کرتے اور اس (شرک) سے کم درجے (کے صغیرہ یا کبیرہ گناہوں) کو جس کے لیے چاہتے ہیں معاف کر دیتے ہیں ② اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے پکی بات ہے کہ اس نے بڑے گناہ کو انجام دیا ﴿۴۸﴾ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو پاکیزہ بتاتے ہیں (خود کو پاکیزہ بتانے سے کچھ نہیں ہوتا)؛ بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے (اس کو) پاکیزہ کرتے ہیں اور ان پر ڈورے ③ کے برابر بھی ظلم نہیں ہوگا ﴿۴۹﴾

① سورۂ اعراف آیت ۱۶۳ میں واقعہ آرہا ہے ② شرک کو چھوڑ کر کامل توحید اپناوے، یہی شرک کی تلافی کی شکل ہے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ كَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا۠ ﴿٥٠﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ ع
اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿٥١﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ
اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿٥٢﴾ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ
نَقِيْرًا ﴿٥٣﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ
اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿٥٤﴾

تم دیکھو! یہ اللہ تعالیٰ پر کیسا جھوٹا بہتان باندھتے ہیں؟ اور کھلا گناہ (یا کھلے مجرم) ہونے کے لیے یہی بات کافی ہے① ﴿٥٠﴾

(اے نبی!) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب (یعنی تورات) کا ایک (کافی) حصہ دیا گیا تھا (پھر بھی) وہ تو بت اور شیطان کو مانتے ہیں اور کافروں کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ: یہ (کفار) ایمان والوں سے زیادہ سیدھے راستے پر ہیں② ﴿٥١﴾ ان ہی لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور اللہ تعالیٰ جس پر لعنت کرتے ہیں تم ہرگز اس کے لیے کوئی مدد کرنے والا نہیں پاؤگے ﴿٥٢﴾ کیا ان (یہودیوں) کو (دنیوی) حکومت کا کچھ حصہ ملا ہے؟ (اگر ایسا ہوتا) پھر تو یہ لوگوں کو ذرہ برابر بھی کوئی چیز نہ دیتے ﴿٥٣﴾ یا وہ (یہودی دوسرے) لوگوں سے اس بات پر حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے③، پکی بات یہ ہے کہ ہم ابراہیم (علیہ السلام) کے خاندان والوں کو کتاب اور نبوت عطا کر چکے ہیں اور ہم نے ان کو بڑی حکومت دی تھی ﴿٥٤﴾

⊃ ③ کھجور کی گٹھلی کے درمیان کا ریشہ یا جھلی یا ایک دھاگا یا سوت کا تار کتنا باریک اور معمولی ہوتا ہے اتنا بھی ظلم نہیں ہوگا؛ یعنی ظلم ہوگا ہی نہیں۔ (اس صفحے کا حاشیہ:) ①وہ کافر ہے پھر بھی خود کو اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول بتاتے ہیں، دنیا میں اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں ملتی ہیں اس کا مطلب یہ نکالتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کفر پسندیدہ ہے؛ حالاں کہ یہ بے بنیاد بات ہے، اللہ تعالیٰ نے کفر کو کبھی پسند نہیں فرمایا، دنیوی نعمت تو کافروں کے لیے استدراج ہے۔ ②جنگِ احد کے بعد کعب بن اشرف مکہ گیا تھا، اس موقع پر ابوسفیان نے اس سے پوچھا تھا کہ: ہمارا مذہب زیادہ اچھا ہے یا مسلمانوں کا؟ تو اس نے کہا تھا کہ تمھارا مذہب مسلمانوں کے مذہب سے زیادہ بہتر ہے، اس واقعے کی طرف اشارہ ہے۔

③نبیٔ کریم ﷺ کو نبوت اور حکومت ملی اس پر یہود حسد کرتے ہیں ان کے حسد سے کیا ہوگا؟

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَيْرَھَا لِيَذُوْقُوا
الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِـيْمًا ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ ع
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَھُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ
وَّنُدْخِلُھُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَھْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ
بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾

سو ان (لوگوں) میں سے کچھ تو اس (اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب) پر ایمان لے آئے اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اس (پر ایمان لانے) سے رکے رہیں اور جہنم کی بھڑکتی آگ (ان کو داخل کرنے کے لیے) کافی ہے ﴿۵۵﴾ یقینی بات ہے کہ جنھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے، جب جب بھی ان کی کھالیں جل جائیں گی تو ہم ان (کھالوں) کی جگہ دوسری کھال بدل دیں گے؛ تاکہ وہ (ہمیشہ) عذاب کا مزہ چکھتے رہے، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے ہی زبردست، بڑے ہی حکمت والے ہیں ﴿۵۶﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ہم ان کو ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، ان (باغات) میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، ان کے لیے اس (جنت) میں پاکیزہ① بیویاں ہوں گی اور ہم ان کو گھنے سایہ② میں داخل کریں گے③ ﴿۵۷﴾ (اے مسلمانو! یاد رکھو) یقیناً اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم امانتوں کو اس (امانت) کے حق داروں کو پہنچاؤ، اور (اللہ تعالیٰ یہ بھی حکم دیتے ہیں کہ) جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو تم انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، یقین رکھو! اللہ تعالیٰ تم کو اچھی بات ہی کی نصیحت کرتے ہیں، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت سنتے ہیں، بہت دیکھتے ہیں ﴿۵۸﴾

---

① یعنی ظاہری و باطنی گندگی سے پاک۔

② اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ اور جنت کا ایسا سایہ جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

③ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جنت میں روشنی تو ہوگی؛ مگر دھوپ کی تپش نہیں ہوگی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ
تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝۵۹ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ ع
اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْۤا
اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا ۝۶۰ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ
تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝۶۱

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کا کہنا مانو اور تم رسول کا کہنا مانو اور تم میں سے اولوالامر ① کا بھی (کہنا مانو) پھر اگر تمھارے درمیان کسی چیز میں (آپس میں) اختلاف ہو جائے تو اگر واقعی تم اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ (کی کتاب) اور (اس کے) رسول (کی سنت) کی طرف لوٹایا کرو②، یہ (دنیا میں) اچھا طریقہ ہے اور (آخرت میں اس کا) انجام بھی بہتر ہے ﴿۵۹﴾

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے اس (کتاب) پر جو تم پر اتاری گئی اور اس پر بھی جو (کتاب) تم سے پہلے اتاری گئی (اور) وہ (اپنے آپسی مقدمات میں) فیصلہ شیطان کے پاس لے جانا چاہتے ہیں③؛ حالاں کہ پکی بات یہ ہے کہ اس کو نہ ماننے کا ان کو حکم دیا گیا اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ ان کو (صحیح راستے سے) گمراہ کر کے دور لے جا کر ڈال دیوے ﴿۶۰﴾ اور جب ان کو کہا جاتا کہ تم اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے حکم کی طرف آؤ اور رسول کی طرف آؤ ④ تو تم منافقین کو دیکھو گے کہ وہ تمھارے پاس آنے سے پوری طرح رک جاتے ہیں ﴿۶۱﴾

---

① اولوالامر: یعنی علما، فقہا جو رسول اللہ ﷺ کے نائب ہیں، اسی طرح حکومت کے ذمے دار جو شریعت کے مطابق کوئی حکم اور فیصلہ کریں۔

② (دوسرا ترجمہ) اللہ اور رسول کے حوالے کر دو۔

③ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جس کسی کی بات مانی جائے یا جس کسی کی عبادت کی جائے وہ ’’طاغوت‘‘ ہے۔

④ تاکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ کریں۔

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ
اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۚ فَاَعْرِضْ
عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ
لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا
شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾

پھر اس وقت ان کا کیا حال ہوتا ہے جب ان کے ہاتھوں کے (پہلے کیے ہوئے) کرتوت کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت (یعنی سزا اور ذلت) آپڑتی ہے، پھر وہ (منافقین) تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں کہ ہمارا مقصد صرف بھلائی اور میل ملاپ کرادینا تھا ﴿۶۲﴾ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کے دلوں میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں①، سو تم ان کو نظر انداز کردو② اور تم ان کو نصیحت کرو اور خود ان سے ان کے بارے میں ایسی بات کہو جو دل میں پہنچنے والی ہو③ ﴿۶۳﴾ اور ہم نے کسی بھی رسول کو اس لیے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جاوے اور اگر یہ لوگ جب انھوں نے (گناہ کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا④ اسی وقت تمھارے پاس آجاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے معافی کی دعا کرتے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے پاتے ﴿۶۴﴾ سو تمھارے رب کی قسم! وہ لوگ⑤ اس وقت تک (اللہ تعالیٰ کے یہاں کامل) مومن نہیں ہوسکتے جب تک وہ اپنے آپس کے جھگڑوں میں تم سے فیصلہ نہ کروائیں، پھر تم جو فیصلہ کردو اس کے متعلق اپنے دلوں میں کوئی گرانی محسوس نہ کریں اور پوری طرح (خوشی سے تمھارے فیصلے کو) مان لیویں ﴿۶۵﴾

① ان منافقوں کے زبان سے کلمہ پڑھنے کی وجہ سے ان کو حقیقی مومن مت سمجھ لینا، حقیقت میں وہ سچے ایمان والے نہیں ہیں۔
② (دوسرا ترجمہ) ان کی پرواہ نہ کرو (تیسرا ترجمہ) آپ ان کی طرف سے دھیان ہٹالو (چوتھا ترجمہ) ان سے کوئی تعارض نہ کرو۔ ③ (دوسرا ترجمہ) ایسی بات کہو جو اثر انداز ہو۔ ④ یعنی گناہ کرکے خود ہی کا نقصان کیا تھا۔ ⑤ لا: کا مطلب ہے فلیس الامر کما زعم ھؤلاء المنافقون۔ (یعنی بات ایسی نہیں ہے جیسا کہ ان منافقین کا گمان ہے)

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا
قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾
وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ
وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى
بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ ع ۹

اور اگر ہم ان (منافقوں) پر فرض کر دیتے کہ اپنے آپ کو قتل کر دو① یا اپنے گھروں کو چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں سے تھوڑے لوگوں کے سوا کوئی اس پر عمل نہ کرتا، اور اگر جس بات کی ان کو نصیحت کی جاتی ہے اس پر عمل وہ کر لیتے تو ان کے لیے زیادہ بہتر ہوتا اور (ایمان پر) زیادہ ثابت قدم رہنے کا ذریعہ بنتا②﴿٦٦﴾ اور (جب وہ ایسا کرتے) تب تو ہم ان کو اپنی طرف سے بہت بڑا ثواب عطا کرتے ﴿٦٧﴾ اور ہم ان کو ضرور سیدھے راستے پر چلاتے ﴿٦٨﴾ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول (محمد ﷺ) کی اطاعت کرتے ہیں تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے (کامل) انعام فرمایا ہے یعنی نبیوں اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ اور وہ سب (حضرات) بڑے اچھے ساتھی ہیں ﴿٦٩﴾ (ان اچھے لوگوں کے ساتھ ہونا) یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور (لوگوں کے حالات سے) اللہ تعالیٰ کا واقف ہونا کافی ہیں③﴿٧٠﴾

اے ایمان والو! (دشمن سے مقابلے کے وقت) تم اپنے بچاؤ کا سامان لے لو، پھر (مقابلے کے لیے جیسا موقع ہو) الگ الگ دستوں کی شکل میں نکلو④ یا تم سب اکٹھے ہو کر کے نکلو ﴿٧١﴾

① یعنی خودکشی کرو۔
② (دوسرا ترجمہ) (ایمان) کو مضبوط کرنے کا ذریعہ بنتا۔
③ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کسی کو یہ فضل وکمال معاذ اللہ! بے خبری کے ساتھ نہیں دیتے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کے حالات سے باخبر بھی ہے، اس کے مطابق عنایت ہوتی ہے ④ (دوسرا ترجمہ) چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں۔

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ
مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿٧٢﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ
مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ
يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ
نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ
وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ

اور یقیناً تم میں کوئی (منافق) ایسا بھی ضرور ہوگا جو (دشمن کے مقابلہ میں جانے سے) ضرور دیر لگائے گا ① سو اگر (جنگ میں) تم کو کوئی مصیبت آ گئی تو کہتا ہے: پکی بات ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انعام (یعنی فضل) کیا کہ میں ان کے ساتھ (لڑائی میں) حاضر نہ تھا ﴿۷۲﴾ اور اگر تم (جہاد کرنے والوں) پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فضل آ گیا ② تو وہ ضرور (یوں) کہے گا کہ: گویا تم میں اور اس کے بیچ میں کبھی کوئی دوستی کا تعلق نہیں تھا ③ اے کاش! میں ان کے ساتھ ہوتا تو مجھ کو بھی بڑی کامیابی مل جاتی ④ ﴿۷۳﴾ سو وہ (مخلص مسلمان) اللہ تعالیٰ کے راستے میں جنگ کریں جو دنیوی زندگی کو آخرت کے بدلے بیچ دیتے ہیں ⑤ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں جنگ کرتا ہے پھر چاہے وہ قتل ہو جاوے یا (جیت کر) غالب آ جائے (ہر حال میں) ہم اس کو عنقریب بڑا ثواب عطا کریں گے ﴿۷۴﴾ (اے مسلمانو!) اور تمھارے پاس کیا عذر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور ان کمزور (یعنی بے بس) مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر تم نہ لڑو ⑥ جو یوں (دعا مانگتے ہوئے) کہتے ہیں: اے ہمارے رب! آپ ہم کو اس بستی سے نکال دیجیے جس (بستی) کے لوگ ظالم ہیں،

① یعنی بلا وجہ تاخیر کرے گا۔ ② یعنی فتح اور غنیمت۔ ③ یہ منافقین کی اپنی غرض کی بات ہے کہ خود کو مال نہیں مل رہا ہے اس پر افسوس کرے؛ اس لیے کہ جب انسان کو کسی سے محبت اور تعلق ہوتا ہے تو اس کی کامیابی کو اپنی کامیابی سمجھ کر اس پر خوشی کا اظہار کرتا ہے، یہاں مسلمانوں کی کامیابی پر خوشی کی تو کوئی بات ہی نہیں کہی؛ بلکہ اپنے ہاتھ سے اپنی غرض فوت ہو گئی اس پر افسوس کو ظاہر کر رہے ہیں۔ ④ یعنی مجھے بھی بہت سارا غنیمت کا مال مل جاتا۔ ⑤ یعنی جو مسلمان دنیوی زندگی کے بدلے آخرت کو لے رہے ہیں (یعنی فانی دنیا کو چھوڑ چکے ہیں)۔ ⑥ تاکہ وہ ظالموں کے ظلم سے نجات حاصل کر سکیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا یہ قتال کا مقصد ہے، اسی طرح مظلوموں کو ظلم سے نجات دلانا یہ بھی قتال کا ایک مستقل مقصد ہے۔

وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝٧٥ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا
اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝٧٦ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ ع
كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا
فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ
عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ
خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝٧٧

اور آپ ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی حمایت کرنے والا مقرر کر دیجیے اور آپ ہی ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی مدد کرنے والا بھیج دیجیے ﴿٧٥﴾ جو ایمان والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتے ہیں اور جو کافر لوگ ہیں وہ شیطان کے راستے میں قتال کرتے ہیں، سو (اے مسلمانو!) تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو، یقیناً شیطان کی چال کمزور ہے ﴿٧٦﴾

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کہا گیا تھا① کہ تم (ابھی جنگ سے) اپنے ہاتھ روک کر رکھو اور تم نماز قائم کرتے رہو اور تم زکوۃ دیتے رہو، سو جب ان پر (مدنی زندگی میں) جنگ کرنا فرض ہوا تب ان میں سے ایک جماعت لوگوں (یعنی کافروں) سے ایسے ڈرنے لگی جیسے کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے؛ بلکہ اس (اللہ کے ڈر) سے بھی زیادہ ڈرنے لگے اور وہ (یوں) کہنے لگے: اے ہمارے رب! (ابھی) ہمارے اوپر جہاد کرنا آپ نے کیوں فرض کیا؟ تھوڑی سی مدت تک کے لیے آپ نے ہم کو مہلت کیوں نہیں دی②؟ تم (جواب میں) کہو کہ: دنیا کا سامان③ بہت تھوڑا ہے اور تقویٰ والے کے لیے آخرت بہتر ہے اور تم پر تاگے کے برابر (یعنی معمولی) ظلم (بھی) نہیں کیا جائے گا ﴿٧٧﴾

① مکی زندگی میں جب جنگ کی اجازت نہیں تھی تب۔ ② ایسا وسوسہ ان کے دل میں پیدا ہوا تھا جس کو "قول" سے تعبیر کیا گیا ہے اور وسوسہ کا آنا کوئی معصیت نہیں۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ صحابہ مکہ میں تھے تو کافروں کے ظلم کی وجہ سے تنگ آ کر جہاد کی تمنا کر رہے تھے، مدینہ پہنچ کر کچھ عافیت معلوم ہوئی اور جہاد کا حکم آیا تو اس وقت زبان سے یہ بات نکلی کہ "اگر اس وقت جہاد کا حکم نہ ہوتا تو بہتر تھا"۔ بعض حضرات کہتے ہیں: یہ منافقین کی بات ہے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) دنیا کا فائدہ۔

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ
حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ
قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾ مَآ
اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ
لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ
تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ؕ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ
بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ

تم جہاں بھی رہو گے (ایک وقت پر) موت (آ کر) تم کو (وہیں) پکڑ لے گی، چاہے تم مضبوط قلعے میں (حفاظت سے) رہو اور اگر ان (منافقین) کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ: یہ تو اللہ تعالیٰ کے یہاں سے آئی① اور اگر ان (منافقوں) کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ: یہ تمھاری (ناکام تدبیر کی) وجہ سے آئی ہے (اے نبی! جواب میں) تم کہہ دو: ہر ایک (اچھائی یا برائی) اللہ تعالیٰ کے یہاں سے ہی آئی ہے، آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ کوئی بات سمجھنے کے نزدیک بھی نہیں آتے؟ ﴿۷۸﴾ (اے انسان!) جو بھلائی بھی تجھ کو پہنچی سو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے) اور جو برائی تجھ کو پہنچی سو وہ تمھاری اپنی خطا کے سبب سے ہے (اے محمد!) اور ہم نے تم کو سب لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور (آپ رسول ہیں اس بات پر) گواہی دینے کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے ﴿۷۹﴾ جو شخص رسول کی اطاعت کرتا ہے تو پکی بات ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے بھی (اطاعت سے) منہ پھرالیا تو ہم نے تم کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا ﴿۸۰﴾ اور وہ (منافقین تمھارے سامنے تو) کہتے ہیں کہ: ہمارا کام تو (آپ کی) اطاعت کرنا ہے، پھر جب وہ تمھارے پاس سے (نکل کر) باہر جاتے ہیں تو ان (منافقین) میں سے ایک جماعت کے لوگ (تم سے) جو بات کہتے ہیں اس کے خلاف رات کے وقت (خفیہ) مشورہ کرتے ہیں،

① مسلمانوں نے کوئی مضبوط تدبیر نہیں کی تھی۔ اتفاقی چیز سمجھتے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٨١﴾ اَفَلَا
يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿٨٢﴾ وَاِذَا
جَاۗءَھُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ
مِنْھُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْھُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ
الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٨٣﴾ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ
الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿٨٤﴾

اور رات کے وقت جو مشورہ وہ کیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو لکھ رکھتے ہیں① سو تم ان کو نظر انداز کر دو② اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو اور اللہ تعالیٰ کام بنانے کے لیے کافی ہے ﴿۸۱﴾ کیا بھلا وہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اور اگر وہ (قرآن) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلافات (یعنی تفاوت) پاتے ﴿۸۲﴾ اور جب ان (منافقین) کے پاس کوئی (نئی) خبر امن کی یا ڈر کی پہنچتی ہے تو (تحقیق کیے بغیر) اس کو پھیلانا شروع کر دیتے ہیں③ اور اگر وہ اس (خبر) کو (پھیلانے سے پہلے) رسول اور اپنے ذمے داروں تک لے جاتے④ تو جو لوگ ان میں سے اس کی تحقیق کرنے والے ہیں وہ اس کی پوری حقیقت معلوم کرتے اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تھوڑے لوگوں کے سوا (باقی) تم سب شیطان کی اتباع کرنے (یعنی بات ماننے) میں لگ جاتے ﴿۸۳﴾ سو (اے نبی!) اللہ تعالیٰ کے راستے میں تم (دشمنوں سے) قتال کرو، تم صرف اپنی ذات ہی کے ذمے دار ہو اور مومنوں کو (جہاد کے لیے) ترغیب دیتے رہو، اللہ تعالیٰ سے (یقینی) امید ہے کہ وہ کافروں کی لڑائی (کے زور) کو روک دیویں اور اللہ تعالیٰ کی طاقت سب سے بڑی ہے اور (اللہ تعالیٰ کی) سزا بڑی سخت ہے ﴿۸۴﴾

---

① اللہ تعالیٰ ان کے خفیہ مشوروں کو ملائکہ کے ذریعہ لکھواتے ہیں۔② (دوسرا ترجمہ) ان کی طرف دھیان نہ دو۔
③ (دوسرا ترجمہ) اس کو مشہور کر دیتے ہیں (تیسرا ترجمہ) ہر ایک سے کہتے پھرتے ہیں۔④ ذمے دار سے مراد: [۱] علماء، فقہاء۔ [۲] حکومت والے۔ [۳] کسی معاملہ کے ذمے دار اور اکابرین جو صحیح بات کی سمجھ اور خبر رکھتے ہیں۔

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ
لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿٨٥﴾ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا
بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿٨٦﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ
لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿٨٧﴾

جو شخص بھی اچھی سفارش کرتا ہے① تو اس (سفارش کرنے والے) کو بھی اس میں سے ایک حصہ (ثواب کا) ملے گا اور جو شخص بری سفارش کرتا ہے تو اس (سفارش کرنے والے) کو اس (برائی) کا ایک حصہ ملے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں ﴿۸۵﴾ اور جب تم کو کوئی سلامتی کی دعا دے تو تم اس سے بہتر الفاظ میں سلام کا جواب دو یا (کم سے کم) ان ہی الفاظ میں اس (سلام) کا جواب لوٹا دو، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب کرنے والے ہیں ﴿۸٦﴾ اللہ تعالیٰ وہ ہیں جن کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو قیامت کے دن ضرور جمع کریں گے جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی بات کس کی ہو سکتی ہے؟ ﴿۸۷﴾

---

① اچھی سفارش:

[۱] جس کا مقصد کسی کا حق پورا دلوانا ہو۔

[۲] جائز نفع پہنچانا ہو۔

[۳] نقصان سے بچانا ہو۔

[۴] رشوت نہ لی جائے۔

[۵] ناجائز کام میں نہ ہو۔

[۶] محض اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔

[۷] جس ثابت شدہ جرم کی سزا قرآن وحدیث میں آئی ہے اس میں نہ ہو۔

[۸] مسلمان کی حاجت روائی کی دعا کرنا یہ بھی اچھی سفارش ہے۔

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۸۸

پھر تم (مسلمانوں) کو کیا ہو گیا کہ تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ بن گئے ①؛ حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے ان (منافقوں) کے (برے) کاموں کی وجہ سے ان کو (ظاہری کفر کی طرف) الٹا پھرا دیا ہے ② کیا تم یہ ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے شخص کو تم ہدایت پر لے آؤ جس کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتے ہیں تو تم ہرگز اس کے لیے کوئی (ایمان کا) راستہ نہیں پاؤ گے ﴿۸۸﴾

① یعنی قدرت کے باوجود دارالاسلام کو چھوڑ دینا یہ عملی ارتداد ہے جس سے نفاق ظاہر ہو ہی گیا؛ اس لیے ان کے بارے میں دو رائے نہ ہو۔

نوٹ: (۱) بعض لوگ ایسے تھے جو ظاہر میں ایمان نہیں لائے اور دل میں تو ایمان تھا ہی نہیں؛ لیکن مسلمانوں سے اور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کرتے رہتے تھے اور محبت بھی دکھلاتے تھے؛ لیکن ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر مسلمان ہماری قوم پر حملہ کریں تو ہمارے تعلق کی وجہ سے ہماری اور ہمارے گھر والوں کی حفاظت ہو، ان کی اس غلط نیت کا جب پتہ چل گیا تو دو رائے ہو گئیں، بعض حضرات کا یہ کہنا تھا کہ ان سے تعلق بالکل ختم کر دیا جائے: تا کہ وہ ہم سے جدا ہو جائیں اور بعض حضرات کی رائے یہ تھی کہ ان سے تعلق باقی رکھو کہ اس تعلق کی برکت سے وہ لوگ ایمان کو قبول کر لیویں، اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بتلا دیا کہ تم سب آپس میں ایک رائے ہو کر ان کے بارے میں کارروائی کرو جو آگے والی آیت میں ذکر کی گئی ہے۔

نوٹ: (۲) عرب کے کچھ مشرکین مکہ سے مدینہ آئے اور ظاہر کیا کہ ہم مسلمان ہیں، ہجرت کر کے آئے ہیں؛ حالاں کہ انھوں نے دل سے ایمان قبول نہیں کیا تھا، منافقین کی طرح تھے، پھر نبی ﷺ کے سامنے بہانہ کیا کہ مدینہ کی ہواء موافق نہیں آرہی ہے یا ہم تجارت کا سامان لینے مکہ جا رہے ہیں، اس طرح کی باتیں کر کے مدینہ سے مکہ گئے، پھر وہیں رہ گئے، مدینہ واپس نہیں آئے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے چھپے ہوئے کفر کو ظاہر فرما دیا تو مخلص صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعض حضرات نے ان کی حقیقت کے پیشِ نظر ان کو کافر ہی سمجھا اور کافروں والا سلوک ان کے ساتھ کیا جائے یہ ان کی رائے تھی، ان کی بڑی دلیل یہ تھی کہ ان کا دارالاسلام مدینہ چھوڑ کر دارالکفر مکہ چلا جانا اور وہیں رہ جانا کافر ہو جانے کی نشانی ہے اور دوسرے صحابہ حسنِ ظن کی وجہ سے ان کو مسلمان جیسا سمجھتے رہے؛ لیکن جب وہ مکہ واپس چلے گئے تو اب ان کے بارے میں کسی طرح کا اختلاف رائے نہ ہونا چاہیے؛ چوں کہ اس وقت مکہ سے مدینہ ہجرت لازمی تھی اور قدرت کے باوجود ہجرت نہ کرے تو اس کو مسلمان قرار نہیں دیں گے۔

② (دوسرا ترجمہ) ان کو اوندھا کر دیا ہے۔

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى
يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪
وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٨٩﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا
قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ
يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿٩٠﴾

وہ (منافق) تو یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ (خود) کافر ہو گئے ہیں تم بھی کافر بن جاؤ؛ تاکہ (وہ منافق اور) تم (مسلمان) سب (کفر میں) برابر ہو جاؤ①؛ لہٰذا (اے مسلمانو!) تم ان میں سے کسی کو (اس وقت تک) اپنا دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں②، پھر اگر وہ (منافقین اسلام و ہجرت کو) قبول نہ کریں تو جس جگہ بھی تم ان (منافقوں) کو پاؤ ان کو پکڑو اور ان کو قتل کر دو اور تم ان (منافقوں) میں سے کسی کو نہ (اپنا) دوست بناؤ اور نہ مددگار ﴿۸۹﴾ مگر جو (منافق) لوگ کسی ایسی قوم سے جا ملے کہ تمھارے اور ان کے درمیان (کوئی صلح کا) معاہدہ ہوا ہے، یا وہ لوگ تمھارے پاس ایسی حالت میں آئیں کہ تمھارے خلاف جنگ کرنے سے یا اپنی قوم کے خلاف جنگ کرنے سے ان کے دل تنگ ہوں③ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو ان کو تم پر مسلط کر دیتے④، تب وہ تم سے ضرور لڑنے لگ جاتے، سو اگر وہ تم سے (صلح کر کے) دور رہے پھر تم سے جنگ نہ کریں اور تمھارے ساتھ مصالحانہ رویہ رکھے⑤ تو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے خلاف تم کو کسی بھی کارروائی کا حق نہیں دیا⑥ ﴿۹۰﴾

①اسی کو ہمارے ملک کی اصطلاح میں یونیفارم سول کوڈ کہتے ہے۔ ایمانیات کے بجائے کفریات اپنا لینا۔
②اس لیے کہ اس زمانے میں دل سے مسلمان بن کر مدینہ منورہ کی ہجرت کرنا اپنے اسلام کو ظاہر میں ثابت کرنے کے لیے ضروری تھا۔ ③(دوسرا ترجمہ) کبیدہ خاطر ہو۔ ④(دوسرا ترجمہ) ان کو تم پر زور دے دیتے۔ ⑤(دوسرا ترجمہ) تم پر صلح پیش کرے۔ ⑥یعنی ایسے غیر جانب دار لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کو بھی صلح سے رہنا چاہیے اور مسلمانوں کی ہیبت کا ان کے دل میں آ جانا اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر ان کو پکڑنے اور قتل کرنے سے بچنا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی کافر ہمارے ساتھ صلح و شانتی کو آگے بڑھانا چاہے تو پھر ہر حالت میں ان سے جنگ نہ کرنا چاہیے۔

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْۤا اِلَى الْفِتْنَةِ
اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْۤا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ
فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا
مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا ع
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ
عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ

(ان منافقین میں سے) کچھ دوسرے لوگ تم کو ایسے ملیں گے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم (مسلمان) سے (بھی) امن میں رہیں① اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں (مگر ان کی حالت یہ ہے کہ) جب کبھی ان کو کسی شرارت (فتنہ وفساد) کی طرف بلایا جاتا ہے تو اس میں (جا کر) وہ اوندھے گرتے ہیں②، سو اگر وہ تم سے (جنگ کرنے سے) جدا نہ ہوں③ اور تم سے مصالحانہ رویہ نہ رکھیں اور اپنے ہاتھوں کو (مسلمانوں کے ساتھ لڑائی سے) نہ روکیں تو جہاں بھی تم ان کو پاؤ، تو ان کو پکڑو اور ان کو قتل کر دو اور ایسے لوگوں کے خلاف کارروائی کرنے کی ہم نے تم کو کھلی سند دے دی ہے ﴿۹۱﴾

اور کسی ایمان والے کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی ایمان والے کو (ناحق) قتل کر دیوے؛ مگر یہ کہ غلطی سے ایسا ہو جاوے اور جو شخص کسی ایمان والے کو غلطی سے قتل کر دیوے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ایک ایمان والے غلام یا باندی کو آزاد کر دیوے اور دیت اس (مقتول④) کے وارثوں کو پہنچا دیوے؛ مگر یہ کہ وہ (مقتول کے ورثاء دیت کو) معاف کر دیویں، سو اگر وہ (مقتول) تمھاری دشمن قوم سے ہے⑤؛ حالاں کہ وہ (قاتل) خود ایمان والا ہے تو ایک مسلمان غلام یا باندی کو آزاد کرنا ضروری ہے⑥

---

① یعنی لڑائی سے بے خطر رہے، بے خوف رہے۔ ② یعنی ان کو مسلمانوں سے لڑنے کے لیے کہا جاتا ہے تو لڑنے فوراً تیار ہو جاتے ہیں۔ ③ یعنی جنگ نہ چھوڑیں۔ ④ یعنی جس کو غلطی سے قتل کیا گیا ہے۔
⑤ یعنی دار الحرب کا رہنے والا کافر ہو اور کسی وجہ سے یہاں رہتا ہو۔ ⑥ یعنی دیت کی رقم نہیں دینی پڑے گی۔

وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ
مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا
حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ

اور اگر وہ (مقتول) کوئی ایسی قوم سے ہو کہ (جو مسلمان نہیں ہے اور) تمھارے اور ان کے درمیان کوئی معاہدہ ہے ① تو بھی اس (مقتول) کے گھر والوں (یعنی وارثوں) کو دیت سونپ دینا ضروری ہے اور ایک ایمان والے غلام یا باندی کو آزاد بھی کر دینا ہے، سو جس شخص کو (غلام یا باندی) نہ ملے تو دو مہینے لگاتار روزے رکھنا ہے، یہ توبہ کا طریقہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتے ہیں، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۹۲﴾ اور جو شخص کسی ایمان والے کو جان بوجھ کر قتل کر دیتا ہے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا ② اور اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر لیا ہے ﴿۹۳﴾ اے ایمان والو! جب تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں سفر (کیا) کرو تو (ہر کام میں) پوری تحقیق کر لیا کرو اور جو شخص تم کو سلام کرے ③ تو اس کو ایسا مت کہو کہ: ''تو مومن نہیں ہے'' تم (صرف) دنیوی زندگی کا سامان (یعنی غنیمت) حاصل کرنا چاہتے ہو،

---

① یعنی ذمی تھا یا مستأمن تھا یا اس کو قوم کے ساتھ کوئی صلح ہوئی تھی۔ نوٹ: غیر مسلموں کی جان کی حفاظت کا بھی اسلامی قانون کتنا اچھا ہے۔ ② کسی مسلمان کو حلال سمجھ کر ناحق جان بوجھ کر قتل کر دیوے تو وہ آدمی مرتد ہو جاتا ہے اور اس کی سزا دائمی جہنم ہے اور حلال نہ سمجھے اور جان بوجھ کر قتل کرے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہنے کا حق دار ہے، باقی یہ ہے کہ ایمان کی برکت سے دیر سے صحیح اللہ تعالیٰ معاف فرما دیویں ایسی امید ہے یا خلود سے مراد: لمبی مدت جہنم میں رہنا ہے۔

③ سلام کا دوسرا مطلب ہے تمھاری اطاعت قبول کر لیوے۔

(نوٹ) یہاں ''سلام'' سے مراد جو ایمان کے اظہار کے طور پر ہو، ورنہ آج کل بہت سے مسلمان غیر مسلموں سے دوستیاں کرتے ہیں اور وہ غیر مسلم کفر پر رہتے ہوئے دوستی میں مسلمان کو سلام کرے وہ سلام علامتِ ایمان نہیں ہے، جیسے کہ ووٹ لینے آنے والے سلام کرتے ہیں۔ بس جو آدمی خود کو ظاہر میں مسلمان بتاوے اور اس کے لیے سلام کرے یہ کافی ہے۔

فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۹۴ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي
الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ
الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۹۵ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۹۶ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ ع
كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ

سو اللہ تعالیٰ کے پاس تو بہت ساری غنیمت ہے (آخر) تم بھی تو پہلے ایسے ہی تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا؛ لہذا (اب) تم اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو، یقینی بات ہے کہ جو کام تم لوگ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کی پوری خبر رکھتے ہیں ﴿۹۴﴾ جن ایمان والوں کو کوئی (شرعی) معذوری نہ ہو اور وہ بیٹھے رہیں وہ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے، جو لوگ اپنے مال اور اپنی جان سے (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) جہاد کرتے ہیں ان کو بیٹھے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے درجے کے اعتبار سے فضیلت دی ہے اور ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے بہت اچھا (یعنی جنت کا) وعدہ کیا ہے اور (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے بڑے ثواب میں فضیلت دی ہے ﴿۹۵﴾ (وہ عظیم اجر) اس (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے درجات اور مغفرت اور رحمت ہوگی اور اللہ تعالیٰ تو بہت ہی معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۹۶﴾

یقیناً جنھوں نے (مکہ سے مدینہ ہجرت نہ کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا[1] (اور اسی حالت میں) فرشتے ان کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو وہ (فرشتے) کہتے ہیں: تم (دنیا میں) کس حالت میں تھے؟ تو وہ (ہجرت نہ کرنے والے جواب میں) کہتے ہیں کہ: ہم زمین میں بے بس تھے،

---

[1] یعنی ہجرت چھوڑ کر خود کو گنہگار کر رکھا تھا۔

قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ
وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿٩٧﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا
يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٩٨﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٩٩﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا
وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ
وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٠٠﴾ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ ع
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ

تو وہ (فرشتے) کہتے ہیں: کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہیں تھی؟ سو تم ہجرت کر کے وہاں چلے جاتے، لہٰذا ایسے ہی لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ (جہنم) بہت ہی برا انجام ہے① ﴿۹۷﴾ مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے (واقعی) بے بس (یعنی کمزور) تھے② جو (ہجرت کی) کوئی تدبیر نہیں کر سکتے تھے اور (نکلنے کا) کوئی راستہ بھی نہیں جانتے تھے ﴿۹۸﴾ تو پوری امید ہے کہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ تو بڑے معاف کرنے والے، بڑے بخشنے والے ہیں ﴿۹۹﴾ اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کرتا ہے تو اس کو زمین میں بڑی جگہ اور وسعت ملے گی③ اور جو شخص بھی اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے گا، پھر موت نے آ کر اس کو پکڑ لیا تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ثابت ہو چکا اور اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۰۰﴾

اور جب تم زمین میں سفر میں نکلو اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ کافر لوگ تم کو پریشان کریں گے تو تم کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم نماز میں قصر کر لیا کرو،

---

① (دوسرا ترجمہ) اور وہ پہنچنے کی بہت بری جگہ ہے۔ ② یعنی جن میں ہجرت کرنے کی طاقت نہیں تھی۔
③ ہجرت کی برکت سے گناہوں کی معافی، حلال روزی، عمدہ وسیع مکان، مخالفین پر دینی غلبہ، عزت اور شرافت ملے گی اور دین کی اشاعت کا موقع بھی ملے گا۔

اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿١٠١﴾ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ
فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ
وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ
وَاَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ
عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ
مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿١٠٢﴾

یقینی بات ہے کہ کافر لوگ تو تمھارے کھلے ہوئے دشمن ہیں① ﴿۱۰۱﴾ اور (اے نبی!) جب (دشمن سے مقابلے کے وقت) تم ان (مسلمانوں) کے درمیان میں موجود ہوں، پھر تم ان کو نماز پڑھانے کھڑے ہوں② تو چاہیے کہ ان (مسلمانوں) کی ایک جماعت تمھارے ساتھ (نماز پڑھنے) کھڑی ہو جائے اور وہ لوگ اپنے ہتھیار (اپنے ساتھ) لے لیویں، پھر جب وہ لوگ③ سجدہ کر چکیں تو ان کو چاہیے کہ وہ تمھارے پیچھے چلے جائیں④ اور دوسری جماعت جس نے (ابھی تک) نماز نہیں پڑھی وہ (آگے امام کے پیچھے) آجاویں، سو وہ تمھارے ساتھ نماز پڑھیں اور وہ (دوسری جماعت کے) لوگ اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار (ساتھ) لے لیویں⑤ (کیوں کہ) کافر لوگ تو یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیار اور اپنے سامان سے غافل ہو جاؤ تو وہ تم پر ایک دم حملہ کر دیویں اور اگر بارش کی وجہ سے تم کو تکلیف ہووے یا تم بیمار ہوؤ تو اس بات میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم اپنے ہتھیار (اتار کر) رکھ دو اور (اس وقت بھی) تم (صرف) اپنے بچاؤ (حفاظت) کا سامان (ساتھ) لے لو، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے ﴿۱۰۲﴾

---

① عام طور پر دشمنوں کی طرف سے سفر میں خطرہ لگا رہتا ہے، ورنہ خطرہ نہ ہو تب بھی شرعی مقدار والے سفر میں نماز قصر کرنی ہے۔ ② (دوسرا ترجمہ) تم ان (ساتھیوں) کو نماز پڑھاؤ۔ ③ یعنی شروع سے امام کے ساتھ نماز پڑھنے والے۔
④ (دوسرا ترجمہ) تمھارے پاس سے پیچھے ہٹ جاویں۔ ⑤ اس کو صلوۃ الخوف کہا جاتا ہے، حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد قیامت تک صلوۃ الخوف پڑھی جاسکتی ہے، اور جس طرح انسان کے خوف سے یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے اسی طرح شیر، اژدہا یا اس طرح کے سنگین حالات کے موقع پر بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ (باقی اگلے صفحہ)

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ
فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿١٠٣﴾ وَلَا تَهِنُوْا فِي
ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ
ع مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٠٤﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ
النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿١٠٥﴾ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٠٦﴾

پھر جب تم لوگ نماز پوری کر چکو تو کھڑے ہونے کی حالت میں (بھی) اور بیٹھنے کی حالت میں (بھی) اور اپنی کروٹ پر لیٹے لیٹے (بھی؛ یعنی ہر حالت میں) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہو① پھر جب (دشمن کے حملے سے) تم کو اطمینان ہو جاوے تو (قاعدے کے مطابق) تم نماز قائم کرو، یقینی بات ہے کہ نماز معین وقت (کی پابندی) کے ساتھ ایمان والوں پر فرض ہے②﴿۱۰۳﴾ اور تم (دشمن) قوم کا پیچھا کرنے سے ہمت مت ہارو، اگر تم (مسلمانوں) کو (زخموں سے) تکلیف پہنچی ہو تو یقیناً ان (کافروں) کو بھی تمھاری جیسی ہی (زخموں کی) تکلیف پہنچی ہے اور تم (مسلمانوں) کو اللہ تعالیٰ سے اس (ثواب) کی امید ہے جو ان (کافروں) کو نہیں ہے اور اللہ تو سب کچھ جانتے ہیں، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱۰۴﴾

یقیناً ہم نے تمھاری طرف سچی کتاب (یعنی قرآن) اتاری ہے؛ تا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو جو (طریقہ) سمجھا دیا اس کے مطابق تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو اور تم خیانت کرنے والوں کی طرف داری کرنے والے نہ بنو﴿۱۰۵﴾ اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ بخشنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں﴿۱۰۶﴾

⊃ یہ خاص کر کے اس وقت ہے جب کہ تمام حضرات ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے اصرار کرے اور سب کے ایک ساتھ نماز میں مشغول ہونے کی وجہ سے سنگین خطرات ہو، اس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

(اس صفحہ کا حاشیہ:)

① یہ ذکر کی اہمیت کی طرف اشارہ کہ جنگ جہاں جان کا خطرہ ہوتا ہے پھر بھی دورانِ جنگ اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہے اور شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ ہو۔ ② (دوسرا ترجمہ) یقیناً معین (مقرر) وقتوں میں ایمان والوں پر نماز فرض ہے۔

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾ۙ

اور جو لوگ اپنے بارے میں خیانت کرتے ہیں① ان لوگوں کی طرف سے (کسی بھی معاملے میں) تم وکیل مت بنو② یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو پسند نہیں کرتے جو بڑا خیانت کرنے والا، گنہگار ہو③ ﴿۱۰۷﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جو لوگ اپنے دلوں میں دغا رکھتے ہیں۔② (دوسرا ترجمہ) آپ جواب مت دینا۔

③ چھوٹی خیانت کو بھی اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے؛ لیکن یہ آیت جس کے بارے میں نازل ہوئی وہ بشیر نام کا آدمی بڑا خیانت کرنے والا تھا، اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے یہ مبالغہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ چھوٹی بڑی کسی طرح خیانت دین میں پسندیدہ نہیں ہے۔

ان آیات میں جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: حضرت رفاعہؓ نے گیہوں کا آٹا خرید کر ایک بوری میں رکھا ہوا تھا، ایک شخص جو حقیقت میں منافق تھا جس کا نام طعمہ یا بشیر ابن ابیرق بتلایا جاتا ہے اس کو جب پتہ چلا تو اس نے نقب لگا کر آٹا اور ہتھیار کی چوری کر لی، اور خود پر الزام نہ آوے اس لیے ایک یہودی کے یہاں چپکے سے رکھ دیا، طعمہ نے ہوشیاری یہ بھی کی کہ آٹے کی بوری کو تھوڑا سا پھاڑ لیا جس کی وجہ سے حضرت رفاعہؓ کے مکان سے یہودی کے مکان تک آٹا گرتا ہوا چلا گیا اور آٹے کے آثار رہ گئے، بعد میں جب تحقیق ہوئی تو شہرت ہوگئی کہ یہ آٹا اور اسلحہ تو چوری کا ہے، یہودی نے قسم کھالی کہ یہ سب چیزیں طعمہ نے میرے پاس رکھی تھیں۔

حضرت رفاعہ اور ان کے بھتیجے حضرت قتادہ ابن نعمانؓ کو مختلف قرائن سے غالب گمان ہو گیا تھا کہ یہ چوری طعمہ ہی نے کی ہے۔ حضرت قتادہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چوری کا واقعہ سنایا اور طعمہ کے متعلق غالب گمان کا تذکرہ کیا۔

طعمہ کو خبر ہوئی تو اس نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت رفاعہؓ اور حضرت قتادہؓ کی شکایت کی کہ ان کے پاس کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے پھر بھی وہ میرے اوپر چوری کا الزام لگا رہے ہیں؛ حالاں کہ چوری کا مال یہودی کے گھر سے نکلا ہے اور درخواست کی کہ نبیٔ کرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں حضرات کو طعمہ کے نام تہمت لگانے سے روکے اور یہودی کے خلاف دعویٰ دائر کرے۔

ظاہری حالات اور آثار سے خود حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رجحان یہ ہوا کہ یہ چوری یہودی نے کی ہے اور ارادہ یہ فرمایا کہ: یہودی پر چوری کی سزا جاری کرے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے الخ۔

کچھ وقت گزرنے کے بعد قرآنِ کریم میں پورا رکوع نازل کیا گیا جس میں یہ واضح کیا گیا کہ طعمہ ہی نے چوری کی ہے اور یہودی بری ہے، طعمہ مدینہ سے مکہ بھاگ گیا، اب تک منافق تھا اب پکا کافر ہوگیا، مکہ میں بھی کسی کی دیوار میں نقب لگانے گیا، دیوار گر گئی اور دب کر مر گیا۔

يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى
مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ
وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ
ع يَّكْسِبْ خَطِيْٓـَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾

(ان لوگوں کی عادت یہ ہے کہ) وہ (عام) لوگوں سے تو شرماتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے؛ حالاں کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اس وقت بھی ان کے پاس ہوتے ہیں جب وہ رات کو ایسی بات کا مشورہ کرتے ہیں جو بات اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ① اور وہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سب کا احاطہ کر رکھا ہے ﴿۱۰۸﴾ ہاں! تمھاری اتنی ہی طاقت ہے کہ تم ان (خیانت کرنے والوں) کی طرف سے دنیوی زندگی میں جھگڑ رہے ہو ②، پھر قیامت کے دن کون ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کو جواب دے گا؟ یا کون شخص ان (خیانت کرنے والوں) کا وکیل بنے گا؟ ﴿۱۰۹﴾ اور جو شخص کوئی برائی کا کام کرتا ہے یا اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑے معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے پاوے گا ﴿۱۱۰﴾ اور جو شخص بھی کوئی گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ اپنے گناہ سے خود ہی کو نقصان پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے، حکمت کے مالک ہیں ﴿۱۱۱﴾ اور جو شخص غلطی (یعنی چھوٹا گناہ کرتا ہے) یا (بڑا) گناہ کرتا ہے، پھر اس (گناہ) کا الزام کسی بے گناہ پر لگا دیوے تو پکی بات یہ ہے کہ وہ بڑا بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے (سر کے) اوپر اٹھاتا ہے ﴿۱۱۲﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جب وہ رات کو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوا ایسی باتوں کے مشورے کرتے ہیں۔ ② (دوسرا ترجمہ) خیانت کرنے والوں کی طرف سے دنیوی زندگی میں جواب دے دیا (دنیا میں تو اس کو بچانے کے لیے تم نے غلط طرف داری کر لی، آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اس کو کون بچا سکے گا؟ اللہ تعالیٰ کے سامنے کون اس کی طرف داری کر سکے گا؟)

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ
اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ
الثلثة وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿١١٣﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ
نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ
ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١١٤﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ
بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ
ع ١٧ ٢ ١۴ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿١١٥﴾

اور (اے نبی!) اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو ان (دشمنوں) میں سے ایک جماعت نے تم کو غلطی میں ڈالنے کا پکا ارادہ کرلیا تھا اور (حقیقت یہ ہے کہ) یہ لوگ خود اپنے سوا کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے ① اور وہ آپ کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت اتاری اور آپ کو ایسی بات سکھلائی جس کو آپ (اب تک) نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا فضل (ہمیشہ) آپ پر بہت بڑا ہے ﴿۱۱۳﴾ ان لوگوں کے بہت سارے خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں ہوتی؛ مگر یہ کہ جو شخص صدقہ کرنے کا یا نیک کام کرنے کا یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دیوے ② اور جو شخص یہ کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے تو ہم اس کو عنقریب بڑا ثواب دیں گے ③ ﴿۱۱۴﴾ اور جو شخص اپنے سامنے ہدایت کے ظاہر ہوجانے کے بعد (بھی) رسول کی مخالفت کرے اور ایمان والوں کے (دینی) راستے کے سوا کوئی اور راستے پر چلے تو ہم اس کو اسی کے حوالے کردیں گے جو راہ اس نے اختیار کی ہے ④ اور ہم اس کو (آخرت میں) جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ (جہنم) بہت برا ٹھکانہ ہے ﴿۱۱۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اور وہ اپنے آپ ہی کو گمراہ کرتے ہیں۔ ② یعنی ترغیب دیوے۔

③ خفیہ مشوروں کے لیے بنیادی ضابطہ اس آیت میں ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) تو ہم اس کو (دنیا میں) جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا
مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ
وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ
اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾

یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ کسی کو شریک بنانے کو معاف نہیں کرتے اور اس (شرک) سے کم درجے کے گناہ (یعنی صغیرہ یا کبیرہ) جس کے لیے چاہتے ہیں معاف کر دیتے ہیں اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے سو پکی بات ہے کہ وہ (سیدھے راستے سے) گمراہ ہو کر بہت دور جا کر گرتا ہے ﴿۱۱۶﴾ وہ (مشرکین) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف عورتوں (جیسی چیزوں ہی) کو پکارتے ہیں اور وہ (مشرک) لوگ جس کو پکارتے ہیں وہ سرکش شیطان کے علاوہ کوئی اور نہیں ہیں ﴿۱۱۷﴾ اللہ تعالیٰ نے جس (شیطان) پر لعنت کی ہے اور اس (شیطان) نے (اللہ تعالیٰ سے) کہا: میں تیرے بندوں میں سے (میری اطاعت کا) مقرر کیا ہوا حصہ ضرور لے کر ہی رہوں گا① ﴿۱۱۸﴾ اور میں ان کو (سیدھے راستے سے) ضرور گمراہ کروں گا اور میں ان کو یقیناً (بے بنیاد) امیدیں دلاؤں گا اور میں ان کو ضرور (برے کام) سکھلاؤں گا تو وہ (بتوں کے نام پر) چوپایوں کے کان چیر ڈالیں گے② اور میں ان کو ضرور سکھلاؤں گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورتوں میں تبدیلی کر ہی ڈالیں گے③ اور جس نے بھی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنایا تو پکی بات ہے کہ وہ کھلے نقصان میں پڑ گیا ﴿۱۱۹﴾

① یعنی انسانوں کے ایک بڑے حصے کو گمراہ کر کے شیطان اپنے ساتھ آگ میں لے جاوے گا، اسی طرح انسان کے کمائے ہوئے مال کا ایک حصہ شیطان گناہ میں خرچ کرواتا ہے۔
② جاہلیت کے دور میں جانوروں کے کان چیر کر بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے۔
③ مراد اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورتوں کو بگاڑ دیں گے جیسے ڈاڑھی منڈانا یا شرعی مقدار سے کم کتروانا وغیرہ۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ إِلَّا غُرُوْرًا ﴿١٢٠﴾ أُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫
وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿١٢١﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ أَبَدًا ۖ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۖ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿١٢٢﴾
لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَآ أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتٰبِ ۖ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿١٢٤﴾ وَمَنْ أَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهٗ
لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۖ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿١٢٥﴾

وہ (شیطان) ان سے (جھوٹے) وعدے کرتا ہے اور ان کو (بے بنیاد) آرزوؤں میں لگاتا ہے اور
شیطان ان سے جو وعدہ کرتا ہے وہ تو دھوکا ہی ہے ﴿۱۲۰﴾ ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ اس سے
بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں پاویں گے ﴿۱۲۱﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ہم
ان کو ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ ہمیش
رہیں گے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بات میں زیادہ سچا کون ہو سکتا ہے؟ ﴿۱۲۲﴾
(اے مسلمانو!) نہ تو تمھاری تمنائیں (جنت میں لے جانے کے لیے) کافی ہیں اور نہ تو اہلِ کتاب کی
تمنائیں (جنت میں لے جانے کے لیے کافی ہیں؛ بلکہ بات یہ ہے کہ) جو شخص بھی کوئی برائی کرے گا
اس کو اس کی سزا ملے گی اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر نہ کوئی حمایتی اس کو ملے گا اور نہ کوئی مدد کرنے والا (اس کو
ملے گا) ﴿۱۲۳﴾ اور جو شخص بھی نیک کام کرتا ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو، شرط یہ ہے کہ وہ ایمان
والا ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور تِل کے برابر (بھی) ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۱۲۴﴾
اور اس شخص سے زیادہ اچھا دین (یعنی طریقہ) کس کا ہو سکتا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے آگے اپنے
چہرے کو جھکا لیا ہو ① اور وہ نیکی کی عادت رکھتا ہو ② اور ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت پر چلتا ہو جو بالکل
سیدھے راستے پر تھے اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو (اپنا خالص) دوست بنا لیا تھا ﴿۱۲۵﴾

① یعنی اللہ کا پورا فرماں بردار ہو۔ ② یعنی وہ نیک کاموں میں لگا ہوا ہو (محسن: کا ایک مطلب اخلاص سے عبادت کرنا ہے)۔

ع وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾
وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاۗءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ
فِيْ يَتٰمَى النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَھُنَّ مَا كُتِبَ لَھُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْھُنَّ
وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰي بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ
خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِـيْمًا ﴿۱۲۷﴾ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِھَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا

اورآسمانوں اور زمین میں جو کچھ (مخلوقات) ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی مالکی میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کا احاطہ کرر کھا ہے①﴿۱۲۶﴾

اور وہ لوگ تم سے عورتوں (کی میراث اور نکاح کی مہر) کے بارے میں شریعت کا حکم پوچھتے ہیں تو تم (جواب میں یہ) کہو کہ: اللہ تعالیٰ ان (عورتوں) کے بارے میں تم کو شرعی حکم بتلاتے ہیں اور کتاب (یعنی قرآن) میں جو آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں وہ بھی ان یتیم لڑکیوں کے متعلق (شرعی حکم بتلاتی) ہیں، جن (یتیم لڑکیوں) کو تم ان کا مقرر کیا ہوا (میراث اور مہر کا) حق نہیں دیتے اور ان سے تم نکاح کرنا بھی چاہتے ہو②اور (قرآن کی آیتیں) کمزور بچوں کے بارے میں بھی (تم کو شرعی حکم بتاتی) ہیں اور یہ (بھی شرعی حکم ہے) کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف قائم کرو اور جو بھی بھلائی کا کام تم کرو گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کو اس کا پورا علم ہے③﴿۱۲۷﴾ اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی (یعنی لڑائی)④یا بے رغبتی⑤کا ڈر ہو،

① (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو اپنے قابو میں لے لیا ہے۔
② تا کہ یتیم لڑکیوں کا مال کسی دوسرے کے گھر میں نہ چلا جاوے اور تمھارے پاس ہی رہے۔
(دوسرا ترجمہ) اور ان یتیم لڑکیوں سے (خوب صورت نہ ہونے کی وجہ سے) تم نکاح کرنے سے نفرت کرتے ہو۔
③ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح جانتے ہیں (لہٰذا تم کو اس کے مطابق ثواب دیں گے)۔
نوٹ: اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کی میراث اور مہر اور یتامی کے متعلق جو احکام پہلے نازل ہو چکے ہیں وہ عارضی نہیں؛ بلکہ دائمی ہیں۔ ④یعنی شوہر بیوی کو اپنے سے دور رکھے، یا خرچہ دینے میں تنگی کرے، بیوی کو جسمانی یا ذہنی تکلیف پہنچاتا رہے۔ ⑤یعنی بیوی سے بات نہ کرے، نرم برتاؤ نہ کرے۔

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ
الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١٢٨﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا
اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ
وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٢٩﴾

توان دونوں (میاں بیوی) پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ دونوں آپس میں (کسی خاص طریقے سے) صلح کرلیویں① اور صلح کرلینا تو (ہر حالت میں) بہتر ہے، اور (طبعی طور پر ہر انسان کے) دلوں میں لالچ تو رکھی ہوئی ہے اور اگر تم احسان (یعنی اچھا برتاؤ) کرو اور تقویٰ والے بن جاؤ تو جو کام تم کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے ﴿۱۲۸﴾ اور چاہے تم کتنی بھی لالچ رکھو② تب بھی تمام بیویوں کے درمیان برابری تم کر ہی نہیں سکتے③ سو تم (کسی ایک بیوی کی طرف) پورے پورے جھک نہ جاؤ کہ اس (دوسری بیوی) کو بیچ میں لٹکی ہوئی چیز کی طرح چھوڑے رکھو اور اگر تم اصلاح کرلو④ اور (آئندہ) تقویٰ اپنالو تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۲۹﴾

---

① اگر شوہر بیوی کے حقوق ادا نہیں کرتا تو آپس میں مالی حقوق کی کمی یا مالی حقوق چھوڑنے پر صلح کی جاسکتی ہے، جیسے کہ کل مہر یا مہر کا ایک حصہ معاف کردیوے، یا دوسرے اخراجات میں کچھ کمی کرے، اگرچہ نکاح کے خطبے میں تین آیتیں پڑھی جاتی ہیں، تینوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کر شوہر کو بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے، اور اگر عورت کو بے سہارا سمجھ کر اس پر ظلم کیا تو آخرت میں اس پر سخت گرفت ہوگی۔

② (دوسرا ترجمہ) اور تم کتنا بھی چاہو۔ شوہر کی طرف سے زیادتی ہو تو بیوی کس طرح صلح کرے؟

③ قلبی محبت ایک ایسی چیز ہے کہ انسان تمام بیویوں میں برابری کی چاہت رکھتا ہو تو بھی نہیں کرسکتا، ظاہراً برابری تو کرسکتا ہے، اس لیے تو عربی زبان میں دل کو قلب کہتے ہیں جس کے مادہ میں پلٹنے اور پھرتے رہنے کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔

④ یعنی پچھلے دنوں بیوی سے جو نامناسب معاملات کیے اس کی اصلاح کرلو۔

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ
اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ
يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ
ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع ۱۹

اور اگر دونوں (میاں و بیوی طلاق یا خلع سے) جدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی (قدرت ورحمت کی) وسعت سے غنی کر دیں گے ① اور اللہ تعالیٰ تو بہت وسعت والے، حکمت کے مالک ہیں ﴿۱۳۰﴾ اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی مالکی میں ہے اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے تم سے پہلے اہلِ کتاب کو اور خود تم کو اسی بات کا حکم کیا کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اور اگر تم کفر کرتے ہو (تو اللہ تعالیٰ کا کیا نقصان؟) سو یقینی بات ہے کہ آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی مالکی میں ہے ② اور اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہیں، سب خوبیوں والے ہیں ﴿۱۳۱﴾ اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ ہی کی مالکی میں ہے اور کام بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہیں ﴿۱۳۲﴾ اے لوگو! اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو تم سب کو (دنیا سے) لے جاویں ③ اور (تمھاری جگہ) دوسروں کو لے آویں اور اس (لے جانے اور لانے) پر اللہ تعالیٰ پوری طرح قدرت رکھتے ہیں ﴿۱۳۳﴾ جو شخص (صرف) دنیا کا بدلہ چاہتا ہے تو (اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا اور آخرت (دونوں) کا بدلہ ہے ⑤ اور اللہ تعالیٰ تو ہر بات کو سنتے ہیں، ہر چیز کو دیکھتے ہیں ﴿۱۳۴﴾

① (دوسرا ترجمہ) دونوں کو ایک دوسرے کی حاجت سے بے پروا کر دیں گے (مطلب یہ ہے کہ مرد کو دوسری بیوی مل جاوے اور بیوی کو دوسرا شوہر مل جاوے اور ہر ایک کا کام اپنی جگہ چلتا رہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کو روزی دے کر ہر ایک کی حاجت بھی پوری فرما دیں گے)۔ ② ایک ہی آیت میں دو مرتبہ آسمان، زمین کی ملکیت اللہ تعالیٰ کے لیے بیان کی گئی، تقویٰ کی تاکید اور اللہ تعالیٰ کی شانِ بے نیازی کو تاکید کے ساتھ بتایا گیا۔ ③ یعنی فنا کر دیوے۔ ④ یعنی آخرت کا اعلیٰ و باقی اور دنیا کا ادنیٰ و فانی بدلہ دونوں اللہ کے پاس ہی ہے تو آخرت کا اعلیٰ بدلہ اللہ سے زیادہ مانگو، دنیا کا حسن بھی مطلوب ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ
وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ
تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ
مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ
ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا

اے ایمان والو! تم انصاف پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے بنو، اللہ تعالیٰ کے خاطر (سچی) گواہی دینے والے (رہو) اگرچہ (اس صحیح گواہی میں) تمھارا یا (تمھارے) والدین کا اور رشتے داروں کا نقصان ہوتا ہو، اگر وہ (جس کے خلاف گواہی دینی ہے) مال دار ہو یا فقیر ہو تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کی (تم سے) زیادہ بھلائی چاہنے والے ہیں، لہٰذا تم نفسانی خواہشات کے پیچھے مت چلو کہ تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم زبان کو دباؤ گے ① یا تم (شہادت دینے سے) خود کو بچاؤ گے ② تو یاد رکھنا تم جو کام کرتے ہو اللہ تعالیٰ ان کی پوری طرح خبر رکھتے ہیں ﴿۱۳۵﴾ اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور جو کتاب ③ اس (اللہ) نے اپنے رسول پر اتاری اس پر اور جو کتاب ④ اس (اللہ تعالیٰ) نے پہلے اتاری تھی اس پر تم ایمان لاؤ، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور قیامت کے دن کا انکار کرتا ہے تو پکی بات یہ ہے کہ وہ (سیدھے راستے سے) بھٹک کر دور جا کر پڑا ﴿۱۳۶﴾ یقینی بات ہے کہ جو لوگ ایمان لائے، پھر انھوں نے کفر کیا، پھر وہ لوگ ایمان لائے، پھر کفر کیا، پھر (اپنے) کفر میں وہ بڑھتے چلے گئے،

---

① بات کو توڑ موڑ کر کے غلط گواہی دو گے، ہیر پھیر سے گواہی دوں گے۔
② یعنی سچی گواہی دینے کو ٹالو گے، شہادت سے پہلو تہی کرو گے۔
③ قرآن مراد ہے۔
④ پچھلی کتابیں مراد ہیں۔

لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿١٣٧﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا ﴿١٣٨﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ
عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿١٣٩﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ
اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ
اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ﴿١٤٠﴾

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مغفرت نہیں کریں گے اور ان کو ہدایت کے راستے پر نہیں لاویں گے①
﴿۱۳۷﴾ تم منافقین کو خوش خبری سنادو کہ: ان کے لیے (آخرت میں) دردناک عذاب ہے
﴿۱۳۸﴾ جو (منافقین) ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو (اپنا) دوست بناتے ہیں، کیا وہ (منافق)
ان (کافروں) کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں؟ سو عزت تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں
ہے ﴿۱۳۹﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب (یعنی قرآن کی سورۂ انعام) میں یہ حکم
اتارا کہ جب تم (کسی مجمع کے بارے میں) سنو کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کیا جارہا ہے اور ان
(آیتوں) کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ اس وقت تک نہ بیٹھو جب تک کہ وہ اس کے
سوا کوئی (دوسری) بات شروع نہ کردیویں② یقیناً تب تو③ تم بھی (گناہ میں) ان کے جیسے ہی ہوجاؤ گے
یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں ایک ساتھ جمع کرنے والے ہیں ﴿۱۴۰﴾

---

① دو قول ہیں: [۱] یہ آیت منافقین کے متعلق ہے، نفاق سے انھوں نے صحیح، سچی توبہ ہی نہیں کی اور مرتے دم تک کفر پر ہی رہے، ان کا برا انجام ہوگا، ورنہ جو آدمی نفاق کے بعد کبھی بھی صحیح سچی توبہ کرلیوے اور اس پر موت تک جما ہوا رہے تو نفاق والا گناہ اللہ تعالیٰ معاف کردیتے ہیں۔ [۲] دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت یہود کے متعلق ہے، الگ الگ زمانے میں ان کے الگ الگ حالات رہے: اٰمَنُوْا: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے، ثُمَّ كَفَرُوْا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے زمانے میں بچھڑے کی پوجا کرکے کافر بن گئے، ثُمَّ اٰمَنُوْا: پھر توبہ کرکے ایمان لائے، ثُمَّ كَفَرُوْا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے کافر ہوگئے، ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا: حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے کا انکار کرکے کفر میں آگے بڑھ گئے۔

② (دوسرا) جب تک وہ دوسری بات میں مشغول نہ ہوجاویں۔

③ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار اور مذاق کرنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہے تو۔

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ
كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ
فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
سَبِيْلًا ۝۱۴۱ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ ع
قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۴۲ۙ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ

جو (منافق) تمھارے (یعنی مسلمانوں کے برے انجام کے) بارے میں انتظار میں لگے رہتے ہیں، سو اگر تم (مسلمانوں) کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح مل گئی تو وہ (یوں) کہتے ہیں کہ: کیا ہم تمھارے ساتھ نہیں تھے ①؟ اور اگر کافروں کو (غلبے کا) کچھ حصہ مل گیا تو وہ (منافقین ان سے) کہنے لگتے ہیں کہ: کیا ہم تم پر غالب نہیں آرہے تھے ②؟ اور ہم نے تم کو ایمان والوں سے بچا نہیں لیا تھا؟ سو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمھارے درمیان فیصلہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں پر (غالب آنے کا) ہرگز کوئی راستہ نہیں دیں گے ﴿۱۴۱﴾

یقینی بات ہے کہ منافق لوگ (اپنے خیال میں) اللہ تعالیٰ کو دھوکا دے رہے ہیں ③؛ حالاں کہ وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو دھوکے کی سزا دینے والے ہیں ④ اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں ⑤، وہ لوگوں کے سامنے (خود کے نمازی ہونے کا) دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا (زبان سے) ذکر بھی تھوڑا سا ہی کرتے ہیں ﴿۱۴۲﴾ وہ (منافقین) اس (کفر و ایمان) کے بیچ میں تردد (تذبذب) کی حالت میں ہیں،

---

① یعنی ہم کو بھی غنیمت میں سے حصہ دو۔ ② (دوسرا ترجمہ) کیا ہم نے تم کو گھیراؤ میں نہیں لے لیا تھا؟ (اس لیے تم کافروں کو جو کچھ فتح ملی اس کو ہمارا احسان سمجھو مگر ہم نے تم کافروں کو غالب کرنے کے لیے جان بوجھ کر مسلمانوں کی مدد نہیں کی، نتیجہ یہ کہ جو کچھ مال تمھارے ہاتھ میں آیا اس میں سے ہم کو حصہ دو، یہ دونوں طرف سے حصہ لینے کی کوشش کرتے ہیں)۔

③ (دوسرا ترجمہ) وہ چال بازی کرتے ہیں۔ ④ (دوسرا ترجمہ) حالاں کہ اللہ ہی ان کو فریب میں دیں گے۔

⑤ کسلان اعتقادی اور عملی دونوں شامل ہے۔ نماز میں منافقین کو اکتاہٹ ہوتی تھی۔ صحیح اعتقاد اور ثواب کی امید سے نشاط آتا ہے، دونوں چیزیں منافقین میں مفقود تھیں۔

لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿١٤٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ
عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿١٤٤﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ
لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿١٤٥﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ
فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٤٦﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ
بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿١٤٧﴾

نہ (پورے طور پر) ان (مسلمانوں) کی طرف اور نہ (پورے طور پر) ان (کافروں) کی طرف اور
جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دیتے ہیں تو تم ہرگز اس کے لیے (ہدایت پر آنے کا) کوئی راستہ نہیں پاؤ گے
﴿۱۴۳﴾ اے ایمان والو! تم ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو (اپنا) دوست مت بناؤ①، کیا تم
چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اپنے خلاف کھلا الزام قائم کرو؟② ﴿۱۴۴﴾ یقینی بات ہے کہ منافق
لوگ آگ کے سب سے نیچے طبقے میں ہوں گے③ اور تم ان کے لیے ہرگز کوئی مدد کرنے والا نہیں
پاؤ گے ﴿۱۴۵﴾ مگر جن (منافق) لوگوں نے (نفاق چھوڑ کر) توبہ کر لی اور (اپنی) اصلاح کر لی اور
اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنے دین کو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کر لیا تو وہ لوگ ایمان والوں کے
ساتھ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو عنقریب بڑا اجر دیں گے ﴿۱۴۶﴾ اگر تم شکر کرنے والے
بن جاؤ اور تم (صحیح معنیٰ میں) ایمان لے آؤ تو اللہ تعالیٰ تم کو عذاب دے کر کیا کریں گے④ اور اللہ
تعالیٰ تو بڑے قدر کرنے والے (سب کے حالات کو) اچھی طرح جانتے ہیں⑤ ﴿۱۴۷﴾

---

① چاہے وہ کھلا کافر ہو یا منافق ہو، دلی دوستی کسی سے نہ ہو۔ ② (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے پاس اپنے خلاف کھلی وجہ قائم کرو (کہ ہم عذاب کے حق دار تھے)۔ نوٹ: کافروں سے دلی دوستی کفر سے محبت کی علامت ہے یا کم از کم کفر سے نفرت کی کمی کی نشانی ہے اور ایسا شخص عذاب کے لیے اپنے خلاف ثبوت قائم کر رہا ہے۔ ③ جنت میں درجات ہیں اسی طرح جہنم میں درکات ہیں۔ ④ یعنی عذاب نہیں دیں گے۔ ⑤ یعنی ایمان لانے والے اور شکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دیں گے، وہ تو نافرمانوں کو عذاب دیتے ہیں۔ انسان دنیا والوں سے قدر دانی کو چاہتا ہے؛ حالاں کہ وہ کیسی بھی قدر کرے، فانی ہے، جنت اور رضائے الٰہی کی شکل میں اللہ تعالیٰ کے یہاں جو قدر ہوگی وہ دائمی اور باقی ہوگی۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ
تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ
بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ
يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ ع

اللہ تعالیٰ (کسی کی) بری بات ظاہر کرنا پسند نہیں کرتے ہیں ①؛ مگر جس شخص پر ظلم کیا گیا ② اور اللہ تعالیٰ تو (ہر ایک کی بات) سننے والے، (سب کچھ) جاننے والے ہیں ﴿۱۴۸﴾ اگر کوئی نیک کام تم ظاہر کر کے (یعنی سب کے سامنے) کرو یا اس کو چھپا کر کے کرو یا تم (کسی کی) برائی معاف کر دو تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والے، بڑے قدرت والے ہیں ﴿۱۴۹﴾ یقینی بات ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کرنا چاہتے ہیں ③ اور وہ (یوں) کہتے ہیں کہ: ہم تو بعض (رسولوں) کو مانتے اور بعض کو نہیں مانتے اور اس (کفر اور ایمان) کے بیچ کوئی (نئے مذہب کا) راستہ نکالنا چاہتے ہیں ﴿۱۵۰﴾ یہی لوگ پکے (اصلی) کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿۱۵۱﴾ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی کے بیچ (ایمان لانے میں) فرق نہیں کرتے، ان لوگوں کو بہت جلد ان کا ثواب (اللہ تعالیٰ) دیں گے اور اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۵۲﴾

① (دوسرا ترجمہ) (کوئی) کسی کی بری بات ظاہر کرے اس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔ (تیسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے کہ کوئی کسی کو ظاہر میں برا کہے۔ ② وہ مظلوم ظالم کے ظلم کی داستان ظاہر کر سکتا ہے؛ البتہ مظلوم خلافِ واقعہ بات نہ کہے اور زائد بات نہ بتاوے۔ ③ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور رسول کو نہیں مانتے، کچھ لوگ کسی خاص نبی پر ایمان لاتے ہیں، دوسرے نبیوں کو نہیں مانتے ہیں۔

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ
مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ
مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾
وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ
لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ
وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ
طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾

اہلِ کتاب تم سے سوال کرتے ہیں یہ کہ تم ان پر کوئی (خاص) کتاب آسمان سے اتار کر لاؤ (ان کے ایسے سوال سے تعجب مت کرو؛ اس لیے کہ) پکی بات یہ ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) سے اس سے بھی بڑا سوال وہ کر چکے ہیں، سو انھوں نے (یوں) کہا تھا کہ: ہم کو اللہ تعالیٰ کھلی آنکھوں سے دکھا دو①، سو ان کے ظلم (یعنی گستاخی) کی وجہ سے بجلی نے ان کو پکڑ لیا، پھر ان کے پاس (حق کی) کھلی نشانیاں پہنچ جانے کے بعد انھوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا، سو ہم نے اس (غلطی) کو معاف کر دیا اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو صریح غلبہ عطا کیا تھا ﴿۱۵۳﴾ اور ان کا (تورات پر عمل کرنے کا) اقرار لینے کے لیے ہم نے طور پہاڑ کو ان پر اٹھایا تھا اور ہم نے ان سے کہا تھا کہ: تم سجدہ کرتے ہوئے (یعنی سر جھکا کر) دروازے میں داخل ہو؛ اور ہم نے ان سے کہا کہ: تم سنیچر کے دن میں زیادتی مت کرو اور ہم نے ان سے مضبوط عہد لیا تھا ﴿۱۵۴﴾ سو (ہم نے ان کو سزا میں مبتلا کیا) ان (بنی اسرائیل) کے اپنے عہد کو توڑنے کی وجہ سے② اور ان کے اللہ تعالیٰ کی آیتوں (یعنی احکام) کا انکار کرنے کی وجہ سے اور ان کے نبیوں کو ناحق قتل کر دینے کی وجہ سے اور ان (بنی اسرائیل) کے اس کہنے کی وجہ سے کہ: ''ہمارے دل تو غلاف میں محفوظ ہیں''، بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر مہر لگا دی ہے، سو تھوڑی سی باتوں کے سوا وہ کسی بات پر بھی ایمان نہیں لاتے③ ﴿۱۵۵﴾

① یعنی اللہ تعالیٰ ہماری نظروں کے سامنے آجاویں نعوذ باللہ!۔

(باقی آئندہ صفحہ پر)

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿١٥٦﴾ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى
ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ
اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ
يَقِيْنًا ﴿١٥٧﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٥٨﴾ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا
لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾

اور ان (بنی اسرائیل) کے کفر کرنے کی وجہ سے اور ان کے مریم پر بڑے بہتان کی بات کہنے کی وجہ سے ﴿۱۵۶﴾ اور (اسی طرح) ان کی اس بات کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح مریم کے بیٹے، اللہ تعالیٰ کے رسول کو قتل کر دیا تھا①؛ حالاں کہ انھوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور اس کو سولی بھی نہیں دی؛ لیکن (حقیقت کے بارے میں) ان کو اشتباہ ہو گیا تھا اور یقیناً جو لوگ عیسیٰ کے بارے میں مختلف باتیں کر رہے ہیں در اصل اس میں وہ شک (غلط خیال) میں پڑے ہیں، اٹکل کی (خیالی) باتوں پر چلنے کے سوا ان کے پاس اس بارے میں کوئی (صحیح) علم نہیں ہے، اور یقیناً انھوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا ﴿۱۵۷﴾ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس عیسیٰ کو اپنے پاس (زندہ آسمانوں پر) اٹھا لیا تھا اور اللہ تعالیٰ تو بڑے ہی زبردست ہیں، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱۵۸﴾ اور جتنے بھی اہلِ کتاب ہیں② وہ عیسیٰ③ پر ان کی موت سے پہلے ضرور ایمان لاویں گے④ اور قیامت کے دن عیسیٰ ان کے خلاف گواہی دیں گے⑤ ﴿۱۵۹﴾

⊃ ④ اس میں بنی اسرائیل پر الگ الگ سزاؤں کے آنے کی وجہ بتائی گئی ہے۔

⑤ اور نجات کے لیے مکمل ایمان چاہیے، ان کے پاس تو قلیل ایمان ہے اور وہ معتبر نہیں ہے (دوسرا ترجمہ) سو تھوڑے سے (لوگ) ہی ایمان لاتے ہیں (یعنی کامل ایمان حضرت عبد اللہ بن سلامؓ جیسے چند ہی حضرات نے قبول کیا)۔

(اس صفحے کا حاشیہ:) ① نبی کے لیے قتل کی بات نبی سے عداوت کی دلیل ہے جس سے آدمی کافر بن جاتا ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) اہلِ کتاب کی جتنی بھی جماعتیں ہیں۔ ③ جب حضرت عیسیٰؑ کا دنیا میں نزول ہو جائے گا تو اس زمانے میں جتنے بھی اہلِ کتاب موجود ہوں گے، وہ عیسیٰؑ پر ان کی موت سے پہلے ایمان لے آئیں گے، اور دجال اور دجالیوں کو قتل کر دیا جائے گا۔ ④ (دوسرا ترجمہ) جتنے بھی اہلِ کتاب ہیں وہ اپنی موت سے (ذرا) پہلے اس (حضرت عیسیٰؑ) پر ضرور ایمان لاتے ہیں، یعنی جب عالمِ غیب نظر آنے لگے تب؛ حالاں کہ اس وقت کسی چیز کا ماننا فائدہ نہیں دیتا۔ ⑤ گواہی یعنی یہود نے مجھے جھٹلایا تھا اور نصاریٰ نے مجھے اللہ تعالیٰ کا بیٹا مانا تھا۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿١٦٠﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ
بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٦١﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ
وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ
وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا
عَظِيْمًا ﴿١٦٢﴾ ع اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰي نُوْحٍ وَّالنَّـبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓي
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ
وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿١٦٣﴾

سو یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے بہت ساری پاکیزہ چیزیں جو (پہلے سے) ان کے لیے حلال تھیں ہم نے ان پر حرام کردیں اور اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ وہ (یہود) بہت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے تھے ﴿۱۶۰﴾ اور ان کے سود لینے کی وجہ سے: حالاں کہ ان کو (تورات میں) اس (سود لینے) سے منع کیا گیا تھا اور ان کے لوگوں کے مالوں کو ناحق (یعنی غلط اور ناجائز) طریقے سے کھا جانے کی وجہ سے اور ہم نے ان میں سے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿۱۶۱﴾ لیکن ان (اہلِ کتاب) میں سے جو علم میں پکے ہیں اور جو ایمان والے ہیں جو تم پر اتاری گئی شریعت پر اور تم سے پہلے اتاری گئی شریعت پر ایمان لاتے ہیں اور (وہ) نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں ایسے لوگوں کو ہم عنقریب بڑا ثواب دیں گے ① ﴿۱۶۲﴾

(اے نبی!) یقینی بات ہے کہ ہم نے تمھاری طرف ایسی ہی وحی بھیجی جیسی وحی ہم نے نوح اور ان کے بعد والے نبیوں پر بھیجی تھی اور ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد (میں جو نبی تھے) اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان (علیہم السلام) کی طرف ہم نے وحی بھیجی، اور ہم نے داؤد کو زبور (کتاب) دی ﴿۱۶۳﴾

---

① معلوم ہوا کہ جو شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے ان کو معاف کردیا جائے گا۔

وَرُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰهُمۡ عَلَيۡكَ مِنۡ قَبۡلُ وَرُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡهُمۡ عَلَيۡكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰى تَكۡلِيۡمًا ﴿١٦٤﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيۡنَ وَمُنۡذِرِيۡنَ لِئَلَّا يَكُوۡنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ ۢ بَعۡدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا ﴿١٦٥﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشۡهَدُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اِلَيۡكَ اَنۡزَلَهٗ بِعِلۡمِهٖ ۚ وَالۡمَلٰۤئِكَةُ يَشۡهَدُوۡنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ﴿١٦٦﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ قَدۡ ضَلُّوۡا ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ﴿١٦٧﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَظَلَمُوۡا لَمۡ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغۡفِرَ لَهُمۡ وَلَا لِيَهۡدِيَهُمۡ طَرِيۡقًا ﴿١٦٨﴾

اور (اسی طرح) بہت سارے رسول ایسے (ہم نے بھیجے) ہیں کہ ہم نے تمھارے سامنے ان کے واقعات پہلے سنا دیے اور بہت سارے رسول ایسے ہیں کہ ان کے واقعات ہم نے (اب تک) نہیں سنائے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے ساتھ خاص کلام فرمایا① ﴿١٦٤﴾ ان سب رسولوں کو (ایمان والوں کو جنت کی) خوش خبری سنانے والے اور (کافروں کو جہنم کا) ڈر سنانے والے بنا کر ہم نے اس لیے بھیجا؛ تاکہ رسولوں کے (آجانے کے) بعد لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے عذر (یعنی حجت بازی) کرنے کا کوئی موقع نہ رہے اور اللہ تعالیٰ تو بڑے زبردست، بڑی حکمت والے ہیں ﴿١٦٥﴾ (لوگ مانیں کہ نہ مانیں) لیکن اللہ تعالیٰ (خود) اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ پر (اس کتاب قرآن کے ذریعہ) اتارا ہے اس کو اپنے (خاص) علم سے اتارا ہے② اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور (یوں تو) اللہ تعالیٰ گواہی دینے کے لیے کافی ہیں ﴿١٦٦﴾ یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اور (دوسروں کو) اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا پکی بات ہے کہ وہ بھٹک کر گمراہی میں بہت دور نکل گئے ہیں ﴿١٦٧﴾ یقینی بات ہے جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا③، اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز معاف کرنے والے نہیں ہیں اور ان کو (ہدایت کا) راستہ بھی دکھلانے والے نہیں ہیں ﴿١٦٨﴾

① (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے ساتھ (فرشتے کے واسطے کے بغیر) بہت ساری بات چیت کی۔
② یا خاص علم کے ساتھ۔
③ یعنی سچی بات کو چھپا کر دوسروں کو ایمان سے روک کر ظلم کیا یعنی دوسروں کا بھی نقصان کر رہے ہیں۔

إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ﴿١٦٩﴾ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ
قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِن رَّبِّكُمْ فَـَٔامِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ وَإِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلّٰهِ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٧٠﴾ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ
وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللّٰهِ
وَكَلِمَتُهُۥٓ أَلْقٰهَآ إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ

مگر جہنم کا راستہ (ان کو دکھایا جائے گا) جس (جہنم) میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے اور یہ (سزا دینا) اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے ﴿۱۶۹﴾ اے لوگو! پکی بات یہ ہے کہ تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس (ایک) رسول حق بات لے کر کے آچکے، سو تم (اس رسول پر) ایمان لے آؤ، تمھارا بھلا ہوگا ① اور اگر (اب بھی) تم انکار کروگے تو (تمھارا ہی نقصان ہے، اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں) اچھی طرح سمجھ لو کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مالکی میں ہے ② اور اللہ تعالیٰ ہر بات کو جاننے والے، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱۷۰﴾ اے کتاب والو! تم اپنے دین میں مبالغہ مت کرو ③ اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں حق بات کے سوا کوئی (غلط) بات نہ کہو ④، پکی بات یہ ہے کہ مسیح عیسیٰ، مریم کا بیٹا، اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہے ⑤ جس کو اللہ تعالیٰ نے (جبریل علیہ السلام کے واسطے سے) مریم تک پہنچایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح (جان دار چیز) ہے ⑥،

---

① (دوسرا ترجمہ) تمھارے لیے وہی بہتر ہے؛ یعنی دنیا اور آخرت دونوں میں بھلائی ہے۔ ② مالک پر ایمان نہ لاوے تو مالک سزا دیں گے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) تم تمھارے دین میں حد سے آگے مت بڑھو۔ غلو کا حاصل یہ ہے کہ انسان اپنے یا اپنے جیسے نظریات، عقائد، اعمال، طریقۂ کار میں اپنے خلاف دوسروں کی ان چیزوں میں تنقید، تنقیص، تردید میں مبالغہ سے کام لیوے۔ ④ جو بات دین میں نہیں ہے اس کو اپنی طرف سے دین میں داخل مت کرو۔ ⑤ مادی وظاہری اسباب میں مرد کے بغیر صرف اللہ تعالیٰ کا کلمہ ''کن'' یعنی ''ہوجا'' سے پیدا ہوئے۔ یا نشانی کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی۔

⑥ روح: (۱) اللہ تعالیٰ کا حکم (۲) رحمت۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے۔ (۳) روح سے روحانی حیات مراد ہے؛ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت انسانوں کے قلوب میں روحانی حیات کا ذریعہ (۴) مضاف محذوف معلوم ہورہا ہے، ذی روح اور اللہ کی طرف نسبت بطورِ شرف ہے (۵) راز کا معنیٰ: آپ کی بغیر باپ کے تخلیق اللہ تعالیٰ کا راز ہے (۶) روح بمعنیٰ پھونکنا (۷) طہارت اور پاکیزگی کو بتلانے کے لیے بطور مبالغہ۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ
سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿١٧١﴾ ع
لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ
يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿١٧٢﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا
وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا
نَصِيْرًا ﴿١٧٣﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿١٧٤﴾

سو تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور (خدا) تین ہیں ایسی بات مت کہو، اس شرک کی بات تم چھوڑ دو، تمھارے لیے (یہی) بہتر ہے، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ایک معبود ہے، اپنے لیے بیٹے کے ہونے سے وہ (اللہ تعالیٰ) پاک ہے، آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اس (اللہ) کی مالکی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کام بنانے کے لیے کافی ہیں ﴿۱۷۱﴾

مسیح اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے میں ہرگز عار نہیں سمجھتے اور نہ تو مقرب فرشتے (اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے میں عار سمجھتے ہیں) اور جس کو بھی اس (اللہ تعالیٰ) کی بندگی سے عار آتی ہے اور وہ تکبر کرتا ہے تو (اس کو سمجھ لینا چاہیے کہ) عنقریب وہ (اللہ تعالیٰ) ان سب کو اپنے پاس جمع کریں گے ﴿۱۷۲﴾ سو جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے تو اللہ تعالیٰ ان کو ان کا پورا ثواب دیں گے اور ان کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے (اس سے بھی) زیادہ دیں گے اور جن لوگوں نے (اللہ تعالیٰ کی عبادت کو) عار سمجھا اور تکبر کیا تو اللہ تعالیٰ ان کو دردناک عذاب دیں گے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تو کوئی حمایتی ملے گا اور نہ کوئی مددگار (ملے گا) ﴿۱۷۳﴾ اے لوگو! پکی بات یہ ہے کہ تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے بڑی دلیل (خود حضور ﷺ کی ذات) آچکی اور ہم نے تمھاری طرف صاف نور (یعنی قرآن) اتار دیا ہے[۱] ﴿۱۷۴﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ایسی روشنی اتاری جو (سچائی کو) پوری طرح ظاہر کردے۔

فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَاعۡتَصَمُوۡا بِهٖ فَسَيُدۡخِلُهُمۡ فِىۡ رَحۡمَةٍ مِّنۡهُ وَفَضۡلٍ ۙ
وَّيَهۡدِيۡهِمۡ اِلَيۡهِ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا ؕ‏ ﴿۱۷۵﴾ يَسۡتَفۡتُوۡنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفۡتِيۡكُمۡ فِى الۡكَلٰلَةِ ؕ اِنِ
امۡرُؤٌا هَلَكَ لَيۡسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخۡتٌ فَلَهَا نِصۡفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهَا
وَلَدٌ ؕ فَاِنۡ كَانَـتَا اثۡنَتَيۡنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنۡ كَانُوۡۤا اِخۡوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً
ع فَلِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَيَيۡنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَـكُمۡ اَنۡ تَضِلُّوۡا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۱۷۶﴾

سو جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس (اللہ تعالیٰ کے دین) کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی رحمت اور فضل میں داخل کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے پاس پہنچنے کا سیدھا راستہ بتلا دیں گے [1] ﴿۱۷۵﴾ (اے نبی!) وہ لوگ تم سے (کلالہ کا) شرعی حکم پوچھتے ہیں تو تم جواب دو کہ: اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے بارے میں شرعی حکم بتلاتے ہیں، اگر ایسا شخص مرجاوے کہ اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کی (حقیقی یا باپ شریک) بہن ہو تو اس (بہن) کو اس (مرنے والے) کے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ملے گا اور اگر اس (بہن) کی اولاد نہ ہو [2] تو وہ (بھائی) اس (بہن کے پورے مال) کا وارث ہوگا، پھر اگر (مرنے والے کی) دو بہنیں (یا زیادہ) ہوں تو ان دونوں (بہنوں) کو اس (بھائی) کے چھوڑے ہوئے (مال) میں سے دو تہائی (حصہ) ملے گا اور اگر (مرنے والے کے) مرد (بھائی بھی) اور عورتیں (بہن بھی) وارث ہوں تو دو عورتوں کے برابر ایک مرد کو حصہ ملے گا [3] اللہ تعالیٰ تمھارے لیے (احکام کو) کھول کھول کر بیان فرماتے ہیں؛ تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۱۷۶﴾

---

(۱) (دوسرا ترجمہ) (اللہ تعالیٰ) ان کو اپنی طرف آنے والی سیدھی راہ پر پہنچا دیں گے۔

(۲) والدین بھی نہ ہو اور بہن مرجاوے، بھائی زندہ ہو۔

(۳) یعنی بھائی کو دوہرا اور بہن کو اکہرا حصہ ملے گا۔

سورة المائدة

(المدنية)

سورۂ مائدہ

یہ سورت بالاتفاق مدنی ہے، اور مدنی سورت میں بھی آخری سورت ہے؛ یہاں تک کہ بعض حضرات نے اس کو قران کی آخری سوت بھی کہا ہے۔

اس میں ایک سو بیس (۱۲۰) آیتیں ہیں، سورۂ فتح کے بعد اور سورۂ توبہ سے پہلے ایک سو بارہ (۱۱۲) نمبر پر نازل ہوئی۔

''مائدہ'' دستر خوان کو کہتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری حضرات نے جب درخواست کی اس پر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے دستر خوان نازل فرمایا تھا۔

اس سورت کا ایک نام ''سورۂ عقود'' بھی ہے، اس سورت میں نکاح، مہر، قسم، امان، امانت، ودیعت اور وصیت وغیرہ عقود یعنی عہدوں کا تذکرہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝١ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

اے ایمان والو! تم قول وقرار کو پورا کرو①، تمھارے لیے چوپایوں کی قسم کے تمام جانور حلال کردیے گئے ہیں② سوائے ان (جانوروں) کے کہ (جن کا حرام ہونا) تم کو (آگے والی آیت میں) پڑھ کر سنا دیا جائے گا (لیکن) جب تم احرام کی حالت (اور حرم کی حد) میں ہوں تو تم (ان میں جو) شکار (کے جانور ہیں ان) کو حلال مت سمجھنا، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں (اس کا) حکم دیتے ہیں ﴿۱﴾ اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ (کے دین) کی نشانیوں کو حلال مت سمجھو③ اور نہ احترام کے مہینے کو④ اور نہ ہدی (یعنی جو قربانی کا جانور حرم لے جایا جا رہا ہو اس) کو اور نہ جن (جانوروں) کے گلے میں پٹہ ڈالا گیا ہو ان کو،

①[۱] عقد بمعنی عہد چونکہ گرہ کی طرف عہد بھی باندھے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں سے ایمان واطاعت کے متعلق جو عہد لیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو پورا کرنا۔ [۲] لوگوں کے آپس کے جائز کاموں کے معاہدے۔ [۳] آپس میں مدد کرنے کے لیے بات پکی کرنا۔ [۴] دو شخص یا دو جماعت کے درمیان کوئی کام کرنے یا چھوڑنے کی جو جائز پابندی ایک دوسرے پر ڈالی جائے۔

② اونٹ، بکری، گائے اس طرح کے پالتو جانور کو عربی میں ''انعام'' اور اردو میں مویشی کہتے ہیں، جانوروں کی بولی مبہم ہوتی ہے اس لیے ان کو ''بہیمہ'' کہتے ہیں۔ ③ ادب واحترام ہی نہ ہوا ایسا اس کے ساتھ برتاؤ نہ کرو۔ شعائر: جو چیزیں حق تعالیٰ کی عظمت اور معبودیت کے لیے خاص علامت قرار دی گئی ہو، اسی طرح جو چیز عرف میں مسلمان ہونے یا مسلمانوں کی علامت سمجھی جائے جیسے مساجد، قرآن، دینی احکام، مکہ ومدینہ میں خاص خاص مقامات، اذان، ختنہ، حج، نماز باجماعت وغیرہ۔ ④ رجب، ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم یہ چار مہینے مراد ہیں۔

وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ
فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ
تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ
الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ
اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۟ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ

اور نہ ان لوگوں کو جو اپنے رب کا فضل اور خوشی حاصل کرنے کے لیے احترام والے گھر (یعنی کعبہ) کے ارادے سے جا رہے ہوں ①اور جب تم (احرام کھول کر کے) حلال ہو جاؤ تو تم شکار (کرنا چاہو تو) کرلو، اور جس قوم کے ساتھ اس وجہ سے دشمنی ہو کہ انھوں نے تم کو مسجدِ حرام سے روکا تھا یہ (دشمنی) اس بات پر تم کو نہ ابھارے کہ تم (ان پر) زیادتی کرنے لگو اور تم نیکی اور تقویٰ (کے کام) میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کام) میں تم ایک دوسرے کی مدد مت کیا کرو اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، یقیناً اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہے ﴿۲﴾ تمھارے لیے حرام کر دیا گیا ہے مُردار (جانور) اور (بہنے والا) خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ (جانور) جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو اور جو (جانور) گلا گھونٹنے سے مرا ہو اور جو (جانور) چوٹ کھانے سے مر گیا ہو اور جو (جانور اوپر سے) گر کر مر گیا ہو اور جو (جانور کسی جانور کے) سینگ مارنے سے مرا ہو اور جس (جانور) کو کسی پھاڑ کھانے والے جانور نے (پھاڑ) کھایا ہو (اور وہ مر جاوے)؛ مگر یہ کہ (مرنے سے پہلے) تم اس کو ذبح کر دو (تو اس کو کھانا حلال ہے) اور وہ (جانور بھی حرام ہے) جن کو بتوں کے تھان ②پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بات بھی (حرام ہے) کہ جوئے کے تیروں سے تم (گوشت وغیرہ) تقسیم کرو③،

---

① یعنی ان سب کی بے ادبی مت کرو اور ادب کا لحاظ رکھو۔ ② اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی عبادت (پوجا) کی جگہ، استھان۔ جو جگہیں غیر مسلموں کے یہاں غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے کے لیے متعین ہوتی ہے اس کو ''نُصب'' کہا جاتا ہے۔ اگر ایسی جگہ کوئی مسلمان اللہ کا نام لے کر بھی ذبح کرے تو بھی وہ حلال نہیں ہوگا؛ چوں کہ وہ جگہ بتوں کے چڑھاوے کے جانور کے ذبح کے لیے متعین ہوتی ہے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) (یہ بھی حرام ہے) کہ فال کے تیروں سے تم قسمت معلوم کرو۔

ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ
فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣﴾ يَسْــَٔلُوْنَكَ
مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ
تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠

یہ سب باتیں بڑے گناہ ہیں، آج کے دن کافر لوگ تمھارے دین سے ناامید ہو گئے ہیں①، سو (اے مسلمانو!) تم ان (کافروں) سے مت ڈرو اور مجھ ہی سے تم ڈرو، آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین (ہر طرح سے) مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت میں نے پوری کر دی② اور میں نے تمھارے لیے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لیے) پسند کیا③ ہاں! جو آدمی سخت بھوک کی وجہ سے مجبور ہو جائے④ شرط یہ ہے کہ گناہ کی طرف مائل نہ ہو⑤ تو یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے، بڑے مہربان ہیں ﴿۳﴾ وہ لوگ تم سے سوال کرتے ہیں کہ کیا چیزیں ان کے لیے حلال کی گئی ہیں؟ تو (جواب میں) کہو: تمام پاکیزہ چیزیں تمھارے لیے حلال کی گئی ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تم نے شکار پر دوڑانے کو سدھا لیا ہو جب کہ تم نے ان کو وہ طریقے سکھلائے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے تم کو سکھائے ہیں، وہ (شکاری جانور) جس (جانور) کو (شکار کر کے) تمھارے لیے پکڑ رکھیں تو اس میں سے تم کھاؤ⑥ اور اس (شکاری جانور کو دوڑاتے وقت اس) پر تم اللہ کا نام پڑھ لیا کرو،

---

① یعنی اسلام ختم بھی نہ ہوگا اور کبھی مغلوب بھی نہ ہوگا۔ ② دینی نعمت یہ کہ احکام مکمل ہو گئے۔ دنیوی نعمت یہ کہ مسلمانوں کو طاقت اور مضبوطی مل گئی۔ اِکمال: کسی چیز سے جو غرض اور مقصود ہو وہ پورا ہو جائے۔ اِتمام: دوسری چیز کی ضرورت نہ رہے۔ ③ لہٰذا پورے دین پر تم عمل کرو۔ ④ اور مجبوری میں حرام چیز میں سے کچھ کھا لیوے۔ ⑤ یعنی ضرورت سے زیادہ نہ کھائے اور کھانے میں لذت مقصد نہ ہو۔ ⑥ یہاں خاص طور پر مراد کتے، باز اور ان جیسے جانور جن کو شکار کی تعلیم دی گئی ہے اور وہ شکار کرلادیں تو شکار کیے ہوئے جانور آیت میں جن شرائط کی طرف اشارہ ہے ان کی رعایت کے ساتھ حلال ہے، وہ شرائط یہ ہیں: (۱) کتا یا باز سکھایا ہوا ہو جس کی ایک علامت یہ ہے کہ جب کتا شکار کرے تو اسے خود نہ کھاوے اور باز کو جب بلاؤ تو فوراً آ جاوے (۲) اپنے ارادے سے کتے یا باز کو شکار کے پیچھے چھوڑنا یعنی وہ خود بخود کسی شکار کے پیچھے دوڑ کر شکار نہ کریں (۳) شکاری جانور شکار خود نہ کھاوے؛ بلکہ مالک کے پاس لے آوے (۴) بسم اللہ کہہ کر چھوڑے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۴﴾ اَلۡيَوۡمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ
الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمۡ وَطَعَامُكُمۡ حِلٌّ لَّهُمۡ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ
الۡمُؤۡمِنٰتِ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ اِذَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ
اُجُوۡرَهُنَّ مُحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسٰفِحِيۡنَ وَلَا مُتَّخِذِىۡۤ اَخۡدَانٍ ؕ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ
ع حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَى
الصَّلٰوةِ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ وَاَيۡدِيَكُمۡ اِلَى الۡمَرَافِقِ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِكُمۡ
وَاَرۡجُلَكُمۡ اِلَى الۡكَعۡبَيۡنِ ؕ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا ؕ

اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والے ہیں ﴿۴﴾ آج کے دن تمھارے لیے سب پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئی ہیں اور جن کو کتاب دی گئی ان کا کھانا① تمھارے لیے حلال ہے اور تمھارا کھانا① ان (اہلِ کتاب) کے لیے حلال ہے، اور ایمان والی پاک دامن عورتیں بھی (تمھارے لیے حلال ہیں) اور تم سے پہلے جن کو کتاب دی گئی ان میں کی پاک دامن عورتیں بھی (تمھارے لیے حلال ہیں) جب کہ تم ان (عورتوں) کو نکاح (کے بندھن) میں لانے کے لیے ان کا مہر دے دو (بغیر نکاح کے) صرف خواہش پوری کرنی نہ ہو② اور خفیہ دوستی کرنے والے نہ ہوں③ اور جو شخص ایمان کا انکار کرتا ہے پکی بات یہ ہے کہ اس کا عمل ضائع ہوگیا اور وہ شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا ﴿۵﴾

اے ایمان والو! جب تم نماز (پڑھنے) کے لیے اٹھو④ تو تم اپنے چہروں کو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کو دھولیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کرلیا کرو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک (دھولیا کرو) اور اگر تم جنابت کی حالت میں⑤ ہوں تو تم (پورے جسم کو دھوکر) اچھی طرح پاک ہوجاؤ،

① یعنی ذبح کیا ہوا جانور۔ ② (دوسرا ترجمہ) اور صرف مستی کرنی مقصود نہ ہو۔ ③ پرائی عورت سے معاشقہ جو آج کی دنیا میں ایک فیشن سمجھا جارہا ہے اور اس کو لوگ برا بھی نہیں سمجھتے شریعت نے اس کو ناجائز قرار دیا ہے۔
④ یعنی نماز پڑھنے کا ارادہ کرو۔ ⑤ یعنی بڑی ناپاکی کی حالت جس میں غسل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ
فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا
يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٦ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ
قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٧ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا
تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫

اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں (نکلے) ہو یا تم میں سے کوئی استنجے سے فارغ ہو کر آیا ہو یا تم (مردوں) نے عورتوں سے ملاپ کیا ہو①، پھر (اس کے بعد) تم پانی کو نہ پاؤ② تو تم پاکیزہ مٹی سے تیمم کرو، سو تم اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کا اس (مٹی) سے مسح کر لو، اللہ تعالیٰ تم پر کوئی تنگی کرنا نہیں چاہتے؛ لیکن وہ (اللہ تعالیٰ) تو تم کو پاک و صاف کرنا چاہتے ہیں؛ اور تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کریں؛ تاکہ تم شکر کرنے والے بن جاؤ ﴿٦﴾ اور اللہ تعالیٰ کی جو نعمت تم پر ہے (اس کو) اور اس (اللہ تعالیٰ) کے اس عہد کو یاد رکھو جو اس نے تم سے لیا تھا جب کہ تم نے کہا تھا کہ ہم نے (احکام کو) سن لیا اور ہم نے مان لیا اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سینوں کی بات کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿٧﴾ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ (کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے) کے لیے ہر وقت تیار رہو (اور) انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بنو③ اور کسی قوم کے ساتھ دشمنی تم کو اس بات کے لیے نہ ابھارے کہ تم انصاف کرنا چھوڑ دو (بلکہ) تم انصاف کرو④، وہ تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے⑤

---

① جماع کرنے سے غسل کی ضرورت پڑتی ہے۔ ② یعنی پانی کا استعمال ناممکن ہو۔ ③ (دوسرا ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ (کی خوشی) کے لیے (احکام کی) پوری پابندی کرنے والے (اور) انصاف کی گواہی دینے والے بنو۔

④ انصاف: افراط اور تفریط کے بغیر کسی کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جس کا وہ واقعی مستحق ہے۔ دشمن سے بھی انصاف یہ اسلام کی عظیم خوبیوں میں سے ہے۔

⑤ شرعاً جو چیزیں حرام ہیں ان سے بچنے کی وجہ سے ایک نورانی کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ بھی تقویٰ ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ
لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ﴿۹﴾ وَالَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ
الۡجَحِیۡمِ ﴿۱۰﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَیۡكُمۡ اِذۡ هَمَّ قَوۡمٌ اَنۡ یَّبۡسُطُوۡۤا
ع اِلَیۡكُمۡ اَیۡدِیَهُمۡ فَكَفَّ اَیۡدِیَهُمۡ عَنۡكُمۡ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَی اللّٰهِ فَلۡیَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۱﴾
وَلَقَدۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۚ وَبَعَثۡنَا مِنۡهُمُ اثۡنَیۡ عَشَرَ نَقِیۡبًا ؕ وَقَالَ اللّٰهُ
اِنِّیۡ مَعَكُمۡ ؕ لَئِنۡ اَقَمۡتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَیۡتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنۡتُمۡ بِرُسُلِیۡ وَعَزَّرۡتُمُوۡهُمۡ

اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو① یقینی بات ہے کہ جو کچھ (اعمال) تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے ﴿۸﴾ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ان کے لیے مغفرت اور بڑا ثواب ہے ﴿۹﴾ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا وہی لوگ دوزخ (میں رہنے) والے ہیں ﴿۱۰﴾ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا احسان جو تم پر ہے اس کو یاد رکھو (خاص کر کے) جب کہ ایک قوم نے تم پر اپنا ہاتھ چلانے کا ارادہ کیا② تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ تم (کو نقصان پہنچانے) سے روک دیے اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ایمان والوں کو تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ﴿۱۱﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے اقرار لے چکے تھے اور ہم نے ان میں سے بارہ ذمے دار (یعنی نگران) مقرر کیے تھے③ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: یقیناً میں (اپنی مدد کے ذریعے) تمھارے ساتھ ہی ہوں، اگر تم نماز قائم کرو اور تم زکوۃ ادا کرو اور تم میرے (سب) رسولوں پر ایمان لاؤ اور تم ان (رسولوں) کی مدد کرو،

---

① محبت کے جذبات میں مغلوب ہو کر بے جا طرف داری نہ کرنا اور عداوت کے غلبے میں بے انصافی نہ کرنا یہ تقویٰ حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اسی طرح اعمالِ خیر اور اچھی عادتوں سے بھی تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔
② مکہ کے قریشی کافروں کا حملہ مراد ہے۔ کفار کی تدابیر کو ناکام کر کے حفاظت کرنا یہ بھی مؤمنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ ③ عمل زندہ کرنے کے لیے نگران کی ضرورت پڑتی ہے، نگران کی برکت سے عمل میں پابندی بھی آتی ہے۔

وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿١٢﴾
فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ
مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا
مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣﴾ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا
نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ
وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١٤﴾

اور تم اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دو① تو میں تم سے ضرور تمھارے گناہوں کو دور کر دوں گا اور میں تم کو ضرور ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، سو اس کے بعد بھی جو شخص تم میں سے کفر اختیار کرے گا، سو پکی بات ہے کہ وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا ﴿۱۲﴾ سو ان لوگوں نے جو اپنے عہد کو توڑ ڈالا اس کی وجہ سے ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا، وہ (بنی اسرائیل کے علما اللہ تعالیٰ کے) کلمات کو اس کی جگہوں سے بدل دیتے ہیں② اور جو نصیحت ان کو کی گئی تھی اس کا بڑا حصہ وہ بھول چکے ہیں③ ان میں سے چند لوگوں کو چھوڑ کر ان کی (کسی نہ کسی) خیانت کا تم کو برابر پتہ چلتا رہے گا، سو (ابھی تو) تم ان کو معاف کر دو اور تم (ان سے) درگزر کرو، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں ﴿۱۳﴾ اور جن لوگوں نے کہا کہ: ہم تو نصرانی ہی ہیں، ہم نے ان کا اقرار لیا، سو ان کو جو نصیحت کی گئی تھی اس کا بڑا حصہ وہ بھول گئے، سو ہم نے قیامت تک ان کے درمیان میں دشمنی اور بغض (یعنی کینہ) لازم کر دیا اور جو کام وہ کیا کرتے تھے عنقریب اللہ تعالیٰ ان کو بتلا دیں گے④ ﴿۱۴﴾

---

① یعنی اخلاص سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو۔

② یعنی تورات کے الفاظ اور معانی میں تحریفات کرنا۔

③ یعنی اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ ④ پھر سزا دیں گے۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ
الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ⑮ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ
مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ
وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ⑯ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ
مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ
وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا
يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑰

اے کتاب والو! پکی بات یہ ہے کہ تمھارے پاس ہمارے رسول (محمد ﷺ) آچکے، کتاب (یعنی تورات وانجیل) کی بہت ساری باتیں جوتم چھپایا کرتے تھے اس کوتمھارے لیے وہ صاف صاف ظاہر کر دیتے ہیں اور بہت سی باتوں سے درگذر کرتے ہیں① پکی بات یہ ہے کہ تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشنی② اور (سچائی کو) ظاہر کرنے والی کتاب (یعنی قرآن) آچکی ﴿۱۵﴾ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کوسلامتی کے راستے دکھلاتے ہیں جواس کی خوشی چاہتے ہوں اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے③ ان کو اندھیریوں سے روشنی کی طرف نکالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو (ہمیشہ) سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتے ہیں ﴿۱۶﴾ وہ لوگ یقیناً کافر ہو گئے ہیں جن لوگوں نے ایسی بات کہی کہ اللہ تعالیٰ ہی مسیح ابن مریم ہے (اے نبی!) تم (ان سے جواب میں) کہو کہ: اگر اللہ تعالیٰ مسیح مریم کے بیٹے کو اور اس کی امّاں کو اور سب زمین والوں کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرے تو کون ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ارادے کو روکنے کی ذرا بھی طاقت رکھتا ہو؟ اور آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، وہ (اللہ تعالیٰ) جو چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۱۷﴾

① یعنی جن باتوں کو اب چھپانے سے عقیدے یا عمل میں کوئی نقصان نہ ہو۔② نور سے مراد نبیٔ کریم ﷺ کی بشری ذات نورانی الصفات ہے، اور بعض مفسرین نے عطفِ تفسیری قرار دیا، اس صورت میں نور اور روشنی سے مراد کتاب قرآنِ مجید ہے جو سراپا نور ہی نور ہے۔③ مراد اپنی طرف سے نیک توفیق کے ذریعے سے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ
بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؗ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ
رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا
نَذِيْرٍ ؗ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى ع ۸
لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ
وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾

یہود اور نصاریٰ کہنے لگے: ہم تو اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں، تو تم (جواب میں) کہو: (اگر ایسی ہی بات ہوتی) تو پھر وہ (اللہ تعالیٰ) تمھارے گناہوں پر تم کو سزا کیوں دیتے ہیں؟ بلکہ تم اس (اللہ تعالیٰ) کی مخلوق میں سے (عام انسانوں کی طرح) ایک انسان ہو، وہ (اللہ تعالیٰ) جس کو چاہتے ہیں معاف کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں عذاب دیتے ہیں اور آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اس کی حکومت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے ﴿۱۸﴾ اے اہلِ کتاب! پکی بات یہ ہے کہ تمھارے پاس ہمارے رسول آچکے جو تمھارے سامنے (ہمارے احکام) کھول کر بتاتے ہیں (ایسے وقت میں یہ رسول آئے) جب کہ ایک زمانے سے رسولوں کے آنے کا سلسلہ بند تھا؛ تا کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی خوش خبری سنانے والا اور کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، سو پکی بات یہ ہے کہ تمھارے پاس خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا (یعنی رسول محمد ﷺ) آچکا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۱۹﴾

اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کے جو احسان تم پر ہیں اس کو یاد کرو: جب کہ اس (اللہ تعالیٰ) نے تم میں بہت سارے نبی پیدا کیے اور تم کو حکمران بنایا① اور تم کو (کچھ) ایسی نعمت بھی عطا فرمائی جو (تم سے پہلے) جہاں والوں میں سے کسی کو عطا نہیں فرمائی ﴿۲۰﴾

---

① یعنی تمھارے خاندان میں حکومت اور مال داری عطا فرمائی۔

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٢١﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾

اے میری قوم! تم اس مقدس زمین میں داخل ہوجاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمھارے حق میں لکھ دی ہے اور تم اپنی پیٹھ دکھا کر واپس مت بھاگو، ورنہ تم نقصان میں پڑ جاؤ گے① ﴿۲۱﴾ وہ (بنی اسرائیل) کہنے لگے کہ: اے موسیٰ! اُس (شہر) میں تو (ایک) بڑی طاقتور قوم ہے② اور جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جاویں گے ہم ہرگز اس میں داخل نہیں ہوں گے، ہاں! اگر وہ لوگ وہاں سے نکل جاویں تو ہم ضرور داخل ہوں گے ﴿۲۲﴾ (موسیٰ علیہ السلام کی تائید میں) دو آدمیوں نے (بھی) کہا: جو کہ (اللہ تعالیٰ سے) ڈرنے والوں میں سے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پر اپنا (خاص) احسان کیا تھا③ کہ تم ان پر (حملہ کر کے شہر کے) دروازے سے گھس جاؤ، سو جب تم اس (دروازے) میں داخل ہوجاؤ گے تو یقین رکھو (اسی وقت) تم غالب آجاؤ گے④ اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھو اگر تم واقعی مؤمن ہو ﴿۲۳﴾

① یعنی دنیا میں حکومت جاوے گی اور آخرت میں جہاد چھوڑنے کا گناہ ہوگا۔

② ایک قول میں جبارین سے یہاں قومِ عمالقہ مراد ہے، یہ حضرت ہودؑ پر ایمان لانے والوں کی اولاد میں سے ہیں، جنھوں نے حضرت یعقوبؑ کے زمانے میں بیت المقدس پر قبضہ کرلیا تھا۔ یہ ایسی سخت قوم تھی جن کا مقابلہ کرنا مشکل تھا، جو لوگوں کو زبردستی اپنا تابع بناتے تھے۔

③ ان دونوں نے نبی سے جو عہد کیا تھا اس پر اللہ کے فضل سے ثابت قدم تھے، نبی کی پوری اطاعت کر رہے تھے اور نبی کی ہدایت کے مطابق طاقتور قوم کے حال کا جو راز تھا انھوں نے کھولا نہیں تھا۔

نوٹ: یہ دو شخص انہی بارہ سرداروں میں سے تھے، بہت سے مفسرینؒ نے ان کا نام حضرت یوشع ابن نون اور کالب ابن یوقنا لکھا ہے۔

④ یعنی جلدی فتح ہوگی۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا
هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۲۴ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ
الْفٰسِقِيْنَ ۲۵ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ فَلَا
ع تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۲۶ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا
فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ
النصف اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۲۷

(مگر بنی اسرائیل پھر بھی یہی) کہنے لگے: اے موسیٰ! جب تک وہ لوگ اس (شہر) میں موجود ہیں ہم کبھی بھی اس (ملک) میں داخل نہیں ہوں گے، سو (اے موسیٰ! اگر ان سے لڑنا ہے تو) تم اور تمھارا رب دونوں جاؤ اور تم دونوں (ان سے) جنگ کرو، ہم تو یہیں پر بیٹھے ہیں ﴿۲۴﴾ اس (موسیٰ علیہ السلام) نے کہا: اے میرے رب! اپنی ذات اور اپنے بھائی کے سوا کسی پر میرا کوئی اختیار نہیں ہے، سو آپ ہمارے اور نافرمان قوم کے درمیان فیصلہ کر دیجیے [1] ﴿۲۵﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب وہ مقدس زمین چالیس سال تک ان پر حرام کر دی گئی ہے [2] زمین (کے ایک خاص حصہ) میں وہ سر مارتے پھریں گے [3] سو (اے موسیٰ!) تم نافرمان قوم پر افسوس (بھی) مت کرو ﴿۲۶﴾

اور (اے نبی محمد!) تم ان کے سامنے آدم (علیہ السلام) کے دونوں بیٹوں [4] کی خبر (یعنی واقعہ) صحیح صحیح پڑھ کر سناؤ، جب دونوں نے (اللہ تعالیٰ کے لیے) قربانی پیش کی تو ان دونوں میں ایک کی (قربانی) قبول ہو گئی اور دوسرے کی (قربانی) قبول نہیں ہوئی، (قابیل نے) کہا کہ: میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا، (جس کی قربانی قبول ہوئی تھی اس ہابیل نے) کہا: اللہ تعالیٰ تو تقویٰ والوں ہی سے (قربانی) قبول کرتے ہیں ﴿۲۷﴾

---

[1] (دوسرا ترجمہ) سو آپ ہمارے اور نافرمان قوم کے درمیان فرق (جدائی) کر دیجیے۔
[2] یعنی گھر میں جا نہیں سکیں گے اور راستہ بھی نہیں ملے گا، بنی اسرائیل کے لیے چالیس سال ایک کھلا میدان قید خانہ بنا دیا گیا، کیسی عجیب قدرت ہے خدا تعالیٰ کی، وادیٔ تیہ کی تفصیلات بندے کی کتاب ''دیکھی ہوئی دنیا'' مصر کے سفرنامہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ [3] (دوسرا ترجمہ) حیران و پریشان پھرتے رہیں گے۔ مراد وادیٔ تیہ ہے۔ [4] یعنی قابیل اور ہابیل۔

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ
رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ
جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٣٠﴾

اگر تو مجھ کو قتل کرنے کے لیے میری طرف اپنا ہاتھ بڑھائے گا تو میں اپنا ہاتھ تیری طرف تجھ کو قتل
کرنے کے لیے نہیں اٹھاؤں گا، یقیناً میں تو تمام جہانوں کے رب اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں ﴿۲۸﴾
میں یہ چاہتا ہوں کہ تو اپنے گناہوں کے ساتھ میرے (قتل کے) گناہ کو بھی حاصل کر لیوے، سو تو
جہنم والوں میں (شامل) ہو جائے اور یہی ظالموں کی سزا ہے ﴿۲۹﴾ سو اس (قابیل) کو اس کے
نفس نے اپنے بھائی کے قتل پر راضی کر لیا، اور اس نے اس (اپنے بھائی) کو قتل کر (ہی) ڈالا تو وہ
(قاتل) نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا① ﴿۳۰﴾

---

① قابیل حقیقت میں نا قابل ثابت ہوا۔

واقعہ کا خلاصہ: اس زمانے میں دنیا میں کوئی اور انسان نہیں تھے؛ اس لیے قانون یہ بنایا گیا کہ جو جڑوے لڑکے لڑکی ایک مرتبہ ولادت میں پیدا ہو وہ آپس میں حقیقی بھائی بہن سمجھے جائیں گے اور ان کی آپس میں شادی نہیں ہو سکتی، اس لحاظ سے قابیل کے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی تھی اس کے ساتھ قابیل کا نکاح نہیں ہو سکتا؛ بلکہ اس کا نکاح ہابیل کے ساتھ ہو سکتا ہے؛ لیکن بات یہ ہوئی کہ قابیل کے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی وہ بہت خوب صورت تھی اور ہابیل کے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی وہ سانولی تھی؛ اس لیے اس زمانے کے قانونِ الٰہی کے مطابق قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی کا نکاح ہابیل سے اور ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی کا نکاح قابیل سے ہو؛ لیکن یہ رشتہ قابیل کو منظور نہیں تھا؛ کیونکہ اس کے ساتھ جس کا نکاح ہو رہا تھا وہ سانولی تھی؛ اس لیے قابیل نے اس قانون پر عمل کرنے سے انکار کر دیا، گویا اس دنیا کا اول جھگڑا اور فتنہ حسن کی بنیاد پر ہوا اور اس میں حسد کا بھی دخل تھا؛ گویا قابیل کو یہ حسد ہوا کہ ہابیل کو حسین بیوی مل رہی ہے اور مجھے سانولی، اس جھگڑے کو حل کرنے کے لیے یہ قربانی والی شکل بتائی گئی جس میں ہابیل کا حق پر ہونا واضح کر دیا گیا، پھر بھی قابیل نے اس کو تسلیم نہ کیا، اور ہابیل کی قربانی کی قبولیت پر قابل کو مزید حسد ہوا۔

نوٹ: قابیل کے مجموعی گناہ: (۱) اللہ کی نافرمانی۔ (۲) والد کی نافرمانی۔ (۳) حسن پرستی کا گناہ۔ (۴) حسد کا گناہ۔ یہ گناہ تھے ہی اور مزید پانچواں گناہ اپنے بھائی کا قتل، وہ بھی ناحق بنیاد پر۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى
اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ
النّٰدِمِيْنَ ۞۳۱ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ
نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا
النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ
فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۞۳۲

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوّا بھیجا، جو زمین میں کھودنے لگا؛ تا کہ وہ (کوّا) اس (قاتل) کو بتائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کس طرح چھپائے؟ (یہ دیکھ کر قاتل) بولا: ہائے افسوس! کیا میں اس کوے جیسا بھی نہیں ہوسکا کہ اپنے بھائی کی لاش میں چھپا دیتا، پھر وہ اس حالت پر پچھتانے لگا ﴿۳۱﴾ اسی (واقعے) کی وجہ سے (یہ فرمان) ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جو شخص کسی انسان کو قتل کر ڈالے؛ جب کہ اس (مقتول) نے کسی شخص کو قتل بھی نہیں کیا تھا یا زمین میں فساد بھی نہیں پھیلایا تھا① تو اس نے (ایسا ہی جرم کیا) گویا کہ تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور جو شخص کسی (کی زندگی) کو بچا لینے کا ذریعہ بنا تو (اس نے ایسا کام کیا) گویا کہ اس نے تمام لوگوں کی زندگی بچا لی اور پکی بات یہ ہے کہ ہمارے رسول ان (بنی اسرائیل) کے پاس کھلے کھلے احکام لے کر آئے، مگر اس کے بعد بھی ان میں سے بہت سے لوگ زمین میں زیادتیاں ہی کرتے رہتے ہیں ﴿۳۲﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) جو شخص کسی (دوسرے) شخص کو بغیر کسی انسانی خون کے بدلے کے یا زمین میں فساد پھیلائے بغیر قتل کر ڈالے۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ
يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ
لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ
اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ ع
وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾

جولوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں اور زمین میں فساد مچانے کے لیے دوڑتے پھرتے ہیں① ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کردیے جائیں یا سولی پر چڑھا دیے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیے جائیں② یا وہ زمین سے دور (یعنی جلاوطن) کردیے جاویں، یہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے ﴿۳۳﴾ مگر جن لوگوں نے توبہ کرلی اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پالو (یعنی ان کو گرفتار کرلو) تو تم جان لو یقیناً اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۳۴﴾

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس (اللہ تعالیٰ) تک (پہنچنے کا) وسیلہ تلاش کرو③ اور تم اس (اللہ تعالیٰ) کے راستے میں جہاد کرو؛ تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ ﴿۳۵﴾

①: فساد [۱] یعنی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے قانون کی برکت سے اسلامی حکومت میں جو امن کا ماحول ہے اس کو ختم کرے۔ [۲] ہتھیاروں کے ساتھ عوام پر حملہ کر کے ڈاکے ڈالنے والے۔ [۳] بدامنی پھیلانے والے۔ [۴] راہ زنی کرنے والے یعنی جو اجتماعی شرارت کرتے ہیں۔ [۵] اسی طرح اہلِ حق کو دینِ حق سے روکنا یہ سب سے بڑا فساد ہے۔ [۶] اس میں نبی کی اہانت، ارتداد کی سعی وغیرہ بھی شامل ہے۔

②یعنی ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ دیا جائے۔

③وسیلہ: یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رضامندی والے کام کرو اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو، اسی طرح وسیلہ جنت کا ایک اعلیٰ درجہ ہے جس کے اوپر کوئی درجہ ہی نہیں ہے، جو عرشِ رحمن سے نہایت قریب ہے، ہر مؤمن کو چاہیے کہ وہ اذان کے بعد درود پڑھ کر دعا پڑھنے کی عادت بنا دے، اس میں وسیلے کی دعا بھی ہے اور وہ جنت کا اعلیٰ مقام ہے جو حضرت نبیِ کریم ﷺ کے لیے خاص ہے اور اس کے نیچے کے درجات تمام مؤمنین کے لیے ہیں، اسی طرح وسیلے کی ایک تعبیر یہ ہے کہ "ہر وہ چیز جو بندے کو رغبت و محبت کے ساتھ اپنے معبود کے قریب کردیوے"۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ
عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٣٦ يُرِيْدُوْنَ اَنْ
يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝٣٧ وَالسَّارِقُ
وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ ۝٣٨ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۝٣٩ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ
وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٤٠

یقینی بات ہے کہ جن لوگوں نے کفر کیا، اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ سب ان کے پاس ہو اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی ہو اور وہ ان (چیزوں) کو قیامت کے دن کے عذاب سے بچنے کے لیے فدیہ میں دینا چاہیں تب بھی ان کی طرف سے وہ قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿۳۶﴾ وہ (کافر) آگ سے نکل جانا چاہیں گے؛ حالاں کہ وہ اس (آگ) سے نکلنے والے نہیں ہیں اور ان کے لیے ہمیشہ کا عذاب ہے ﴿۳۷﴾ اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت سو تم ان دونوں کے (پہنچوں سے) ہاتھ کاٹ دو، یہ ان دونوں کے کیے ہوئے کام کا بدلہ ہے (اور یہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے اور اللہ تعالیٰ تو بڑے زبردست، بڑی حکمت والے ہیں① ﴿۳۸﴾ سو جس شخص نے اپنے ظلم کرنے کے بعد توبہ کر لی اور اصلاح کر لی تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کریں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ معاف کرنے والے، بڑے مہربان ہیں ﴿۳۹﴾ کیا تم کو (یہ بات) معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی حکومت یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، وہ (اللہ تعالیٰ) جس کو چاہتے ہیں عذاب دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں معاف کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۴۰﴾

---

① قابلِ احترام انسان کا ہاتھ جب خود انسان اس کے احترام کو چوری کر کے باقی نہ رکھے تو وہ ہاتھ بدن سے الگ کر دیے جانے کے لائق ہو جاتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا
بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ
اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا
فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ

اے رسول! جو لوگ دوڑ دوڑ کر کفر میں گرتے ہیں وہ تم کو غم میں نہ ڈالیں① (ایک) تو ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے اپنے منہ (زبان) سے یہ کہہ دیا کہ ہم ایمان لائے ہیں؛ حالاں کہ ان کے دل ایمان نہیں لائے② اور (دوسرے) ان لوگوں میں سے ہیں جو یہودی ہیں، جھوٹ بولنے کے لیے جاسوسی کرتے ہیں③ وہ دوسری قوم (کو آپ کی بات پہنچانے) کے لیے جاسوسی کرتے ہیں، جو (قوم) تمھارے پاس آئی ہی نہیں④ وہ (اللہ تعالیٰ کی) باتوں کو بدل ڈالتے ہیں اس کا (صحیح) موقع (اور محل) طے ہو جانے کے بعد⑤ وہ (یوں) کہتے ہیں کہ: اگر تم کو یہ حکم⑥ ملے تو اس کو لے لینا اور اگر ایسا (حکم) نہ ملے تو بچ کر نکل جانا اور جس کو اللہ تعالیٰ فتنہ (یعنی گمراہی) میں ڈالنا چاہے تو تم اس (کو بچانے) کے لیے اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ نہیں کر سکتے⑦

---

①(دوسرا ترجمہ) جو لوگ کفر میں تیزی دکھاتے ہیں وہ آپ کو غمگین نہ کریں۔

②یعنی منافق جو زبان سے ایمان کا دعویٰ کرے، دل میں ایمان نہ ہو۔

③(دوسرا ترجمہ) جھوٹی بات کان لگا کر سنتے ہیں (تیسرا ترجمہ) جھوٹی بات سننے کی ان کی عادت ہے۔ آیت میں لفظ "سَمّٰعُوْنَ" ہے جس کا معنیٰ ہے بہت زیادہ سننا، حاصل معنیٰ ہے جاسوسی کرنا۔ کان لگا کر سننا۔

④(دوسرا ترجمہ) جس قوم نے (تکبر اور دشمنی کی وجہ سے) تم تک آنا ہی گوارا نہیں کیا۔ یعنی یہود خود تو آتے نہیں، منافقوں کے واسطے سے کیا فیصلہ ہوگا وہ معلوم کرواتے تھے۔

⑤(دوسرا ترجمہ) (اللہ تعالیٰ کی کتاب کے) کلمات کے معانی متعین ہو جانے کے بعد بدل دیتے ہیں (تیسرا ترجمہ) (اللہ تعالیٰ کے) کلام کو (جبکہ وہ) کلام اپنے صحیح موقع پر قائم ہوتا ہے (اس کے) بعد (لفظاً و معنیً) بدلتے رہتے ہیں۔ یعنی باتوں کو بدل کر کہاں سے کہاں کر دیتے ہیں، یا بات کہیں سے کہیں لگاتے ہیں۔ ⑥یعنی تمھاری مرضی کے مطابق کا فیصلہ ملے تو عمل کرنا؛ ورنہ کسی بہانے سے چلے آنا۔ ⑦(دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ (کے یہاں) سے (آنے والے عذاب سے) اس کو بچانے کے لیے آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖۚ وَّلَهُمْ فِي
الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٤١﴾ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ
بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ
فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ
التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٣﴾ ع

یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو (کفریات سے) پاک کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ ہی نہیں کیا① ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے، اوران کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے ﴿۴۱﴾ جھوٹ بولنے کے لیے یہ جاسوسی کرتے ہیں②، بڑے حرام کھانے والے ہیں③، سواگر وہ لوگ تمھارے پاس (فیصلہ کرانے) آجاویں توتم ان کے درمیان فیصلہ کرو یاتم ان سے اعراض کرو④ اوراگر تم ان سے اعراض کروگے⑤ تو (بھی) وہ ہرگز تم کو کچھ نقصان نہیں پہنچاسکیں گے اوراگر تم کو فیصلہ کرنا ہوتوتم ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں ﴿۴۲﴾ اور وہ لوگ تم سے کیسے فیصلہ کرائیں گے⑥؟ حالاں کہ ان کے پاس تورات موجود ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم (لکھا ہوا) ہے، پھراس (یعنی نبی ﷺ کے یا تورات کے فیصلے) کے بعد وہ لوگ منہ پھرا لیتے ہیں⑦ اور (حقیقت میں) وہ لوگ ایمان والے نہیں ہیں ﴿۴۳﴾

① (دوسرا ترجمہ) ان لوگوں کے دلوں کو (کفریات سے) پاک کرنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہی نہیں۔
② (دوسرا ترجمہ) کان لگالگا کر جھوٹی باتیں سننے والے ہیں (تیسرا ترجمہ) جھوٹی باتیں سننے کی عادت رکھتے ہیں۔
③ (دوسرا ترجمہ) حرام کا مال بہت کھانے والے ہیں۔ ''سُحت'' کا لغوی معنی ہے کسی چیز کی بنیاد کھود کر اس کو برباد کردینا، رشوت اور حرام مال کا یہی حال ہے کہ وہ دیانت کی بنیادوں کو کھود کر بالکل برباد کردیتا ہے۔
④ یعنی ان کے مقدمے کو آپ نہ سنیں؛ بلکہ ٹال دیں۔
⑤ اوران کا مقدمہ نہ چلائیں۔
⑥ (دوسرا ترجمہ) وہ لوگ آپ کو (فیصلہ میں) کیسے حاکم بنانا چاہتے ہیں؟
⑦ یعنی ہٹ جاتے ہیں، مانتے نہیں۔

إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسْلَمُوا۟ لِلَّذِينَ
هَادُوا۟ وَٱلرَّبَّٰنِيُّونَ وَٱلْأَحْبَارُ بِمَا ٱسْتُحْفِظُوا۟ مِن كِتَٰبِ ٱللَّهِ وَكَانُوا۟ عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ
فَلَا تَخْشَوُا۟ ٱلنَّاسَ وَٱخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا۟ بِـَٔايَٰتِى ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ
ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَٰفِرُونَ ﴿٤٤﴾ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ ٱلنَّفْسَ بِٱلنَّفْسِ وَٱلْعَيْنَ
بِٱلْعَيْنِ وَٱلْأَنفَ بِٱلْأَنفِ وَٱلْأُذُنَ بِٱلْأُذُنِ وَٱلسِّنَّ بِٱلسِّنِّ وَٱلْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَن
تَصَدَّقَ بِهِۦ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُۥ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٤٥﴾

یقیناً ہم ہی نے (موسیٰ پر) تورات اتاری تھی، اس میں ہدایت اور روشنی تھی (اس دور کے) وہ تمام نبی جو (اللہ تعالیٰ کے) فرماں بردار تھے یہودیوں (کے معاملات) میں اس (تورات) کے (حکم کے) مطابق فیصلہ کیا کرتے تھے، اور تمام اللہ والے اور علما بھی①؛ کیوں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حفاظت کا ذمے دار بنایا گیا تھا اور وہی (لوگ) اس پر نگران (یا گواہ) (بھی) تھے، سو (اے یہودیو!) تم لوگوں سے مت ڈرو اور تم مجھ ہی سے ڈرو اور میرے احکام کے بدلے (دنیا کی) تھوڑی سی قیمت مت لو، اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے، سو وہی لوگ کافر ہیں ﴿۴۴﴾ اور ہم نے اس (تورات) میں ان کے لیے یہ (حکم) لکھ دیا تھا کہ جان، جان کے بدلے میں اور آنکھ، آنکھ کے بدلے میں اور ناک، ناک کے بدلے میں اور کان، کان کے بدلے میں اور دانت، دانت کے بدلے میں اور زخموں میں بھی (اسی طرح برابری کا) بدلہ لیا جائے گا، سو جو بھی اس (بدلہ لینے) کو معاف کر دیوے تو وہ اس (معاف کرنے والے) کے لیے (گناہ کا) کفارہ ہوگا② اور جو شخص بھی اللہ کے اتارے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے سو وہی لوگ ظلم کرنے والے ہیں ﴿۴۵﴾

① یعنی اس تورات کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا کرتے تھے۔ دو قسم کی جماعت تھی: اول: رَبَّانِیُّوْن: جن کی عبادت کی طرف توجہ زیادہ ہوتی تھی، اگرچہ علم بہ قدرِ ضرورت ہوتا تھا، ایسے دنیا سے بے رغبت لوگ جیسے مکتب کے ابتدائی مدرسین۔ دوم: احبار: جن میں علم زیادہ ہو اور عمل بھی ہو، یہ لوگ باتوں کو عمدہ طریقے سے پیش کرنے میں ماہر ہوتے تھے۔ دونوں جماعتوں کا مقصد اللہ اور رسول کی اطاعت؛ البتہ ان کے نام غلبہ کے اعتبار سے رکھے گئے جن میں عبادت کا غلبہ تھا ان کو "رب" کی طرف نسبت کرکے "ربانی" یعنی اللہ والے، اور جن میں علم کا غلبہ تھا ان کو "احبار" کہا گیا۔ ② یعنی گناہ ختم ہونے کا ذریعہ ہوگا۔

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪
وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى
وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝٤٦ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ
يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝٤٧ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ عَمَّا جَاۗءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ

اوران سب (نبیوں) کے پیچھے ہی ان کے نشان قدم پر ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو اس سے پہلی کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرنے والا بنا کر بھیجا اور ہم نے اس (عیسیٰ) کو انجیل دی، اس (انجیل) میں ہدایت اور روشنی تھی اور وہ (انجیل) اپنے سے پہلی کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرنے والی (یعنی سچا بتانے والی) تھی اور تقویٰ والوں کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی ﴿٤٦﴾ اور انجیل والے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس (انجیل) میں اتارا ہے اس کے مطابق فیصلہ کیا کریں اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے سو وہی لوگ نافرمان ہیں① ﴿٤٧﴾ اور (اے نبی!) ہم نے تم پر حق کے ساتھ کتاب اتاری ہے جو اپنے سے پہلی (آسمانی) کتابوں کو سچا بتلاتی ہے اور ان (اگلی کتابوں کے مضامین) کی حفاظت کرنے والی ہے، لہٰذا جو اللہ تعالیٰ نے (تم پر) اتارا ہے اسی کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کرو اور جو سچی بات تمھارے پاس آگئی اس کو چھوڑ کر تم ان کی خواہشات کے پیچھے مت چلو، ہم نے تم میں سے ہر ایک (امت) کے لیے (الگ الگ) شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے②

① یہاں تین طرح کی آیتیں ہیں، (**اولئك هم الفسقون، الظلمون، الكافرون**) تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے احکام کے خلاف حکم دینا کبھی تو کفر ہوتا ہے اور کبھی ظلم و فسق، اگر عملاً اس کے خلاف کرنے کے ساتھ ساتھ اعتقاد میں بھی اس کو حق نہ جانتا ہو تو یہ کفر ہے اور اگر عقیدے کی رو سے تو ان احکام کو حق مانتا ہے؛ مگر عملاً اس کے خلاف کرتا ہے تو یہ ظلم و فسق ہے۔ بنی اسرائیل نے آپسی مفاہمت سے شرعی قانون کے خلاف ایک خود ساختہ دستور قائم کر لیا تھا اور اس پر عمل کرتے تھے اور یہ شریعت کے عمل اور انصاف کے قانون کی عملی مخالفت تھی، یہ بھی ان کی طرف سے ایک طرح کا ظلم تھا۔② ہر زمانے میں ہر امت کو فروعات میں الگ الگ طریقہ دیا اور اصول ہر دور میں متحد رہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا
الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ﴿۴۸﴾ وَاَنِ
احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ
بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ
ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ
ع اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تم (سب) کو ایک ہی امت کر دیتے ①؛ لیکن تا کہ جو کچھ اس نے تم کو دیا اس میں اللہ تعالیٰ تم کو آزماوے، سو بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی تم کوشش کرو، اللہ تعالیٰ ہی کے پاس تم سب کو واپس جانا ہے، سو جن چیزوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ تم کو اس کی حقیقت بتلا دیں گے ﴿۴۸﴾ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم اتارا اس کے مطابق تم ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو اور تم ان کی خواہشات کے مطابق مت چلو اور ان سے اس بات سے بچتے رہو ② کہ وہ تم کو فتنے میں ڈال کر کسی ایسے حکم سے تم کو ہٹا دیویں جو اللہ تعالیٰ نے تمھاری طرف اتارا ہے، سو اگر وہ لوگ نہ مانیں تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے بعض گناہوں کی (کچھ) سزا (دنیا ہی میں) دینا چاہتے ہیں اور یقیناً لوگوں میں سے بہت سارے فاسق ہی ہیں ﴿۴۹﴾ بھلا کیا جاہلیت والا فیصلہ وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ③؟ اور جو قوم یقین رکھتی ہو ان کے واسطے اللہ تعالیٰ سے زیادہ اچھا فیصلہ کرنے والا کون ہوسکتا ہے؟ ﴿۵۰﴾

① اور الگ الگ زمانے میں الگ الگ شریعت نہ آتی۔

② (دوسرا ترجمہ) احتیاط رکھو (تیسرا) ان سے ہوشیار رہو۔

③ شریعت کے فیصلوں میں سب کے لیے عدل وانصاف ہے اور جاہلیت کے فیصلوں میں امیر اور غریب قوی اور کمزور میں فرق رکھا جاتا ہے؛ گویا آسمانی شریعت کے خلاف من گھڑت قوانین پر وہ عمل کرتے تھے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ
وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾
فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا
دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ
اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ
اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٥٣﴾

اے ایمان والو! تم یہود اور نصاریٰ کو (اپنا گہرا) دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان (یہود ونصاریٰ) سے دوستی کرے گا سو یقیناً وہ ان ہی میں سے ہوگا① یقیناً اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والی قوم کو ہدایت نہیں دیں گے ﴿۵۱﴾ سو تم دیکھو ان لوگوں کو جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے وہ ان (یہود ونصاریٰ) سے جلدی جلدی ملتے ہیں (یعنی دوستی کے تعلقات بڑھا رہے ہیں) وہ کہتے ہیں کہ ہم کو ڈر ہے کہ ہم پر مصیبت کا کوئی چکر② پیش نہ آجاوے ③ سو (یہ بات) قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ (مسلمانوں کو) فتح دے دیویں④ یا اپنی طرف سے کوئی (خاص) بات ظاہر کردیں⑤ پھر (اس وقت) جو بات ان منافقوں نے اپنے دلوں میں چھپائی تھی اس پر وہ پچھتانے لگے ﴿۵۲﴾ اور (اس وقت) ایمان والے (تعجب سے) کہیں گے کہ: کیا یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی پکی قسمیں کھایا کرتے تھے کہ یقیناً وہ تمھارے ساتھ ہی ہیں، ان کے اعمال برباد ہوگئے جس کے نتیجے میں وہ لوگ نقصان میں رہ گئے ﴿۵۳﴾

① اگر کسی مسلمان نے اس قانون کی خلاف ورزی کر کے کسی یہودی یا نصرانی سے گہری دوستی کر لی تو وہ اسلام کی نظر میں بجائے مسلمان کے اسی قوم کا فرد شمار ہونے کے قابل ہے۔
② مصیبت جس پر آتی ہے وہ اس کو گھیر لیتی ہے، یہ ''دائرۃ'' کی تعبیر کا مفہوم معلوم ہو رہا ہے۔
③ یعنی مسلمان مغلوب ہوگئے اور کوئی برا وقت آگیا تو یہ یہود ونصاریٰ ہماری مدد کریں گے؛ اس لیے ان سے بھی محبت رکھو۔
④ یعنی مکہ کی فتح ہوگئی۔
⑤ اس کی ایک مراد منافقوں کے نفاق کا پردہ پھاڑ کر ان کو ظاہر کردیا جاوے جس میں ان کی رسوائی ہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ
وَيُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا
يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا
وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ
رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ ع ۹
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

اے ایمان والو! جو شخص بھی تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے ① تو بہت جلدی اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کریں گے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے، ایمان والوں پر نرم (یعنی مہربانی کرنے والے)، کافروں کے لیے سخت ہوں گے، اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے، وہ (اللہ) جس کو چاہتے ہیں فضل دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو بڑی وسعت والے، بڑے جاننے والے ہیں ﴿۵۴﴾ (اے مسلمانو!) یقیناً تمھارے مدد کرنے والے تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں اور اس کے رسول ہیں اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور وہ (اللہ کے سامنے) عاجزی کرنے والے ہیں ﴿۵۵﴾ اور جو شخص اللہ کو اور اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو دوست بناتا ہے (اور اللہ تعالیٰ کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے) تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب رہنے والی ہے ﴿۵۶﴾

اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ان میں سے جنھوں نے تمھارے دین کو مذاق اور کھیل بنا رکھا ہے ان کو اور کافروں کو تم دوست مت بناؤ، اور اگر تم حقیقت میں ایمان والے ہو تو تم اللہ تعالیٰ (ہی) سے ڈرو ﴿۵۷﴾

---

① یعنی مرتد ہو جاوے۔

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ۝٥٨
قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ
قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ۝٥٩ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ
مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ
اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۝٦٠ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ
دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ۝٦١

اور جب تم نماز کے لیے اذان دیتے ہو تو وہ لوگ اس (اذان ونماز) کے ساتھ کھیل اور مذاق کرتے ہیں، یہ اس واسطے کہ وہ (کافر) ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے ﴿۵۸﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: اے اہلِ کتاب! کیا تم کو ہماری صرف یہ بات بری لگتی ہے ① کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو (قرآن) ہم پر اتارا گیا اور جو (تورات وانجیل وغیرہ کتابیں) پہلے اتاری گئی اس پر ہم ایمان لائے، اور یقیناً تم میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں ﴿۵۹﴾ تم کہہ دو: کیا میں تم کو بتلاؤں کہ اس سے زیادہ بری سزا اللہ تعالیٰ کے یہاں کس کو ہوگی ② یہ وہ (یہود) ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور ان پر غضب اترا، اور ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دیا اور ان لوگوں نے شیطان کی عبادت کی، ایسے ہی لوگوں کا بہت برا ٹھکانہ ہے اور (وہی لوگ) سیدھے راستے سے بہت زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں ﴿۶۰﴾ اور جب وہ (منافق) لوگ تمھارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ: ہم تو ایمان لے آئے؛ حالاں کہ وہ کفر لے کر (مسلمانوں کی مجلس میں) داخل ہوئے اور وہ اسی (کفر) کو لے کر نکلے اور اللہ تعالیٰ خوب اچھی طرح جانتے ہیں جس کو وہ لوگ چھپاتے ہیں ﴿۶۱﴾

---

① (دوسرا) کیا تم ہمارے ساتھ صرف اس لیے بیر (یا ضد) رکھتے ہو (تیسرا) کیا تم صرف ہماری اس بات پر عیب لگاتے ہو۔ ② مخاطبین کو اشتعال پیدا نہ ہو جائے ایسے عنوان سے خطاب کرنا یہ داعی کے لیے ضروری ہے، آیت میں مخاطب یہود ہے؛ لیکن موازنہ اور مثال کے انداز میں کلام کیا گیا ہے۔

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٢﴾ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ
وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ
غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ

اورتم ان (یہودیوں) میں سے بہت سوں کو دیکھو گے کہ گناہ اور ظلم اور حرام کے مال کھانے میں دوڑ دوڑ کر وہ آگے بڑھتے ہیں، جو کام وہ کر رہے ہیں وہ بہت ہی برے ہیں ﴿۶۲﴾ اللہ والے اور علما گناہ کی بات کہنے اور حرام کا مال کھانے سے ان کو کیوں نہیں روکتے؟ بہت ہی برا کام ہے جو وہ لوگ کر رہے ہیں① ﴿۶۳﴾ اور یہود لوگ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ کے ہاتھ (خرچ کرنے سے) بند ہو گئے ہیں ②(بلکہ سچا جواب یہ ہے کہ) ہاتھ تو خود ان (یہودیوں) کے بند ہو گئے ہیں، انھوں نے ایسی (اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی والی) بات کہی ہے کہ اس کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی ہے؛ بلکہ اس (اللہ تعالیٰ) کے دونوں ہاتھ پوری طرح کھلے ہوئے ہیں③ وہ (اللہ تعالیٰ) جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں

---

①(دوسرا ترجمہ) واقعی ان کی یہ عادت بری ہے۔نوٹ: (۱) علمائے یہود نے نہی عن المنکر کا کام قصداً چھوڑ دیا اور اس کی عادت بنالی، یہ عادت محض دنیا طلبی کی وجہ سے تھی۔نوٹ: (۲) اسی لیے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ: یہ آیت قرآنِ کریم کی سخت آیت ہے کہ جس میں نہی عن المنکر چھوڑنے والے کو برائی کرنے والے کے درجے میں سمجھا گیا۔
نوٹ: عربی زبان میں جب لفظ ''فعل'' استعمال ہوتا ہے تو اس میں ہر قسم کا کام شامل ہوتا ہے، چاہے وہ کام قصداً کرے یا بغیر قصد کے کرے۔ اور ''عمل'' کا لفظ جب بولا جاتا ہے تو اس سے مراد وہ کام ہوتا ہے جو قصد اور ارادے سے کیا جائے۔ اور ''صنع'' کا لفظ ایسے کام کے لیے بولا جاتا ہے جو کام انسان اپنے اختیار اور اپنے ارادے سے کرے اور اس کام کو عادت اور مقصد بنالیوے۔ آیت میں عوام کے برے کاموں کو بتلانے کے لیے ''**یعملون**'' کا لفظ استعمال ہوا اور مشائخین اور علما کے لیے ''**یصنعون**'' کا لفظ استعمال ہوا۔ علما عوام سے بدگمان ہو گئے تھے کہ ہم ان کو برائیوں سے روکیں گے تو وہ رکیں گے نہیں اور بڑی بات تو یہ تھی کہ عوام سے تحفے حاصل کرنے کی لالچ میں سچائی کی حمایت کا جذبہ ہی علماء میں پیدا نہیں ہوتا تھا، برے کام کرنے والے علما کی عوام سے بھی زیادہ خطرناک حالت تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قوم کے لوگ اگر گناہ میں مبتلا ہوں اور علما کو اندازہ ہو کہ ہم ان کو روکیں گے تو وہ رک جائیں گے، پھر بھی نہ روکیں، چاہے کسی لالچ کی وجہ سے چاہے کسی ڈر کی وجہ سے تو ان علما کا یہ جرم اصل گنہگاروں سے بھی زیادہ خطرناک ہے اس لیے نہی عن المنکر کی کوشش تو کرتے ہی رہنا چاہیے نتیجہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ ② یعنی نعوذ باللہ یہ لوگ اللہ کو بخیل کہنے لگے ③ اللہ تعالیٰ تو بڑے سخاوت کرنے والے ہیں۔

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ
وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ
اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ
اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ
تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ ع

اور (اے نبی!) تم پر جو (کلام) تمھارے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے وہ ان میں سے بہت سوں میں (ان کی ضد کی وجہ سے) شرارت اور کفر ضرور بڑھا کر ہی رہے گا اور ہم نے ان کے آپس میں قیامت کے دن تک دشمنی اور بغض ڈال دیا ہے، جب کبھی وہ (مسلمانوں کے ساتھ) لڑائی کے لیے آگ بھڑکاتے ہیں① تو اللہ تعالیٰ اس (آگ) کو بجھا دیتے ہیں اور وہ زمین میں فساد پھیلانے میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے ﴿۶۴﴾ اور اگر اہلِ کتاب (قرآن اور محمد ﷺ پر) ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کی برائیاں ان سے معاف کر دیتے اور ہم ان کو ضرور نعمتوں کے باغات میں داخل کرتے ﴿۶۵﴾ اور اگر وہ (اہلِ کتاب) تورات اور انجیل② اور جو (قرآن) ان پر ان کے رب کی طرف سے اتارا گیا اس پر (عمل کرنے کی) پوری پابندی کرتے تو وہ اپنے اوپر سے③ اور اپنے قدموں کے نیچے④ سے (یعنی ہر طرف سے) ضرور کھاتے⑤ کچھ ان میں سے سیدھے راستے پر بھی ہیں اور ان میں زیادہ لوگ وہ ہیں جو (بہت ہی) برے کام کرتے ہیں ﴿۶۶﴾

① (دوسرا) آگ سلگاتے ہیں۔ ② تورات اور انجیل پر پورا عمل اسی وقت ہوگا جب حضور ﷺ پر ایمان لے آویں۔ چونکہ تورات اور انجیل میں جابجا حضور ﷺ کی پیشین گوئی موجود ہیں۔ ③ یعنی آسمان سے برکت والا پانی برستا۔
④ یعنی زمین کی کھیتی۔ اسی طرح معدنیات کی طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے۔
⑤ یعنی اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق خوب فراغت سے کھاتے۔

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ
وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ
الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَىْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ
رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا
تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ
وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ

اے رسول! (محمد ﷺ) جو (کلام یا احکام) تم پر تمھارے رب کی طرف سے اتارا گیا وہ (تمام لوگوں کو) پہنچا دو اور اگر (بالفرض) تم نے ایسا نہیں کیا تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) تم نے اللہ تعالیٰ کا (کامل) پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ تعالیٰ تم کو لوگوں (کی سازشوں) سے بچائیں گے[1] یقیناً اللہ تعالیٰ کفر کرنے والی قوم کو ہدایت نہیں دیتے ﴿٦٧﴾ (اے نبی!) تم (یوں) کہو کہ: اے اہلِ کتاب! جب تک تم تورات اور انجیل اور جو (قرآن) تم پر تمھارے رب کی طرف سے (محمد ﷺ کے واسطے سے) اتارا گیا اس کو قائم (یعنی پوری پابندی سے عمل) نہ کرو وہاں تک تم (صحیح دین کے) راستے پر نہیں ہو اور (اے نبی!) تم پر جو (قرآن) تمھارے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے وہ ان میں سے بہت سوں کو شرارت اور کفر میں ضرور بڑھاوے گا، سو کافر قوم پر تم افسوس نہ کیا کرو ﴿٦٨﴾ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور جو لوگ یہودی اور صابی اور نصاریٰ ہیں جو بھی (ان میں سے) اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں اور نیک کام کریں تو ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے ﴿٦٩﴾ پکی بات ہے کہ بنی اسرائیل سے ہم نے (تورات میں تمام نبیوں کو سچا ماننے کا) عہد لیا تھا اور ہم نے ان کے پاس بہت سارے رسول بھیجے،

---

[1] (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ تم کو حفاظت میں رکھیں گے۔

كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُولٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿٧٠﴾
وَحَسِبُوْۤا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا
كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ
ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ
يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾

جب بھی کوئی رسول ان کے پاس ایسا حکم لائے جس (حکم) کو ان کا دل پسند نہ کرتا ہو① تو (رسولوں کی) ایک جماعت کو ان لوگوں نے جھٹلا دیا اور ایک جماعت کو وہ قتل کر دیتے تھے ﴿۷۰﴾ اور انھوں نے ایسا سمجھ لیا کہ (ان کی نبیوں کے جھٹلانے پر) کوئی پکڑ نہیں ہوگی، اس لیے وہ لوگ اندھے اور بہرے ہو گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی② پھر (بھی) ان میں سے بہت سارے لوگ (اسی طرح) اندھے اور بہرے بنے رہے اور جو کام وہ لوگ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح دیکھتے ہیں ﴿۷۱﴾ پکی بات یہ ہے کہ وہ لوگ کافر ہو گئے جنھوں نے ایسی بات کہی: یقیناً اللہ تعالیٰ ہی مسیح ابن مریم ہیں؛ حالاں کہ (خود) مسیح نے (یہ) کہا تھا: اے بنی اسرائیل! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرے بھی رب ہیں اور تمھارے بھی رب ہیں، یقینی بات ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو پکی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس (شخص) کا ٹھکانہ آگ ہے اور (ایسے) ظالموں کا کوئی مدد کرنے والا نہیں ہوگا ﴿۷۲﴾

① اپنی چاہتوں کو احکامِ الٰہی کے تابع بنانا ہے نہ کہ احکام کو مرضی کے تابع بنانا۔

② ان کی ہدایت کے لیے اگلے نبیوں کے بعد دوسرے نبی بھیجے گئے کہ وہ سیدھے راستے پر آ ویں، اس کے باوجود انھوں نے نبیوں کی اطاعت نہیں کی اور اوپر سے یہ بھی خیال کہ نبیوں کی مخالفت کے باوجود ان پر کوئی عذاب آنے والا نہیں ہے۔ بنی اسرائیل کی ان شرارتوں کی وجہ سے اللہ کا عذاب ان پر آیا اور ظالم لوگ ان پر مسلط کیے گئے تب انھوں نے توبہ کی؛ لیکن اچھے حالات ہوتے ہی شرارتوں میں لگ گئے، نبیوں کو قتل کیا، سورۂ اسراء کے شروع میں اس کا بیان ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ
يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى
اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٤﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ
خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ
لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٧٥﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ
ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٦﴾

پکی بات یہ ہے کہ وہ (نصاریٰ) لوگ (بھی) کافر ہو چکے ہیں جو ایسا کہتے ہیں کہ: یقیناً اللہ تو تین (خداؤں) میں کا تیسرا ہے؛ حالاں کہ ایک معبود (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور جو بات وہ (نصاریٰ) لوگ کہتے ہیں اگر وہ اس سے باز نہیں آئے① تو ان میں سے جو لوگ کفر پر (قائم) ہیں ان کو دردناک عذاب پہنچ کر ہی رہے گا ﴿۷۳﴾ بھلا کیا وہ لوگ (ایسے غلط عقیدوں سے) اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ نہیں کرتے اور اس سے معافی نہیں مانگتے؛ حالاں کہ اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۷۴﴾ مسیح مریم کا بیٹا ایک رسول ہی تو ہے، اس سے پہلے بہت سارے رسول گذر چکے ہیں، اور اس کی اماں بڑی سچائی پر چلنے والی (یعنی ولیہ) تھی، وہ (ماں، بیٹے) دونوں کھانا کھایا کرتے تھے، تم دیکھو! ہم ان کے لیے کس طرح کھول کھول کر (توحید کی) دلیلیں بیان کرتے ہیں پھر تم دیکھو کہ وہ کہاں الٹے جا رہے ہیں ﴿۷۵﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) کہو: اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کیا تم ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو تمھارے لیے نہ نقصان کی کوئی طاقت رکھتی ہو اور نہ نفع کی، اور اللہ تعالیٰ ہی بڑے سننے والے، بہت جاننے والے ہیں ﴿۷۶﴾

① (دوسرا ترجمہ) اگر یہ لوگ اپنی کہی ہوئی بات سے باز نہ آئے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَاۗءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا
مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ۝٧٧ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ ع ۱۰ ۱۱ ۱۴
اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝٧٨
كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝٧٩ تَرٰى كَثِيْرًا
مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝٨٠

(اے نبی!) تم کہو: اے اہلِ کتاب! تم اپنے دین میں ناحق غلو مت کرو① اور تم ایسے لوگوں کی خواہشات پر مت چلو جو خود پہلے ہی سے گمراہ ہو گئے ہیں اور وہ بہتسوں کو گمراہ کر چکے ہیں اور وہ سیدھے راستے (کو جانتے ہوئے بھی اس) سے بھٹک گئے ہیں ﴿۷۷﴾

بنی اسرائیل کے جو لوگ کافر بن گئے ان پر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) داؤد (علیہ السلام) اور مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام دونوں) کی زبان سے لعنت کی گئی②، یہ (لعنت) اس لیے ہوئی کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور وہ حد سے نکل جاتے تھے ﴿۷۸﴾ جو برائی کے کام وہ کرتے تھے اس سے آپس میں ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے③ جو کام وہ لوگ کرتے تھے واقعۃً وہ بہت ہی برے تھے ﴿۷۹﴾ ان (یہود) میں سے بہت سوں کو تم دیکھو گے کہ انھوں نے کافروں کو (اپنا) دوست بنایا ہوا ہے، جو (کام) وہ اپنے لیے آگے (آخرت میں) بھیج رہے ہیں یقیناً وہ بہت ہی برا ہے، اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہو گئے ہیں اور عذاب میں وہ ہمیشہ رہیں گے ﴿۸۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) تم تمھارے دین کی بات میں ناحق مبالغہ مت کرو۔

② ظاہری لعنت: بندر اور خنزیر کی شکل بنادی گئی۔
باطنی لعنت: اللہ کے نیک بندوں سے نفرت اور مشرکین کی محبت ان کے دل میں آئی۔

③ خود بھی برائی سے رکتے نہیں تھے اور دوسروں کو بھی برائی سے روکتے نہیں تھے۔

وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا
مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ﴿٨١﴾ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ
اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ
مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ﴿٨٢﴾

اور اگر وہ اللہ تعالیٰ پر اور نبی پر① اور جو (کلام) ان کی طرف اتارا گیا اس پر ایمان لاتے تو ان (مشرکوں) کو کبھی بھی (اپنا) دوست نہ بناتے؛ لیکن ان میں کے زیادہ لوگ تو نافرمان ہیں ﴿۸۱﴾ (اے نبی!) تم ایمان والوں سے لوگوں میں سب سے زیادہ سخت دشمنی کرنے والے یہود اور شرک کرنے والوں کو پاؤ گے اور تم ان (غیر مسلموں میں سے) ایمان والوں سے دوستی کرنے میں زیادہ نزدیک ان لوگوں کو پاؤ گے جنھوں نے کہا کہ: ہم تو نصرانی ہی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان (نصرانیوں) میں بہت سارے علما اور (دنیا چھوڑ کر تنہائی میں رہنے والے) درویش لوگ ہیں اور اس واسطے کہ وہ (نصاریٰ) تکبر نہیں کرتے② ﴿۸۲﴾

---

① مراد: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آیت منافقین کے لیے ہے، یا حضرت موسیٰؑ مراد ہیں اور آیت یہودیوں کے لیے ہے۔
② یہود اور مشرکین کے مقابلے میں نصاریٰ قدرے غنیمت ہے۔ جب کہ درویشی اور گوشہ نشینی ہو اور تکبر میں کمی ہو یہ سب اوصاف ہوں، بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ: یہ آیت نجاشی اور ان کے رفقا کے متعلق نازل ہوئی۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ
الْحَقِّ ۚ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا
جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ أَنْ يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾ فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا
قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾
وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا ع
تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٨٧﴾

اور جب وہ① اس کلام (یعنی قرآن) کو سنتے ہیں جو رسول (یعنی محمد ﷺ) پر اتارا گیا ہے تو تم ان کی آنکھوں کو دیکھو گے کہ وہ آنسوؤں سے بہہ رہی ہیں، اس وجہ سے کہ انھوں نے حق (یعنی اسلام) کو پہچان لیا ہے، وہ (یوں) کہتے ہیں کہ: اے ہمارے رب! ہم تو ایمان لے آئے، سو آپ ہم کو ماننے والوں کے ساتھ لکھ دیجیے ﴿۸۳﴾ اور ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو سچا دین ہمارے پاس آ گیا ہے اس پر کیوں ایمان نہ لائیں؟ اور (پھر) ہم اس بات کی توقع رکھیں کہ ہمارے رب ہم کو نیک لوگوں میں داخل کر دیں گے② ﴿۸۴﴾ سو اللہ تعالیٰ اُن کی (اِن) کہی ہوئی باتوں کے بدلے میں ان کو ایسے باغات عطا فرمائیں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نیکی کرنے والوں کا یہی بدلہ ہے ﴿۸۵﴾ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ جہنم والے ہیں ﴿۸۶﴾

اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے حلال کر دی ہیں تم ان کو حرام مت کر لیا کرو اور تم (شریعت کی) حد سے آگے مت بڑھو، یقیناً اللہ تعالیٰ (شریعت کی) حد سے باہر نکلنے والوں سے محبت نہیں کرتے ﴿۸۷﴾

---

① یعنی نصاریٰ جو بعد میں مسلمان ہو گئے۔

② آخرت میں نیک لوگوں کے ساتھ شامل ہونے کی امید ایمان لانے پر موقوف ہے؛ اس لیے ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح حق قبول کرنے والوں پر ملامت کرنا نیک بختی نہیں ہے۔

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا
يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ
فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ
اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا
حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ
الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾

اور اللہ تعالیٰ نے جو رزق تم کو دیا ہے تم اس میں سے حلال، پاکیزہ چیزیں ① کھاؤ اور جس اللہ تعالیٰ پر تم ایمان رکھتے ہو تم اس سے ڈرتے رہو ﴿۸۸﴾ اللہ تعالیٰ تمھاری لغو قسموں پر تمھاری پکڑ نہیں کریں گے ②؛ لیکن جو قسمیں تم نے مضبوط باندھیں ③ ان (کے توڑنے) پر تمھاری پکڑ کریں گے، سو اس (پکی قسم توڑنے) کا کفارہ یہ ہے: جو درمیانی درجے کا کھانا تم اپنے گھر والوں کو کھلایا کرتے ہو ویسا دس مسکینوں کو کھلانا ہے یا ان (دس مسکینوں) کو کپڑے دو یا ایک گردن (یعنی غلام یا باندی) آزاد کرو، سو جس کے پاس (اس میں سے کچھ بھی) نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے رکھے، یہ تمھاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا بیٹھو (اور قسم توڑ ڈالی ہو) اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو ④ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمھارے لیے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتے ہیں؛ تاکہ تم شکر کرنے والے بنو ﴿۸۹﴾ اے ایمان والو! یقینی بات ہے کہ شراب اور جوا اور بتوں کے تھان ⑤ اور قسمت معلوم کرنے کے تیر یہ سب ناپاک، شیطانی کام ہیں، لہٰذا تم اس سے بچو؛ تاکہ تم فلاح پاجاؤ ﴿۹۰﴾

---

① طبیعت جس کی طرف رغبت کرے، لذیذ۔ ② یعنی کفارہ واجب نہیں۔ لغو قسم: کسی گذشتہ واقعہ پر اپنے خیال کے مطابق سچا سمجھ کر قسم کھائے اور واقع میں وہ غلط ہو، اسی طرح بلا قصد جو قسم کے الفاظ زبان سے نکلے۔ ③ یعنی پکی کھائی۔

④ قسم کھانے میں جلد بازی نہ کرو، بلا ضرورت قسم نہ کھاؤ، قسم کھانے کے بعد شرعی یا طبعی ضرورت کے بغیر قسم کو مت توڑو۔

⑤ تھان: ہر بت کے آگے جانور ذبح کرنے کے لیے ایک خاص جگہ بناتے تھے، جہاں آکر لوگ اس بت کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے، اسی طرح بغیر تراشے ہوئے پتھر جن میں کوئی صورت بنی ہوئی نہ ہو اس کو بھی ''انصاب'' کہتے ہیں۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ
وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا
اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ
يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع ۱۲

شیطان تو یہی ارادہ کرتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمھارے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دے اور تم کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور نماز سے روک دیوے، سو کیا تم (اب ان چیزوں سے) باز آجاؤ گے؟ (یعنی رک جاؤ) ﴿۹۱﴾ اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور تم رسول کی اطاعت کرو اور تم (نافرمانی سے) بچتے رہو، سو اگر تم منہ پھرالو گے ① تو تم جان لو کہ ہمارے رسول کی ذمے داری صرف صاف صاف (احکام) پہنچا دینا ہے ﴿۹۲﴾ جو لوگ ایمان والے ہوں اور وہ نیک کام کرتے رہیں تو (حرام ہونے سے پہلے) جو کچھ کھایا (یا پیا) اس کی وجہ سے ان پر کوئی گناہ نہیں ہے جب کہ وہ (اس وقت بھی حرام چیزوں سے) بچتے رہیں اور وہ ایمان پر (قائم) رہیں اور نیک کام کرتے رہیں، پھر (آئندہ جو چیزیں حرام کی گئیں اس سے بھی) وہ بچتے رہیں اور ایمان پر (مضبوط) رہیں، پھر تقویٰ پر رہیں ② اور نیکی کی اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں ③ ﴿۹۳﴾

① یعنی اطاعت نہیں کرو گے۔

② یعنی ایمان اور تقویٰ میں ترقی کرتے کرتے اونچے مقام پر پہنچ گئے۔

③ اس آیت میں تین مرتبہ "اتقوا" کا ذکر ہے، اس کی مراد یہ سمجھ میں آتی ہے کہ پہلے سے مراد کفر سے بچنا، دوسرے سے مراد گناہِ کبیرہ سے بچنا اور تیسرے سے مراد گناہِ صغیرہ سے بچنا ہے۔ پہلے "أمنوا" میں عمومی ایمان، دوسرے میں یقین مراد لیا جائے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ
لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾ يٰۤاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ
مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ
طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ

اے ایمان والو! شکار کے کچھ جانوروں کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ضرور تمھاری آزمائش کریں گے ① جن کو تمھارے ہاتھ اور تمھارے نیزے حاصل کرسکیں گے؛ تاکہ اللہ تعالیٰ (ظاہر کر کے بھی) جان لیویں کہ کون بغیر دیکھے ہوئے اس (اللہ تعالیٰ کے عذاب) سے ڈرتا ہے، پھر جو شخص اس (حرمت) کے بعد زیادتی کرے گا تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿۹۴﴾ اے ایمان والو! تم احرام کی حالت میں ہو تب شکار مت کرو اور جو شخص تم میں سے جان بوجھ کر اس (شکار) کو قتل کردیوے تو (اس پر) اس قتل کیے ہوئے جانور جیسا چوپایوں ② میں سے بدلہ میں دینا ضروری ہوگا، جس کا تم میں سے دو معتبر ③ شخص فیصلہ کریں گے، جس کو کعبہ تک پہنچا کر ذبح کردیا جائے یا کفّارے میں (اس جانور کی قیمت کا) مسکینوں کو کھانا دے دیا جاوے ④ یا اس کے برابر روزے رکھنے ہیں؛ تاکہ وہ (شکار کرنے والا) اپنے کیے ہوئے کام کے وبال کا مزہ چکھے، پہلے جو کچھ ہوچکا اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرچکے ہیں

---

① (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ ایک معمولی سی شکار کی بات میں تمھاری ضرور آزمائش کریں گے۔ حدیبیہ کے سفر کے موقع پر جانور سامنے پھر رہے تھے، یہ اللہ کی طرف سے ایک آزمائش تھی؛ لیکن چوں کہ صحابہؓ احرام کی حالت میں تھے اس لیے شکار نہیں کرسکتے اور صحابہؓ نے اس چیز پر عمل کر کے دکھلایا، جبکہ یہود سنیچر کے دن حیلے بہانے کر کے مچھلی پکڑتے رہے؛ حالانکہ ان کو منع کیا گیا تھا، حضرت طالوت نے بھی لشکر میں مخلصین کی جانچ کے لیے پانی پینے سے منع کیا تھا، گویا معمولی معمولی چیزوں میں نفس پر قابو کرنے کی عادت بنوائی جارہی ہے، چونکہ جو آدمی ایسی معمولی چیزوں میں نفس پر قابو نہیں کرسکتا ایسے آدمی کے لیے بلند کارنامے انجام دینے مشکل ہوا کرتے ہیں۔ ② یعنی دیانت دار، تجربہ کار، صاحبِ بصیرت۔
③ اس شکار کی قیمت سے مساکین کو غلہ دینا ہے؛ یعنی ایک مسکین کو ایک صدقۂ فطر کی مقدار کا اناج، اس طرح پوری قیمت سے جس قدر مساکین کو ہوسکے ہر مسکین کو ایک صدقۂ فطر کی مقدار کا غلہ بانٹ دیا جائے یا جتنے مساکین کو غلہ دیا جاسکتا ہے اتنی مقدار میں روزے رکھیں۔

وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ

اور جو شخص دوبارہ یہ کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لیں گے اور اللہ تعالیٰ تو بڑے زبردست انتقام لینے والے ہیں ﴿۹۵﴾ تمھارے لیے سمندر کا شکار کرنا اور اس کا کھانا خود تمھارے لیے اور (قافلہ میں چلنے والے) مسافروں کے لیے فائدہ اٹھانے کی غرض سے حلال کر دیا گیا ہے اور جب تک تم احرام کی حالت میں ہو تمھارے لیے زمین کا شکار حرام کیا گیا ہے اور تم اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے پاس تم سب جمع کیے جاؤ گے ﴿۹۶﴾ اللہ تعالیٰ نے احترام والے گھر کعبہ کو لوگوں کے لیے (امن اور بھلائی کے) قیام کا ذریعہ بنایا ہے① اور احترام والے مہینے② اور ہدی③ اور جن (جانوروں) کے گلے میں پٹہ④ ڈالا جاتا ہے ان کو بھی⑤؛

---

① قیام کا مطلب: (۱) جس پر کسی چیز کا قائم اور باقی رہنا موقوف ہو۔ (۲) دنیا کا بقا کعبہ سے ہے، دنیا کی شروعات کعبے سے ہوئی اور قیامت کے قریب جب کعبہ نہ رہے گا تو پھر اس دنیا کا فنا ہونا شروع ہو جائے گا۔ (۳) اسی طرح کعبہ نماز، حج، عمرہ کے قائم ہونے کا ذریعہ ہے۔ (۴) مکہ کے لوگوں کو کعبہ کی برکت سے امن اور انواع و اقسام کے پھل ملتے ہیں۔ (۵) ظلم اور خون ریزی سے امن ہے۔ (۶) گویا کعبہ پورے عالم کے لوگوں کے لیے بقا اور امن کا ذریعہ ہے۔ (۷) پھر اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کا مولد و مسکن ہے، جن کی ذات قیامِ انسانیت کا ذریعہ ہے۔

② ذی الحجہ کا مہینہ جس میں حج کیا جاتا ہے یا چاروں احترام والے مہینے: رجب، ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم سب مراد ہیں۔

③ حرم کے پاس ذبح کرنے کے لیے جو جانور لے جاتے ہیں۔

④ اسلام سے پہلے جاہلیت کے دور میں جو بھی آدمی حج کے لیے جاتا وہ اپنے گلے میں ایک پٹہ ڈال دیتا، جیسے آج کے جاہلیت کے دور کے حاجی گلے میں پھول کا ہار ڈالتے ہیں جو غلط کام ہے، جس سے لوگ یہ سمجھتے کہ یہ انسان حج میں جا رہا ہے، اسلام میں بھی قربانی کے جانور کے گلے میں پٹہ ڈالنا جائز ہے؛ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ جانور کعبہ لے جا کر ذبح کرنا ہے تو کوئی اس کو نقصان نہیں پہنچاتا، سب اس کا احترام کرتے ہیں۔

⑤ ان سب کو بھی لوگوں کے لیے امن، بھلائی قائم ہونے کا ذریعہ بنا دیا ہے۔

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ ﴿٩٧﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٨﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ
اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٩٩﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ
وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ
ع تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَاۗءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ
تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾

یہ اس لیے تا کہ تم لوگ جان لو کہ آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۹۷﴾ تم جان لو یقیناً اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۹۸﴾ رسول کے ذمے تو (اللہ تعالیٰ کی بات) پہنچا دینا ہی ہے اور جو کچھ تم لوگ ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم لوگ چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں ﴿۹۹﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: ناپاک چیز اور پاک چیز برابر نہیں ہو سکتی ① اگرچہ ناپاک چیز کا زیادہ ہونا تم کو اچھا ہی لگتا ہو، سوائے عقل والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو؛ تا کہ تم لوگ کامیابی حاصل کرلو ﴿۱۰۰﴾

اے ایمان والو! تم ایسی چیزوں کے بارے میں سوال مت کرو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جاوے تو وہ تم کو بری لگے اور اگر ان (چیزوں) کے بارے میں ایسے وقت میں تم سوال کرو گے جب قرآن اتارا جا رہا ہو تو وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں گی ② اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا ③ اور اللہ تعالیٰ تو بڑے معاف کرنے والے، حلیم ہیں ④ ﴿۱۰۱﴾

---

① خبیث سے مراد: حرام یا ناپاک چیز، گناہ کرنے والا یا برے اعمال اور طیب سے مراد: حلال یا پاک چیز، اطاعت کرنے والا اور اچھے اعمال۔ ② لیکن جب پورا قرآن نازل ہو چکا تو پھر وحی کا سلسلہ بند کر دیا گیا۔
③ یعنی پہلے جو ایسے نامناسب سوالات کیے گئے اس کو اللہ نے معاف کر دیا؛ لیکن آئندہ ایسے سوال نہ کرنا۔
④ اللہ تعالیٰ کسی نافرمانی پر دنیا میں سزا نہ دیویں تو ایسا مت سمجھنا کہ آگے بھی کوئی سزا یا عذاب نہیں دیں گے۔

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا
سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ
وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٣﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا
حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿١٠٤﴾

تم سے پہلے (زمانوں میں دوسری امت) کے لوگوں نے (اپنے رسولوں سے) اس قسم کے سوالات کیے تھے، پھر وہ ان کا (جواب ملا تو عمل کرنے سے) انکار کرنے لگے ﴿۱۰۲﴾ اللہ تعالیٰ نے (کسی جانور کو) بحیرہ نہیں بنایا اور سائبہ بھی نہیں بنایا اور وصیلہ بھی نہیں بنایا اور حام بھی نہیں بنایا①؛ لیکن کافر لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت باندھتے ہیں اور ان (کافروں) میں سے زیادہ لوگوں کو (دین کی صحیح) سمجھ نہیں ہے ﴿۱۰۳﴾ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ: جو چیز اللہ تعالیٰ نے اتاری اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ، تو وہ (جواب میں) کہتے ہیں: ہم نے جن (طریقوں) پر اپنے باپ دادوں کو پایا وہی ہمارے لیے کافی ہے، کیا بھلا ان کے باپ دادوں کو (دین کی) کسی بات کا علم نہ ہو اور وہ (آسمانی کتاب کی) ہدایت پر نہ ہو تو بھی (ان ہی کے پیچھے چلیں گے؟)② ﴿۱۰۴﴾

---

① بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کی تفصیل:

بحیرہ: جس اونٹنی کا کان چیر کر اس کے دودھ کو بتوں کے لیے چھوڑ دیا جاوے، کوئی اس کا دودھ دوہتا نہیں تھا۔

سائبہ: جو اونٹنی بتوں کے لیے مکمل چھوڑ دی جاتی، اس پر کوئی سواری نہ کرتا، بوجھ نہ لادتا، کسی کام میں اس کو استعمال نہ کیا جاتا، یہ سلسلہ آج کے دور میں بھی ہے۔

وصیلہ: جس اونٹنی کو مسلسل مادہ بچے پیدا ہوں، درمیان میں کوئی بھی نر بچہ پیدا نہ ہو، ایسی اونٹنی کو بھی بتوں کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔

حام: جو ایک خاص مقرر کی ہوئی مقدار میں (تقریباً دس) وطی کر لیوے یعنی اس کی نسل سے دس بچے پیدا ہو جائیں تو اس کو بھی مکمل بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور اس کو کسی بھی کام میں نہ لاتے۔

② یعنی اس طرح کے جاہل آباء و اجداد کی جاہلانہ تقلید نہ کریں۔ خاندانی رسم و رواج جس کی بنیاد جہالت پر ہے اہلِ علم کو اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ
مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۰۵ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ
بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ
مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا
مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ

اے ایمان والو! تم اپنی جانوں کی فکر ضرور کرو، جب تم ہدایت پر ہو تو جو لوگ گمراہ ہو گئے ہیں وہ تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے ① تم سب کو اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ کر جانا ہے، سو جو کام تم کرتے تھے اسے وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو بتلا دیں گے ﴿۱۰۵﴾ اے ایمان والو! جب تم میں سے کوئی مرنے کے قریب ہو جاوے تو وصیت کرنے کے وقت تم میں سے دو امانت دار آدمی کو تمھارے درمیان (وصیت پر) گواہ بنانا مناسب ہے، یا تم زمین میں سفر میں نکلے ہو پھر (وہیں) موت کی مصیبت نے (آ کر) تم کو پکڑ لیا (اور مسلمان گواہ نہ مل سکے) تو تمھارے غیروں میں سے دو (غیر مسلموں) کو (وصیت پر گواہ) بنالو ② (پھر) اگر تم (وارثوں) کو (ان دونوں وصیت کے گواہ کے بارے میں) کوئی شک ہو جاوے تو ان دونوں (گواہوں) کو نماز کے بعد روک لو، پھر وہ دونوں گواہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھا کر (اس طرح) کہیں کہ: ہم اِس (قسم) کے ذریعے کوئی مال (یا فائدہ) لینا نہیں چاہتے، چاہے وہ (معاملہ ہمارے) کسی رشتے دار کا ہو،

---

① تفسیرِ بحرِ محیط میں حضرت سعید ابن جبیرؓ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ "تم اپنے واجباتِ شرعیہ کو ادا کرتے رہو، جن میں جہاد اور امر بالمعروف بھی داخل ہے، یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی جو لوگ گمراہ رہیں تو تم پر کوئی نقصان نہیں ہے" (از معارف القرآن)

"**اذا اهتديتم**" کے معنی ہے جب تم راہ پر چل رہے ہو تو دوسروں کی گمراہی تمھارے لیے مضر نہیں اور ظاہر ہے کہ جو شخص امر بالمعروف کے فریضہ کو ترک کر دے وہ راہ پر نہیں چل رہا ہے۔

② وصیت پر گواہ مسلم اور غیر مسلم دونوں میں سے بنا سکتے ہیں چاہے سفر ہو یا وطن میں ہو، ایک گواہ بھی چل سکتا ہے، عادل ہو یا نہ ہو دونوں طرح کے چل سکتے ہیں۔

وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾

اور اللہ تعالیٰ کی (طرف سے) گواہی (دینے کی جو ذمے داری ہم پر ہے اس) کو ہم نہیں چھپائیں گے (اگر ہم نے چھپایا) تب تو یقیناً ہم گنہگاروں میں سے ہو جائیں گے''① ﴿۱۰۶﴾

---

① مرنے والا کسی زندہ انسان کو مال سونپے اور مال کے متعلق کہہ دے کہ: یہ مال فلاں کو دینا، دلانا تو ایسے زندہ شخص کو ''وصی'' کہتے ہیں، وصی ایک شخص بھی ہو سکتا ہے اور ایک سے زیادہ بھی۔

سفر ہو یا حضر وصی مسلمان اور عادل ہو یہ افضل ہے۔

شرعی ضابطے میں دعویٰ کرنے والے سے گواہ لیے جاتے ہیں، اگر وہ گواہ پیش کر دے تو فیصلہ اس کے حق میں ہوگا اور اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکے تو جس پر دعویٰ ہے اس سے قسم لی جائے گی اور قسم کی بنیاد پر مقدمہ کا فیصلہ اس کے حق میں ہوگا اور اگر وہ قسم کھانے سے انکار کر دے تو دعویٰ کرنے والے کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا۔

قسم کو پکا کرنے کے لیے خاص جگہ یا خاص وقت کا اہتمام کیا جا سکتا ہے، حاکم موقع ومحل دیکھ کر اس پر عمل کر سکتا ہے۔

آیاتِ مذکورہ کے نزول کا واقعہ یہ ہے کہ: ایک مسلمان جن کا نام 'بدیل' اور دو نصرانی جن کا نام تمیم اور عدی تھا تجارت کے لیے ملکِ شام کی طرف گئے، شام پہنچ کر بدیل بیمار ہو گئے، انھوں نے اپنے مال کی فہرست لکھ کر سامان میں رکھ دی اور اپنے دونوں ساتھیوں کو اطلاع نہیں کی، مرض جب زیادہ بڑھ گیا تو انھوں نے اپنے دونوں نصرانی ساتھیوں کو وصیت کی کہ: سب سامان میرے وارثوں کو پہنچا دینا۔ انھوں نے سب سامان لا کر وارثوں کے حوالے کر دیا؛ مگر چاندی کا ایک پیالہ جس پر سونے کا ملمع یا نقش ونگار تھا اس میں سے نکال لیا، وارثوں کو سامان میں سے فہرست ملی، فہرست کے مطابق مال میں سے سونے کا ایک پیالہ غائب تھا، وارثوں نے ان دونوں سے پوچھا کہ: مرنے والے نے کچھ سامان بیچا تھا؟ یا کچھ زیادہ بیمار رہا کہ علاج وغیرہ میں خرچ ہوا ہو؟ ان دونوں نے کہا کہ نہیں ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ آخر معاملہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی عدالت میں پیش ہوا؛ چونکہ وارثوں کے پاس گواہ نہ تھے تو ان دونوں نصرانیوں سے قسم لی گئی کہ: ''ہم نے میت کے مال میں کسی طرح کی خیانت نہیں کی، نہ کوئی چیز اس کی چھپائی''۔ قسم کی بنیاد پر ان کے حق میں فیصلہ کر دیا گیا، کچھ مدت کے بعد ظاہر ہوا کہ انھوں نے وہ پیالہ مکہ میں کسی سنار کو بیچا ہے۔ جب ان سے پوچھا تو کہنے لگے کہ: ہم نے میت سے خرید لیا تھا؛ چونکہ خریداری پر گواہ نہ تھے؛ اس لیے ہم نے پہلے اس کا ذکر نہیں کیا۔ میت کے وارثوں نے پھر نبیٔ کریم ﷺ کی طرف رجوع کیا، اب پہلی صورت کے برعکس وہ دونوں خریداری کے مدعی اور وارث منکر تھے، ان دونوں کے پاس گواہ نہیں تھے اس لیے وارث میں سے دو شخصوں نے جو میت کے زیادہ قریبی تھے قسم کھائی کہ ''پیالہ میت کی مالکی کا تھا اور یہ دونوں نصرانی اپنی دعوے میں جھوٹے ہیں''۔ چنانچہ جس قیمت (ہزار درہم) پر انھوں نے بیچا تھا وہ وارثوں کو دلائی گئی۔

فَاِنۡ عُثِرَ عَلٰۤی اَنَّہُمَا اسۡتَحَقَّاۤ اِثۡمًا فَاٰخَرٰنِ یَقُوۡمٰنِ مَقَامَہُمَا مِنَ الَّذِیۡنَ اسۡتَحَقَّ عَلَیۡہِمُ الۡاَوۡلَیٰنِ فَیُقۡسِمٰنِ بِاللّٰہِ لَشَہَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنۡ شَہَادَتِہِمَا وَمَا اعۡتَدَیۡنَاۤ ۫ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَنۡ یَّاۡتُوۡا بِالشَّہَادَۃِ عَلٰی وَجۡہِہَاۤ اَوۡ یَخَافُوۡۤا اَنۡ تُرَدَّ اَیۡمَانٌۢ بَعۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاسۡمَعُوۡا ؕ وَاللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾ یَوۡمَ یَجۡمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوۡلُ مَاذَاۤ اُجِبۡتُمۡ ؕ قَالُوۡا لَا عِلۡمَ لَنَا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ﴿۱۰۹﴾

پھر اگر (وصیت کے دونوں گواہوں کے بارے میں) پتہ چلا کہ (حق دبا کر جھوٹ بول کر) وہ دونوں گناہ کے حق دار ہوئے ہیں تو جن کا حق دبا ہے ان میں سے دوسرے دو آدمی جو (میت کے) زیادہ قریب کے (رشتے دار) ہوں (گواہی دینے کے لیے) ان کی جگہ کھڑے ہو جائیں گے، سو وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھا کر کہیں گے کہ: ان (پہلے) دو کی گواہی کے مقابلے میں ہماری گواہی زیادہ سچی ہے اور ہم نے (اس گواہی میں) بالکل زیادتی نہیں کی، یقیناً (اگر ہم نے زیادتی کی) تب تو ہم بڑے ظالم ہوں گے ﴿۱۰۷﴾ اس (طریقے) میں زیادہ امید ہے کہ وہ (وصیت کے گواہ پہلے ہی سے) صحیح صحیح شہادت دیں گے یا اس بات سے ڈریں گے کہ (جھوٹی گواہی دی تو) ان (وصیت کے گواہ) سے قسموں کے بعد لوٹا کر (مرنے والے کے وارثوں سے دوسری) قسمیں لی جائے گی اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تم (احکام کو) سنو اور اللہ تعالیٰ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتے ﴿۱۰۸﴾

جس دن اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو جمع کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ: تم کو (امتوں کی طرف سے دین کی دعوت پر) کیا جواب ملا تھا؟ تو وہ (رسول جواب میں) کہیں گے: ہم کو (ان کے دل کی حقیقت کے بارے میں) کچھ معلوم نہیں ہے[①]، آپ ہی چھپی ہوئی باتوں کو پوری طرح جاننے والے ہیں ﴿۱۰۹﴾

---

① (دوسرا مطلب) علمِ الٰہی کے سامنے ہمارا علم کچھ نہیں (تیسرا) ہماری زندگی میں انھوں نے جو کام ہمارے سامنے کیے وہ تو معلوم ہے؛ لیکن ہمارے بعد کیا ہوا؟ وہ معلوم نہیں (چوتھا مطلب) یقینی طور پر ہم کو معلوم نہیں (پانچواں مطلب) شروع میں خشیت کے غلبے کے وقت یہ جواب ہوگا، پھر حالات عرض کریں گے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾

جب (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے عیسیٰ مریم کے بیٹے! تو میرے احسانات جو تجھ پر اور تیری والدہ پر ہیں ان کو یاد کر، جب کہ میں نے پاک روح (جبریل) کے ذریعے سے تیری مدد کی تھی، تو گہوارے میں اور بڑی عمر میں (دونوں حالتوں میں) لوگوں سے بات کیا کرتا تھا① اور (وہ نعمت بھی یاد کرو کہ) جب میں نے تجھ کو کتاب② اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھلائی تھی③، اور (وہ احسان بھی یاد کرو) جب تو میرے حکم سے مٹی کے گارے سے پرندے جیسی صورت بناتا تھا، پھر تو اس میں پھونک مار دیا کرتا تھا تو وہ میرے حکم سے (سچ مچ) اڑنے والا ہو جاتا تھا اور ماں کے پیٹ سے جو اندھا اور کوڑھ والا ہو اس کو تو میرے حکم سے اچھا کر دیتا تھا اور جب تو میرے حکم سے مُردوں کو (زندہ) نکالتا تھا، اور (وہ نعمتیں یاد کرو) جب میں نے تجھ سے بنی اسرائیل کو (تجھ کو تکلیف دینے سے) اس وقت روک لیا تھا جب کہ تو ان (بنی اسرائیل) کے پاس (اپنی نبوت کی) کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آیا تھا، سو ان (بنی اسرائیل) کے کافروں نے کہا تھا کہ: یہ تو کھلم کھلا جادو ہے ﴿۱۱۰﴾

① مختلف علوم وفنون کا علم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

② حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑے اچھے ماہر کاتب بھی تھے اور حکمت اور علومِ نافعہ سے بھی اللہ تعالیٰ نے نوازا تھا۔ بعض حضرات نے یہاں ''کتاب وحکمت'' سے ''قرآن وسنت'' مراد لیا ہے، چوں کہ آخری دور میں دنیا میں تشریف لا کر اس کے مطابق عمل اور تبلیغ کرنی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

③ محلِ نعمت میں اس کو بیان کیا جا رہا ہے۔

وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّنَ أَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا
مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ أَنْ يُّنَزِّلَ
عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۖ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ أَنْ
نَّأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ ع

اور (یہ واقعہ بھی یاد کرو) جب میں نے حواریین کی طرف (نبی کے واسطے سے) حکم بھیجا① یہ کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لے آؤ تو (حواریین) کہنے لگے کہ: ہم ایمان لے آئے اور (اے اللہ!) آپ گواہ رہنا کہ ہم پورے فرماں بردار ہیں ﴿۱۱۱﴾ (وہ واقعہ بھی دھیان میں رکھنے جیسا ہے) جب حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ مریم کے بیٹے! کیا آپ کے رب ایسا کر سکتے ہیں کہ ہم پر آسمان سے (کھانے کا بھرا) خوان اتاریں②؟ عیسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ: اگر تم حقیقت میں ایمان والے ہو تو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو③ ﴿۱۱۲﴾ وہ (حواری لوگ) کہنے لگے: ہم چاہتے ہیں کہ اس (خوان) میں سے کھاویں اور ہمارے دلوں کو (پورا) اطمینان ہو اور ہم (پہلے سے بھی زیادہ یقین سے) جان لیویں کہ آپ نے ہم سے (اپنے رسول ہونے کے بارے میں جو بھی کہا تھا وہ) سچ کہا تھا اور اس (معجزہ) پر ہم (دوسروں کے سامنے) گواہی دینے والوں میں شامل ہو جاویں ﴿۱۱۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) میں نے حواریین کے دل میں بات ڈال دی۔

نوٹ: حضرت عیسیٰؑ کی حیات میں ان پر ایمان لانے والے حواری کہلاتے ہیں۔

② ہماری درخواست ہمارے لیے آسانی کھانے کی ہے وہ بطورِ معجزہ پوری ہوگی کہ نہ ہوگی؟

اس درخواست میں اس طرف میں اشارہ نکل سکتا ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰؑ کی تخلیق عام اسباب سے ہٹ کر ہے اسی طرح روزی ان کی برکت سے عام اسباب سے ہٹ کر ملے۔

③ روزی حاصل کرنے کے جو عام ذرائع ہیں وہ اختیار کرو۔

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا
عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ
مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ ع
اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ۭ اِنْ
كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ

مریم کے بیٹے عیسیٰ نے دعا کی: اے اللہ! ہمارے رب! آپ ہم پر آسمان سے (کھانے کا بھرا ہوا) خوان اتار دیجیے جو ہمارے لیے یعنی ہمارے پہلے ① اور بعد (کے زمانے میں آنے) والے سب لوگوں کے لیے عید کا دن رہے ② اور وہ (خوان) آپ کی (قدرت کی) نشانی ہو جاوے اور آپ ہم کو روزی دیجیے اور آپ تو روزی دینے والوں میں سب سے اچھے ہیں ﴿۱۱۴﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یقین رکھو! وہ (کھانے کا بھرا ہوا خوان) میں تم پر اتارنے والا ہوں، سو جو شخص تم میں سے اس کے بعد کفر کرے گا تو میں اس کو ایسی سخت سزا دوں گا جو تمام دنیا والوں میں کسی کو بھی (ایسی سزا) نہیں دوں گا ﴿۱۱۵﴾

اور (قیامت کے دن کی بات سنو) جب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے عیسیٰ مریم کے بیٹے! کیا تم نے لوگوں سے (ایسا) کہا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود بناؤ؟ تو وہ (عیسیٰ علیہ السلام) کہیں گے (کہ اے اللہ!) آپ کی ذات تو (شرک سے) پاک ہے، میری مجال نہیں تھی کہ میں ایسی بات کہوں جس (کے کہنے) کا مجھے کوئی حق ہی نہیں، اگر میں نے کوئی ایسی بات کہی ہوتی تو یقیناً آپ کو اس کا علم ہوتا، آپ تو میرے دل کی (ہر چھپی) بات کو جانتے ہیں اور میں آپ کی چھپی ہوئی باتوں کو (آپ کے بتائے بغیر) نہیں جانتا،

① یعنی موجودہ زمانے کے لوگ۔ ② (دوسرا ترجمہ) خوشی کا موقع ہو جاوے (اس دن کو یادگار بنا لیویں)۔
عید میں خوشی ہر سال لوٹ کر آتی ہے اس لیے اس کو عید کہتے ہیں۔

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ
وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ
الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ
وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ
صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْهِنَّ ؕ
ع وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۲۰﴾

یقیناً آپ تو تمام چھپی ہوئی باتوں کو پورا پورا جانتے ہو ① ﴿۱۱۶﴾ میں نے ان لوگوں کو (کچھ) نہیں کہا تھا؛ مگر اتنی بات (کہی تھی) جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا ''یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرے بھی رب ہیں اور تمھارے بھی رب ہیں'' اور جب تک میں ان میں موجود رہا ان (کے حالات) سے واقف تھا، پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھالیا تو آپ ہی ان پر خبر رکھنے والے تھے اور آپ تو ہر چیز پر گواہ ہیں ﴿۱۱۷﴾ اگر آپ ان کو عذاب دیں تو وہ آپ ہی کے بندے ہیں ② اور اگر آپ ان کو معاف کر دیں تو یقیناً آپ تو بڑے زبردست، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱۱۸﴾ (اس کے بعد) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: یہ وہ دن ہے جس میں سچے لوگوں کو ان کا سچ نفع دے گا، ان کے لیے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، ان (باغات) میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گئے اور وہ اس اللہ سے خوش ہو گئے، یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی ﴿۱۱۹﴾ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ بھی ان میں ہے ان (سب) کی حکومت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور وہ تمام چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۱۲۰﴾

① قیامت کے دن ہونے والی بات پہلے سے بتادی گئی؛ تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پوری حقیقت لوگ سمجھ لیوے اور ان کو خدا یا خدا کا بیٹا نہ مانے۔

② اور مالک کو حق ہوتا ہے کہ بندوں کو جرم پر سزا دیویں۔

سورة الأنعام

(المكية)

سورۂ انعام

یہ سورت مکی ہے، اس میں ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) آیتیں ہیں، سورۂ حجر کے بعد اور سورۂ صافات سے پہلے پچپن (۵۵) نمبر پر نازل ہوئی۔

مکہ مکرمہ میں رات کے وقت تقریباً ایک ساتھ یہ پوری سورت نازل ہوئی، ستر ہزار (۷۰۰۰۰) ملائکہ اس کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہوئے دنیا میں آئے؛ اسی لیے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ: سورۂ انعام قرآنِ کریم کی افضل اور اعلیٰ سورتوں میں سے ہے۔

بعض روایات میں حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ: یہ سورت جس مریض پر پڑھی جائے اللہ تعالیٰ اس کو شفا دیتے ہیں۔

اَنعام: نَعم کی جمع ہے: اصل اونٹ کو کہا جاتا ہے اور اہلِ عرب کے یہاں اونٹ بہت بڑی نعمت ہے، اور بھیڑ، بکری، گائے، بھینس وغیرہ کو بھی کہتے ہیں۔

یہ سورت حمد سے شروع ہوتی ہے اور مغفرت پر ختم ہوتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝۱ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى
عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝۲ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ
وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝۳ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝۴

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیریاں اور روشنی بنائی، پھر بھی کافر لوگ (عبادت میں) اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو برابر کا درجہ دیتے ہیں ﴿۱﴾ اسی (اللہ تعالیٰ) نے تم کو مٹی کے گارے سے پیدا کیا، پھر (تمھاری موت کا) ایک وقت مقرر کر دیا اور (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا) ایک وقت اس کے پاس متعین ہے، پھر بھی تم لوگ (قیامت کے بارے میں) شک میں پڑے ہوئے ہو[۱] ﴿۲﴾ اور آسمانوں میں اور زمین میں وہی اللہ تعالیٰ (معبودِ برحق) ہیں[۲] وہی تمھارے چھپے ہوئے اور تمھارے کھلے ہوئے (سب حالات) کو جانتے ہیں اور جو کچھ عمل تم (چھپ کر یا ظاہر میں) کر رہے ہو اس کو بھی وہ جانتے ہیں ﴿۳﴾ اور (اِن کافروں کی حالت یہ ہے کہ) اُن کے پاس اُن کے رب کی نشانیوں میں سے جب بھی کوئی نشانی آتی ہے تو وہ اس سے منہ پھرا لیتے ہیں ﴿۴﴾

---

① آیت میں دو ''اجل'' ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اول اجل سے مراد انسان کی ولادت سے موت تک کی زندگی اور دوسرے اجل سے مراد موت سے لیکر دوسری مرتبہ زندہ ہونے تک کا وقت، یہ ایک تفسیر ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) وہی اللہ تعالیٰ آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی ہے۔

فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝٥
أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَكُمْ
وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ
بِذُنُوبِهِمْ وَأَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۝٦ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ
فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝٧ وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ
عَلَيْهِ مَلَكٌ ۖ وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ ۝٨

سو پکی بات یہ ہے کہ جب وہ سچی بات (یعنی قرآن) ان کے پاس آگئی تو انھوں نے اس (سچی بات) کو جھٹلا دیا، تو اب (نتیجہ یہ ہوگا کہ) جس بات کا وہ مذاق اڑاتے تھے اس کی حقیقت بہت جلد ان کو معلوم ہو جائے گی ﴿۵﴾ کیا انھوں نے (یعنی کافروں نے) نہیں دیکھا کہ ہم ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں، جن کو ہم نے زمین میں ایسی طاقت دی تھی ① جیسی طاقت (ابھی تک) تم کو (بھی) نہیں دی ② اور ہم نے ان پر آسمان سے خوب (لگاتار) بارش برسائی اور ہم نے نہریں بنائیں جو ان کے نیچے سے بہتی تھیں (اتنی ساری نعمت پر ایمان نہ لائے تو) پھر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور ان کے بعد ہم نے دوسری امتوں کو پیدا کیا ﴿۶﴾ اور (ان کافروں کی حالت یہ ہے کہ) اگر ہم تم پر کاغذ پر لکھی ہوئی کوئی کتاب اتارتے، پھر وہ (کافر) اس کو اپنے ہاتھوں سے چھو (کر کے بھی دیکھ) لیتے پھر بھی کافر لوگ تو یہی بات کہتے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہی ہے ﴿۷﴾ اور وہ (کافر) لوگ (یہ بات) کہتے ہیں کہ: اس (نبی) پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا؟ اور اگر ہم کوئی فرشتہ اتار دیتے تو سب قصہ ہی ختم ہو جاتا، پھر ان کو (ذرا بھی) ڈھیل نہ دی جاتی ③ ﴿۸﴾

---

① یعنی ان کے جسم میں بڑی قوت دی گئی، مال و دولت کی بھی کثرت تھی۔

② (دوسرا ترجمہ) ایسا جما دیا تھا جتنا (ابھی تک) ہم نے تم کو نہیں جمایا۔ ③ فرشتے کے آجانے کا معجزہ دیکھ لیتے اور اس کے بعد بھی ایمان نہ لاتے تو ان کو ذرا بھی مہلت نہیں ملتی اور فوراً ہلاک کر دیے جاتے۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝٩ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ
بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝١٠ قُلْ سِيْرُوْا ع
فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝١١ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا
رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٢ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ
وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝١٣

اور اگر ہم اس (رسول) کو (انسان کے بجائے) فرشتہ بناتے ①تو ہم اس کو (بھی لازمی طور پر) آدمی ہی (کی شکل) بناتے اور ہم ان کو انہی شبہات میں پھر مبتلا کر دیتے جن میں وہ ابھی پھنسے ہوئے ہیں ﴿٩﴾ اور (اے نبی!) پکی بات ہے کہ تم سے پہلے رسولوں کا (مخالفین کی طرف سے) مذاق اڑایا جا چکا ہے؛ پھر نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے مذاق اڑانے والوں کو اُسی (عذاب) نے آ کر گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے ﴿١٠﴾

(اے نبی!) تم (ان کافروں سے) کہہ دو: تم زمین میں چلو پھرو، پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا؟ ﴿١١﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) پوچھو کہ: آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کی ملکیت میں ہے؟ (پھر وہ جواب نہ دیویں تو آپ ہی) جواب دیجیے کہ: وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے②، اللہ تعالیٰ نے (مخلوق کے ساتھ) رحم کا برتاؤ کرنا اپنے ذمے لازم کر رکھا ہے، اللہ تعالیٰ تم سب کو قیامت کے دن ضرور جمع کریں گے، اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے، جن لوگوں نے خود اپنے لیے نقصان کا سودا کر رکھا ہے (یا خود کو نقصان میں ڈال رکھا ہے) سو وہ ایمان نہیں لاتے ﴿١٢﴾ اور رات اور دن میں ③جتنی مخلوقات بھی آرام پاتی ہیں وہ سب (مخلوقات) اسی (اللہ تعالیٰ) کی ملکی میں ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ ہر بات کو) پوری طرح سننے والے (ہر چیز کو) اچھی طرح جاننے والے ہیں ﴿١٣﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اور اگر ہم (انسان کے بجائے) کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔ ②اس سوال کا جواب متعین ہے، اس کے سوا جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ ③سابقہ اور اس آیت میں قدرتِ الٰہی کا تعمیم مکان اور زمان کا بیان ہے۔

قُلۡ اَغَيۡرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَهُوَ يُطۡعِمُ وَلَا يُطۡعَمُ ؕ قُلۡ اِنِّيۡۤ
اُمِرۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَسۡلَمَ وَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۴﴾ قُلۡ اِنِّيۡۤ اَخَافُ اِنۡ
عَصَيۡتُ رَبِّيۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿۱۵﴾ مَنۡ يُّصۡرَفۡ عَنۡهُ يَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ
الۡفَوۡزُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنۡ يَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنۡ يَّمۡسَسۡكَ بِخَيۡرٍ
فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الۡقَاهِرُ فَوۡقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الۡحَكِيۡمُ الۡخَبِيۡرُ ﴿۱۸﴾

(اے نبی!) تم کہو کہ: کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو میں مدد کرنے والا مقرر کروں①؟ جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) سب کو کھلاتے ہیں اور ان کو کوئی نہیں کھلاتا② (اے نبی!) تم یہ (بھی) کہو کہ: مجھ کو تو یہ حکم ہوا ہے کہ (سب لوگوں میں) سب سے پہلا حکم ماننے والا بن کر میں رہوں اور تم شرک کرنے والوں میں ہرگز شامل مت ہونا ﴿۱۴﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن (یعنی قیامت) کے عذاب سے ڈرتا ہوں ﴿۱۵﴾ جس شخص پر سے اس (قیامت کے) دن وہ (عذاب) ہٹا دیا گیا تو یقیناً اس پر اللہ تعالیٰ نے بڑا رحم کیا اور یہی کھلم کھلی کامیابی ہے ﴿۱۶﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائیں تو اس (تکلیف) کو کوئی دور نہیں کر سکتا، صرف وہی (اللہ تعالیٰ ہی دور کر سکتے ہیں) اور اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو کوئی بھلائی پہنچائیں تو وہ (اللہ تعالیٰ) ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں③ ﴿۱۷﴾ اور وہ (اللہ تعالیٰ) اپنے بندوں پر (ہر اعتبار سے) غالب ہیں④ اور وہ (اللہ تعالیٰ) بڑی حکمت والے، بڑے خبر رکھنے والے ہیں ﴿۱۸﴾

---

① سوال نفی کے لیے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو معبود بنانا ہی نہیں ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) کیا اللہ تعالیٰ جو کہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے ہیں اور جو (سب) کو کھانا کھلاتے ہیں اور ان کو کوئی نہیں کھلاتا تو (ایسے اللہ تعالیٰ) کے سوا کسی (دوسرے) کو اپنا معبود قرار دوں؟

نوٹ: کھلانا ظاہر میں بھی ہوتا ہے اور کسی کو سامانِ بقا عطا کرنا یہ بھی ایک طرح کا کھلانا ہے۔ ہر مخلوق کو باقی رہنے کے لیے جن سامان کی ضرورت پڑتی ہو چاہے طعام یا کوئی دوسری چیز ہو تمام کے موجد اللہ تعالیٰ ہے۔

③ اس لیے وہ بھلائی تم کو مل کر ہی رہے گی۔ ④ جس کا زور ہر چیز پر چلتا ہو وہ 'قاہر' ہے۔

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ڐ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۣ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ
لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰي ۭ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ
قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝١٩ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ
كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۗءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝٢٠ۧ وَمَنْ اَظْلَمُ ع ٨
مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝٢١ وَيَوْمَ
نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَاۗؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝٢٢

(اے نبی!) تم (ان سے) پوچھو کہ: گواہی دینے کے لیے کونسی چیز سب سے بڑی ہے①؟ (پھر) تم (جواب میں خود) کہو کہ: اللہ تعالیٰ ہی (یعنی سب سے بڑے گواہ ہیں جو) میرے اور تمھارے درمیان گواہ ہیں اور مجھ پر یہ قرآن وحی کے ذریعے اتارا گیا؛ تا کہ میں تم کو اس (قرآن) کے ذریعے ڈراؤں اور جن کو (یہ قرآن) پہنچ جاوے② (ان سب کو بھی ڈراؤں)، کیا تم واقعی یہ گواہی دے سکتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود بھی ہیں؟ (یہ بات) بتلادو کہ: میں تو (کبھی ایسی) شہادت نہیں دوں گا، تم یہ کہہ دو کہ: یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) تو ایک ہی معبود ہیں اور جن چیزوں کو تم شریک کرتے ہو یقیناً میں تو اس سے بَری ہوں③ ﴿۱۹﴾ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ ان (آخری نبی) کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، جن لوگوں نے اپنے آپ کو (ایمان نہ لاکر) نقصان میں ڈالا سو ایسے لوگ ایمان نہیں لائیں گے ﴿۲۰﴾

اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا④ یا اس (اللہ تعالیٰ) کی آیتوں کو جھٹلایا؟ یقیناً ایسے ظالموں کو فلاح نصیب نہیں ہوگی ﴿۲۱﴾ اور جس (قیامت کے) دن ہم ان سب کو (ایک ساتھ میدان میں) جمع کریں گے، پھر ہم مشرکوں سے پوچھیں گے کہ: تمھارے وہ شریک (معبود) کہاں ہیں جن کے (معبود ہونے کے) بارے میں تم دعویٰ کیا کرتے تھے؟ ﴿۲۲﴾

---

① یعنی جس گواہی پر سارے اختلافات ختم ہوجائیں۔ ② تعمیم نبوت کی طرف اشارہ ہے۔ ③ یعنی شرک سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ ④: (۱) یعنی اللہ کی طرف شرک کی نسبت کی۔ (۲) جس کو اللہ تعالیٰ نے نبی نہیں بنایا پھر بھی وہ نبی ہونے کا دعویٰ کرے۔ (۳) سچے نبی کی بات نہ ماننا۔

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝٢٣ اُنْظُرْ كَيْفَ
كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝٢٤ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ
وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا
يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ
الْاَوَّلِيْنَ ۝٢٥ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــَٔـوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝٢٦

پھر ان کے پاس کوئی بہانہ نہیں ہوگا[1]؛ مگر وہ یوں کہیں گے کہ: ہمارے رب اللہ تعالیٰ کی قسم! کہ ہم شرک کرنے والے نہیں تھے ﴿۲۳﴾ دیکھو تو! وہ اپنے اوپر کیسا جھوٹ بولے اور جو (جھوٹ) وہ بناتے تھے وہ سب ان سے گم ہو گئے ﴿۲۴﴾ اور ان (مشرکوں) میں سے کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو (آپ کے قرآن پڑھتے وقت) تمھاری طرف کان لگا کر (قرآن) سنتے ہیں اور (مگر سننے کا مقصد ماننا نہیں ہوتا تھا؛ اس لیے) ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں؛ تاکہ وہ اس (قرآن) کو سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں بہراپن (یا گرانی پیدا کر دی) ہے، اور اگر وہ لوگ (ایک ایک کر کے) تمام نشانیاں بھی دیکھ لیویں تب بھی وہ ان پر ایمان نہیں لاویں گے (ان کی دشمنی) یہاں تک (پہنچ گئی ہے) کہ جب وہ (کافر لوگ) تمھارے پاس تم سے جھگڑا کرنے کے لیے آتے ہیں تو (یہ) کافر لوگ (اس قرآن کے بارے میں ایسا) کہتے ہیں کہ: یہ (قرآن) تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہی ہیں ﴿۲۵﴾ اور وہ (کافر لوگ) اس (قرآن) سے (دوسروں کو بھی) روکتے ہیں اور وہ (خود بھی) اس سے دور رہتے ہیں[2] اور وہ اپنی ہی جانوں کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں اور وہ (اس بات کو) سمجھتے بھی نہیں ہیں ﴿۲۶﴾

---

[1] یعنی معذرت کرنے کا سامان۔

[2] دوسرا ترجمہ: بھاگتے ہیں۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا
نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ
بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى
وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٠﴾ ع

اور (اے نبی!) کاش کہ تم (ان کی حالت) دیکھ سکتے جب وہ (کافر لوگ قیامت کے دن) آگ (یعنی جہنم) پر کھڑے کیے جاویں گے، سو وہ (کافر لوگ) بولیں گے: اے کاش! (کوئی ایسی صورت ہو) کہ ہم واپس (دنیا میں) بھیج دیے جاویں①؛ اور ہم اپنے رب کی آیتوں کو نہ جھٹلائیں اور ہم ایمان لانے والوں میں شامل ہو جائیں ﴿٢٧﴾ (حالاں کہ ان کی یہ آرزو بھی سچی نہیں ہوگی) بلکہ جن باتوں کو وہ اس سے پہلے چھپایا کرتے تھے وہ (آج) ان پر ظاہر ہو جائیں گی② اور اگر ان کو دوبارہ (دنیا میں) بھیج دیا جاوے تو بھی یہ وہی کام کریں گے جس سے ان کو روکا گیا تھا③، اور (تم) یقین جانو کہ وہ پکے جھوٹے ہیں ﴿٢٨﴾ اور وہ تو (یوں بھی) کہتے ہیں کہ: بس ہماری تو (جو کچھ ہے وہ) یہی دنیوی زندگی ہے اور (مرنے کے بعد) ہم کو دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا ﴿٢٩﴾ اور اگر تم وہ وقت دیکھو جب وہ (کافر) اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے تو وہ (اللہ تعالیٰ ان سے) پوچھیں گے کہ: کیا یہ (دوبارہ زندہ ہونا) حق نہیں ہے؟ تو وہ (جواب میں) کہیں گے: کیوں نہیں! ہمارے رب کی قسم④! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: سو جو کفر تم کیا کرتے تھے اس کے سبب تم عذاب (کا مزہ) چکھو ﴿٣٠﴾

---

① عین سزا کے وقت مہلت مانگنا یہ انسان کی عادت ہے۔ ② مراد آخرت کا عذاب ہے جس کا دنیا میں انکار کرتے تھے، آج وہ سامنے ہوگا (دوسرا مطلب) بدی کے جو اثرات اندر ہی اندر غیر مرئی طور پر پرورش پا رہے تھے وہ دردناک عذاب کی شکل میں متمثل ہو کر سامنے آئے گا [دوسرا ترجمہ] بلکہ دراصل وہ چیز (یعنی آخرت) ان کے سامنے کھل کر آ چکی ہوگی جسے وہ پہلے چھپایا کرتے تھے (اس لیے مجبوراً یہ بات کہیں گے) ③ دنیا میں روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ مہلت ملنے پر انسان عبرت حاصل کر کے توبہ نہیں کرتا؛ بلکہ انھیں جرائم میں دوبارہ ملوث ہوتا ہے۔ ④ یعنی موت کے بعد کی دوسری زندگی حق ہے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا
عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۟۳۱
وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ۟۳۲ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ
الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۟۳۳ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا
كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ
نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ۟۳۴

پکی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا وہ نقصان میں پڑ گئے ① یہاں تک کہ جب قیامت ان کے سامنے اچانک آ کر کھڑی ہو جائے گی تب وہ کہیں گے: ہائے افسوس! ہماری اس کوتاہی پر جو اس (قیامت) کے بارے میں ہوئی ہے، اور وہ اپنی پیٹھوں پر اپنے (گناہوں کا بھاری) بوجھ لادے ہوئے ہوں گے ② سن لو! بہت ہی برا بوجھ ہے جو وہ (اپنے اوپر) اٹھائیں گے ﴿۳۱﴾ اور دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں ہے اور جو لوگ ڈرتے ہیں ان کے لیے تو آخرت کا گھر ہی بہتر ہے، کیا پھر بھی تم (اتنی سی بات بھی) سمجھتے نہیں ہو؟ ﴿۳۲﴾ (اے نبی!) ہم کو معلوم ہے کہ ان (کافروں) کی باتیں تم کو رنج میں ڈالتی ہیں، سو حقیقت میں وہ (کافر لوگ) تم کو نہیں جھٹلاتے؛ لیکن ظالم لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا (جان بوجھ کر) انکار کرتے ہیں ﴿۳۳﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ تم سے پہلے بہت سارے رسولوں کو جھٹلایا جا چکا ہے، پھر ان (رسولوں) کو جو جھٹلایا گیا اور ستایا گیا اس پر انھوں نے صبر کیا، یہاں تک کہ ہماری مدد ان کو پہنچ گئی اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور پکی بات ہے کہ (پچھلے) رسولوں کے بعض واقعات تم تک (قرآن میں) پہنچ بھی چکے ہیں ﴿۳۴﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) وہ لوگ تباہ ہو گئے۔

② (دوسرا ترجمہ) اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

وَإِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ
سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ بِآيَةٍ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ
الْجٰهِلِيْنَ ﴿٣٥﴾ إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۘ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ
يُرْجَعُونَ ﴿٣٦﴾ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۚ قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يُنَزِّلَ آيَةً
وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٧﴾

اور اگر ان (کافروں) کا (ایمان سے) منہ پھرانا تم کو بہت بھاری لگتا ہے تو تم اگر زمین کے اندر (جانے کی) کوئی سرنگ یا آسمان میں (چڑھنے کے لیے) کوئی سیڑھی تلاش کر کے (ان کا منہ مانگا) معجزہ لا سکتے ہو تو لے آؤ، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتے؛ لہٰذا تم ہرگز نادانوں میں شامل نہ ہونا① ﴿۳۵﴾ (تمھاری دعوت تو) وہی (لوگ) قبول کرتے ہیں جو (حق کی طلب کے ساتھ) سنتے ہیں اور جو مُردے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو (قیامت میں) زندہ کر کے اٹھائیں گے، پھر وہ اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف لوٹائے جائیں گے ﴿۳۶﴾ اور وہ (کافر لوگ) کہنے لگے: اس (نبی) پر ان کے رب کی طرف سے (جیسی ہم چاہتے ہیں ویسی) کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری گئی؟ (تو اے نبی!) تم (جواب میں) کہو کہ: یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ (منہ مانگی) نشانی اتارنے کی قدرت رکھتے ہیں؛ لیکن ان میں کے اکثر لوگ (اس کا انجام) نہیں جانتے② ﴿۳۷﴾

---

① کفار کی طرف سے بہت سارے بیجا معجزات کا مطالبہ ہوتا جس کا مقصد صرف ہٹ دھرمی اور ضد ہوتا، ان کی حالت تو ایسی ہے کہ تمام معجزات بھی دیکھ لیں تب بھی ایمان نہیں لاویں گے، ان کے مطالبات کو پورا کرنا بیکار ہے اور خدا کی حکمت کے بھی خلاف ہے۔ ہاں! اگر آپ ان کے مطالبات پورا کرنے کے لیے ان کے کہنے کے مطابق زمین کے اندر جانے کے لیے کوئی سرنگ بنا سکیں یا آسمان پر چڑھنے کے لیے کوئی سیڑھی ایجاد کر سکیں تو یہ بھی کر دیجیے اور ظاہر ہے کہ اللہ کے حکم کے بغیر آپ ایسا نہیں کر سکتے؛ اس لیے یہ فکر چھوڑ دیجیے کہ ان کے منہ مانگے مطالبات ان کو دکھائے جائیں۔ اس آیت کے ذریعہ آپ ﷺ کو ان ازلی کفار کے ایمان سے ناامید کرنا ہے اور تسلی ہے کہ ان کافروں کے ایمان نہ لانے سے آپ رنجیدہ نہ ہو۔ ②: (۱) خود کے مانگے ہوئے معجزات مل جاویں اور ایمان نہ لاویں تو فوری عذاب آتا ہے۔ (۲) جن قوانینِ حکمت ورحمت پر تکوینی نظام کی بنیاد ہے اس کو وہ لوگ جانتے نہیں۔ یعنی بے جا مطالبے کا برا انجام وہ جانتے نہیں۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي
الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي
الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٩﴾ قُلْ
اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ
ع صٰدِقِيْنَ ﴿٤٠﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿٤١﴾

اور زمین میں جتنے بھی جانور چلتے ہیں اور جتنے بھی پرندے اپنے دونوں پروں سے اڑتے ہیں وہ تمھاری طرح (مخلوق) کی مختلف جماعتیں ہیں①، ہم نے کتاب (لوحِ محفوظ) میں کوئی کمی نہیں چھوڑی②، پھر وہ سب اپنے رب کی طرف جمع کیے جائیں گے ﴿۳۸﴾ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ بہریں ہیں اور گونگے ہیں، اندھیریوں میں پڑے ہیں③، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اس کو گمراہ کردیتے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) جس کو چاہتے ہیں اس کو سیدھی راہ پر لگادیتے ہیں ﴿۳۹﴾ (اے نبی! ان کافروں سے) تم کہہ دو: اگر تم (شرک کے دعوے میں) سچے ہو تو بتاؤ اگر تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کا عذاب آجاوے یا تمھارے پاس قیامت آجاوے تو کیا تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور (معبود) کو پکاروگے؟ (ہرگز نہیں) ﴿۴۰﴾ بلکہ تم اسی (اللہ تعالیٰ) کو پکاروگے، پھر جس مصیبت کی وجہ سے تم نے (اس کو) پکارا ہے اگر وہ چاہیں گے تو وہ اس (مصیبت) کو دور کردیں گے، اور جن (بتوں) کو تم (اللہ تعالیٰ کے ساتھ) شریک ٹھہراتے ہو (ایسے حالات میں) تم ان سب کو بھول جاؤگے ﴿۴۱﴾

① یعنی قیامت کے دن زندہ ہوکر اٹھنے اور حساب میں سب برابر ہیں، اسی طرح پیدائشی اور نظامِ رزق میں بھی یہ مخلوق انسان کی طرح اللہ تعالیٰ کی محتاج ہیں۔

② قیامت تک ہونے والی تمام چیزیں لوحِ محفوظ میں لکھ دی ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے وہ اندھیروں میں بھٹکتے بھٹکتے بہرے اور گونگے ہوچکے ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ
يَتَضَرَّعُوْنَ۝۴۲ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ
الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝۴۳ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ
شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۝۴۴ فَقُطِعَ دَابِرُ
الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝۴۵ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ
سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ

اور (اے نبی!) پکی بات یہ ہے کہ ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے تھے، پھر ہم نے (ان کی نافرمانی کی وجہ سے) ان کو سختی اور تکلیف میں مبتلا کیا تھا؛ تاکہ وہ لوگ عاجزی اختیار کریں① ﴿۴۲﴾ پھر جب ان کے پاس ہمارا عذاب پہنچا② تو وہ (ہمارے سامنے) کیوں نہیں گڑگڑائے؟ لیکن (بات یہ تھی کہ) ان کے دل سخت ہو گئے تھے اور جو (برے) کام وہ کرتے تھے وہ شیطان نے ان کے سامنے شاندار کر کے دکھلائے تھے③ ﴿۴۳﴾ پھر جو نصیحت ان کو کی گئی تھی جب وہ اس کو بھلا بیٹھے تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے، یہاں تک کہ جو (نعمتیں) ان کو دی گئی تھیں ان پر وہ اترانے لگے تو اچانک ہم نے ان کو (عذاب میں) پکڑ لیا، تب پھر وہ بالکل مایوس ہو کر رہ گئے④ ﴿۴۴﴾ سو ان ظالم لوگوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جو تمام عالموں کے رب ہیں⑤ ﴿۴۵﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) کہو کہ: ذرا مجھے بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تمھاری سننے کی طاقت اور تمھاری آنکھیں (تم سے) واپس لے اور تمھارے دلوں پر مہر لگا دیویں تو اللہ تعالیٰ کے سوا کونسا معبود ہے جو یہ (نعمتیں) لاکر تم کو دیوے؟

---

①(دوسرا ترجمہ) تاکہ وہ لوگ گڑگڑائیں۔ (تیسرا) تاکہ وہ لوگ ڈھیلے پڑ جاویں (اور کفر اور معصیت سے توبہ کر لیویں)۔
②(دوسرا ترجمہ) سختی پہنچی۔ ③(دوسرا ترجمہ) بلکہ ان کے دل (تو اور) سخت ہو گئے اور جو (برے) کام وہ کرتے تھے شیطان ان کے سامنے شاندار کر کے دکھلاتا رہا۔ ④بہت سی مرتبہ دولت کی کثرت عذاب کی شکل ہوتی ہے جیسے چوہے کو پنجرے میں ملنے والی روٹی۔ ⑤ظلم سے نہ رکنے والے ظالموں کا خاتمہ بھی ربوبیت اور رحمت کا اثر ہے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿٤٦﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ
اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا
مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٤٨﴾
وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٤٩﴾ قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ
عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا
ع يُوْحٰۤى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٥٠﴾

تم دیکھو ہم کیسے کیسے مختلف طریقوں سے دلائل بیان کرتے ہیں، پھر بھی وہ (ماننے سے) کتراتے ہیں① ﴿۴۶﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) کہو کہ: ذرا تم بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب تمھارے پاس اچانک② یا کھلم کھلا آجاوے③ تو (دونوں حالتوں میں) کیا ظالم لوگوں کے سوا کوئی اور بھی ہلاک ہوگا؟④ ﴿۴۷﴾ ہم رسولوں کو (نیک لوگوں کے لیے) خوش خبری سنانے اور (نافرمانی کرنے والوں کے لیے) ڈرانے کے لیے ہی بھیجتے ہیں، سو جو کوئی بھی ایمان لے آیا اور (اپنی) اصلاح کرلی تو ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین بھی نہیں ہوں گے ﴿۴۸﴾ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کو ان کی نافرمانیاں کرنے کی وجہ سے عذاب پہنچ کر رہے گا ﴿۴۹﴾ (اے نبی!) تم (ان کافروں سے) کہہ دو: میں تم سے (یہ) نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے (تمام) خزانے ہیں اور نہ (میں یہ کہتا ہوں کہ) غیب (کی تمام باتوں) کا علم میرے پاس ہے اور میں تم سے (یہ بھی) نہیں کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو اپنے پاس (اللہ تعالیٰ کا) جو حکم آتا ہے اسی پر چلتا ہوں، تم (ان سے) کہو کہ: کیا اندھا اور بینائی رکھنے والا (دونوں) برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا بھلا پھر تم (اتنا بھی) سوچتے نہیں ہو؟ ﴿۵۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) آپ دیکھیے کہ ہم کیسے آیتوں کو پھیر پھیر کر (الگ الگ انداز سے) بیان کرتے ہیں، پھر بھی وہ (ماننے سے) منہ پھراتے ہیں (تیسرا ترجمہ) بے رخی کرتے ہیں۔ ② جس عذاب کی کوئی علامت پہلے سے ظاہر نہ ہو۔
③ یعنی علی الاعلان ہوشیاری کے وقت آوے یعنی جس کی کچھ اطلاع پہلے ہوجائے۔
④ (دوسرا ترجمہ) تب صرف ظالم لوگ ہی ہلاک ہوں گے۔

وَاَنۡذِرۡ بِهِ الَّذِيۡنَ يَخَافُوۡنَ اَنۡ يُّحۡشَرُوۡۤا اِلٰى رَبِّهِمۡ لَيۡسَ لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ وَلِىٌّ وَّلَا شَفِيۡعٌ
لَّعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ۝۵۱ وَلَا تَطۡرُدِ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِىِّ يُرِيۡدُوۡنَ
وَجۡهَهٗ ؕ مَا عَلَيۡكَ مِنۡ حِسَابِهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ وَّمَا مِنۡ حِسَابِكَ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ
فَتَطۡرُدَهُمۡ فَتَكُوۡنَ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ۝۵۲ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ لِّيَقُوۡلُوۡۤا
اَهٰٓؤُلَاۤءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِنَا ؕ اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِاَعۡلَمَ بِالشّٰكِرِيۡنَ۝۵۳

اور (اے نبی!) اس (قرآن) کے ذریعے سے تم ان لوگوں کو ڈراؤ جو اس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت میں جمع کیے جائیں گے کہ اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا ان کا کوئی مدد کرنے والا اور سفارش کرنے والا نہیں ہوگا؛ تا کہ (عذاب کی بات سن کر) وہ (گناہوں سے) بچنے لگیں ﴿۵۱﴾ اور جو لوگ صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس (رب) کی خوشی حاصل کرنے کے لیے ① ایسے (مخلص) لوگوں کو (اپنی مجلس سے) علیحدہ نہ کیجیے، ان (کے باطن کے اعمال) کے حساب کی کسی چیز کی ذمے داری تم پر نہیں ہے اور تمھارے (اعمال کے) حساب کی کوئی ذمے داری ان پر نہیں ہے، سو تم (بالفرض) ان (مخلص لوگوں) کو اپنے پاس سے ہٹا دو تو پھر تم (بھی) ناانصافی کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ گے ② ﴿۵۲﴾ اور اسی طرح ہم نے بعض (انسانوں) کو بعض کے ذریعے آزمائش میں ڈال رکھا ہے؛ ③ تا کہ وہ (کافر لوگ مسلمانوں کے بارے میں یوں) کہیں کہ: کیا یہی (کم درجے کے) وہ لوگ ہیں کہ ہم سب کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ نے ان پر ہی (اسلام کا) احسان کیا، کیا اللہ تعالیٰ (اپنے) شکر کرنے والے بندوں کو (دوسروں سے) زیادہ جاننے والے نہیں ہے؟ ﴿۵۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جو لوگ صبح وشام اپنے رب کی یاد میں رہتے ہیں (ہر کام میں) اس کی خوشی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔
② بے جا، بے موقع کوئی کام کرنا ظلم کہلاتا ہے، اگر بالفرض یہ (یعنی فقراء صحابہ کو مال داروں کی خاطر مجلس سے ہٹانے کا) کام کیا تو یہ ظلم ہوگا۔ ظاہر بات ہے کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ ایسا کوئی نامناسب کام نہیں کر سکتے تھے، یہ دوسروں کو تنبیہ ہے۔
③ جیسے مالدار کے ذریعے غریبوں کی آزمائش، قوی کے ذریعے کمزور کا امتحان۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ
الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥٤﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٥٥﴾ قُلْ اِنِّيْ ع
نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ
اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾

اور جب تمھارے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو تم (ان سے) کہو کہ: تم پر سلامتی ہو① تمھارے رب نے (یہ) رحم کا برتاؤ کرنا اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے، کہ تم میں سے جوکوئی نادانی سے② کوئی برا کام کر بیٹھے، پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور (اپنی) حالت درست کر لیوے تو یقین رکھو کہ (اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ) وہ بہت زیادہ معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۵۴﴾ اور اسی طرح ہم نشانیوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں؛ اور تاکہ (لوگ سمجھیں اور) گنہگاروں کا راستہ (بھی سب کے سامنے) کھل کر آجاوے③ ﴿۵۵﴾

(اے نبی!) تم (ان مشرکین سے) کہہ دو کہ: اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن (بتوں) کو تم پکارتے ہو ان کی عبادت کرنے سے مجھے منع کیا گیا ہے (اے نبی!) تم (یہ بھی) کہہ دو کہ: میں تمھاری خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا④ (اگر میں نے ایسا کیا) تب تو میں گمراہ ہوجاؤں گا اور ہدایت پانے والوں میں شامل نہیں رہوں گا⑤ ﴿۵۶﴾

---

① نبی کے واسطے سے اللہ سلام بھیجے یہ صحابۂ کرامؓ کی بڑی سعادت کی بات ہے، ساتھ میں تمام مخلص مؤمنین بھی اس مثالی عنایت میں شامل ہے۔

② جہالتِ عملی جو کام وقار کے خلاف ہوتا ہے، اسی طرح مؤمن جو بھی گناہ کرتا ہے تو اس کے انجام بد کے عدمِ استحضار سے کرتا ہے۔

③ اور نیک لوگوں کا راستہ بھی واضح ہوجاوے؛ تاکہ حق کو اپنانا اور باطل سے بچنا آسان ہوجاوے۔ (مجرموں کی راہ اس لیے ظاہر کی گئی؛ تاکہ اس سے دور رہنا آسان ہوجائے۔)

④ (دوسرا ترجمہ) میں تمھاری خوشی پر چل نہیں سکتا۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) ہدایت پر چلنے والوں میں نہیں رہوں گا۔

قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَكَذَّبْتُم بِهِ ۚ مَا عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ ۚ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ يَقُصُّ الْحَقَّ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ ﴿٥٧﴾ قُل لَّوْ أَنَّ عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ الْأَمْرُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ﴿٥٨﴾ وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿٥٩﴾

(اے نبی!) تم کہہ دو کہ: مجھ کو تو اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل (یعنی قرآن) مل چکی ہے جس پر میں (قائم) ہوں① اور تم نے تو اس کو جھٹلا دیا ہے، جس (عذاب) کو تم جلدی مانگتے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے②حکم تو اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے، وہ (اللہ تعالیٰ) سچی بات بیان فرماتے ہیں اور وہی سب سے اچھے فیصلہ کرنے والے ہیں ﴿۵۷﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: جس (عذاب) کی تم جلدی مچاتے ہو اگر وہ میرے اختیار میں ہوتا تو میرے اور تمھارے درمیان (کب سے) فیصلہ ہی ہو چکا ہوتا، اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو اچھی طرح جانتے ہیں③﴿۵۸﴾ اور اسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس غیب کی چابیاں ہیں④، جن کو اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی نہیں جانتا اور خشکی (یعنی زمین) اور سمندر میں جو بھی ہے وہ (اللہ تعالیٰ) اس کو جانتے ہیں اور (کسی بھی درخت سے) کوئی پتہ نہیں گرتا جس کا اس (اللہ تعالیٰ) کو علم نہ ہو اور زمین کی اندھیریوں میں کوئی بھی دانہ اور کوئی بھی تر اور خشک چیز ایسی نہیں ہے جو ایک کھلی ہوئی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں نہ ہو ﴿۵۹﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) یقیناً میں میرے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر قائم ہوں۔

② (دوسرا ترجمہ) اس کو لانا میرے اختیار میں نہیں ہے۔

③ اس لیے ان کو کب، کس طرح عذاب دینا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ ہی کے پاس غیب کے خزانے ہیں۔ جو چیز ابھی تک وجود میں نہیں آئی یا وجود میں تو آ گئی؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر کسی کو مطلع نہیں فرمایا وہ بھی غیب کہلاتی ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى
اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ
فَوْقَ عِبَادِهٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا
وَهُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۫ وَهُوَ اَسْرَعُ
الْحٰسِبِیْنَ ﴿٦٢﴾ قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً ۚ
لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿٦٣﴾

اور وہی (اللہ تعالیٰ) تو ہے جو رات میں تم کو سلا دیتے ہیں اور جو کچھ تم دن میں کر چکے ہو اس کو وہ (اللہ تعالیٰ) جانتے ہیں، پھر اس (آنے والے نئے دن) میں تم کو (دوبارہ نیند سے) اٹھا دیتے ہیں؛ تا کہ (تمھاری زندگی کی) مقررہ مدت پوری کی جائے، پھر تم (سب) کو اسی کی طرف واپس جانا ہے، پھر اللہ تعالیٰ تم کو جو کام تم کیا کرتے تھے اس کی حقیقت بتلا دیں گے ﴿۶۰﴾

اور وہی (اللہ تعالیٰ) اپنے بندوں پر (ہر اعتبار سے) غالب ہیں اور تمھارے اوپر حفاظت کرنے والے (فرشتے) بھیجتے ہیں، یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اس کی روح قبض کر لیتے ہیں① اور وہ (کسی قسم کی ذرا برابر) کوتاہی نہیں کرتے② ﴿۶۱﴾ پھر وہ اپنے حقیقی مالک اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاویں گے، سن لو حکم تو اسی (اللہ تعالیٰ) کا (چلتا) ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) سب سے جلدی حساب لینے والے ہیں ﴿۶۲﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: زمین اور سمندر کی اندھیریوں سے کون تم کو بچا لیتا ہے جب تم اس (اللہ تعالیٰ) کو گڑگڑا کر اور چپکے سے پکارتے ہو (اور تم یہ کہتے ہو) کہ اگر ہم کو اس (اللہ تعالیٰ) نے اِس (مصیبت) سے بچا لیا تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہو جاویں گے ﴿۶۳﴾

① (دوسرا ترجمہ) پورا وصول کر لیتے ہیں۔
② وقت، مکان، حالت کسی میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے۔

قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ۝٦٤ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ
يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ
بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ۝٦٥ وَكَذَّبَ بِهٖ
قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ۝٦٦ؕ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ز وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۝٦٧
وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ
غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۝٦٨

(اے نبی!) تم کہہ دو کہ: اللہ تعالیٰ تم کو ان (مصیبتوں) سے ① اور ہر (دوسری) تکلیف سے بچا لیتے ہیں، پھر تم شرک کرنے لگ جاتے ہو ﴿٦٤﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: وہ (اللہ تعالیٰ) اس بات پر (پوری) قدرت رکھتے ہیں کہ تم پر عذاب بھیجے، تمھارے اوپر سے ② یا تمھارے پیروں کے نیچے سے ③ یا تم کو (کئی) مختلف فرقے کر کے آپس میں بھڑا دے ④ اور (آپس میں) تم کو ایک دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھاویں، تو دیکھ! ہم کس طرح مختلف طریقوں سے (توحید کی) نشانیاں بیان کرتے ہیں ⑤؛ تاکہ وہ (لوگ) سمجھ جاویں ﴿٦٥﴾ اور (اے نبی!) تمھاری قوم نے اس (قرآن) کو جھٹلا دیا؛ حالاں کہ وہ بالکل حق ہے ⑥ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: میں تم پر ذمے دار نہیں ہوں ﴿٦٦﴾ ہر ایک واقعہ (یا خبر) کا ایک وقت مقرر ہے، اور عنقریب تم کو (سب) معلوم ہو جاوے گا ﴿٦٧﴾ اور جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں میں (بے ہودہ) نکتہ چینی کرنے میں لگے ہیں ⑦ تو تم ایسے لوگوں سے (اس وقت تک) الگ ہو جاؤ جب تک کہ وہ اس کے علاوہ دوسری کسی بات میں مشغول نہ ہو جائیں اور اگر کبھی شیطان تم کو (یہ حکم) بھلا دیوے تو یاد آنے کے بعد (ایسے) ظالم لوگوں کے ساتھ تم نہ بیٹھو ﴿٦٨﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ان (اندھیریوں) سے۔ ② پتھر برساوے یا ہوا چلاوے یا طوفانی بارش برسائے۔

③ زمین میں زلزلہ یا سیلاب کے ذریعے یا زمین میں دھسانے کے ذریعے۔

④ آپس میں فرقہ بندی ولڑائی یہ بھی عذاب کی ایک قسم ہے۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) ہم آیتوں کو کیسے پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔ ⑥ (دوسرا ترجمہ) آپ کی قوم نے اس (عذاب) کو جھٹلا دیا؛ حالاں کہ اس (عذاب) کا آنا بالکل سچی بات ہے۔

⑦ (دوسرا ترجمہ) جو ہماری آیتوں کے بارے میں برا بھلا کہتے ہیں۔

وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾
وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ
نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ
لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ
ع اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ
عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۠

اوران (قرآن کی آیتوں کے بارے میں نکتہ چینی کرنے والوں) کے حساب کی کوئی ذمے داری تقویٰ والوں پر نہیں ہے؛ لیکن (تقویٰ والوں کی ذمے داری یہ ہے کہ) وہ نصیحت کر دیویں؛ تا کہ وہ (ایسی باتوں سے) بچتے رہیں ﴿۶۹﴾ اور تم ان لوگوں کو (ان کی حالت پر) چھوڑ دو جنھوں نے اپنے دین① کو کھیل اور تماشا بنالیا ہے اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال دیا ہے اور (ایسے لوگوں کو) اس (قرآن) کے ذریعے نصیحت کرتے رہو؛ تا کہ کوئی بھی شخص اپنے کیے ہوئے (برے) کاموں کی وجہ سے (ہلاکت میں اس طرح) پھنس نہ جاوے کہ اس (نفس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے) کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی مدد کرنے والا ہو اور نہ کوئی سفارش کرنے والا، اور (اس کی حالت یہ ہوگی کہ عذاب سے رہائی پانے کے لیے) اگر وہ ہر ایک چیز اپنے فدیے میں دے دیوے تو بھی وہ (فدیہ) اس سے قبول نہیں کیا جاوے گا، یہی (اپنے دین کو کھیل تماشا بنانے والے) وہ لوگ ہیں جو اپنے کیے ہوئے کاموں کی وجہ سے (ہلاکت میں) پھنسے ہیں، وہ لوگ جو کفر کرتے تھے اس کے بدلے میں ان کے لیے تیز گرم پینے کی چیز اور دردناک عذاب ہوگا ﴿۷۰﴾

(اے نبی!) تم (کافروں سے) کہہ دو کہ: کیا ہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کریں جو ہم کو نفع نہیں پہنچاتی اور نقصان (بھی) نہیں پہنچا سکتی؟ اور جب اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت دے چکے تو اس کے بعد بھی ہم کیا الٹے پاؤں پھر جاویں؟ (تب تو حالت) اس شخص کی طرح (ہو جاوے گی) جس کو شیطانوں نے جنگل میں راستہ سے بھٹکا دیا ہو، جس کی وجہ سے وہ حیران (یعنی مارا مارا) پھرتا ہو،

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

لَهٗٓ اَصۡحٰبٌ يَّدۡعُوۡنَهٗۤ اِلَى الۡهُدَى ائۡتِنَا ؕ قُلۡ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الۡهُدٰى ؕ وَاُمِرۡنَا لِنُسۡلِمَ
لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۷۱﴾ وَاَنۡ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوۡهُ ؕ وَهُوَ الَّذِىۡۤ اِلَيۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۷۲﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَـقِّ ؕ وَيَوۡمَ يَقُوۡلُ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ؕ قَوۡلُهُ الۡحَـقُّ ؕ وَلَهُ
الۡمُلۡكُ يَوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ ؕ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الۡحَكِيۡمُ الۡخَبِيۡرُ ﴿۷۳﴾ وَاِذۡ
قَالَ اِبۡرٰهِيۡمُ لِاَبِيۡهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصۡنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّىۡۤ اَرٰٮكَ وَقَوۡمَكَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۷۴﴾

اس کے کچھ ساتھی ہوں جو اس کو سیدھے راستے کی طرف (آنے کے لیے) پکارتے ہوں کہ تو ہمارے پاس آجا①تم کہہ دو کہ: یقیناً اللہ تعالیٰ کی (دی ہوئی) ہدایت ہی (صحیح) ہدایت ہے اور ہم کو تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم تمام عالموں کے رب کے سامنے (فرماں برداری سے) جھک جاویں ﴿۷۱﴾ اور یہ کہ تم نماز قائم کرو اور اس (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی) سے تم بچتے رہو اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جن کے پاس تم جمع کیے جاؤ گے ﴿۷۲﴾ اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جنھوں نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک پیدا کیا، جس دن وہ (اللہ تعالیٰ قیامت سے) فرمائیں گے کہ: تو ہوجا، سو وہ (قیامت واقع) ہوجائے گی، اس (اللہ تعالیٰ) کی بات سچی ہے②اور جس دن صور پھونکا جائے گا اس دن اسی (اللہ تعالیٰ) کی حکومت (ظاہراً اور حقیقۃً) ہوگی، وہ چھپی ہوئی اور حاضر (ہر) چیز کے جاننے والے ہیں اور وہی (اللہ تعالیٰ) بڑی حکمت کے مالک، پوری خبر رکھنے والے ہیں ﴿۷۳﴾ اور (وہ واقعہ بھی سننے جیسا ہے) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے ابا آزر سے کہا: کیا تم بتوں کو معبود بنائے بیٹھے ہو؟ (اے ابا!) میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اور تمھاری قوم یقیناً کھلی گمراہی میں ہے ﴿۷۴﴾

(پچھلے صفحے کا حاشیہ:)

① یعنی جس دینِ اسلام کا ماننا ان کے ذمے فرض تھا۔

(اس صفحہ کا حاشیہ:)

① لیکن وہ ایسا بھٹکا ہوا ہے کہ صحیح راستے پر پہنچ نہیں سکتا۔

② اللہ تعالیٰ جو فرماتے ہیں وہ ہو ہی جاتا ہے، خالی نہیں جاتا۔

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿٧٥﴾
فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ
الْاٰفِلِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ
لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿٧٧﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ
فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٨﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٧٩﴾

اور اسی طرح ہم ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانوں اور زمین کی عجیب عجیب چیزیں دکھلاتے تھے؛ اور تاکہ وہ (کامل) یقین کرنے والوں میں سے ہوجاویں ﴿۷۵﴾ پھر جب اس (ابراہیم علیہ السلام) کے سامنے رات (کی تاریکی) چھا گئی تو اس (ابراہیم) نے ایک تارا دیکھا، (ابراہیم علیہ السلام نے) کہا: یہ میرا رب ہے[1] پھر جب وہ (تارا) ڈوب گیا تو اس (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا: میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں ﴿۷۶﴾ پھر جب اس (ابراہیم علیہ السلام) نے (اسی رات یا بعد میں) چاند کو چمکتا دیکھا تو کہا کہ: یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ (چاند بھی) غائب ہوگیا تو (ابراہیم علیہ السلام نے) کہا کہ: اگر مجھ کو میرے رب ہدایت نہ دیتے تو یقیناً میں گمراہ لوگوں میں شامل ہوجاتا[2] ﴿۷۷﴾ پھر جب اس (ابراہیم علیہ السلام) نے سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو (ابراہیم علیہ السلام نے) کہا: یہ میرا رب ہے، یہ (دوسرے ستاروں سے) زیادہ بڑا ہے، پھر جب وہ (سورج بھی) غروب ہوگیا تو (ابراہیم علیہ السلام نے) کہا: اے میری قوم! جن جن چیزوں کو تم (اللہ تعالیٰ کے ساتھ) شریک کرتے ہو یقیناً میں ان چیزوں سے سخت بیزار ہوں[3] ﴿۷۸﴾ یقین کے ساتھ میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کرلیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، میں بالکل سیدھے راستے پر ہوں[4] اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں ﴿۷۹﴾

---

① انکار کے انداز میں سوال ہے یا مخاطبین کو سمجھانے کے لیے ان کے عقیدہ کے مطابق بات ہے۔
② چاند بہت حسین ہے، اللہ تعالیٰ کی دستگیری نہ ہو تو انسان اس کی پرستش میں پھنس جائے۔
③ (دوسرا ترجمہ) میرا ان چیزوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ④ (دوسرا ترجمہ) میں نے سب سے یکسو ہوکر اپنا رخ اس ذات کی طرف کرلیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔

وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ
اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ۝٨٠ وَكَيْفَ اَخَافُ
مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ
فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝٨١ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا
اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۝٨٢ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ ع
اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ۝٨٣

اوراس (ابراہیم) کی قوم اس (ابراہیم) سے بحث (یعنی جھگڑا) کرنے لگی، ابراہیم نے (ان سے) کہا: کیاتم اللہ تعالیٰ (کی توحید) کے بارے میں مجھ سے بحث کرتے ہو؟ حالاں کہ اس نے مجھے ہدایت دے رکھی ہے، اور جن چیزوں کوتم اس (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ شریک مانتے ہو میں ان سے (بالکل) نہیں ڈرتا ہوں①، مگر یہ کہ میرے رب (مجھے) کچھ (نقصان پہنچانا) چاہیں②، میرے رب کے علم نے ہر چیز کو احاطے میں لے لیا ہے، کیا پھر بھی تم نصیحت نہیں مانتے؟ ﴿۸۰﴾ اور جن چیزوں کو تم نے (اللہ تعالیٰ کا) شریک بنا رکھا ہے میں ان سے کیسے ڈروں؟ حالاں کہ تم ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ماننے سے نہیں ڈرتے جن (کے شریک ہونے) کے بارے میں اس (اللہ تعالیٰ) نے تم پر کوئی دلیل نہیں اتاری، اب اگر تم جانتے ہو تو (جواب دو کہ) دونوں فریق میں سے کونسا فریق امن (اطمینان) سے رہنے کا زیادہ حق دار ہے؟ ﴿۸۱﴾ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں انھوں نے کسی طرح کا شرک نہیں ملایا ایسے ہی لوگوں کے لیے امن ہے اور وہی لوگ صحیح راستے پر ہیں ﴿۸۲﴾

اور یہ (دلیل جو ابراہیمؑ نے توحید پر قائم کی تھی) ہماری (دی ہوئی) وہ مضبوط دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے مقابلے میں دی تھی، ہم جس کے درجات کو چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں، یقیناً تمھارے رب بڑی حکمت والے ہیں، (ہر چیز کو) اچھی طرح جاننے والے ہیں ﴿۸۳﴾

① کہ مجھے کچھ نقصان پہنچائیں گے۔
② تو وہ نقصان ہر حالت میں پہنچ کر رہے گا۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ
وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَزَكَرِيَّا
وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ
وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ
وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٨٧﴾ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ
وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٨٨﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾

اور ہم نے اس (ابراہیم) کو اسحاق (جیسا بیٹا) اور یعقوب (جیسا پوتا) دیا، سب کو ہم نے ہدایت دے رکھی تھی اور ہم نے نوح کو (تو ابراہیم سے) پہلے ہی ہدایت دے رکھی تھی اور اس (ابراہیم) کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی (ہدایت دی تھی) اور نیک کام کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ﴿۸۴﴾ اور زکریا اور یحیٰی اور عیسیٰ اور الیاس کو بھی (ہدایت دی تھی) ہر ایک نیک لوگوں میں سے تھے ﴿۸۵﴾ اور اسماعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو بھی (ہدایت دی) اور ہر ایک کو ہم نے تمام عالم (کے لوگوں) پر فضیلت دے رکھی تھی ﴿۸۶﴾ اور (ابھی جن کے نام آئے) ان کے بعض باپ دادوں اور ان (کی بعض) اولاد کو اور ان کے (بعض) بھائیوں کو بھی (ہدایت دی تھی) اور ان سب کو ہم نے چن لیا اور ہم نے ان کو سیدھی راہ پر چلایا ﴿۸۷﴾ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں اس پر چلاتے ہیں، اور اگر (بالفرض) وہ (انبیا بھی) شرک کرنے لگتے تو ان کے بھی وہ سب (نیک) اعمال جو وہ کرتے تھے ضائع ہو جاتے[1] ﴿۸۸﴾ یہ وہی لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکمت (یعنی شریعت) اور نبوت عطا کی تھی، سو اگر وہ (مکہ والے) اس کا انکار کر دیویں[2] (تو اس کی پرواہ نہ کرو) سو پکی بات یہ ہے کہ ہم نے اس (پر ایمان لانے) کے لیے (بہت سارے) ایسے لوگ مقرر کر دیے ہیں جو اس کا انکار کرنے والے نہیں ہیں ﴿۸۹﴾

---

① انبیاؑ تو کبھی شرک کر ہی نہیں سکتے؛ لہذا یہ دوسروں کو سنانا ہے ② یعنی اوپر بیان کی ہوئی باتوں کا اور تمھاری نبوت کا۔

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ۗ قُل لَّآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا
ذِكْرَىٰ لِلْعَٰلَمِينَ ﴿٩٠﴾ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦٓ إِذْ قَالُوا مَآ أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّن ع
شَيْءٍ ۗ قُلْ مَنْ أَنزَلَ الْكِتَٰبَ الَّذِي جَآءَ بِهِۦ مُوسَىٰ نُورًا وَهُدًى لِّلنَّاسِ ۖ تَجْعَلُونَهُۥ
قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا ۖ وَعُلِّمْتُم مَّا لَمْ تَعْلَمُوٓا أَنتُمْ وَلَآ ءَابَآؤُكُمْ ۖ
قُلِ اللَّهُ ۖ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ﴿٩١﴾

یہ تمام (انبیا علیہم السلام) وہ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تھی، سو (اے محمد!) تم بھی ان کے راستے پر چلو① (ان کافروں سے) تم کہہ دو کہ: میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت نہیں مانگتا، وہ (قرآن) تو تمام عالموں کے لیے نصیحت ہے ﴿۹۰﴾

اور ان کافروں نے اللہ تعالیٰ کی صحیح قدر نہیں پہچانی② جب انھوں نے یہ کہا کہ: اللہ تعالیٰ نے کسی انسان پر کوئی چیز نہیں اتاری، (اے نبی!) تم (ان سے) سوال کرو کہ: جو کتاب موسیٰ (علیہ السلام) لے کر آئے تھے وہ کس نے اتاری تھی؟ جو (کتاب) لوگوں کے لیے نور اور ہدایت تھی، تم نے اس (کتاب) کو الگ الگ ورق کی شکل میں کر رکھا ہے، اس (میں سے کچھ) کو تم ظاہر کرتے ہو ③ اور بہت سے حصے کو تم چھپاتے ہو④ اور تم کو (اس کتاب کے ذریعے سے) وہ چیزیں سکھائی گئی تھیں جو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمھارے باپ دادا (جانتے تھے، اے نبی! اس سوال کے جواب میں) تم (خود ہی اتنا) کہہ دو کہ: (وہ کتاب تو) اللہ تعالیٰ ہی نے (اتاری ہے) پھر ان کو (ان کے حال پر) چھوڑ دو، وہ اپنی (بے ہودہ) خرافات میں مشغول رہیں⑤ ﴿۹۱﴾

① اصولِ دین سب کے متفق ہیں۔
② یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عناد میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ ارسالِ رسل کا انکار کیا۔
③ (دوسرا ترجمہ) لوگوں کو دکھلاتے ہو (جس میں تمھارے مطلب کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔)
④ جو تمھارے مطلب کے خلاف ہو۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) وہ اپنی (بے ہودہ) خرافات میں کھیلتے پڑے رہے۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ
حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۝۹۲
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ
قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ
بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ۝۹۳

اور یہ (قرآن بھی) ایک کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے، بڑی برکت والی ہے، جو اپنے سے پہلی (آسمانی کتابوں) کو سچا بتلاتی ہے①؛ اور (یہ اس لیے اتاری) تا کہ (اس کتاب کے ذریعے سے) تمام بستیوں کے مرکز (یعنی مکہ شہر) اور اس کے چاروں طرف (رہنے) والوں کو تم ڈراؤ اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس (قرآن) کو (بھی) مانتے (ہی) ہیں اور وہ اپنی نماز پر پوری پابندی کرتے ہیں ﴿۹۲﴾ اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگائے یا (یوں) کہے کہ: مجھ پر وحی آئی ہے؛ حالاں کہ اس پر②کوئی چیز وحی میں نہیں آئی، اور (اسی طرح) وہ شخص بھی (بڑا ظالم ہے) جو (یوں) کہے کہ: جو (کلام) اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے میں بھی ویسا ہی کلام اتار دوں گا ③اور کاش کہ! آپ وہ وقت دیکھ سکتے جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں (پڑے) ہوں گے اور (موت کے) فرشتے (ان کی طرف) اپنے ہاتھ پھیلائے④ (یہ کہہ رہے) ہوں گے کہ تم اپنی جانیں (جلدی) نکالو⑤، تم اللہ تعالیٰ پر ناحق (یعنی جھوٹی) باتیں جو کہا کرتے تھے اور اس (اللہ تعالیٰ) کی آیتوں کے خلاف تکبر کیا کرتے تھے اس کی سزا میں آج تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا ﴿۹۳﴾

---

① قرآن نے نبی نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اسلام نیا مذہب ہے، قرآن کی کسی بھی آیت میں نہیں ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ کوئی نیا الگ مذہب دنیا میں بھیجا گیا ہو بلکہ پہلے انسان پہلے نبی حضرت آدمؑ کے زمانے سے جو اسلام دنیا میں آیا آخری نبی حضرت محمد ﷺ تک تمام زمانوں میں اصول کے اعتبار سے دین ایک ہی رہا، اس لیے تمام نبی اور تمام آسمانی کتابیں ایک دوسرے کو سچا بتلاتی ہے۔ ② جھوٹے مدعیانِ نبوت مراد ہے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) اتار سکتا ہوں (تیسرا ترجمہ) میں بھی لاکر دکھاتا ہوں۔ ④ (دوسرا) ہاتھ بڑھا کر۔ ⑤ گویا ملائکہ کافر کی روح نکالتے وقت غیظ و غضب کا اظہار کریں گے۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ
ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۭ لَقَدْ
تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۭ ع
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾
فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ
الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾

اور (اللہ فرمائیں گے کہ) پکی بات یہ ہے کہ تم ہمارے پاس اسی طرح اکیلے (تنِ تنہا) حاضر ہوئے جیسے ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور جو کچھ (سامان) ہم نے تم کو دیا تھا وہ سب اپنے پیچھے تم چھوڑ کر آئے ہو، اور ہم کو تو تمھارے ساتھ تمھارے وہ سفارش کرنے والے بھی نظر نہیں آتے جن کے متعلق تمھارا یہ خیال تھا کہ وہ تمھارے معاملے میں (ہمارے ساتھ) شریک ہیں، حقیقت میں ان کے ساتھ تمھارے (آپس کے سارے) تعلقات ٹوٹ چکے ہیں اور جن (بتوں) کے بارے میں تم کو بڑا دعویٰ تھا (کہ وہ ہم کو بچالیں گے) وہ سب تم سے گم ہو گئے ہیں ﴿۹۴﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ دانہ اور گٹھلی کو (زمین میں جانے کے بعد) پھاڑنے والے ہیں، وہی مرے ہوئے سے زندہ کو نکالتے ہیں اور وہی زندہ سے مرے ہوئے کو نکالنے والے ہیں، یہی تو اللہ تعالیٰ ہے، پھر تم (اس کو چھوڑ کر) کدھر الٹے پھرے جارہے ہو[1]؟ ﴿۹۵﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) صبح کی روشنی پھاڑ کر نکالنے والے ہیں اور اسی (اللہ تعالیٰ) نے رات کو سکون (یعنی راحت کا وقت) بنایا اور حساب کے لیے سورج اور چاند کو مقرر کیا ہے، یہ اندازہ (یعنی ضابطہ) ایک بڑے زبردست، بڑے جاننے والے (اللہ تعالیٰ ہی) کا (بنایا ہوا) ہے[2] ﴿۹۶﴾

---

(۱) کوئی تم کو کدھر الٹا پھرا کر لے جارہا ہے؟۔

(۲) (دوسرا ترجمہ) یہ (حساب کے مطابق سورج اور چاند کا چلنا یہ) منصوبہ ہے اس (اللہ تعالیٰ) کا جو زبردست، (ہر چیز کے) جاننے والے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا
الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ
قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ
نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ
طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ

اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے تمھارے (فائدے کے) لیے ستارے پیدا کیے؛ تاکہ اس کے ذریعے خشکی (یعنی زمین) اور سمندر کی اندھیریوں میں تم راستہ معلوم کرو، پکی بات یہ ہے کہ جاننے والی قوم کے لیے ہم نے آیتوں کو کھول کھول کر کے بیان کر دیا ﴿۹۷﴾ اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے تم کو ایک جان (حضرت آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا، پھر (ہر ایک کا) ایک ٹھہرنے کا مقام① اور (ایک) امانت رکھے جانے کی جگہ (بنائی) ہے②، پکی بات یہ ہے کہ جو لوگ سمجھتے ہیں ان کے لیے ہم نے آیتوں کو کھول کھول کر کے بیان کر دیا ﴿۹۸﴾ اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے آسمان سے (بارش کا) پانی اتارا، پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعے سے ہر قسم کی کونپلیں نکالیں③، پھر اس (کونپل) میں سے ہم نے ہریالی پیدا کی④ جن سے ہم ایک پر ایک چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں، اور کھجور کے گابھے (یعنی شگوفے) میں سے (پھلوں کے) ایسے گچھے (یعنی خوشے) نکالتے ہیں جو (بوجھ سے زمین کی طرف) جھکے ہوئے ہوتے ہیں اور (اسی پانی سے ہم نے) انگور کے باغات اور زیتون اور انار (کے درخت پیدا کیے) جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں بھی ہوتے ہیں،

---

① جہاں زیادہ دیر رہنا ہے جیسے آخرت۔

② جہاں عارضی تھوڑا رہنا ہے، جیسے پیدائش سے لے کر موت تک دنیا میں یا برزخ میں جس میں موت سے قیامت تک رہنا ہے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) ہر قسم کی اگنے والی چیز نکالی۔

④ (دوسرا ترجمہ) پھر ہم نے اس میں سبز رنگ کی شاخ نکالی، پھر ہم اس شاخ میں سے ایسے دانے نکالتے ہیں جو باہم اوپر تلے گتھے ہوئے ہوتے ہیں۔

اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٩٩﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ
شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا
يَصِفُوْنَ ﴿١٠٠﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ ع
وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ
كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿١٠٢﴾

جب یہ (درخت) پھل دیتے ہیں تب ان کے پھلوں کو اور اس کے پکنے کو تم (غور سے) دیکھو، یقیناً اس میں ایمان والی قوم کے لیے بڑی نشانیاں ہیں ﴿٩٩﴾ اور ان مشرکوں نے جنات کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ (خدائی میں) شریک بنا رکھا ہے①؛ حالاں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے ان (جنوں) کو بھی پیدا کیا ہے اور ان مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے بغیر جانے (جہالت سے) بیٹے اور بیٹیاں گھڑ رکھی ہیں②؛ (حالاں کہ) اس (اللہ تعالیٰ کے بارے میں) جو باتیں یہ لوگ بتاتے ہیں وہ (اللہ تعالیٰ) ان سب سے پاک اور دور ہیں ﴿١٠٠﴾

وہی (اللہ تعالیٰ) آسمانوں اور زمین کو نئی طرح سے بنانے والے ہیں، اس کی کوئی اولاد کہاں ہوسکتی ہے؟ حالاں کہ اس کی کوئی بیوی ہی نہیں ہے اور اس (اللہ تعالیٰ) نے ہر چیز کو بنایا ہے اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہر چیز کو پوری طرح جانتے ہیں ﴿١٠١﴾ یہی اللہ تعالیٰ تمھارے رب ہیں، اس کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں ہے، جو ہر چیز کو پیدا کرنے والے ہیں، لہٰذا تم اسی کی عبادت کرو اور وہ (اللہ تعالیٰ) ہر چیز کی نگرانی کرنے والے ہیں③ ﴿١٠٢﴾

---

① جنات سے مراد شیاطین ہیں، یہ ان لوگوں کے باطل عقیدے کی طرف اشارہ ہے جو یہ کہتے تھے کہ: تمام اچھی مخلوقات تو اللہ نے پیدا کی؛ لیکن تمام بری چیزیں اور موذی جانور شیطان نے پیدا کیے۔

② عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا اور عرب کے مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔

③ (حقیقی) کام بنانے والا ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٠٣﴾ قَدْ جَاءَكُمْ
بَصَائِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ
بِحَفِيظٍ ﴿١٠٤﴾ وَكَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿١٠٥﴾
اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٦﴾ وَلَوْ شَاءَ
اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا ۗ وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۚ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ﴿١٠٧﴾

اس (اللہ تعالیٰ) کا آنکھیں ادراک ①نہیں کر سکتیں اور وہ (اللہ تعالیٰ سب کی) آنکھوں کا ادراک کرتے ہیں اور وہی (اللہ تعالیٰ) باریکی سے دیکھنے والے، پوری خبر رکھنے والے ہیں ﴿۱۰۳﴾ (اے نبی! ان لوگوں سے کہہ دو کہ) پکی بات یہ ہے کہ تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس (آنکھیں کھولنے والی) نشانیاں آچکیں، سو جس نے ان کو دیکھ لیا (اور ایمان لے آیا) تو اس کو اس کا فائدہ ہوگا اور جو (ان سے) اندھا رہا② تو وہ اپنا ہی نقصان کرے گا، اور میں تمھاری حفاظت پر ذمے دار نہیں ہوں ﴿۱۰۴﴾ اور اسی طرح ہم مختلف طریقوں سے آیتوں کو سمجھاتے ہیں③؛ اور تاکہ یہ لوگ (دشمنی کی وجہ سے یوں) کہیں کہ: تم نے (یہ قرآن کسی سے) سیکھ لیا ہے④ اور تاکہ جاننے والوں کے لیے ہم اس (قرآن کی باتوں) کو اچھی طرح ظاہر کر دیں⑤ ﴿۱۰۵﴾ (اے نبی!) تمھارے رب کی طرف سے تم پر جو وحی بھیجی گئی تم اس کے مطابق چلو، اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں ہے اور تم مشرکین کی طرف دھیان مت دو⑥ ﴿۱۰۶﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو وہ لوگ شرک نہ کرتے اور ہم نے تم کو ان کی حفاظت کے لیے مقرر نہیں کیا اور تم ان پر ذمے دار (بھی) نہیں ہوں ﴿۱۰۷﴾

---

① یعنی اللہ کی حقیقت کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ (دوسرا ترجمہ) اس کو نگاہیں پا نہیں سکتی۔

② یعنی آنکھ کھول کر دیکھا نہیں اور ایمان نہیں لایا۔

③ (دوسرا ترجمہ) اسی طرح ہم آیتوں کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔

④ (دوسرا ترجمہ) پڑھ لیا ہے۔

⑤ مخالفین قرآن کے لیے کہیں گے کہ نبی کہیں سے سیکھ کر آئے اور سمجھ دار لوگوں کے سامنے ظاہر ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ ⑥ (دوسرا ترجمہ) مشرکوں سے بے پرواہ ہو جاؤ۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ
زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٨﴾
وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ
اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٩﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ
كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١١٠﴾ ع ١٣

اور (اے مسلمانو!) جن (بتوں) کی وہ (مشرکین) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں تم ان کو برا مت کہو؛ ورنہ (کہیں ایسا نہ ہو کہ جہالت سے) بغیر سمجھے ہوئے حد سے آگے بڑھ کر وہ اللہ تعالیٰ کو برا کہنے لگے، اسی طرح ہر امت کے لیے ان کے اعمال ہم نے (ان کی نظر میں) مزین بنا کر کے دکھائے ہیں، پھر ان سب کو ان کے رب ہی کی طرف لوٹنا ہے، سو اس وقت جو اعمال وہ کرتے تھے ان کی حقیقت اللہ تعالیٰ ان کو بتلا دیں گے ﴿١٠٨﴾ اور ان (کافر) لوگوں نے اللہ تعالیٰ (کے نام) کی بڑی زوردار قسمیں کھائی کہ اگر ان کے پاس (ان کی چاہت کے مطابق) کوئی معجزہ آجاوے تو وہ ضرور اس پر ایمان لے آویں گے، (اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو کہ: (ساری) نشانیاں (یعنی معجزات) تو اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہیں اور تم (مسلمانوں) کو کیا پتہ ہے کہ یہ لوگ (ان کی چاہت کے مطابق) ان (معجزات) کے آجانے کے بعد بھی (دشمنی میں) ایمان نہیں لائیں گے ﴿١٠٩﴾ اور جس طرح یہ لوگ پہلی مرتبہ اس (قرآن) پر ایمان نہیں لائے ہیں ہم (ان کی ضد کی وجہ سے) ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ دیں گے اور ہم ان کو ان کی شرارت میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیں گے ﴿١١٠﴾

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا
مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ﴿١١١﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا
لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ
غُرُوْرًا ط وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ﴿١١٢﴾ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ
الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ﴿١١٣﴾

اور اگر ہم ان (کافروں) پر فرشتے اتار (بھی) دیویں اور مُردے (زندہ ہوکر) ان سے باتیں (بھی) کرنے لگے اور ہر (غیبی) چیز ان کے پاس آنکھوں کے سامنے لاکر ہم جمع (بھی) کر دیویں①تب بھی (کافر لوگ) ایمان لانے والے نہیں ہیں؛ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے②؛ لیکن ان (کافروں) میں اکثر لوگ جہالت میں پڑے ہوئے ہیں③﴿١١١﴾ اور اسی طریقے سے④ (بہت سارے) شرارت پسند انسانوں اور جناتوں کو ہم نے (پہلے گذرے ہوئے) ہر نبی کا دشمن بنایا تھا جو دھوکہ دینے کی غرض سے ایک دوسرے کو خوش نما⑤ باتیں سکھاتے تھے⑥ اور اگر تمھارے رب چاہیں تو وہ اس (طرح کے کام) کو نہ کرتے، سو جو جھوٹ وہ بناتے ہیں اس میں ان کو پڑا رہنے دو ﴿١١٢﴾ اور (وہ نبی کے دشمن اس طرح کی باتیں اس لیے کرتے تھے؛) تاکہ وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل ان (فریب والی باتوں) کی طرف مائل ہوجاویں اور تاکہ وہ اس سے راضی بھی رہیں⑦ اور وہ (تمام برے) کام بھی کرتے رہیں جو وہ کرتے چلے آئے تھے﴿١١٣﴾

---

① یعنی جنت، جہنم، فرشتے سب ان کے سامنے آجاویں۔
② یعنی ان کو ایمان پر مجبور کردیوے یا ان کی تقدیر بدل دیوے۔
③ یعنی ان کے دلوں میں ایمان لانے کا ارادہ تو ہے نہیں پھر بھی معجزات مانگتے رہتے ہیں، یہ بڑی جہالت ہے۔
④ یعنی جس طرح یہ مکہ کے لوگ آج ہمارے نبی ﷺ کے دشمن ہیں اس طریقے سے۔
⑤ خوش نما یعنی چکنی چپڑی بات۔ جو بات ظاہر میں اچھی لگے اور اندر سے بالکل باطل اور دھوکا ہو وہ "زُخْرُفَ الْقَوْلِ" ہے۔
⑥ (دوسرا ترجمہ) دل میں ڈالتے تھے۔
⑦ (دوسرا ترجمہ) تاکہ وہ اس کو (دل سے) پسند کریں۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ
كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَاِنْ تُطِعْ
اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا
يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾
فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

کیا بھلا! اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر (کسی اور کو) فیصلہ کرنے والا میں تلاش کروں؟ حالاں کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے تم پر کتاب (یعنی قرآن) اتاری جس میں (پوری) تفصیل ہے اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ (کتاب) تمھارے رب ہی کی طرف سے ٹھیک اتاری گئی ہے، سو تم شک کرنے والوں میں بالکل شامل نہ ہونا ﴿۱۱۴﴾ اور تمھارے رب کا کلام (یعنی قرآن) سچائی اور انصاف ① میں کامل ہے، اس (اللہ تعالیٰ) کی بات کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور وہ بڑے سننے والے، بڑے جاننے والے ہیں ﴿۱۱۵﴾ اور جو لوگ زمین میں ہیں ان میں سے اکثر لوگوں کا ② کہنا اگر (بالفرض) تم ماننے لگے تو وہ تم کو (بھی) اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ کردیں گے، وہ سب لوگ تو خیال (یعنی وہم) ہی کے پیچھے چلتے ہیں اور وہ لوگ تو (خیالی) اندازے (یعنی اٹکل) ہی لگاتے ہیں ﴿۱۱۶﴾ یقین رکھو! تمھارے رب وہی سب سے زیادہ جانتے ہیں کہ کون اس کے راستے سے بھٹک رہا ہے اور وہی (اللہ تعالیٰ) ان لوگوں کو بھی پوری طرح جانتے ہیں جو ہدایت پائے ہوئے ہیں ﴿۱۱۷﴾ اگر تم اللہ تعالیٰ کے احکام پر ایمان رکھتے ہو تو (ہر) اس (حلال) جانور میں سے کھاؤ جس پر (ذبح کرتے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو ﴿۱۱۸﴾

① (دوسرا ترجمہ) اعتدال۔

② دنیا میں اس وقت اکثریت گمراہ لوگوں کی ہے۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا
مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ
هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ
الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ
وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ
ع ۱۱ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

اور تمھارے لیے کیا رکاوٹ ہے کہ جس جانور پر (ذبح کے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو تم اس (جانور) میں سے بھی نہ کھاؤ؟ حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان چیزوں کی تفصیل بتلادی ہے جو تمھارے لیے حرام کی ہے؛ مگر یہ کہ تم جن کے (کھانے کے) لیے مجبور ہو جاؤ① اور یقیناً بہت سارے لوگ (وہ ہیں جو) بغیر کسی علم کے (صرف) اپنی خواہشات (یعنی غلط خیالات) کی وجہ سے لوگوں کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں، یقیناً تمھارے رب ہی حد سے گزرنے والوں کو خوب (اچھی طرح) جانتے ہیں ﴿۱۱۹﴾ اور تم کھلا گناہ اور چھپا ہوا گناہ② چھوڑ دو، یقیناً جو لوگ گناہ کا کام کرتے ہیں عنقریب ان کو ان کے کیے ہوئے (گناہوں) کی سزا دی جائے گی ﴿۱۲۰﴾ اور جن جانوروں پر (ذبح کرتے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو تم ان میں سے نہ کھاؤ اور وہ (یعنی اس کا کھانا) تو یقیناً کھلم کھلا گناہ ہے اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں؛ تاکہ وہ تم سے (بے کار) بحث (یعنی جھگڑا) کریں اور اگر (بالفرض) تم نے ان کا کہنا مانا تو یقیناً تم بھی مشرک ہو جاؤ گے ﴿۱۲۱﴾

---

① تو وہ حرام چیزیں تم ضرورت کے مطابق استعمال کر سکتے ہو۔
② مثلاً حلال کے بارے میں حرام کا اعتقاد رکھنا یہ باطنی گناہ ہے۔

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي
الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ
جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا
يَشْعُرُوْنَ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؕ

کیا بھلا جو شخص مرا ہوا تھا①، سو ہم نے اس کو زندہ کر دیا② اور ہم نے اس کو ایسا نور عطا کیا جس کو لے کر لوگوں میں چلتا پھرتا ہے③ (کیا) وہ اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو (مختلف) اندھیریوں میں (پڑا ہوا) ہو، وہ ان (اندھیریوں) سے باہر نکل نہیں سکتا، اسی طرح کافروں کو جو کام وہ کرتے ہیں ان کی نظر میں وہ خوش نما کر دیے گئے ہیں④ ﴿۱۲۲﴾ اور اسی طرح⑤ ہم نے ہر بستی میں اس کے مجرموں کو سردار بنا دیے⑥؛ تاکہ وہ اس (بستی) میں (ایمان والوں کے خلاف) سازشیں کیا کریں اور وہ جو سازشیں کرتے ہیں وہ ان کے اپنے ہی خلاف پڑتی ہیں اور وہ سوچتے ہی نہیں ﴿۱۲۳﴾ اور جب ان (مکہ والوں) کے پاس (قرآن کی) کوئی آیت آتی ہے تو وہ (یوں) کہتے ہیں: ہم تو اس وقت تک ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہم کو ایسی چیز نہ دی جاوے جیسی اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو دی جا چکی ہے⑦،

① یعنی گمراہ تھا۔

② یعنی مسلمان بنا دیا۔

③ یعنی نور کی برکت سے گمراہی سے محفوظ رہتا ہے اور خود بھی اسلامی زندگی گذارے اور دوسروں کے ساتھ اسلامی طریقے سے برتاؤ کرے۔ دوسروں کو اس کے ایمانی نور سے فائدہ پہنچائے۔

④ یعنی کافروں کی سوچ میں کفر اچھی چیز ہے (دوسرا) اسی طرح مزین (بھلا) دکھایا ہے کافروں کو جو کام وہ کر رہے ہیں۔

⑤ یعنی جس طرح مکہ کے بڑے لوگ سازشیں کر رہے ہیں اسی طرح۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) اور جس طرح مکہ کے بڑے لوگ جرم کر رہے ہیں اسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس بستی کے سرداروں ہی کو (مخالف اور) مجرم بنا دیا۔

⑦ یعنی خود ہم پر وحی نازل ہو، فرشتہ آوے۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ

اللہ تعالیٰ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ اپنی رسالت کس کو دیویں①،عنقریب (اس طرح کے) مجرموں کو وہ جو سازشیں کرتے تھے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کے یہاں ذلتی اور سخت عذاب ہوگا ﴿۱۲۴﴾ سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت پر لانا چاہتے ہیں اس کے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں②، اور جس کو (اس کی ضد کی وجہ سے) گمراہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کے سینے کو بہت ہی زیادہ تنگ کر دیتے ہیں③ (اور اس کو ایمان لانا ایسا بھاری لگتا ہے) جیسے اسے زبردستی آسمان پر چڑھنا پڑ رہا ہو،

---

① (دوسرا ترجمہ) اللہ ہی اپنے پیغام بھیجنے کے محل (اور موقع) کو اچھی طرح جانتے ہیں۔
② یعنی وہ اسلام قبول کرنے میں پس وپیش نہیں کرتا۔
شرح صدر کا مطلب:
جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابۂ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے شرحِ صدر یعنی سینہ اسلام کے لیے کھول دینے کی تفسیر دریافت کی۔
آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ مؤمن کے دل میں ایک روشنی ڈال دیتے ہیں جس سے اس کا دل حق بات کو دیکھنے سمجھنے اور قبول کرنے کے لیے کھل جاتا ہے (یعنی حق بات کو آسانی سے قبول کرنے لگتا ہے اور خلافِ حق سے وحشت اور نفرت ہونے لگتی ہے)۔
صحابۂ کرام ؓ نے عرض کیا کہ: کیا اس کی کوئی علامت بھی ہے جس سے وہ شخص پہچانا جائے جس کو شرحِ صدر حاصل ہوگیا ہے؟
فرمایا: ہاں! علامت یہ ہے کہ اس شخص کی ساری رغبت آخرت اور اس کی نعمتوں کی طرف ہوجاتی ہے، دنیا کی بے جا خواہشات اور فانی لذتوں سے گھبراتا ہے اور موت کے آنے سے پہلے موت کی تیاری کرنے لگتا ہے۔)
③ سینہ تنگ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ: اس کو حق بات کا قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا ایسا دشوار ہوتا ہے جیسے کسی انسان کا آسمان میں چڑھنا اور اس کے دل میں حق اور بھلائی کے لیے کوئی راستہ نہیں رہتا، جب وہ اللہ کا ذکر سنتا ہے تو اس کو وحشت ہونے لگتی ہے اور جب کفر اور شرک کی باتیں ہوتی ہے تو ان میں دل لگتا ہے۔

كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢٥﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ
فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٧﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ
اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ
لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿١٢٨﴾

اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر عذاب ڈالیں گے① ﴿۱۲۵﴾ اور یہ (اسلام یا قرآن ہی) تمھارے رب کا (بتایا ہوا) سیدھا راستہ ہے، پکی بات ہے کہ نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے ہم نے آیتوں کو صاف صاف بیان کر دیا ہے ﴿۱۲۶﴾ جو (نیک) عمل وہ کرتے ہیں اس کی وجہ سے ان کے لیے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے② اور وہی (اللہ تعالیٰ) ان کے مددگار ہیں ﴿۱۲۷﴾ اور (اس قیامت کے دن کو یاد رکھو) جس دن وہ (اللہ تعالیٰ) ان سب (مخلوق) کو جمع کریں گے (اور اللہ تعالیٰ سب سے فرمائیں گے) اے جنات کی جماعت! تم نے بہت سارے انسانوں کو (گمراہ کر کے) اپنا بنالیا تھا اور انسانوں میں سے ان (جنات) کے دوست بولیں گے: اے ہمارے رب! (دنیا میں) ہم نے (آپس میں) ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرلیا اور (بالآخر) آپ نے ہمارے لیے جو وقت (قیامت کا) متعین کیا تھا (اب) ہم اپنے اس وقت پر پہنچ گئے ہیں③، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ: (جہنم کی) آگ تم سب کا ٹھکانہ ہے، اس میں تم سب ہمیشہ رہو گے؛ مگر اللہ تعالیٰ جو چاہے④، یقیناً تمھارے رب بڑی حکمت والے ہیں، (ہر چیز کو) اچھی طرح جاننے والے ہیں ﴿۱۲۸﴾

---

① ''رِجس'' کا دوسرا مطلب شیطان ہے؛ یعنی ایمان نہ لانے والوں پر اللہ تعالیٰ شیطان کو مسلط فرماتے ہیں۔

② ہر محنت اور مصیبت سے سلامت گھر جنت ہے۔ ''سلام'' اسمائے حسنیٰ میں سے ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو گھر دیں گے وہ امن، سلامتی والا ہی ہوگا۔

③ یعنی قیامت آ گئی۔

④ جس کو اللہ تعالیٰ جہنم سے نکالنا چاہیں گے اس کو نجات ملے گی۔

ع وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٢٩﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ
قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰۤى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ
كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿١٣٠﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿١٣١﴾
وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٢﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ
يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَاۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿١٣٣﴾

اور اسی طرح ① بعض ظالموں کو ہم (دوسرے) بعض کے ساتھ (جہنم میں) ان کی اس کمائی کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے ساتھ ملا دیں گے ② ﴿١٢٩﴾

اے جنات اور انسان کی جماعت! کیا تمھارے پاس (خود) تم ہی میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے جو تم کو میری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہوں اور تم کو اس (قیامت کے) دن کی ملاقات سے ڈراتے ہوں، تو وہ (سب مل کر) کہیں گے: ہم نے اپنے گناہ کا اقرار کرلیا ہے ③ اور (حقیقت میں) ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا تھا اور وہ خود اپنے خلاف اعتراف کریں گے کہ وہ کافر تھے ﴿١٣٠﴾ یہ (نبیوں کو جو بھیجا جاتا رہا وہ) اس لیے کہ تمھارا رب ایسا نہیں تھا کہ وہ بستی والوں کو (ان کے) ظلم کی وجہ سے ہلاک کر دیوے اور وہاں کے لوگوں کو (احکامِ الٰہی کی) خبر بھی نہ ہو ﴿١٣١﴾ اور ہر قسم کے لوگوں کو ان کے عمل کے اعتبار سے درجات ملیں گے اور جو کام بھی وہ لوگ کر رہے ہیں ان سے تمھارے رب بے خبر نہیں ہیں ﴿١٣٢﴾ اور تمھارے رب تو بے نیاز ہیں، (بڑی) رحمت والے ہیں، اگر وہ چاہیں تو تم سب کو (دنیا سے) لے جاویں (یعنی ختم کر دیویں) اور تمھارے بعد جس کو چاہیں تمھاری جگہ لے آویں جیسا تم کو دوسری قوم کی اولاد سے پیدا کیا تھا ﴿١٣٣﴾

---

① یعنی جس طرح دنیا میں سب گمراہوں کا آپس میں تعلق تھا اسی طرح۔

② (دوسرا ترجمہ) (جس طرح کافروں کی ضد کی وجہ سے ان پر شیطان مسلط کیا گیا ہے) اسی طرح ہم ظالموں کو ایک دوسرے پر ان کے اعمال کی وجہ سے مسلط کر دیں گے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) ہم اپنے خلاف خود گواہی دیتے ہیں۔

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ
عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾
وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا
لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى
شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ
اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ
فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

یقین رکھو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ (عذاب) آنے ہی والا ہے اور تم عاجز نہیں کر سکتے ﴿۱۳۴﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: اے میری قوم! تم اپنی جگہ (اپنے طریقے کے مطابق) عمل کرتے رہو، میں بھی (اپنے طریقے کے مطابق اپنا) کام کر رہا ہوں، سو عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ دنیا کا انجام کس کے حق میں (اچھا) ہوتا ہے، یقیناً ظالم لوگ فلاح (یعنی کامیابی) پاتے نہیں ہیں ﴿۱۳۵﴾ اور اس (اللہ تعالیٰ) نے جو کھیتی اور جانور پیدا کیے ہیں ان میں سے ان کافروں نے اللہ تعالیٰ کا ایک حصہ مقرر کر دیا، پھر اپنے (فاسد) خیال سے یہ کہتے ہیں کہ: اتنا (حصہ) اللہ تعالیٰ کا ہے اور اتنا (حصہ) ہمارے شریکوں کا ہے[①]، پھر جو حصہ ان کے معبودوں کا ہوتا ہے سو وہ تو اللہ تعالیٰ کے پاس (کبھی) نہیں پہنچتا اور جو حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے سو ان کے معبودوں کی طرف پہنچ جاتا ہے، کیسا برا وہ لوگ فیصلہ کرتے ہیں؟ ﴿۱۳۶﴾ اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کو ان کے معبودوں (یعنی شیطانوں) نے سمجھا رکھا ہے[②] کہ اپنی اولاد کو قتل کرنا اچھا کام ہے؛ تاکہ وہ ان (مشرکوں) کو (دنیا و آخرت میں) بالکل ہلاک کر ڈالیں اور تاکہ ان پر ان کے دین کو مشتبہ کر دیویں[③] اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو وہ اس طرح کے کام نہ کرتے، لہٰذا جو جھوٹ وہ گھڑتے ہیں اسی میں ان کو چھوڑ دیجیے ﴿۱۳۷﴾

---

① یعنی جن کو ہم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ (عبادت میں) شریک کر رکھا ہے ان کا۔ ② (دوسرا ترجمہ) دل میں بٹھا رکھا ہے۔
③ یعنی جو دین کی بات نہیں ہے وہ ان کو دین کی بات سمجھا دیوے۔ (دوسرا ترجمہ) ان کے دین کے بارے میں ان پر گڑبڑی (مغالطہ) ڈال دیوے۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ
حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ
بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ
عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ
حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا
رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ ع

اور وہ (مشرکین) کہنے لگے: یہ (خاص قسم کے) جانور اور کھیتی ممنوع ہے①، ان کا خیال ہے کہ جن کو ہم چاہیں اس کے سوا کوئی ان کو نہیں کھا سکتا اور کچھ (خاص قسم کے) جانور ہیں کہ جن کی پیٹھ پر سوار ہونا حرام قرار دیا گیا ہے اور کچھ (خاص قسم کے) جانور ہیں کہ جن پر وہ اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے② (یہ سب من گھڑت باتیں) اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھ کر (کہتے ہیں) عنقریب اللہ تعالیٰ جو بہتان وہ باندھتے تھے ان کا بدلہ دیں گے ﴿۱۳۸﴾ اور وہ (مشرک یہ بات بھی) کہتے ہیں کہ: ان (خاص) جانوروں کے پیٹوں میں جو (بچے) ہیں وہ تو ہمارے مَردوں کے لیے خاص (حلال) ہیں اور (اس کا کھانا) ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ (بچہ) مرا ہوا (پیدا) ہو تو وہ (مرد اور عورت) سب اس (کھانے) میں برابر شریک ہو جاویں، عنقریب اللہ تعالیٰ ان کو ان کی (غلط) بیان کی ہوئی باتوں کی سزا دیں گے، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) بڑی حکمت والے ہیں، بڑے جاننے والے ہیں ﴿۱۳۹﴾ پکی بات ہے کہ وہ لوگ بڑے نقصان میں پڑ گئے ہیں جنھوں نے اپنی اولاد کو بے وقوفی سے بغیر سمجھے ہوئے قتل کر دیا اور جو (حلال) روزی اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے اس کو اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھ کر حرام کر لیا ہے، پکی بات یہ ہے کہ وہ (خود) گمراہ ہو گئے ہیں اور سیدھے راستے پر آئے ہی نہیں ہیں ﴿۱۴۰﴾

① یعنی ان کا استعمال ہر شخص کے لیے جائز نہیں ہے۔ ② یعنی بعض جانوروں کے بارے میں کافروں کے یہاں یہ طے تھا کہ اس کو ذبح کرتے وقت، ان کا گوشت کھاتے وقت، ان پر سواری کرتے وقت ان کا دودھ نکالتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لے سکتے کہ بتوں کی چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی شرکت نہ ہو جاویں۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ
وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ
يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ١٤١ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ
كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ١٤٢ ثَمٰنِيَةَ
اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ
اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ١٤٣

اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے باغات (یعنی باڑیاں) پیدا کیے، (ان میں سے کچھ ایسے بیل والے ہیں) جو سہاروں سے اوپر چڑھائے جاتے ہیں اور (کچھ ایسے بھی ہیں) جو سہاروں سے (ٹٹیوں پر) چڑھائے نہیں جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی (بھی پیدا کی) ان سب کے پھل (اور ذائقے) الگ الگ طرح کے ہیں① (یہ سب اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیے) اور زیتون اور انار (پیدا کیے) جو ایک دوسرے سے (صورت، شکل اور مزہ میں) ملتے جلتے بھی ہیں اور ایک دوسرے سے الگ الگ بھی ہیں، جب وہ پھل نکل آوے تب اس کے پھلوں کو کھاؤ اور جس دن تم اس کو کاٹو (تب) اس کا (مقررہ) حق ادا کرو اور تم فضول خرچی مت کرو، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے ﴿۱۴۱﴾ اور جانوروں میں سے بعض تو وہ (پیدا کیے) ہیں جو بوجھا ٹھاتے ہیں② اور (کچھ جانور ایسے ہیں) جو زمین سے لگے ہوئے ہیں③، اللہ تعالیٰ نے تم کو جو روزی دی اس میں سے تم کھاؤ اور تم شیطان کے قدموں پر مت چلو، یقین رکھو کہ وہ (شیطان) تو تمھارا کھلم کھلا دشمن ہے ﴿۱۴۲﴾ (اللہ تعالیٰ نے) آٹھ نر مادہ (یعنی جوڑے) پیدا کیے ہیں، دو (نر، مادہ) بھیڑوں (یا دنبہ) کی نسل سے اور دو بکریوں میں سے، تم (ان سے) پوچھو کہ کیا اللہ تعالیٰ نے دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کو (حرام کیا ہے) یا اس (بچے) کو (حرام کیا ہے) جو دونوں مادہ کے پیٹ میں موجود ہے؟ اگر تم سچے ہو تو صحیح (یعنی علمی) دلیل سے مجھ کو جواب دو ﴿۱۴۳﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) جن میں کھانے کی چیزیں مختلف (طریقے) کی حاصل ہوتی ہیں۔

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا
اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ
اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٤﴾ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰي طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ ع
يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ
بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤٥﴾

اور (اسی طرح) اونٹ میں سے دو (یعنی نر، مادہ پیدا کیے) اور گائے میں سے (بھی) دو (نر، مادہ پیدا کیے) تم (ان سے) پوچھو کہ کیا (اللہ تعالیٰ نے) دونر کو حرام کیا ہے یا دو مادہ کو (حرام کیا ہے) یا اس (بچے) کو حرام کیا ہے جس کو دونوں مادہ اپنے پیٹ میں لیے ہوئے ہوں؟ جب اللہ تعالیٰ نے تم کو ان (کے حرام ہونے) کا حکم دیا تھا تب تم خود (وہاں) موجود تھے؟ پھر جو شخص اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت باندھے اس سے بڑا ظالم کون ہوگا؟ تاکہ بغیر (علمی) تحقیق کے لوگوں کو گمراہ کردے، یقیناً اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والی قوم کو ہدایت نہیں دیتے ﴿۱۴۴﴾

(اے نبی!) تم کہہ دو: جو احکام مجھ پر وحی کے ذریعے نازل ہوئے ہیں ان میں کوئی ایسی چیز کہ اس کو کھانا کسی کھانے والے کے لیے حرام کیا گیا ہو میں تو نہیں پاتا①، مگر یہ کہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، سو وہ تو بالکل ناپاک ہے یا وہ جانور جو نافرمانی (یا شرک) کا ذریعہ ہو جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کا نام لیا گیا ہو، سو جو شخص (ان میں سے کسی بھی چیز کے کھانے پر) مجبور ہو جاوے جبکہ لذت حاصل کرنے والا نہ ہو، اور ضرورت سے زیادہ استعمال کرنے والا نہ ہو تو یقیناً تمھارے رب بہت زیادہ بخشنے والے، سب سے بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۴۵﴾

⊃ ②یعنی اونچے قد کے ہیں، مال برداری کے کام آتے ہیں۔ ③یعنی چھوٹے قد کے ہیں۔
(اِس صفحے کا حاشیہ)

①جن چیزوں کو تم نے اپنی مرضی سے حرام ٹھہرا رکھا ہے میرے پر نازل ہونے والی وحی میں وہ حرام نہیں ہیں۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ
شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ
بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿١٤٦﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ
بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٤٧﴾ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ
اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ
قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا
تَخْرُصُوْنَ ﴿١٤٨﴾ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٤٩﴾

اور یہودیوں پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کردیے تھے، اور گائے اور بکری میں سے ان کی چربیاں ہم نے ان (یہودیوں) پر حرام کردی تھی؛ مگر جو (چربی) ان دونوں (گائے، بکری) کی پیٹھ یا آنتوں پر لگی ہوئی ہو یا جو (چربی) ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی ہو (اس کا استعمال حلال تھا)، یہ ان کی شرارت کی وجہ سے ہم نے ان کو سزا دی اور یقیناً ہم تو سچے ہی ہیں ﴿١٤٦﴾ سو اگر وہ تم کو جھٹلاویں تو کہہ دو کہ: تمھارے رب بڑی وسیع رحمت والے ہیں اور اس کا عذاب مجرم قوم سے ٹلنے والا نہیں ہے ﴿١٤٧﴾ عنقریب مشرک لوگ کہیں گے کہ: اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا (شرک کرتے) اور نہ ہی ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے، ان سے پہلے لوگوں نے (بھی) اسی طرح جھٹلایا تھا، یہاں تک کہ انھوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھ لیا (اے نبی!) تم کہہ دو: کیا تمھارے پاس کوئی علم (یعنی دلیل) ہے تو وہ ہم کو نکال کر کے دکھاؤ①؟ تم تو گمان (یعنی نرے اٹکل) پر ہی چلتے ہو اور تم تو (وہمی) اندازے ہی لگاتے رہتے ہو② ﴿١٤٨﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: پکی دلیل (جو دل میں اتر جاوے وہ) تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، سو اگر وہ (اللہ تعالیٰ) چاہتے تو تم سب کو ہدایت پر لے آتے ﴿١٤٩﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ہمارے سامنے ظاہر کرو۔

② (دوسرا ترجمہ) اور تم تو تخمینہ کی ہی باتیں کرتے ہو۔

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ
مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ
ع بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿١٥٠﴾ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا
وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ
وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ
اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١٥١﴾

(اے نبی!) تم کہہ دو کہ: تم اپنے گواہوں کو (سامنے) لاؤ جو یہ گواہی دیویں کہ اللہ تعالیٰ نے ان (بیان کی ہوئی اوپر کی) چیزوں کو حرام کیا ہے، سو اگر وہ ایسی گواہی دے بھی دیویں تو تم ان کے ساتھ گواہی نہ دینا① اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور وہ دوسروں کو (عبادت میں) اپنے رب کے برابر کرتے ہیں تم ان کی خواہشات (یعنی خوشی) پر مت چلنا ﴿۱۵۰﴾

(اے نبی!) تم (ان سے) کہو کہ: تم آؤ میں (تم کو) پڑھ کر سناؤں کہ تمھارے رب نے (حقیقت میں) کونسی باتیں تم پر حرام کی ہیں: یہ کہ تم اس (رب) کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور ماں، باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور تم اپنی اولاد کو مفلسی (یعنی غریبی) کے ڈر سے قتل مت کرو، ہم تم کو بھی روزی دیتے ہیں اور ان کو بھی (روزی دیتے ہیں) اور تم بے حیائی کے کاموں کے پاس مت جاؤ چاہے وہ (بے حیائی) کھلی ہوئی ہو اور چھپی ہوئی ہو② اور تم اس جان کو قتل مت کرو جس کو اللہ تعالیٰ نے احترام والا بنایا ہے؛ مگر یہ کہ (قتل کرنے کا کوئی شرعی) حق بنتا ہو، یہ وہ باتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے؛ تاکہ تم سمجھو ﴿۱۵۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ان کی گواہی نہ سننا (تیسرا ترجمہ) تو تم (ان کی گواہی کا) اعتبار نہ کرنا۔

② چھپی برائی یعنی برے ارادے اور خیالات بالقصد دل میں لانا اور اس کو پورا کرنے کی تدابیر کرنا۔ اسی طرح باطنی گناہ بھی مراد ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ
وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا
قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٥٢﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ
مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ
وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٥٣﴾ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ
وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٥٤﴾ ع

اور تم یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ؛ مگر ایسے طریقے سے (تصرف کرنے کی اجازت ہے) جو (اس یتیم کے حق میں) بہتر ہو، یہاں تک کہ وہ (یتیم) اپنی جوانی (کی عمر) تک پہنچ جاوے (تب اس کو اس کا مال حوالے کر دیا جاوے) اور تم ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کیا کرو①، ہم کسی بھی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب تم بات کہو تو انصاف کی (بات) کہو اگرچہ وہ قریبی رشتے دار ہی ہو (تب بھی) اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو تم پورا کرو②، یہ وہ باتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے؛ تاکہ تم دھیان دو (اور عمل کرو) ﴿١٥٢﴾ اور (اے نبی! ان سے) یہ بھی (کہہ دو) کہ یہ میرا راستہ بالکل سیدھا ہے③، سو تم اسی (راستے) پر چلو اور تم (دوسرے) راستوں پر مت چلو، ورنہ وہ (گمراہی کے راستے) تم کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے جدا کر دیں گے، یہ وہ باتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے؛ تاکہ تم تقویٰ والے بن جاؤ④ ﴿١٥٣﴾ پھر ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو (بھی) ایک کتاب (یعنی تورات) دی تھی؛ تاکہ نیک کام کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی نعمت پوری ہو اور (دین کے متعلق) ہر چیز کی تفصیل ہو⑤ اور (لوگوں کے لیے) ہدایت اور رحمت (کا ذریعہ) بنے؛ تاکہ وہ (آخرت میں) اپنے رب کی ملاقات پر یقین لے آویں ﴿١٥٤﴾

① پوری پوری کوشش کرنی چاہیے کہ ناپ تول ٹھیک ہو؛ لیکن کوشش کے باوجود تھوڑا بہت فرق رہ جائے تو معاف ہے۔
② جائز منت قسم وغیرہ۔ ③ مکمل دین اسلام صراط مستقیم ہے۔ ④ شریعت کے بتائے نواہی سے خود کو بچانا اور حکمِ شریعت کے مطابق زندگی گزارنا یہ حصولِ تقویٰ کا آسان ذریعہ ہے۔ ⑤ اس زمانہ کی دینی ضروریات کی تکمیل کے تمام اصول۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴿١٥٥﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ
اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ﴿١٥٦﴾ اَوْ
تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِي
الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ﴿١٥٧﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ
اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ
رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ

اور یہ (قرآن) برکت والی کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے، سو تم اس (کے احکام) پر چلو اور تم تقویٰ اپنالو؛ تاکہ تم پر (اللہ تعالیٰ کی) رحمت ہو ﴿۱۵۵﴾ (ہم نے یہ کتاب اس لیے اتاری) تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ (آسمانی) کتاب ہم سے پہلے دو جماعت (یعنی یہود و نصاریٰ) پر ہی اتاری گئی تھی اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بالکل بے خبر تھے ﴿۱۵۶﴾ یا تم ایسا بھی نہ کہہ سکو کہ ہم لوگوں پر کوئی کتاب اتاری جاتی تو ہم ان (یہود و نصاریٰ) سے یقیناً بہت زیادہ ہدایت پر ہوتے، سو پکی بات ہے کہ تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے روشن دلیل اور ہدایت اور رحمت آچکی ہے، سو اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلاوے اور (لوگوں کو) ان سے روکے①؟ عنقریب ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں سے روکتے ہیں ان کے اس روکنے کی وجہ سے ہم برے عذاب کی سزا دیں گے ﴿۱۵۷﴾ کیا وہ لوگ (ایمان لانے کے لیے) صرف اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان (کافروں) کے پاس فرشتے آجاویں یا (خود) تمھارے رب آجاویں یا تمھارے رب کی کچھ آیتیں (یعنی بڑی نشانیاں) آجاویں②؟ (کیا تب یہ لوگ ایمان لاویں گے)، جس دن تمھارے رب کی بعض (بڑی) نشانیاں آجاویں گی تو ایسے شخص کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا (پہلے ایمان تو لایا ہو؛ لیکن) اپنے ایمان میں کوئی نیکی کا کام نہ کیا ہو

① صدف: کترانا، اعراض کرنا۔ ② قیامت کی بڑی نشانی مراد ہے جیسے آفتاب کا مغرب سے نکلنا۔

قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝١٥٨ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ
فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝١٥٩ مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ
فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝١٦٠
قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ڬ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا
كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٦١ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٦٢
لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝١٦٣

(اے نبی!) تم کہہ دو: تم انتظار کرو، یقیناً ہم بھی انتظار کرتے ہیں ﴿۱۵۸﴾ یقیناً جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا① اور الگ الگ فرقوں میں (تقسیم) ہو گئے②، ان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ تو (صرف) اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے، پھر اللہ تعالیٰ ان کو بتلا دیں گے جو کام بھی وہ کرتے تھے ﴿۱۵۹﴾ جو شخص نیکی لے کر آئے گا تو اس کو اس (نیکی) کا دس گنا (ثواب) ملے گا اور جو شخص کوئی برائی لے کر آئے گا تو اس کو صرف اسی (برائی) کے جیسی سزا دی جائے گی اور ان لوگوں پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۱۶۰﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: یقیناً مجھ کو تو میرے رب نے ایک سیدھے راستے کی ہدایت (یعنی سمجھ) دے دی ہے جو بالکل صحیح (مضبوط) دین ہے، ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت (یعنی دین) ہے، جو بالکل سیدھے راستے پر تھے اور وہ (ابراہیم علیہ السلام) شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے ﴿۱۶۱﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: یقیناً میری نماز اور میری قربانی (ہر ایک عبادت) اور میرا جینا اور میرا مرنا سب عالموں کے رب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں ﴿۱۶۲﴾ اس (اللہ تعالیٰ) کا کوئی شریک نہیں ہے اور اسی بات کا مجھ کو حکم ملا ہے اور میں سب سے پہلا③ مسلمان (یعنی فرماں بردار) ہوں ﴿۱۶۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) دین میں جدائی پیدا کر دی یعنی الگ راہیں نکالی۔
② (دوسرا ترجمہ) الگ الگ بہت ساری جماعتیں بن گئیں۔
③ ہر نبی اپنی امت کے اعتبار سے سب سے پہلے اللہ کے فرماں برداروں میں سے ہوتا ہے۔

قُلْ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ۚ ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ
تَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٦٤﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ
النصف ع دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٥﴾

(اے نبی!) تم کہہ دو کہ: کیا اللہ تعالیٰ کے سوا میں کوئی اور رب تلاش کروں؛ حالاں کہ وہ ہر چیز کے رب (یعنی مالک) ہیں اور ہر نفس جو گناہ بھی کرتا ہے اس کا وبال (یعنی نقصان) اسی پر ہوتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، پھر تم کو تمھارے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ ان سب باتوں کی حقیقت تم کو بتلادیں گے جس میں تم اختلاف (یعنی جھگڑا) کیا کرتے تھے ﴿۱۶۴﴾ اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے تم کو زمین میں اپنا خلیفہ (یعنی نائب) بنایا① اور جس نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر (مختلف چیزوں میں) درجات کے اعتبار سے اونچا کیا؛② تاکہ جو نعمتیں تم کو دی ہیں ان میں تم کو آزماویں، یقین رکھو کہ تمھارے رب بہت جلد سزا دینے والے ہیں اور یقیناً وہ (رب) تو بہت ہی زیادہ معاف کرنے والے ہیں، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۶۵﴾

① اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو زمین میں تصرف کرنے کے اختیارات دیے گئے ہیں۔

② شکل، صورت، رنگ، لہجہ، اخلاق، رزق، عزت، جاہ مختلف اعتبار سے فرق رکھا ہے۔

سورة الأعراف

(المكية)

سورۂ اعراف

یہ سورت مکی ہے، اس میں دوسو چھ (۲۰۶) آیتیں ہیں۔ سورۂ ''ص'' کے بعد اور سورۂ جن سے پہلے انتالیس (۳۹) نمبر پر نازل ہوئی۔

یہ عرف کی جمع ہے، معنیٰ آتا ہے: اونچی جگہ۔ جنت اور جہنم کے درمیان ایک دیوار ہوگی اس کو اعراف کی دیوار کہتے ہیں، یہ دیوار جنت کی لذتوں کو جہنم تک اور جہنم کی تکلیفوں کو جنت تک پہنچنے سے مانع ہوگی، اس دیوار کا اوپر والا حصہ مراد لیا گیا ہے۔ اس سورت میں اس دیوار کا اور اس کے اوپر رہنے والے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

جن لوگوں کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی وہ کچھ وقت اعراف میں رہیں گے اور رشک اور لالچ کی نظروں سے اہلِ جنت کو دیکھتے رہیں گے؛ بالآخر ان کو بھی جنت کا داخلہ ملے گا۔

اس سورت کی آخری آیت آیتِ سجدہ ہے، صحیح مسلم میں بروایت ابوہریرہؓ منقول ہے کہ: جب کوئی آدم کا بیٹا کوئی آیتِ سجدہ پڑھتا ہے اور پھر سجدۂ تلاوت کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا بھاگتا ہے اور کہتا ہے کہ: ہائے افسوس! انسان کو سجدہ کرنے کا حکم ملا اور اس نے تعمیل کر لی تو اس کا ٹھکانہ جنت ہوا، اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا میں نے نافرمانی کی تو میرا ٹھکانہ جہنم ہوا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

الٓمّٓصٓ ۝۱ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى
لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ
قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝۴
فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۵ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ
اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۶ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝۷

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

المص ﴿۱﴾ تم پر یہ کتاب (اس لیے) اتاری گئی؛ تاکہ اس کے ذریعے (لوگوں کو نافرمانی کی سزا سے) تم ڈراؤ؛ لہذا اس (کتاب) کی وجہ سے تمھارے دل میں کوئی تنگی نہ ہو[۱] اور ایمان والوں کے لیے نصیحت ہو ﴿۲﴾ تمھارے رب کی طرف سے تم پر جو اتارا گیا اس پر تم چلو اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے رفیقوں[۲] کی بات پر مت چلو، تم بہت کم دھیان دیتے ہو ﴿۳﴾ اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کردی، سو ان کے پاس ہمارا عذاب رات کے وقت یا دوپہر کے وقت جب وہ سو رہے تھے تب آیا ﴿۴﴾ سو جب ان کے پاس ہمارا عذاب پہنچا تو اس وقت وہ لوگ پکار کر کے یہی بات کہنے لگے کہ: یقیناً ہم ہی لوگ ظالم تھے[۳] ﴿۵﴾ سو ہم ضرور ان لوگوں سے سوال کریں گے جن کے پاس رسول بھیجے گئے تھے اور ضرور ہم رسولوں سے بھی سوال کریں گے[۴] ﴿۶﴾ پھر وہ (تمام اقوال) جو ہمارے علم میں ہے ان کے سامنے بیان کردیں گے اور (حالات کے پیش آنے کے وقت) ہم غائب نہیں تھے ﴿۷﴾

---

۱ یعنی مقصد پہنچانا ہے؛ اس لیے کسی کے نہ ماننے کی وجہ سے آپ کے دل میں تنگی نہ آوے۔ یعنی لوگوں کی طرف سے تکذیب کا خوف تبلیغ میں مانع نہ ہو۔ ''حَرَج'' کا دوسرا ترجمہ شک ہے۔ ۲ جیسے شیطان الجن والانس وغیرہ۔
۳ عذاب کے وقت گناہ کا اقرار کرنے کا فائدہ نہیں، پہلے اقرار کرتے اور توبہ کرتے تو عذاب سے بچ جاتے۔
۴ امتوں سے سوال ہوگا کہ تم نے رسول کی بات مانی تھی یا نہیں اور رسولوں سے سوال ہوگا کہ امتوں نے تمھارا کہنا مانا یا نہیں

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۣ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۸ وَمَنْ
خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝۹
ع وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۱۰
وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ڰ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ
اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝۱۱

اور اس (قیامت کے) دن صحیح صحیح وزن ہوگا①، سو جن کی ترازو کے پلّے بھاری ہوں گے تو وہی لوگ کامیاب ہوں گے ﴿۸﴾ اور جن کی ترازو کے پلّے ہلکے ہوں گے سو یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے خود کو نقصان میں ڈال دیا اس وجہ سے وہ کہ ہماری آیتوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے ﴿۹﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے تو تم کو زمین میں رہنے کی جگہ دی اور ہم نے تمھارے لیے اس (زمین) میں روزی کے اسباب بنا دیے②، تم بہت کم شکر گزاری کرتے ہو ﴿۱۰﴾

اور پکی بات ہے کہ ہم نے تم کو پیدا کیا، پھر ہم نے تمھاری صورت بنائی، پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ: تم آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا③، وہ (ابلیس) سجدہ کرنے والوں میں شامل نہیں ہوا ﴿۱۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اس (قیامت کے) دن وزن ہونا بالکل سچی بات ہے۔

② زمین کا انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مالک بنایا گیا، یہ ملکیت اگرچہ عارضی ہے؛ لیکن انسان کے لیے بڑی نعمت ہے، اس میں روزی کے کتنے سارے اسباب ہیں اور آج انسان یہ عارضی ملکیت کے نشے میں چور ہو کر اللہ تعالیٰ کو بھول گیا ہے اور زمین کی قیمتوں کا بڑھنا یہ ایک آزمائش بن چکا ہے، کسی نے خوب کہا: زمین کی قیمت بڑھ گئی، ایمانیات کی قیمت گھٹ گئی؛ اس لیے کہ زمین کے سلسلہ میں جھوٹ، دھوکہ، فریب عام ہے، نعوذ باللہ من ذلک!۔

③ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اپنے علم خاص سے نوازا، پھر دونوں کا امتحان لیا جس میں آدم علیہ السلام کامیاب ہوئے، اس سے ملائکہ جان گئے کہ آدم علیہ السلام کے پاس ایسا علم ہے جو ان کے پاس نہیں جس کی بنا پر وہ فرشتوں سے فائق ہیں، پھر ان کی اس فوقیت اور فضیلت کے اظہار کے لیے ''اسجدوا لآدم'' کا حکم ہوا، علما نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے ''آدم کی وجہ سے سجدہ کرو'' یعنی آدم کے پیدا ہونے پر تم نے اعتراض کیا تھا اب تم نے دیکھ لیا کہ اس کو کتنی بڑی فوقیت و فضیلت حاصل ہے، اس کے پاس کتنا بڑا علم ہے، اس کی وجہ سے اب تم سجدہ کرو، یہ نہیں کہا کہ: آدم کو سجدہ کرو؛ ⇐

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ
مِنْ طِيْنٍ ﴿١٢﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ
الصّٰغِرِيْنَ ﴿١٣﴾ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٤﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿١٥﴾ قَالَ فَبِمَآ
اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ
وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَاۗىِٕلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿١٧﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میں نے تجھ کو حکم دیا تو تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا؟ ابلیس نے کہا کہ: میں اس (آدم) سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس (آدم) کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ﴿١٢﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے ابلیس!) تو اس (آسمان) سے نیچے اتر؛ کیوں کہ تجھے حق نہیں ہے کہ اس میں (رہ کر) تو تکبر کرے، سو تو (باہر) نکل، یقیناً تو ذلیلوں میں سے ہے ﴿١٣﴾ ابلیس نے کہا: (اے اللہ!) مجھ کو دوبارہ زندہ کیے جانے کے دن تک مہلت دیجیے ﴿١٤﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یقیناً تجھ کو مہلت دے دی گئی ﴿١٥﴾ ابلیس نے کہا: (اے اللہ!) اب جیسا تو نے مجھ کو گمراہ کر دیا، میں بھی ضرور ان (انسانوں) کی تاک میں تیرے سیدھے راستے پر بیٹھ جاؤں گا ﴿١٦﴾ پھر ان (انسانوں) کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی داہنے طرف سے اور ان کی بائیں طرف سے ان کے پاس (بہکانے کے لیے حملہ کرنے) ضرور آؤں گا① اور آپ ان میں سے اکثر لوگوں کو شکر کرنے والا نہیں پائیں گے ﴿١٧﴾

⊃ بلکہ آدم کی وجہ سے سجدہ کرو، جیسے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے سجدہ کیا جاتا ہے تو وہ سجدہ خانۂ کعبہ کو نہیں کیا جاتا، سجدہ تو اللہ تعالیٰ کو کیا جاتا ہے، حتیٰ کہ علما نے لکھا ہے جو شخص بیت اللہ کی طرف سجدہ کرتا ہے اور نیت کرتا ہے بیت اللہ کو سجدہ کرنے کی تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے ان کے والدین اور بھائیوں نے سجدہ کیا (از ملفوظات فقیہ الامت)۔

① چار جہات سے تمام جہات مراد ہیں؛ گویا کہ شیطان نے تمام جہات سے حملہ کرنے کا عزم کیا ہے۔

(۱) نکتہ: شیطان نے چار جہات بولی؛ لیکن دو جہات اس کو بھلا دی گئی: ایک اوپر، دوسری نیچے۔ نیچے دیکھ کر چلنے سے بدنظری سے حفاظت ہوتی ہے، قرآن میں نگاہ نیچے رکھنے کا صریح حکم موجود ہے۔ رہی اوپر والی جہت تو جب تک اونچی عمارتیں ''اپارٹمنٹ'' کی شکل میں نہ ہوتی تھی اس دور میں اوپر کی طرف نظر کرنے سے بھی انسان بدنگاہی سے محفوظ ⊂

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ
اَجْمَعِيْنَ۝۱۸ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا
هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۝۱۹ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا
وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا
مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ۝۲۰ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ۝۲۱

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے ابلیس!) تو اس (آسمان) سے ذلیل، مردود ہو کر نکل، ان (انسانوں) میں سے جو بھی تیرے پیچھے چلے گا میں ضرور تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا ﴿۱۸﴾ اور اے آدم! تم اور تمھاری بیوی جنت میں رہو سو جہاں سے (جو چیز) تم چاہو کھاؤ① اور اس درخت کے پاس (بھی) مت جانا؛ ورنہ (جو گئے تو) تم دونوں گنہگار ہو جاؤ گے ﴿۱۹﴾ سو شیطان نے ان دونوں (آدم و حوا کے دلوں) میں وسوسہ ڈالا؛ تا کہ ان دونوں کی شرم کی جگہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں وہ ایک دوسرے کے سامنے کھول دیوے اور وہ (ابلیس) کہنے لگا: تم دونوں کو تمھارے رب نے اس درخت سے صرف اس لیے منع کیا کہ کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تم دونوں (اس کو کھا کر) فرشتے بن جاؤ یا تم دونوں (جنت میں) ہمیشہ رہنے والوں میں سے بن جاؤ ﴿۲۰﴾ اور قسم کھا کر دونوں سے (اس شیطان نے) کہا: یقین رکھو! میں تم دونوں کے لیے بھلائی ہی چاہنے والوں میں سے ہوں② ﴿۲۱﴾

⊃ رہتا تھا؛ لیکن اب وہ بات نہ رہی، ویسے اوپر ہی اوپر دیکھ کر چلنا بھی جنون کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ شیطان کی سب سے بڑی محنت یہ ہے کہ وہ انسان کو ناشکرا بناتا ہے۔ (۲) ہاں یہ بات ضرور ہے اوپر والے اللہ کی طرف نظر ہو، اس کی بارگاہ میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے جائیں، شیطان سے حفاظت کی دعا کی جائے اور نظریں جھکا کر رہیں تو ان شاء اللہ! حفاظت ہوگی۔

① نکتہ: اطاعت سے عزت، معصیت سے ذلت ملتی ہے۔ ② مطلب یہ تھا چوں کہ اس درخت کی خاصیت یہ ہے کہ جو اس میں سے کھالیتا ہے وہ یا تو فرشتہ بن جاتا ہے یا اسے ہمیشہ کی زندگی حاصل ہو جاتی ہے، اس لیے اسے کھانے کے لیے مخصوص قوت کی ضرورت ہے، شروع میں آپ دونوں کو یہ قوت حاصل نہیں تھی؛ اس لیے منع کیا گیا تھا، اب ایک مدت سے جنت میں رہنے کی وجہ سے آپ میں وہ قوت پیدا ہو گئی ہے؛ اس لیے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نوٹ: حضرت آدم اور ماں حوا رضی اللہ عنہا کا پورا تفصیلی واقعہ خطباتِ محمود جلد ہفتم (۷) میں ملاحظہ فرمائیں۔

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا
مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ
الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا
لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ
مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع

شیطان نے دھوکہ دے کر ان دونوں کو (اپنی بات ماننے کے لیے) مائل (یعنی تیار) کرلیا، سو جب ان دونوں نے درخت کو چکھا① تو ان دونوں کی شرم کی جگہیں ایک دوسرے کے سامنے کھل گئیں② اور دونوں اپنے (بدن) پر جنت کے پتے (جوڑ جوڑ کر) چپکانے لگے③ اور ان دونوں کے رب نے ان دونوں کو آواز دی کہ: کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت (کے پاس جانے) سے روکا نہیں تھا اور میں نے تم دونوں سے کہا نہیں تھا کہ: یقیناً شیطان تم دونوں کا کھلم کھلا دشمن ہے④؟ ﴿۲۲﴾ دونوں کہنے لگے: اے ہمارے رب! ہم نے (آپ کے حکم کے خلاف کر کے) اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر آپ ہم کو معاف نہ کر دیں اور (آپ) ہم پر رحم نہ فرمائیں تو ہم ضرور نقصان میں پڑنے والوں میں سے ہو جاویں گے ﴿۲۳﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم (سب یہاں سے) نیچے اترو⑤ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے اور تمھارے لیے زمین میں ایک مدت تک ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہوگا ﴿۲۴﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسی (زمین) میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں تم کو موت آئے گی اور اسی سے تم (قیامت کے دن) نکالے جاؤ گے ﴿۲۵﴾

① ممنوع چیز قلیل استعمال کرو یا کثیر یکساں ہے، یہ ''ذَاقَا'' سے نکلتا ہے۔ ② یعنی جنتی لباس نکل گیا اور دونوں شرما گئے۔
نکتہ: ممنوع غذا کا اثر لباس پر بھی پڑتا ہے، بے حیائی والے لباس آج عام ہے اس میں بڑا دخل غیر شرعی آمدنی اور حرام غذا کا بھی ہے۔ ③ سترِ عورت فطری تقاضہ ہے۔ (دوسرا ترجمہ) ملا ملا کر رکھنے لگے۔
④ استفہام کے انداز میں لطیف تنبیہ ہوئی، معلوم ہوا کسی سے غلطی ہو جاوے تو بڑوں کو چاہیے کہ غلطی کی وجہ سے لطیف انداز میں تنبیہ بھی کرے۔ ⑤ نیچے اتارنے کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اطاعت کے جس بلند مقام پر تھے اس سے نیچے اتارا، اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جنت سے دنیا میں اتارا۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ
ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝٢٦ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ
الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا
سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ
اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝٢٧ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ
اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٢٨

اے آدم کی اولاد! پکی بات یہ ہے کہ ہم نے تم پر لباس اتارا ہے① جو تمھاری شرم کی جگہوں کو چھپاتا ہے اور (ایسے کپڑے بھی اتارے جو تمھارے لیے) زینت ہے② اور تقویٰ کا لباس وہ بہترین (لباس) ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں سے ہے③؛ تاکہ وہ لوگ غور کریں ﴿٢٦﴾ اے آدم کی اولاد! شیطان تم کو ہرگز (کسی) فتنے میں نہ ڈالے جیسا کہ تمھارے ابا، اماں کو جنت سے نکالا④، کہ ان دونوں کا لباس بھی ان (کے جسم) سے اتروا دیا؛ تاکہ ان دونوں کو ان کی شرم کی جگہیں دکھاوے، یقیناً وہ (شیطان) اور اس کی قوم (یعنی خاندان) تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم ان کو (عادۃً) نہیں دیکھ سکتے، یقیناً ہم نے شیطانوں کو انھی لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان لاتے نہیں ہیں ﴿٢٧﴾ اور جب وہ (کافر لوگ) کوئی بے حیائی⑤ کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہی حکم دیا ہے، (اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو کہ: یقیناً اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیا کرتے، کیا تم اللہ تعالیٰ پر ایسی باتیں لگاتے ہو جو تم جانتے نہیں ہو ﴿٢٨﴾

① لباس کا اصل مادہ خالص عطائے الٰہی ہے۔
② یعنی اچھا دکھنے کا اور جمال کا ذریعہ، ظاہری عمدہ لباس کے ساتھ باطنی عمدگی بھی مطلوب ہے۔
③ یعنی لباس کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ ④ یعنی جنت سے نکلوانے کا ذریعہ بنا۔
⑤ یعنی جس کام کی برائی کھلی ہو، انسانی فطرت اس کو برا سمجھے۔ کافر لوگ کعبہ کے اردگرد ننگا طواف بھی کرتے تھے۔

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ
الدِّيْنَ ۥ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝٢٩ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ
اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝٣٠ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا
زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝٣١ ع
قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝٣٢

(اے نبی!) تم کہہ دو: مجھ کو تو میرے رب نے انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور تم ہر نماز کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھو① اور تم اسی (اللہ تعالیٰ) کو (اس یقین کے ساتھ) پکارو کہ عبادت خالص اسی (اللہ) کا حق ہے②، جس طرح اس نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اسی طرح تم دوبارہ پیدا ہوں گے ﴿۲۹﴾ (تم میں سے) ایک جماعت کو (اللہ تعالیٰ نے دنیا میں) ہدایت دے دی ہے اور دوسری جماعت پر گمراہی مقرر ہو چکی ہے؛ اس لیے کہ ان گمراہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنا رکھا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یقیناً وہ سیدھے راستے پر ہیں ﴿۳۰﴾ اے آدم کی اولاد! ہر مسجد (یا نماز) کی حاضری کے وقت اپنا (اچھا) لباس پہن لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور اسراف مت کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے ﴿۳۱﴾

(اے نبی!) تم (ان سے) پوچھو: زینت کا جو سامان اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیا ہے اور رزق میں سے پاکیزہ چیزیں (جو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمائی ہے) کس نے حرام کر لی؟ تم (ان سے جواب میں) کہو: یہ (نعمتیں) دنیوی زندگی میں تو اصل میں ایمان والوں کے لیے ہیں (ساتھ میں غیر مسلم بھی ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور) قیامت کے دن تو خالص ان (ایمان والوں ہی) کے لیے ہوں گی، اسی طرح ہم (اپنے) احکام سمجھ داروں کے لیے تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں ﴿۳۲﴾

---

① قبلہ رخ کرنے کے ساتھ ساتھ عبادت کے وقت دل بھی اللہ ہی کی طرف متوجہ ہو۔ نبوی طریقے سے عبادت ہو، عبادت میں استقامت ہو، ہر قول و فعل میں رب کی اطاعت ہو۔

② (دوسرا ترجمہ) اور تم اسی (اللہ) کی عبادت اس طرح کرو کہ تم عبادت خالص اللہ کے لیے کرنے والے ہوں۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ
وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝۳۳
وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا
يَسْتَقْدِمُوْنَ۝۳۴ يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ
اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝۳۵ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝۳۶ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ

(اے نبی!) تم کہہ دو: میرے رب نے تو (تمام) بے حیائی کے کاموں کو چاہے وہ کھلے ہوئے ہوں اور چھپے ہوئے ہوں اور (ہر) گناہ کو اور ناحق زیادتی کو حرام قرار دیا ہے اور اسی طرح (اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بھی حرام کیا ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرو جس کے بارے میں (اللہ تعالیٰ نے) کوئی دلیل نہیں اتاری ہے اور اسی طرح (یہ بھی حرام کر دیا کہ) تم اللہ تعالیٰ کے لیے وہ باتیں بولو جو تم کو معلوم نہیں ہے ① ﴿۳۳﴾ اور ہر امت کے لیے ایک وعدہ مقرر ہے، پھر جب ان کا مقرر وقت آ جائے گا تو ایک گھڑی بھی پیچھے نہیں ہو سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے ﴿۳۴﴾ ② اے آدم کی اولاد! اگر تمھارے پاس تمھیں میں سے پیغمبر آ جاوے جو تم کو میری آیتیں پڑھ کر سنائے تو جو شخص (نبی کی بات مان کر) تقویٰ اپنالیوے اور (اپنی) اصلاح کر لیوے تو ان پر کوئی خوف نہیں اور وہ غمگین بھی نہیں ہوں گے ﴿۳۵﴾ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان (آیات) کے مقابلے میں تکبر کیا وہی لوگ جہنم والے ہیں اور اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ﴿۳۶﴾ سو اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ گڑھا یا اس (اللہ تعالیٰ) کے احکام کو جھٹلایا، ان لوگوں کے نصیب میں (عمر، رزق اور عزت وغیرہ) جتنا لکھا ہوا ہے وہ ان کو (یہاں دنیا میں) ملتا رہے گا،

---

① ویسے تو کسی بھی شخص کی طرف کوئی غلط بات منسوب کرنا ہر اعتبار سے ایک ناجائز اور غیر اخلاقی فعل ہے؛ لیکن اگر یہ جرم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا جائے تو اس کی سنگینی انسان کو کفر تک لے جاتی ہے۔

② انسان کو دنیا میں پیدا کرنے سے پہلے عالمِ ارواح میں کہہ دیا گیا تھا کہ۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْۤا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ
قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝٣٧ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْۤ اُمَمٍ
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ
حَتّٰۤى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ
عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ۬ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝٣٨ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ
لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝٣٩ ع

یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ان (کی روح) کو قبض کرنے کے لیے آ پہنچیں گے تو وہ کہیں گے: تمھارے وہ (معبود) کہاں ہیں جن کو تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے؟ تو وہ (کافر جواب میں) کہیں گے کہ: وہ تو سب ہم سے گم (یعنی غائب) ہو گئے اور (اس وقت) وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ حقیقت میں وہ کافر تھے① ﴿۳۷﴾ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جنات اور انسانوں کی جو (کافر) امتیں تم سے پہلے گذر چکی ہیں تم بھی ان کے ساتھ آگ میں داخل ہو جاؤ، جب بھی کوئی امت (آگ میں) داخل ہو گی تو وہ اپنے جیسی دوسری امت پر لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جب وہ سب (اگلے، پچھلے) اس (آگ) میں جمع ہو جاویں گے، تو ان میں سے جو لوگ بعد میں (آگ میں) آئے② تو وہ اپنے سے پہلے آنے والوں③ کے بارے میں کہیں گے کہ: اے ہمارے رب! انھوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا تھا؛ اس لیے آپ ان کو آگ کا دُگنا عذاب دیجیے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ: ہر ایک④ کے لیے دُگنا (عذاب) ہے؛ لیکن تم (ابھی) سمجھتے نہیں ہو ﴿۳۸﴾ اور ان میں سے (جہنم میں) پہلے آنے والے بعد میں آنے والوں سے کہیں گے کہ: بس اب تو تم کو (عذاب کے ہلکا ہونے کے بارے میں) ہم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے؛ لہٰذا تم جو (گناہ) کماتے تھے اس کے بدلے میں عذاب کا مزہ چکھو ﴿۳۹﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اور (اس وقت) وہ اپنے کافر ہونے کا اقرار کرلیں گے۔

② یعنی عوام۔ ③ یعنی پیشوا۔ ④ دونوں فریق کو یا اگلے فریق کے ہر ایک کو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۫ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ

یقیناً جولوگ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے اور اس کے مقابلے میں تکبر کرتے رہے ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے ① اور وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس نہ جاوے ② اور جرم کرنے والوں کو ہم اسی طرح سزا دیں گے ﴿۴۰﴾ ان کے لیے جہنم کا بچھونا ہے اور ان کے اوپر سے آگ کا اوڑھنا ہے اور ظلم کرنے والوں کو ہم اسی طرح سزا دیں گے ﴿۴۱﴾ اور جولوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ہم کسی بھی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے ③، وہی لوگ جنت والے ہیں، وہ اس (جنت) میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۴۲﴾ اور ان (جنتیوں) کے دلوں میں (دنیا میں ایک دوسرے کے بارے میں) جو ناراضگی تھی ④ (جنت میں داخل ہونے سے پہلے) ہم وہ نکال لیں گے، (ان کی حالت یہ ہوگی کہ) ان کے (مکانات کے) نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ کہیں گے: شکر ہے اس اللہ تعالیٰ کا جس نے ہم کو یہاں پہنچادیا اور اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ دیتے تو ہم (یہاں) نہ پہنچ سکتے تھے، واقعہ یہ ہے کہ ہمارے رب کے پیغمبر (ہمارے پاس) سچی بات لے کر آئے تھے،

---

① مطلب یہ ہے کہ دعا بھی قبول نہ ہوگی اور اعمال کیے ہوں گے تو وہ بھی علیین میں نہیں جائیں گے، ایک مطلب یہ بھی ہے کہ ان نافرمانوں کی روحیں عزت کے ساتھ آسمانوں پر نہیں چڑھائی جائے گی؛ بلکہ روحیں نیچے زمین کی طرف پٹک دی جائے گی۔
② دوسری تفسیر: اس جگہ اونٹ مراد نہیں؛ بلکہ ''موٹا رسا'' مراد ہے؛ اس لیے کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہونے والی چیز کی جنس سے نہیں، البتہ موٹا رسا جس سے کشتی باندھی جاتی ہے اس کی جنس سے ہے؛ اس لیے جمل سے یہاں اونٹ مراد نہیں موٹا رسا مراد ہے (از ملفوظات فقیہ الامت، وایضاً بیضاوی) ③ (دوسرا ترجمہ) طاقت سے زیادہ کوئی بھی کام نہیں بتلاتے۔

لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ۝٤٣ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا
فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ
عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۝٤٤ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ
كٰفِرُوْنَ۝٤٥ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ
وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ۝٤٦

اور (ان جنت والوں کو) پکار کر کہا جائے گا کہ تم جو عمل کرتے تھے اس کے بدلے میں تم کو اس جنت کا وارث بنادیا گیا ہے ﴿۴۳﴾ اور جنت والے جہنم والوں کو پکار کر کے پوچھیں گے کہ: ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا ہم نے تو اس کو بالکل سچا پایا، کیا تم سے تمھارے رب نے جو وعدہ کیا تھا اس کو سچا پایا؟ وہ جواب دیں گے کہ: جی ہاں! سو ان (دونوں فریق) کے بیچ میں ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ: اللہ تعالیٰ کی لعنت ان ظالموں پر ہے ﴿۴۴﴾ جو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے تھے اور اس میں عیب تلاش کرتے تھے اور وہ آخرت کا انکار کرتے تھے ﴿۴۵﴾ اور ان دونوں (جنتیوں اور جہنمیوں) کے درمیان ایک (اعراف نام کی) دیوار ہوگی اور اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو (جنتی اور جہنمی) ہر ایک کو ان کی علامتوں سے پہچانتے ہوں گے [۱] اور وہ (اعراف والے) جنت والوں کو پکار کر کہیں گے: تم پر سلامتی ہو (اور ان اعراف والوں کی حالت یہ ہوگی کہ) وہ (اب تک) اس (جنت) میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور وہ (پورے شوق کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کی) امید لگائے ہوئے ہوں گے ﴿۴۶﴾

---

① یوں تو اعراف والے جنت اور جہنم دونوں کا نظارہ کر رہے ہوں گے؛ اس لیے انھیں جنتیوں اور دوزخیوں کو پہچاننے کے لیے کسی علامت کی ضرورت نہیں ہوگی؛ لیکن یہاں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ یہ لوگ جنت اور دوزخ والوں کو دنیا میں بھی ان کی علامتوں سے پہچانتے تھے اور چوں کہ یہ لوگ صاحبِ ایمان تھے اس لیے انھیں دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے اتنی حِس عطا فرمادی تھی کہ یہ متقی اور پرہیزگار لوگوں کے چہروں سے پہچان لیتے تھے کہ یہ نیک لوگ ہیں اور کافروں کے چہروں سے پہچان لیتے تھے کہ یہ کافر ہیں۔

وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ
ع الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى
عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ
بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ
اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ
حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾

اور جب ان (اعراف والوں) کی نظروں کو جہنم والوں کی طرف پھرایا جائے گا تو وہ (اعراف والے) کہیں گے: اے ہمارے رب! آپ ہم کو ظلم کرنے والی قوم کے ساتھ (جہنم میں) نہ رکھنا ﴿۴۷﴾

اور اعراف والے ان (بہت سارے) لوگوں کو جن کو وہ ان کی علامتوں① سے پہچانتے ہوں گے آواز دے کر یوں کہیں گے کہ: تم کو تمھاری جماعت اور جو تکبر تم کرتے تھے وہ کچھ کام نہیں آئے ﴿۴۸﴾ (باری تعالیٰ جہنم والوں سے خطاب کریں گے) کیا یہ وہی (غریب جنتی مسلمان) لوگ ہیں جن کے بارے میں تم قسم کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کو (اپنی) رحمت کا کوئی حصہ نہیں دیں گے (تو ان پر تو اتنی بڑی رحمت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ) تم جنت میں داخل ہو جاؤ، تم پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہوں گے ﴿۴۹﴾ اور جہنم والے جنت والوں کو پکار کر کہیں گے کہ: تم تھوڑا سا پانی ہم پر ڈال دو یا جو روزی اللہ تعالیٰ نے تم کو دی ہے اس میں سے کچھ دے دو، وہ (جنتی لوگ) جواب دیں گے کہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں چیزیں (ان) کافروں پر حرام کردی ہے② ﴿۵۰﴾ جنھوں نے اپنے دین کو تماشا اور کھیل بنایا تھا اور ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا تھا، سو جس طرح ان کافروں نے اپنے اِس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اور (جس طرح) وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے سو آج ہم ان کو اسی طرح بھلا دیں گے③ ﴿۵۱﴾

---

① دنیوی یا جہنم کے کالے چہروں والی علامتوں سے۔ ② یعنی رحم و کرم سے بھلا دیے جائیں گے۔ ③ یعنی تم کو نہ ملے گی۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۝۵۲ هَلْ
يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ
رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ
كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۝۵۳ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ ع
الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے ان کے پاس ایک ایسی کتاب (قرآن) پہنچادی تھی جس میں ہم نے اپنے علم سے ہر چیز تفصیل سے بیان کردی ہے، جو (کتاب) ایمان لانے والی قوم کے واسطے ہدایت اور رحمت ہے ﴿۵۲﴾ کیا وہ (کافر) لوگ اس (قرآن) میں (آئے ہوئے) آخری نتیجہ کا انتظار کررہے ہیں①، جس دن اس (قرآن) کا (آیا ہوا قیامت کا) آخری وعدہ ظاہر ہوجائے گا (اس دن) وہ لوگ جو اس (آخری وعدۂ قیامت) کو پہلے سے بھول گئے تھے وہ کہیں گے کہ: پکی بات ہے ہمارے رب کے پیغمبر سچی بات لے کر آئے تھے، سو کیا ہمارے لیے کوئی سفارش کرنے والے ہیں جو ہمارے لیے سفارش کرتے ہوں یا ہم (دنیا میں) واپس لوٹا دیے جاویں کہ، پھر ہم (پہلے) جو (برے) کام کیا کرتے تھے (اب) اس کے بجائے دوسرے (نیک) عمل کریں، پکی بات ہے کہ انھوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا اور جو (معبود) انھوں نے گڑھ رکھے تھے وہ ان سے گم ہوجائیں گے ﴿۵۳﴾

یقیناً تمھارے رب اللہ تعالیٰ ہی ہیں جنھوں نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن (کے برابر وقت) میں پیدا کیا②، پھر وہ (رب اپنی شان کے مطابق) عرش پر قائم ہوئے،

---

① مراد: (۱) قیامت کے ظاہر ہونے کا انتظار۔ (۲) دنیوی عذاب کے واقع ہونے کا انتظار۔ (۳) نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انجام کا انتظار۔ (۴) قرآن میں جو خیر اور شر کا وعدہ کیا گیا ہے اس کا انتظار۔

② اس میں بندوں کے لیے ہر کام کے تدریجاً کرنے کی تعلیم ہوگئی، ورنہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پیدا کرنے میں کسی وقت کی مقدار کے محتاج نہیں ہیں، نیز یہ بھی اشارہ نکلا کہ جو کام تدریجاً ہوتا ہے اس میں پختگی ہوتی ہے۔

يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ
اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ
لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا
وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ
يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ
فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

رات کو دن پر اوڑھا دیتے ہیں (اس طرح) کہ وہ (رات) اس (دن) کے پیچھے دوڑتی ہوئی چلی آتی ہے① اور سورج اور چاند اور ستاروں کو بھی (پیدا کیا) جو اس کے حکم کے تابع ہیں②، سن لو! پیدا کرنا اور حکم کرنا سب اسی کا کام ہے (اور) اللہ تعالیٰ بڑی اونچی شان والے ہیں، جو سب عالموں کے رب ہیں ﴿۵۴﴾ (اے لوگو!) تم گڑگڑا کر (بھی) اور چپکے چپکے اپنے رب سے دعا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتے ﴿۵۵﴾ اور زمین میں اس کی اصلاح ہو جانے کے بعد تم فساد مت مچاؤ③ اور تم (عذاب کا) ڈر اور (رحمت کی) امید رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرو④، یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے ﴿۵۶﴾ اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے خوش خبری دینے والی ہوائیں بھیجتے ہیں، یہاں تک کہ جب وہ (ہوائیں) بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس کو مردہ شہر کی طرف ہانک کر لے جاتے ہیں، پھر ہم اس کے ذریعے پانی برساتے ہیں، پھر ہم اس (پانی) کے ذریعے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں، اسی طرح (قیامت کے دن) ہم مُردوں کو (زندہ کر کے) نکالیں گے؛ تاکہ تم (اللہ تعالیٰ کی قدرت پر) غور کرو ﴿۵۷﴾

---

① یعنی ایسا لگتا ہے کہ دن جلدی گذر گئے اور رات دفعۃً آگئی۔ ② (دوسرا ترجمہ) کام میں لگا دیا۔ ③ زمین کی اصلاح دو طرح سے ہیں: ایک ظاہری اصلاح یعنی زمین کو درخت اور کھیتی اگانے کے قابل بنا دیا، بارش کے ذریعے ساری زمین کو ہرا بھرا بنا دیا اور دوسری باطنی اصلاح: یعنی زمین پر رسول بھیجے اور کتابیں نازل فرمائی اور ہدایات کے ذریعے زمین کو کفر، شرک کے فساد سے پاک کر دیا۔ اور دونوں طرح کی اصلاح کی ضد فساد ہے۔ ④ دونوں آیت ملا کر دعا اور عبادت کے ضابطے بیان ہوئے: (۱) دعا میں گڑگڑانا (۲) آہستہ آہستہ دعا کرنا (۳) خدا کی ناراضگی کا ڈر (۴) اللہ کی رحمت کی امید ہونا۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۭ
كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ ع
يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ
ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ
وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور جو عمدہ (زمین والا) شہر ہوتا ہے اس کی پیداوار اس کے رب کے حکم سے (خوب) نکلتی ہے اور جو خراب (زمین والا شہر) ہوتا ہے تو ناقص پیداوار کے سوا کچھ نہیں نکلتا①، اسی طرح ہم نشانیوں کو (مختلف طریقے سے) پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں شکر کرنے والی قوم کے واسطے ﴿۵۸﴾

پکی بات یہ ہے کہ ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف (رسول بنا کر) بھیجا، سو اس (نوح علیہ السلام) نے کہا کہ: اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، تمھارے لیے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، یقین جانو! میں تمھارے متعلق ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ﴿۵۹﴾ اس (یعنی نوح علیہ السلام) کی قوم کے سرداروں نے کہا: ہم تو دیکھتے ہیں② کہ تم کھلی گمراہی (یعنی غلطی) میں پڑے ہو ﴿۶۰﴾ اس (نوح علیہ السلام) نے کہا کہ: اے میری قوم! میں گمراہی (یعنی غلطی) میں نہیں ہوں؛ لیکن میں تو تمام عالموں کے رب کا (بھیجا ہوا) پیغمبر ہوں ﴿۶۱﴾ میں تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمھاری بھلائی چاہتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی باتیں جانتا ہوں جن کا تم کو پتہ نہیں ہے③ ﴿۶۲﴾

---

① نَكِدًا: یعنی ایسی پیداوار جو معمولی بے فائدہ اور مقدار میں کم ہو۔

② (دوسرا ترجمہ) ہم تو سمجھتے ہیں۔

③ جاننے کا مطلب: [۱] ایمان نہ لانے کی صورت میں بڑا عذاب آئے گا۔ [۲] قیامت کا یقینی علم۔

أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا
وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٦٣﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ
كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ﴿٦٤﴾ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ ع
اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن
قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٦٦﴾ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ
وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٧﴾ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ﴿٦٨﴾

بھلا کیا تم کو تعجب ہو رہا ہے کہ تمھارے پاس تمھیں میں سے کسی ایک آدمی① پر تمھارے رب کی نصیحت پہنچی؛ تاکہ وہ (نبی) تم کو (عذاب سے) ڈراوے؛ اور تاکہ تم (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے) بچو②؛ اور تاکہ تم لوگوں پر رحم کیا جاوے ﴿٦٣﴾ سو ان لوگوں نے اس (نوح علیہ السلام) کو جھٹلایا، پھر ہم نے اس (نوح علیہ السلام) کو اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں (سوار کرکے) بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ہم نے ان کو ڈبو دیا، یقیناً وہ اندھے لوگ تھے ﴿٦٤﴾

اور قومِ عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو (نبی بنا کر بھیجا) اس (ہود علیہ السلام) نے کہا کہ: اے میری قوم! تم (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں ہے، کیا پھر بھی تم ڈرتے نہیں ہو؟ ﴿٦٥﴾ ہود (علیہ السلام) کی قوم کے کافر سردار کہنے لگے: ہم تو تم کو دیکھتے ہیں کہ تم میں کچھ عقل نہیں ہے اور ہمارا خیال یہ ہے کہ یقیناً تم جھوٹے لوگوں میں سے ہی ہو ﴿٦٦﴾ ہود (علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! مجھ میں ذرا سی بھی بے وقوفی نہیں ہے؛ لیکن میں (تمام) عالموں کے رب کا رسول ہوں ﴿٦٧﴾ میں تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تو تمھاری بھلائی چاہتا ہوں (اور میں) امانت دار ہوں③ ﴿٦٨﴾

---

① یعنی خود حضرت نوح علیہ السلام۔ ② اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی برکت سے رحم و کرم کا وعدہ ہے۔
③ کتنے بڑے الزامات اور تہمتیں نبی پر ڈالی گئیں؛ لیکن کتنا اطمینان والا سیدھا سا جواب دیا، ذرہ برابر مشتعل نہیں ہوئے۔ (دوسرا ترجمہ) اطمینان کرنے کے لائق ہوں۔

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ
جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝۶۹ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ
فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۝۷۰ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ
رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا
مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ۝۷۱

بھلا کیا تم کو تعجب ہو رہا ہے کہ تم ہی میں سے ایک آدمی کے ذریعے تم کو تمھارے رب کی نصیحت پہنچی؛ تا کہ وہ تم کو ڈراوے اور تم یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے تم کو قومِ نوح کے بعد (زمین کا) خلیفہ بنایا ①اور تم کو بدن کا پھیلاؤ (دوسروں سے) زیادہ عطا کیا②، سو تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرو؛ تا کہ تم لوگ کامیاب ہو جاؤ ﴿۶۹﴾ (قوم کے) لوگ کہنے لگے: کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم اکیلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور ہمارے باپ دادے جن (بتوں) کی عبادت کرتے تھے ہم ان کو چھوڑ دیں؟ اگر تو سچوں میں سے ہے تو ہمارے پاس وہ (عذاب) لا جس کی تو ہم کو دھمکی دیتا ہے③ ﴿۷۰﴾ ہود (علیہ السلام) نے کہا: پکی بات ہے کہ تم پر تمھارے رب کی طرف سے عذاب اور غضب (کا آنا) طے ہو چکا ہے، کیا تم مجھ سے چند (بے حقیقت) ناموں کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو جو تم نے اور تمھارے باپ دادوں نے (خود پہلے) رکھ لیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان (کے معبود ہونے) پر کوئی دلیل نہیں اتاری؟ سو تم انتظار کرو، یقیناً میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں ﴿۷۱﴾

① یعنی قائم مقام۔
② جسم کی لمبائی اور طاقت دوسروں سے زیادہ تم کو ملی ہے، تندرستی کے ساتھ جسم کا پھیلاؤ بھی ایک نعمت ہے اس سے بھی شان نمایاں ہوتی ہے۔
③ (دوسرا) جس سے تو ہم کو ڈراتا ہے۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا
ع مُؤْمِنِيْنَ۝۷۲ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ
غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ
اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝۷۳ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ
خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ
الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۝۷۴

سو ہم نے اس (ہود علیہ السلام) کو اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت (اور کرم) سے (عذاب سے) بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ایمان لانے والے نہیں تھے ہم نے ان لوگوں کی جڑ کاٹ ڈالی[1] ﴿۷۲﴾

اور (قومِ) ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو (نبی بنا کر بھیجا)، صالح (علیہ السلام) نے کہا کہ: اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، تمھارے لیے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، پکی بات یہ ہے کہ تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس ایک روشن دلیل آ چکی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے جو تمھارے لیے ایک معجزہ بن کر آئی ہے؛ لہٰذا تم اس کو (آزاد) چھوڑ دو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں چرتی پھرے اور تم اس کو تکلیف پہنچانے کے ارادے سے ہاتھ بھی مت لگانا، ورنہ تم کو دردناک عذاب (آ کر) پکڑے گا ﴿۷۳﴾ اور (اللہ تعالیٰ کے احسان کو) تم یاد کرو جب تم کو قومِ عاد (کے ہلاک ہونے) کے بعد خلیفہ بنایا[2] اور تم کو زمین میں (اس طرح) بسایا تم نرم زمین پر بڑے بڑے محل بناتے ہو[3] اور تم پہاڑوں کو تراش کر کے (ان میں) گھر بناتے ہو، سو تم اللہ تعالیٰ کی (ان) نعمتوں کو یاد کرو اور تم زمین میں فساد مچاتے ہوئے مت پھرو ﴿۷۴﴾

---

① یعنی عذاب کے ذریعے بالکل ختم کر ڈالا۔
② یعنی آباد کیا۔
③ یعنی ہموار میدانی علاقوں میں۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ
اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ
الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ
رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ
الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ
رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾

اس کی قوم کے سردار جنھوں نے تکبر کیا انھوں نے ان کمزور لوگوں سے ① جو اس (صالح علیہ السلام کی قوم) میں سے ایمان لا چکے تھے ان سے پوچھا کہ: کیا تم کو یقین ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجا ہوا ہے؟ ان (کمزور) لوگوں نے جواب میں کہا کہ: جو حکم دے کر اس (صالح علیہ السلام) کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) بھیجا گیا ہم تو اس پر پورا ایمان رکھتے ہیں ﴿۷۵﴾ (یہ جواب سن کر) وہ تکبر کرنے والے کہنے لگے کہ: جس پر تم (کمزور لوگ) ایمان لائے ہو یقیناً ہم اس کا انکار کرتے ہیں ﴿۷۶﴾ سو ان (تکبر کرنے والے) لوگوں نے (صالح علیہ السلام کی) اونٹنی کو کاٹ ڈالا اور انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور وہ (متکبر) لوگ (بے باکی سے) کہنے لگے: اے صالح! اگر تم واقعی رسولوں میں سے ہو تو وہ (عذاب) ہمارے پاس لے آؤ جس کی تم ہم کو دھمکی دیتے ہو ② ﴿۷۷﴾ سو ان (قومِ ثمود) کو زلزلے نے پکڑ لیا تو وہ صبح کے وقت اپنے گھر میں اوندھے پڑے رہ گئے ﴿۷۸﴾ پھر وہ (صالح علیہ السلام) ان سے منہ پھرا کر چلے گئے اور وہ کہنے لگے: اے میری قوم! پکی بات یہ ہے کہ میں نے تم کو اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور میں نے تو تمھاری بھلائی چاہی؛ لیکن تم (ہو کہ) بھلائی چاہنے والوں کو پسند نہیں کرتے تھے ﴿۷۹﴾

---

① کافر لوگ ایمان لانے والوں کو بلاوجہ کمزور سمجھتے تھے۔

② (دوسرا ترجمہ) جس سے تم ہم کو ڈراتے ہو۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾
اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَمَا
كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ
يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ
مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ ع
يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ

اور (ہم نے) لوط (علیہ السلام) کو (رسول بنا کر بھیجا)①، جب اس (لوط علیہ السلام) نے اپنی قوم② سے کہا: کیا تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے (تمام) عالم والوں میں سے کسی نے نہیں کیا؟ ﴿۸۰﴾ یقیناً تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت پوری کرنے کے لیے آتے ہو؛ بلکہ تم تو حد سے آگے نکل چکے ہو ﴿۸۱﴾ اور اس کی قوم کے پاس سوائے اس کے کوئی جواب نہیں تھا، کہ وہ (آپس میں) یوں کہنے لگے کہ: تم ان لوگوں کو اپنی بستی سے نکال دو، یقیناً یہ لوگ تو بہت ہی پاک رہنا چاہتے ہیں③ ﴿۸۲﴾ سو ہم نے اس (لوط علیہ السلام) کو اور ان کے متعلقین کو (عذاب سے) بچا لیا؛ مگر اس کی بیوی کو وہ تو (عذاب میں) پیچھے رہنے والوں میں سے تھی ﴿۸۳﴾ اور ہم نے ان پر ایک زور دار (پتھروں کی) بارش برسائی، سو تم دیکھو کہ جرم کرنے والوں کی سزا کیسی رہی!! ﴿۸۴﴾

اور مدین (والوں) کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو (نبی بنا کر بھیجا) شعیب (علیہ السلام) نے کہا کہ: اے میری قوم! تم (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں ہے،

---

① حضرت لوط حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے، اردن کے شہر سدوم میں نبی بنا کر بھیجے گئے تھے، مفصل تذکرہ "خطباتِ محمود: جلد:۸" اور سفرنامہ دیکھی ہوئی دنیا میں ملاحظہ فرمائیں۔ ② جن کی طرف بھیجے گئے اس امت سے؛ چوں کہ آبائی وطن عراق تھا۔ ③ یہ ایک اور بھیانک بیماری ہے کہ نیک اور پاک رہنے والوں کو ان کی نیکی پر طنز کیا جائے اور ان کو تنگ کر کے نیکی سے روکنے کی خطرناک سازش کی جائے، قومِ لوط والا یہ طرز تو آج بھی عام ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ ہی حفاظت فرمائے۔
قومِ لوط کی آبادیوں کے نام: عمورہ، ادمہ، صبوئیم، بالع (صوغر)، ان سب میں مرکزی مقام صدوم تھا۔

قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ
اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ۝۸۵ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ
بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ۝۸۶ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ
لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ۝۸۷

پکی بات ہے کہ تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے کھلی دلیل آ چکی ہے، سوتم ناپ ① اور (ترازو کا) تول ② پورا کیا کرو، اور تم لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر مت دو ③ اور زمین میں اس کی اصلاح ہو جانے کے بعد تم فساد مت مچاؤ، اگر تم ایمان والے ہو تو یہی تمھارے لیے بہتر ہے ﴿۸۵﴾ اور تم ہر راستے پر (اس غرض سے) مت بیٹھا کرو کہ جو لوگ اس (اللہ تعالیٰ) پر ایمان لائے ہیں تم ان کو دھمکیاں دو اور (تم ان کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکو ④ اور تم اس (یعنی اللہ تعالیٰ کے دین) میں عیب تلاش کرو، اور تم (اللہ تعالیٰ کے احسان کو) یاد کرو جب تم (مال اور تعداد میں) کم تھے ⑤، سو اس (اللہ تعالیٰ) نے تم کو زیادہ کر دیا اور تم دیکھو! فساد کرنے والوں کا (برا) انجام کیسا ہوا؟ ﴿۸۶﴾ اور اگر تم میں کی ایک جماعت اس (پیغام) پر ایمان لے آئی ہے جو میرے ذریعے سے بھیجا گیا ہے اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی ہے، سو تم صبر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیویں اور وہ تو بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں ﴿۸۷﴾

---

① کیل: یعنی ناپ۔ ② میزان: یعنی تولنا۔ ③ بخس: یعنی کسی کے حق میں کمی کر کے نقصان پہنچانا۔ لوگوں کو کسی چیز کے دیتے وقت کسی چیز میں کمی کر کے نقصان مت پہنچاؤ۔ عزت و آبرو پامال مت کرو۔ کسی کے درجہ اور رتبہ کے موافق احترام کرو۔ جس کی اطاعت، تعظیم و تکریم ضروری ہے اس میں کوتاہی مت کرو۔ ④ یعنی ایمان لانے سے روکو۔
⑤ جس طرح مال کی کثرت کو انسان اچھا سمجھتا ہے اسی طرح اولاد کی کثرت دین داری کے ساتھ بھی نعمت ہی ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ
مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا
اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ
اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا
بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿۸۹﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ
شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾

شعیب (علیہ السلام) کی قوم میں سے جو تکبر کرنے والے سردار تھے انھوں نے کہا: اے شعیب! تجھ کو اور تیرے ساتھ جو ایمان لائے ہیں ان سب کو ہم ضرور اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں چلے آؤ① شعیب (علیہ السلام) نے کہا: کیا ہم اگر (تمھارے دین کو) برا سمجھتے ہوں تب بھی (اس میں آجائیں)؟ ﴿۸۸﴾ جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس (کفر) سے بچالیا اس کے باوجود بھی اگر ہم تمھارے دین میں آجائیں تب تو ہم اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھیں گے اور ہمارے لیے تو ممکن ہی نہیں کہ ہم اس (تمھارے دین) میں چلے آویں؛ مگر یہ کہ ہمارے مالک اللہ تعالیٰ (ایسا) چاہیں (تو دوسری بات ہے)②، ہمارے رب کے علم نے ہر چیز کو (اپنے) احاطے میں لے لیا ہے، اللہ تعالیٰ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا، اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان آپ ہی ٹھیک فیصلہ کردیجیے③ اور آپ تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں ﴿۸۹﴾ اور اس (شعیب) کی قوم کے کافر سردار (عوام سے) کہنے لگے: اگر تم شعیب کی بات پر چلے تب تو تم یقیناً بڑے نقصان میں پڑو گے④ ﴿۹۰﴾ سو زلزلے نے ان کو پکڑ لیا، پھر وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ﴿۹۱﴾

① یعنی موجودہ توحید چھوڑ کر ہمارے دین کی طرف لوٹ آؤ۔
② اللہ تعالیٰ کفر کو پسند فرماتے نہیں ہیں اور نبی سے کفر ہونا محال ہے، آیت میں نبی کی طرف سے عجز اور انکساری کا اظہار ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کی بات ہے کہ نیکی کرنا اور گناہ سے بچنا اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ہوتا ہے۔
③ یعنی عملی طور پر حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ظاہر فرمادیجیے، اور اس کی شکل یہ ہوئی کہ اللہ کی طرف سے زلزلہ کا فیصلہ ہوا۔ ④ قدیم دور سے لوگوں میں ایک جماعت ایسی رہی ہے جو اتباعِ نبوی کو نقصان کا ذریعہ سمجھتا ہے، اللہ ہی صحیح سمجھ دیوے۔

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ
الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ
فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّاۤ اَخَذْنَاۤ اَهْلَهَا ع
بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى
عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾

جنھوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا سو وہ ایسے ہو گئے جیسے وہاں پر کبھی آباد ہی نہ ہوئے ہوں①، جنھوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا وہی لوگ نقصان میں پڑ گئے ﴿۹۲﴾ شعیب (علیہ السلام) نے اُن لوگوں سے منہ پھرا لیا② اور (یہ) کہا: اے میری قوم! پکی بات یہ ہے کہ میں نے تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے اور میں نے تو تمھاری بھلائی چاہی، سو کافر لوگوں (کے ہلاک ہونے) پر کیسے افسوس کروں؟ ﴿۹۳﴾

اور ہم نے کسی بھی بستی میں کسی نبی کو بھیجا تو ہم نے اُس بستی والوں کو سختی③ اور تکلیف میں④ ضرور پکڑا؛ تا کہ وہ لوگ گڑگڑائیں⑤ ﴿۹۴﴾ پھر ہم نے بُرے حالات کی جگہ اچھے حالات⑥ بدل دیے؛ یہاں تک کہ وہ بڑھ گئے⑦ اور وہ کہنے لگے کہ: ہمارے باپ دادوں کو (بھی) دکھ اور سُکھ پیش آتے رہے ہیں⑧، پھر ہم نے اُن کو اچانک (اس طرح) پکڑ لیا کہ ان کو (پہلے سے اِس کا) پتہ بھی نہیں چل سکا ﴿۹۵﴾

---

① نبی کو بستی سے نکالنے کی سازش کرنے والے خود دنیا سے نکال دیے گئے۔

② (دوسرا ترجمہ) سو شعیب علیہ السلام ان لوگوں سے منہ پھرا کر یہ کہتے ہوئے چل دیے۔ ③ فقر و فاقہ اور مالی نقصان۔

④ بیماریاں، جانی نقصان۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) تا کہ وہ لوگ عاجزی کریں۔ نبی کی بات نہ ماننے تو حالات ابتدأ رحمت بن کر آتے ہیں؛ تا کہ لوگ نبی کی بات مان لیوے۔

⑥ مال میں وسعت ہو گئی، بدن کی تندرستی عمدہ ہو گئی، سلامتی ہو گئی، خوف ختم ہو گیا، یہ ''الحسنۃ'' سے مراد ہے۔

⑦ (دوسرا ترجمہ) وہ پھلے پھولے (یعنی مال اور تندرستی میں خوب ترقی ہوئی)۔

⑧ یعنی مصیبت اور تکلیف کفر کی وجہ سے نہیں آتی؛ بلکہ یہ تو بس اتفاق ہے، دنیا ہے چلتا رہتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٦﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ
بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿٩٧﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ
ع يَلْعَبُوْنَ ﴿٩٨﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩٩﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ
لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾

اور اگر بستی والے ایمان لے آتے اور تقویٰ والے بن جاتے تو تم یقین رکھو کہ ہم اُن پر آسمان اور زمین (دونوں طرف) سے برکتیں کھول دیتے؛ لیکن انھوں نے (نبیوں کو) جھٹلایا، سو جو کام وہ کرتے تھے اُس کی وجہ سے ہم نے اُن کو پکڑ لیا ﴿۹۶﴾ کیا پھر بھی اِس بات (کی طرف) سے بستی والوں کا ڈر ختم ہوگیا① کہ اُن پر ہمارا عذاب رات کو ایسے وقت آپڑے کہ وہ سوئے ہوئے ہوں ﴿۹۷﴾ اور کیا بستی والے اِس بات (کی طرف) سے نڈر ہو گئے کہ اُن پر ہمارا عذاب چاشت کے وقت میں② ایسی حالت میں آجاوے کہ وہ لوگ کھیلتے ہوں ﴿۹۸﴾ بھلا کیا وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے مکر ③ سے امن (یعنی اطمینان) میں ہو گئے④؟ سو اللہ تعالیٰ کے مکر (پکڑ) سے تو صرف وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو تباہ و برباد ہونے والے ہوں ﴿۹۹﴾

بھلا کیا زمین پر (پہلے زمانے میں) رہنے والوں کے (ہلاک ہونے کے) بعد اب جو لوگ (آج کل) اس (زمین) کے وارث بنے ہیں اُن کو یہ ہدایت (یعنی نصیحت) نہیں ملی کہ اگر ہم چاہیں تو اُن کو بھی اُن کے گناہوں کی وجہ سے کسی مصیبت میں پکڑ لے ویں اور (جو ضد پر رہیں) ہم اُن کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں؛ لہٰذا وہ (کوئی بات) سنتے نہیں ﴿۱۰۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) کیا اِس بات کی طرف سے بستی والے امن (چین) میں آ گئے۔

② چاشت یعنی صبح میں جب دھوپ پوری طرح پھیل جاوے وہ وقت۔

③ یعنی اللہ تعالیٰ کی اچانک پکڑ سے۔ ④ (دوسرا ترجمہ) کیا اللہ تعالیٰ کے مکر کی طرف سے ان کا ڈر بالکل ختم ہوگیا؟۔

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآىِٕهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا
كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠١﴾ وَمَا
وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَاۤ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ
بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٠٣﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٤﴾ حَقِيْقٌ عَلٰۤى
اَنْ لَّاۤ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِیَ بَنِیْۤ
اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٠٥﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٠٦﴾

(اے نبی!) یہ وہ بستیاں ہیں جن کے کچھ واقعات ہم آپ کو سناتے ہیں اور یقیناً اُن (بستی کے لوگوں) کے پاس اُن کے پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے؛ لیکن جس بات کو وہ پہلے جھٹلا چکے تھے اُس پر ایمان لانے کے لیے وہ تیار نہیں ہوئے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں ﴿۱۰۱﴾ اور ہم نے اُن میں کے اکثر (لوگوں) کو عہد کو پورا کرنے والا نہیں پایا① اور ہم نے تو اُن میں کے اکثر (لوگوں) کو نافرمان ہی پایا ﴿۱۰۲﴾ پھر ہم نے اُن (نبیوں) کے بعد موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا تو انھوں نے اُن (نشانیوں) کے ساتھ ظلم کیا②، سوتو دیکھ فساد کرنے والوں کا کیسا انجام ہوا؟ ﴿۱۰۳﴾ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ: اے فرعون! یقینی بات ہے کہ میں (تمام) عالموں کے رب کا رسول ہوں ﴿۱۰۴﴾ میرے لیے یہی ضروری ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں حق بات ہی کہوں، پکی بات یہ ہے میں تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس (میری سچائی پر) کھلی دلیل لے کر آیا ہوں، سوتو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو (ملکِ شام) بھیج دے ﴿۱۰۵﴾ فرعون نے کہا: اگر تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کوئی نشانی لے کر آیا ہے تو اس کو (ہمارے سامنے) لا، اگر تو سچوں میں سے ہے ﴿۱۰۶﴾

① ایمان واطاعت کا عہد جو عالمِ ارواح میں لیا گیا تھا وہ مراد ہے۔ ② یعنی ماننے سے انکار کر دیا۔ ظالمانہ برتاؤ کیا۔
نوٹ: کسی چیز کو اس کے محل اور موقع کے خلاف استعمال کرنا ظلم ہے۔

ع فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٠٧﴾ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ﴿١٠٨﴾ قَالَ
الْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٩﴾ يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُمْ ۖ فَمَاذَا
تَأْمُرُونَ ﴿١١٠﴾ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿١١١﴾ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَاحِرٍ
عَلِيمٍ ﴿١١٢﴾ وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ نَعَمْ
وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿١١٤﴾ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا أَن نَّكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ ﴿١١٥﴾
قَالَ أَلْقُوا ۖ فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ﴿١١٦﴾

موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی لکڑی ڈال دی تب (اچانک) وہ کھلم کھلا اژدہا بن گئی ﴿١٠٧﴾ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنا ہاتھ کھینچ کر نکالا① تب وہ سب دیکھنے والوں کے سامنے چمک دار بن گیا ﴿١٠٨﴾

فرعون کی قوم کے سردار (آپس میں) کہنے لگے: یقیناً یہ تو بڑا ماہر (یعنی جان کار) جادوگر ہے ﴿١٠٩﴾ تم کو تمھارے ملک سے نکال دینا چاہتا ہے②، (بولو!) اب تم کیا مشورہ دیتے ہو③؟ ﴿١١٠﴾ ان سرداروں نے کہا: تو اس (موسیٰ) کو اور اُس کے بھائی کو (کچھ وقت کے لیے) مہلت دے دے اور (تمام) شہروں میں جمع کر کے لانے والوں (یعنی چپراسی) کو بھیج دے ﴿١١١﴾ کہ وہ ہر ماہر جادوگر کو (جمع کر کے) تیرے پاس لے آویں ﴿١١٢﴾ اور جادوگر لوگ فرعون کے پاس آئے، کہنے لگے: اگر ہم (موسیٰ پر) غالب آ گئے تو ہم کو کچھ بدلہ ملے گا؟ ﴿١١٣﴾ فرعون نے کہا: ہاں! (انعام تو ملے گا ہی) اور تم خاص (میرے) نزدیک کے لوگوں میں سے ہو جاؤ گے ﴿١١٤﴾ وہ (جادوگر) کہنے لگے: اے موسیٰ! یا تو (جو تم ڈالنا چاہتے ہو) تم ڈالو یا (ہم کو جو ڈالنا ہے) ہم ڈال دیتے ہیں④ ﴿١١٥﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: تم ہی (پہلے) ڈالو، سو جب اُن جادوگروں نے ڈالا تو انھوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا⑤ اور ان کو ڈرا دیا اور وہ بڑا (بھاری) جادو بنا کر لائے ﴿١١٦﴾

---

① یعنی گریبان سے بازو کے اندر سے بغل میں سے دبا کر نکالے تو ایسی سفید چمک ہوتی کہ پوری فضا جگمگا اٹھتی۔

② یعنی مصری حکومت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ ③ یہ کافر؛ بلکہ خدائی کا دعویٰ کرنے والا تک اہم امور میں مشورہ کی اہمیت کو سمجھتا ہے۔ ④ یعنی نبی کے ساتھ ادب کا برتاؤ کرنا جادوگروں کے لیے ایمان کا ذریعہ بن گیا۔ ⑤ یعنی نظر بندی کر دی۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾
قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ
اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِى الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ
تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ: تو اپنی لاٹھی ڈال دے، (موسیٰ علیہ السلام نے لکڑی ڈالی) تو اسی وقت جو جھوٹی چیزیں اُن جادوگروں نے بنا رکھی تھیں اُن (سب) کو اس نے نگلنا شروع کر دیا① ﴿۱۱۷﴾ سو حق ظاہر (یعنی ثابت) ہو گیا اور وہ (جادوگر) جو کام کر رہے تھے وہ غلط ہو گیا ﴿۱۱۸﴾ سو وہ (فرعون اور اُس کے جادوگر) اس جگہ پر ہار گئے② اور ذلیل ہو کر واپس چلے گئے ﴿۱۱۹﴾ اور (اس واقعہ سے) جادوگروں کو سجدہ میں گرا دیا گیا③ ﴿۱۲۰﴾ وہ (جادوگر لوگ) کہنے لگے: ہم تو (تمام) عالموں کے رب پر ایمان لے آئے④ ﴿۱۲۱﴾ جو موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام) کے (بھی) رب ہیں ﴿۱۲۲﴾ فرعون (جادوگروں سے) کہنے لگا: تم میری اجازت سے پہلے ہی اس (موسیٰ) پر ایمان لے آئے ہو؟ یقیناً یہ ایک (بڑی) سازش⑤ ہے جو تم نے (مِل جُل کر اس) شہر میں بنائی ہے؛ تاکہ تم اِس (شہر) میں رہنے والوں کو یہاں سے نکال دو، سو تم کو (ایمان لانے کا انجام) ابھی پتہ چل جائے گا ﴿۱۲۳﴾ میں تمھارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں ضرور کٹوا دوں گا، پھر تم سب کو (ایک ساتھ) ضرور سولی پر لٹکا دوں گا ﴿۱۲۴﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ان (جادوگروں) کے سارے بنے بنائے کھیل کو نگلنا شروع کر دیا۔ ② (دوسرا ترجمہ) مغلوب ہو گئے۔
③ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق مل گئی، واقعہ سے مبہوت ہو کر بے اختیار سجدے میں گرا دیے گئے۔
④ فرعون خود کو ربِ اعلیٰ کہلواتا تھا؛ اس لیے وضاحت کے ساتھ اعلان کیا کہ: فرعون پر نہیں؛ بلکہ تمام عالموں کے ربِ حقیقی اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ ⑤ گویا فرعون نے یہ سمجھا کہ یہ ایک پہلے سے طے شدہ منصوبہ ہے جس کو آج کل کی اصطلاح میں فکسنگ (Fixing) کہا جاتا ہے اور یہی چیز آج کل سیاست، کھیل اور انتخابات میں عام ہے، لگتا ایسا ہے کہ اس دور میں فرعون کی حکومت میں یہ چیز عام تھی؛ اس لیے فرعون نے اس طرح بات کہی؛ حالاں کہ حقیقی واقعہ ایسا نہیں تھا۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ
ع رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿١٢٦﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ
مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ
وَنَسْتَحْىٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿١٢٧﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ
وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۬ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٢٨﴾

وہ (جادوگر) کہنے لگے: یقیناً ہم اپنے رب کی طرف واپس جائیں گے ﴿۱۲۵﴾ اور تو (اے فرعون!) ہمارے ساتھ صرف اس لیے دشمنی رکھتا ہے کہ ہمارے رب کی نشانیاں جب ہمارے پاس آ گئیں تو ہم اس پر ایمان لے آئے، اے ہمارے رب! آپ ہم کو صبر کی توفیق عطا فرمایئے اور آپ ہم کو مسلمان ہونے کی حالت ①میں وفات دیجیے ﴿۱۲۶﴾ اور فرعون کی قوم کے سردار کہنے لگے: (اے فرعون!) کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو (یوں ہی کھلا) چھوڑ رہا ہے کہ وہ ملک میں فساد پھیلاتے رہیں اور وہ تجھ کو اور تیرے معبودوں کو نظر انداز کرتے رہیں؟ فرعون نے کہا: (ایسے ہی تھوڑے چھوڑیں گے) عنقریب ہم ان کے بیٹوں کو قتل کر دیں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ (باقی) رہنے دیں گے اور بلا شبہ ہم کو ان پر پورا قابو حاصل ہے ﴿۱۲۷﴾ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: تم اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرو اور تم صبر کرو②(اور گھبراؤ مت)، یقین رکھو! زمین تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، وہ (اللہ تعالیٰ) اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں اس (زمین) کا مالک بناتے ہیں اور آخر میں بھلائی تو تقویٰ والوں کے لیے ہی ہوگی ﴿۱۲۸﴾

---

① ایذاؤں پر بے صبری نہ ہو اور واپس کفر میں نہ جاوے۔

② طبیعت کے خلاف باتوں پر صبر کرو، خود کو قابو میں رکھو، اس وقت بھارت بھر میں مسلمانوں کو اس آیت پر خوب دھیان دے کر عمل کرنا ہے۔

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ
عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٩﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ ع
فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٣٠﴾ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ
قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ
عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣١﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ
فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٢﴾

بنی اسرائیل کہنے لگے: (اے موسیٰ!) آپ کے ہمارے پاس تشریف لانے سے پہلے اور آپ کے ہمارے پاس تشریف لانے کے بعد (بھی) ہم کو ستایا گیا①، موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: لگتا ہے کہ تمھارا رب تمھارے دشمن کو ہلاک کر دیوے اور (فرعونیوں کی جگہ پر) تم کو زمین (یعنی ملک) کا خلیفہ (یعنی مالک) بنا دیوے، پھر وہ (اللہ تعالیٰ) دیکھے گا کہ تم کس طرح عمل کرتے ہو②؟ ﴿۱۲۹﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے فرعون کے لوگوں کو قحط سالیوں میں اور پھلوں (یعنی پیداوار) کی کمی میں مبتلا کیا③؛ تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں ﴿۱۳۰﴾ سو جب ان (فرعونیوں) کے پاس اچھے حالات آئے تو وہ کہنے لگے کہ: یہ تو ہمارا حق ہے④ اور اگر ان پر برے حالات (یعنی مصیبت) پہنچ گئے تو موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتانے لگے، سن لو (یہ تو) خود ان کی ہی نحوست تھی جو اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی⑤؛ لیکن ان میں اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں ﴿۱۳۱﴾ اور وہ (فرعونی لوگ موسیٰ علیہ السلام سے) کہتے تھے: تم ہم پر جادو چلانے کے لیے کیسی بھی (عجیب) نشانی لے آو؛ لیکن ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿۱۳۲﴾

---

① بنی اسرائیل کے بچوں کے قتل کے واقعات دو مرتبہ پیش آئے، موسیٰ کی ولادت کے زمانہ میں، پھر نبوت کے زمانہ میں، اگر چہ دونوں مرتبہ کے مقاصد الگ الگ تھے۔ ② حکومت ملنے پر اس کے صحیح تقاضوں کو پورا کرنا اور انصاف کرنا اصل ہے۔
③ شہروں میں پھلوں کی کمی اور دیہات میں غلوں کی کمی۔
④ (دوسرا ترجمہ) یہ تو ہمارے لیے ہونا ہی چاہیے تھا۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) ان کی اس نحوست کا سبب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ
فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿١٣٣﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ
لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٣٤﴾

سو (جب فرعونی لوگوں نے ایسی شرارت اپنائی تو) ہم نے ان پر (پانی) طوفان اور ٹڈیاں اور جوئیں ①(یا گھن کے کیڑے) اور بہت سارے مینڈک اور خون (عذاب کے طور پر) بھیجا، یہ سب الگ الگ نشانیاں تھیں، پھر بھی وہ تکبر کرتے رہے اور وہ گنہگار لوگ تھے ﴿١٣٣﴾
اور جب بھی کوئی عذاب ان پر آ پڑتا تو وہ (فرعونی لوگ) کہتے کہ: اے موسیٰ! اس (اللہ تعالیٰ) کا جو عہد تمھارے پاس ہے②اس کا واسطہ دے کر تم ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو③، واقعتاً اگر تم نے ہم سے عذاب دور کر دیا تو ہم ضرور تم پر ایمان لے آئیں گے اور ہم تمھارے ساتھ بنی اسرائیل کو ضرور بھیج دیں گے④﴿١٣٤﴾

---

① ''قُمَّل'' سے مراد: ابن عباسؓ سے ایک روایت ہے کہ وہ کیڑا مراد ہے جو اناج میں پیدا ہو کر اس کو خراب کر دیتا ہے (اردو میں اس کو سُرسُری کہتے ہیں) انہی سے ایک روایت ہے کہ اس سے وہ چھوٹی ٹڈی مراد ہے جس کے پر نہیں ہوتے اور وہ بھی غلہ کو گھن لگا دیتی ہے، مجاہدؒ، عکرمہؒ، اور قتادہؒ کی بھی یہی رائے ہے۔
ابن جریرؒ کہتے ہیں کہ: ''جوں'' کی طرح ایک کیڑا ہوتا ہے جو اونٹوں میں ہلاکت پیدا کرتا ہے اور راغب اصفہانیؒ کہتے ہیں کہ: اس سے مراد وہ چھوٹی مکھی ہے جو انسانی صحت کے لیے بے حد مضرت رساں ہے۔
قمل: عربی میں عام طور پر ''جوں'' کو کہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ قمل اپنے معنی میں ان سب معانی کے لیے مستعمل ہے؛ اس لیے ان تمام اطلاقات کی تطبیق کے لیے یوں کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں پر یہ عذاب نازل فرمایا کہ انسانوں پر جوئیں مسلط فرما دیں، ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں مکھیوں کو پھیلا دیا، ان کے جانوروں میں ہلاک کرنے والا کیڑا پیدا کر دیا اور ان کے اناج اور غلہ میں گھن لگا کر خراب کر دینے والی سرسری کی تباہی پھیلا دی اور ان سب مہلک کیڑوں کو قرآن کے اعجاز نے ''قمل'' کی وسیع تعبیر میں بیان فرما دیا ہے۔
② مراد نبوت کے عہد کے واسطے سے دعا کرو، یا اللہ تعالیٰ کا ہر نبی سے عہد ہوتا ہے کہ قوم کے لوگ نافرمانی سے توبہ کر لیویں اور ایمان لے آویں تو عذاب دور کر دیا جاتا ہے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے تم کو (دعا کا) جو (مؤثر طریقہ) بتلایا ہے (اس کے مطابق) تم ہمارے لیے دعا کرو۔ ④ یعنی غلامی سے آزاد کر دیں گے۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝١٣٥ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ
فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝١٣٦ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ
كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ
الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا
كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ۝١٣٧ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ ع
لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝١٣٨

سو جب ہم نے ان پر سے عذاب اتنی مدت تک کے لیے ہٹا دیا جس (مدت) تک① وہ پہنچنے ہی والے تھے تو اسی وقت وہ (عہد) توڑ دیتے تھے ﴿١٣٥﴾ آخر میں یہ ہوا کہ ہم نے ان سے (پورا) بدلہ لیا تو ہم نے ان کو سمندر میں ڈبو دیا؛ اس لیے کہ انھوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا اور وہ ان سے بالکل غافل ہو گئے تھے ﴿١٣٦﴾ اور جن لوگوں کو کمزور سمجھا جاتا تھا② ہم نے ان کو ملک③ کے مشرقوں اور اس کے مغربوں کا مالک بنا دیا جس (ملک) میں ہم نے برکت رکھی تھی اور تمھارے رب کا نیکی کا وعدہ (یا خیر کا کلمہ) بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہوا اور فرعون اور اس کی قوم نے جو کچھ بنایا تھا اور جو اونچا چڑھا رکھا تھا④ ان سب کو ہم نے برباد کر ڈالا ﴿١٣٧﴾ اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پار کرا دیا تو وہ ایسی قوم کے پاس سے گذرے جو اپنے بتوں کو پوجنے میں لگے ہوئے تھے، تو وہ (بنی اسرائیل) بولے: اے موسیٰ! ہمارے لیے (بھی ایسا ہی) دیوتا (معبود) مقرر کر دیجیے جیسے کہ ان لوگوں کے دیوتا ہے، تو موسیٰ (علیہ السلام) نے (جواب میں) کہا: واقعی تم تو بڑے جاہل لوگ ہو ﴿١٣٨﴾

---

①اس مدت سے مراد غرق کے ذریعہ موت تک کی مدت مراد ہے یا ایک مصیبت کے بعد دوسری مصیبت کے آنے تک کا وقت مراد ہے یعنی اتنی مدت میں بھی وعدہ توڑ کر نافرمانی کرنے لگتے؛ حالاں کہ مصیبت آتی اس وقت وہ پکا وعدہ کرتے کہ ہم آئندہ نافرمانی نہیں کریں گے۔ ②(دوسرا ترجمہ) ان لوگوں کو جو کمزور کر دیے گئے تھے یعنی بنو اسرائیل۔
③ملکِ شام یا خود مصر مراد ہے؛ چونکہ نیل جو جنتی نہر ہے اس کی برکتیں ہیں، غرقِ فرعون کے بعد بنی اسرائیل دوبارہ مصر آئے یا جہاں تھے وہاں سے مصر پر حکومت چلائی۔ ④یعنی اونچے مکانات بنوائے تھے اور اونچے درخت اور بیلیں چڑھا رکھی تھی۔

إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ وَبَٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٣٩﴾ قَالَ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِيكُمْ إِلَٰهًا
وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَٰلَمِينَ ﴿١٤٠﴾ وَإِذْ أَنجَيْنَٰكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوٓءَ
الْعَذَابِ ۖ يُقَتِّلُونَ أَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَآءٌ مِّن رَّبِّكُمْ
ع عَظِيمٌ ﴿١٤١﴾ وَوَٰعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَٰثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَٰتُ رَبِّهِۦٓ أَرْبَعِينَ
لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَٰرُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ
الْمُفْسِدِينَ ﴿١٤٢﴾ وَلَمَّا جَآءَ مُوسَىٰ لِمِيقَٰتِنَا وَكَلَّمَهُۥ رَبُّهُۥ قَالَ رَبِّ أَرِنِيٓ أَنظُرْ إِلَيْكَ ۚ

یقیناً یہ لوگ جن (بتوں کی پرستش) میں لگے ہوئے ہیں وہ تو برباد ہونے والے ہیں اور وہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں وہ سراسر باطل (یعنی بے بنیاد) ہے ﴿۱۳۹﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میں تمھارے لیے کوئی (دوسرا) معبود تلاش کروں؛ حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو (تمام) عالموں پر فضیلت دی ﴿۱۴۰﴾ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے بچالیا، وہ تم کو بہت بری تکلیف پہنچاتے تھے، تمھارے بیٹوں کو قتل کر دیتے تھے اور تمھاری عورتوں کو زندہ (باقی) رکھتے تھے، اور اس میں تمھارے رب کی طرف سے (تمھارے لیے) بڑی آزمائش تھی ﴿۱۴۱﴾

اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا تھا① اور ہم نے ان میں دس راتیں ملا کر چالیس پورا کیا، سو (اس طرح) ان (موسیٰ علیہ السلام) کے رب کا چالیس راتوں کا وعدہ پورا ہو گیا اور (طور پر جاتے وقت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے بھائی ہارون سے کہا: میری قوم میں تم میرے خلیفہ (یعنی نائب) بن کر رہو اور اصلاح کرتے رہو اور تم فساد کرنے والے لوگوں کے راستے پر مت چلنا ﴿۱۴۲﴾ اور جب موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے مقرر کیے ہوئے (چلّے کے) وقت پر پہنچے اور ان سے ان کے رب نے کلام کیا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب! آپ (اپنا جمال) مجھے دکھا دیجیے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں،

---

① ان راتوں میں طور پہاڑ پر آ کر اعتکاف کرو۔

قَالَ لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَلٰـكِنِ انْظُرۡ اِلَى الۡجَـبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوۡفَ تَرٰىنِیۡ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوۡسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبۡحٰنَكَ تُبۡتُ اِلَيۡكَ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ يٰمُوۡسٰۤى اِنِّى اصۡطَفَيۡتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىۡ وَبِكَلَامِىۡ ۖ فَخُذۡ مَاۤ اٰتَيۡتُكَ وَكُنۡ مِّنَ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۴﴾ وَكَتَبۡنَا لَهٗ فِى الۡاَلۡوَاحِ مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ مَّوۡعِظَةً وَّتَفۡصِيۡلًا لِّـكُلِّ شَىۡءٍ ۚ فَخُذۡهَا بِقُوَّةٍ وَّاۡمُرۡ قَوۡمَكَ يَاۡخُذُوۡا بِاَحۡسَنِهَا ؕ سَاُورِيۡكُمۡ دَارَ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۱۴۵﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم (دنیا میں رہتے ہوئے ان کمزور آنکھوں سے) مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے؛ لیکن تم پہاڑ کی طرف دیکھو، سو اگر وہ (پہاڑ) اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم مجھے دیکھ لوگے، سو جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی ڈالی① تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر جب ان کو ہوش آیا تو بولے: (اے اللہ!) آپ تو پاک ہیں، میں آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں ﴿۱۴۳﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! یقیناً میں نے اپنے پیغام (یعنی نبوت دے کر) اور اپنے کلام کے ذریعے سے تم کو لوگوں پر خاص امتیاز دیا، سو جو چیز (یعنی نبوت اور تورات) میں نے تم کو دی اس کو تم لے لو اور تم شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ ﴿۱۴۴﴾ اور ہم نے ان کے لیے تختیوں میں② ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی (ضروری) تفصیل لکھ دی تھی، سو (اے موسیٰ!) اس کو تم مضبوطی سے پکڑو③ اور اپنی قوم کو حکم کرو کہ اس کی بہترین باتوں پر عمل کریں④، میں عنقریب تم کو فاسقوں کا گھر دکھلاؤں گا⑤ ﴿۱۴۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) موسیٰؑ کے رب نے پہاڑ پر اپنی شان کے مطابق ظہور فرمایا۔

② دس یا سات یا دو تختیاں تھیں، سبز، زمرد یا ٹھوس پتھر یا جنت کی بیری کی خشک لکڑی کی بنی ہوئی تختیاں تھیں۔

③ یعنی خود بھی عمل کرو اور تبلیغ بھی کرو۔

④ ہر ایک حکم اور بات عمدہ ہی تھی۔

⑤ مصر اور شام پر غلبہ ہوگا اس کی اس میں خوش خبری ہے۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا
يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ
يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِيْنَ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ ع
يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾

جولوگ زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں ان لوگوں کو میں اپنی آیتوں سے پھیر دوں گا①،اور اگر وہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں گے تو بھی ان پر ایمان نہیں لائیں گے اور اگر وہ ہدایت کا راستہ دیکھیں گے تو بھی وہ اس کو اپنا راستہ نہیں بنائیں گے②اور اگر وہ گمراہی کا راستہ دیکھ لیں گے تو اس کو اپنا طریقہ بنالیں گے (اور عمل کرنے لگیں گے) یہ اس واسطے کہ انھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور وہ ان کی طرف سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے ﴿۱۴۶﴾ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تو ان کے اعمال برباد ہو گئے، جو کام وہ لوگ کرتے تھے اسی کا بدلہ ان کو دیا جائے گا ﴿۱۴۷﴾

اور موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم نے ان (کے طور پر جانے) کے بعد اپنے زیورات (کو پگھلا کر اس) میں سے ایک بچھڑا بنایا③ جو محض ایک مجسمہ تھا، اس میں بیل جیسی آواز تھی، کیا انھوں نے اتنا بھی نہیں دیکھا کہ وہ ان سے بات بھی نہیں کرسکتا اور ان کو کوئی (دین و دنیا کا) راستہ بھی بتا نہیں سکتا، انھوں نے اس (بچھڑے) کو معبود) بنالیا اور وہ لوگ ظلم کرنے والے تھے ﴿۱۴۸﴾

---

① پھیرنے کا مطلب:

(۱) یعنی آیت میں وہ غور و فکر نہیں کرسکیں گے۔ (۲) احکام ماننے سے دور رکھا جائے گا۔

② یعنی اس کو اپنا کر عمل نہیں کریں گے۔

③ یہ بچھڑا سامری نے بنایا تھا، اس کا مفصل تذکرہ سورۂ طٰہٰ میں آئے گا۔

وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ
لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝١٤٩ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ
بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ
اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ڮ فَلَا
تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَاۗءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٥٠ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ
وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ڮ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝١٥١ ع ۸

اور جب وہ (بنی اسرائیل) اپنے کیے (ہوئے کام) پر پچھتانے لگے اور وہ سمجھ گئے کہ یقیناً وہ گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے: اگر ہمارے رب نے ہم پر رحم نہیں کیا اور ہم کو معاف نہیں کیا تو ہم ضرور نقصان میں پڑ جائیں گے ﴿۱۴۹﴾ اور جب موسیٰ (علیہ السلام) بڑے غصے اور افسوس (یعنی رنج) کی حالت میں اپنی قوم کے پاس واپس آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے (اپنی قوم سے) کہا: تم نے میرے (جانے کے) بعد میری بہت بری نیابت (یعنی جانشینی) کی ①تم نے اپنے رب کے حکم میں کیوں جلدی کی ②؟ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (جلدی میں ایک طرف) تختیاں رکھ دیں اور اپنے بھائی (ہارون علیہ السلام) کے سر (کے بال) کو پکڑ کر اس کو اپنی طرف کھینچنے لگے، بھائی (ہارون) نے کہا کہ: اے میری ماں کے بیٹے ③! یقینی بات ہے کہ ان لوگوں نے مجھے کمزور (یعنی بے حیثیت) سمجھا اور قریب تھا کہ وہ مجھ کو مار ہی ڈالتے، سو تو دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے (یعنی خوش ہونے) کا موقع نہ دے اور تو مجھ کو ظلم کرنے والی قوم کے ساتھ شمار نہ کر ④﴿۱۵۰﴾ موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! آپ مجھ کو اور میرے بھائی کو معاف کر دیجیے اور ہم کو اپنی (خاص) رحمت میں داخل کر لیجیے اور آپ تو رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۵۱﴾

① یعنی میری غیر حاضری میں جانشینی کا حق ادا نہیں ہوا۔ ② (دوسرا ترجمہ) تم لوگوں نے اپنے رب کے حکم (کے آنے سے پہلے) کیوں جلدی کر ڈالی؟۔ ③ ماں کا نام دینے میں شفقت کو متوجہ کرنا ہے۔
④ یعنی میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کیجیے جس سے دشمن خوش ہو اور مجھ کو گمراہوں کے ساتھ نہ سمجھیے۔ عام طور پر جس سے ناراضگی ہوتی ہے اس پر کچھ حالات آتے ہیں تو انسان خوش ہوتا ہے؛ حالاں کہ یہ بہت بری عادت ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ
وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿١٥٢﴾ وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ
رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٥٣﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ ۖ
وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ﴿١٥٤﴾ وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ
سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا ۖ فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُم
مِّن قَبْلُ وَإِيَّايَ ۖ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا ۖ إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا
مَن تَشَاءُ وَتَهْدِي مَن تَشَاءُ ۖ أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۖ وَأَنتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ﴿١٥٥﴾

یقیناً جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا عنقریب ان پر ان کے رب کی طرف سے غضب
اور دنیا کی زندگی میں (ہی) ذلت آپڑے گی اور بہتان باندھنے والوں کو ہم اسی طرح سزا دیتے ہیں
﴿۱۵۲﴾ اور جن لوگوں نے برے کام کیے، پھر ان (گناہوں) کے بعد توبہ کرلی اور وہ ایمان لے
آئے، تو یقیناً اس (توبہ) کے بعد تمھارے رب بہت زیادہ معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے
والے ہیں ﴿۱۵۳﴾ اور جب موسیٰ (علیہ السلام) کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو انھوں نے (تورات کی) تختیاں
اٹھالیں، اور ان میں جو باتیں لکھی تھیں ان میں ہدایت اور رحمت تھی ایسے لوگوں کے لیے جو اپنے
رب سے ڈرتے ہیں ﴿۱۵۴﴾ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کے ستر آدمیوں کو چن لیا؛ ہمارے
وعدے کے وقت (پر طور پر لانے) کے لیے، پھر جب ان (ستر آدمیوں) کو زلزلے نے پکڑ لیا تو
موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ: اے میرے رب! اگر آپ چاہتے تو ان کو اور مجھ کو پہلے ہی ہلاک
کر ڈالتے، کیا آپ ہم میں سے کچھ بے وقوفوں کے کام کی وجہ سے ہم سب کو ہلاک کردیں گے؟ وہ
(واقعہ) تو آپ کی طرف سے صرف (ایک) امتحان (یعنی آزمائش) ہے، آپ اس کے ذریعے جس
کو چاہتے ہیں گمراہ کرتے ہیں اور آپ جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں، آپ ہماری مدد کرنے
والے ہیں، سو آپ ہم کو معاف کردیجیے اور ہم پر رحم کیجیے اور آپ معاف کرنے والوں میں سب سے
اچھے معاف کرنے والے ہیں ﴿۱۵۵﴾

وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ
بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ
الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ
يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ؗ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ
وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ

اور ہمارے لیے اس دنیا میں (بھی) بھلائی لکھ دیجیے ① اور آخرت میں بھی (بھلائی لکھ دیجیے۔ اسی مقصد کے لیے) ہم آپ کی طرف ہی رجوع کرتے ہیں ②، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنا عذاب میں جس پر چاہتا ہوں اس کو پہنچاتا ہوں اور میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے، سو اس کو میں (خاص طور پر) ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو (مجھ سے) ڈرتے ہیں ③ اور وہ زکوۃ دیتے رہتے ہیں، اور وہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں ﴿۱۵۶﴾ جو لوگ اس رسول نبی امی ④ کی بات پر چلتے ہیں جن (کے تذکرہ) کو اپنے پاس موجود تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو (رسول) ان کو اچھی بات کا حکم دیتے ہیں اور ان کو بری باتوں سے روکتے ہیں اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں ⑤ اور گندی (ناپاک) چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں اور ان کے (سخت احکام کے) وہ بوجھ اور پابندیاں جو ان پر چلی آرہی تھیں ⑥ ان کو ان سے دور کرتے ہیں،

---

① یعنی دنیا میں بھی ہمارے دینی حالات اچھے رہے ایسا مقدر کردیجیے۔ ② (دوسرا ترجمہ) اور ہمارے لیے اس دنیا میں بھلائی مقرر کردیجیے اور آخرت میں ہم نے آپ کی طرف رجوع کیا۔ ③ (دوسرا ترجمہ) جو (نافرمانی سے) بچتے ہیں۔
④ حضور ﷺ کے لیے امی لفظ استعمال ہوا اس لیے اس کا مناسب مفہوم یہ ہے: جنھوں نے دنیا میں کسی انسان سے تعلیم حاصل نہ کی ہو۔ ⑤ یعنی نبیٔ کریم ﷺ اللہ کے حکم کے مطابق حلت وحرمت کو بیان فرمائیں گے۔ ⑥ پچھلی امتوں پر سخت احکام تھے جیسے کہ: (۱) کپڑا ناپاک ہوجائے تو اس کو کاٹ دیا جائے، پانی سے دھونا کافی نہیں۔ (۲) غنیمت کا مال استعمال نہیں کرسکتے۔ (۳) سنیچر کے دن شکار کی ممانعت۔ اس طرح کے سخت احکام نبیٔ کریم ﷺ کی برکت سے اس امت کے لیے آسان کردیے گئے۔ اسی طرح رسم ورواج جو انسان کی گردن میں ایک بیڑی کی طرح ہوتے ہیں۔
نبیٔ کریم ﷺ نے زمانۂ جاہلیت کے رسم ورواج کی اصلاح فرمائی۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ
ع الْمُفْلِحُوْنَ ۝١٥٧ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَۨا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُـحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ
الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝١٥٨ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى
اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝١٥٩ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۭ
وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ

سو جو لوگ اس (نبی) پر ایمان لاتے ہیں اور اس (رسول) کی حمایت (یعنی تعظیم) کرتے ہیں اور اس (رسول) کی مدد کرتے ہیں اور جو نور (یعنی قرآن) اس (رسول) کے ساتھ اتارا گیا اس پر وہ چلتے ہیں① وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ﴿۱۵۷﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین میں اسی کی حکومت ہے، اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ (اللہ تعالیٰ) زندگی دیتے ہیں اور موت دیتے ہیں، سو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے اس رسول نبی امی پر۔ جس کی شان یہ ہے کہ وہ خود بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام کلاموں (یعنی کتابوں) پر ایمان رکھتا ہے۔ تم ایمان لاؤ اور تم اس (رسول نبی امی) کی بات مان لو؛ تاکہ تم لوگ ہدایت پر آجاؤ② ﴿۱۵۸﴾ اور موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم میں سے ایک جماعت ایسی (بھی) ہے جو (لوگوں کو) حق کا راستہ بتاتی ہے اور وہ اس (حق) کے مطابق انصاف کرتے ہیں ﴿۱۵۹﴾ اور ہم نے ان (بنی اسرائیل) کو بارہ خاندانوں میں الگ الگ جماعت (کی شکل) میں تقسیم کر دیا تھا اور جب موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم نے اس (موسیٰ علیہ السلام) سے پانی مانگا تو ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ تم اپنی لاٹھی پتھر پر مارو،

---

① یعنی اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

② نبی کی اتباع کی برکت سے کامل ہدایت نصیب ہوتی ہے۔

فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا
عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ
وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ
وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ
خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ
قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ ع
الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ

سو (مارتے ہی) اس (پتھر) میں سے بارہ چشمے (پھوٹ کر) بہنے لگے، (بنی اسرائیل کے) ہر خاندان کو اپنی پانی پینے کی جگہ معلوم ہوگئی اور ہم نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا اور ہم نے ان پر من اور سلویٰ اتارا (ہم نے یہ حکم دیا) کہ جو پاکیزہ روزی ہم نے تم کو دی ہے تم اس میں سے کھاؤ اور انھوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا؛ لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے ﴿۱۶۰﴾ اور جب ان (بنی اسرائیل) سے کہا گیا کہ: تم اس بستی میں (جا کر) رہو اور اس میں جہاں سے چاہو کھاؤ اور حطۃ کہو (یعنی اے اللہ! آپ ہم کو معاف کردیجیے)① اور تم (بستی کے) دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے (یعنی جھکتے ہوئے) داخل ہونا تو ہم تمھارے گناہوں کو معاف کردیں گے، ہم نیکی کرنے والوں کو زیادہ دیں گے② ﴿۱۶۱﴾ سو ان میں سے جو لوگ ظالم تھے انھوں نے ان سے جو بات کہی گئی تھی اس کو دوسری بات سے بدل دیا، سو وہ لوگ جو ظلم کرتے تھے اس کی وجہ سے ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا ﴿۱۶۲﴾

اور (اے نبی!) تم ان (یہودیوں) سے اس بستی کے بارے میں پوچھو جو سمندر کے کنارے آباد تھی،

---

① (دوسرا ترجمہ) ہمارے گناہ جھاڑ دیجیے؛ یعنی اتار دیجیے۔ یا معنی معلوم نہیں صرف لفظ بلوانا تھا۔
② اس آیت میں قولی و عملی ادب بتلائے گئے ہیں۔

النصف

اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا
يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿١٦٣﴾ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ
مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً
اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ
السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَىِٕيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿١٦٥﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ
مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿١٦٦﴾ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ښ

جب وہ سنیچر کے دن کے بارے میں حد سے آگے بڑھنے لگے، جب ان کا سنیچر کا دن ہوتا تو ان کی مچھلیاں پانی پر (اچھل اچھل کر) ان کے سامنے آتی تھیں اور جب سنیچر کا دن نہیں ہوتا تو ان کے سامنے نہیں آتی تھیں①، اسی طرح ہم ان کو ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے آزماتے تھے ﴿۱۶۳﴾ اور جب ان میں سے ایک جماعت نے کہا کہ②: تم ان لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والے ہیں یا سخت عذاب دینے والے ہیں؟ تو (نصیحت کرنے والوں نے) جواب دیا: اس لیے کہ تمھارے رب کے سامنے ہم اپنی ذمے داری سے سبک دوش ہو جائیں اور شاید کہ وہ لوگ (نافرمانی سے) بچنے لگے ﴿۱۶۴﴾ سو جو نصیحت ان کو کی گئی تھی جب وہ اس کو بھول گئے، تو برائی سے روکنے والوں کو تو ہم نے بچا لیا اور ظالموں کو جو نافرمانی وہ کرتے تھے اس کی وجہ سے ہم نے سخت عذاب میں پکڑ لیا ﴿۱۶۵﴾ سو جس (برے کام) سے ان کو روکا گیا تھا جب وہ اس میں حد سے آگے بڑھ گئے تو ہم نے ان سے کہا کہ: تم ذلیل بندر بن جاؤ ﴿۱۶۶﴾ اور جب تمھارے رب نے اعلان کر دیا تھا③ کہ قیامت کے دن تک ہم ان پر ضرور ایسے شخص کو مسلط کرتے رہیں گے جو ان کو (شدید) بری سزا دیتا رہے④، یقیناً تمھارے رب تو جلدی سزا دینے والے ہیں،

---

① اللہ تعالیٰ نے مچھلیوں کو بھی اوقات اور دنوں کی تعیین کا شعور عطا فرمایا تھا۔② یعنی اس جماعت نے جو خود تو سنیچر کو مچھلی کا شکار نہیں کرتے تھے دوسری جماعت کو جو نصیحت کا کام کرتے تھے ان سے کہا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٦٧﴾ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ
ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿١٦٨﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ
خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَأْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْأَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَإِنْ
يَّأْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَأْخُذُوْهُ ؕ أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ أَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى
اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦٩﴾

اور وہ یقیناً بہت معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۶۷﴾ اور ہم نے ان (بنی اسرائیل) کو زمین میں الگ الگ جماعتوں میں تقسیم کر دیا① ان میں سے بعض نیک لوگ بھی تھے اور ان میں سے دوسری طرح کے (برے) لوگ بھی تھے اور ہم نے ان کو اچھے اور برے حالات کے ذریعے آزمایا تھا؛ تاکہ وہ باز آجائیں ﴿۱۶۸﴾ پھر ان کے بعد ان کی جگہ پر ایسے برے نائب آئے جو کتاب (یعنی تورات) کے وارث تو بنے②؛ لیکن وہ (احکام کے بدلے میں) اس ادنی زندگی کا سامان سمیٹتے ہیں③ اور وہ (اس گناہ کو معمولی سمجھتے ہوئے یوں) کہتے ہیں کہ: ہماری تو بخشش ہو جائے گی اور اگر ان کے پاس اس جیسا دوسرا سامان آجائے④ تو اس کو بھی لے لیتے ہیں⑤ کیا ان سے (تورات) کتاب میں یہ عہد نہیں لیا گیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں سچ کے سوا اور کچھ نہیں بولیں گے؟ اور اس (تورات) میں جو (کچھ لکھا) ہے اس کو انھوں نے پڑھ بھی لیا ہے اور آخرت کا گھر جو لوگ ڈرتے ہیں ان کے لیے بہتر ہے، پھر بھی کیا تم لوگ سمجھتے نہیں ہو؟ ﴿۱۶۹﴾

⊃ ③ (دوسرا ترجمہ) خبر کر دی۔ ④ بنی اسرائیل پر ان کی گستاخیوں اور نافرمانیوں کی سزائیں لمبے زمانے سے اللہ کی طرف سے سخت سزا دینے والے، ذلیل کرنے والے حکمران مسلط ہوتے رہتے ہیں اور اگر ظاہر میں کہیں ان کی حکومت نظر آئی ہے تو وہ کسی دوسرے کی پشت پناہی کا نتیجہ ہے۔

(اس صفحے کا حاشیہ)

① (دوسرا ترجمہ) متفرق کر دیا۔ ② یعنی تورات کا علم حاصل کیا۔ ③ ذلیل دنیا کا سامان جمع کرنا ان کا مقصد حیات بن گیا ہے۔ ④ آیت میں لفظ ''عرض'' آیا ہے، سامان کا معنی ہے۔ دنیا کا سامان چاہے کتنا زیادہ ہو وہ عارضی ہے، یہ سمجھ میں آرہا ہے۔ ''عارض'' بادل اس کا وجود جلد ہی ختم ہو جاتا ہے۔ ⑤ یعنی ندامت نہیں ہوتی تھی اور مزید کی کوشش جاری رکھتے۔

وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَاِذْ
نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْۤا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَاۤ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ
ع وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ
ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ
تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ
قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ
الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾

اور جو لوگ (تورات) کتاب کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں① اور نماز کی پابندی بھی کرتے ہیں تو ہم اصلاح کرنے والوں کی نیکی ضائع نہیں کریں گے ﴿۱۷۰﴾ اور جب ہم نے ان (بنی اسرائیل) پر پہاڑ کو اس طرح اٹھایا تھا جیسے کہ وہ کوئی چھت (یعنی سائبان) ہو اور ان (بنی اسرائیل) کو ایسا گمان (یعنی ڈر) ہو گیا تھا کہ وہ (پہاڑ) ان پر گرنے ہی والا ہے (اور کہا گیا کہ) جو (حکم) ہم نے تم کو دیا ہے اس کو تم مضبوطی سے پکڑ لو اور اس میں جو باتیں ہیں ان کو یاد رکھو؛ تاکہ تم تقویٰ والے بن جاؤ ﴿۱۷۱﴾

اور (وہ واقعہ یاد کرو) جب تمھارے رب نے آدم (علیہ السلام) کی اولاد کی پشتوں میں سے ان کی (تمام) اولادوں کو نکالا تھا اور ان کو خود انہی کی ذات پر گواہ بنایا تھا (اور پوچھا تھا) کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ تو سب (لوگوں) نے کہا: کیوں نہیں (واقعی آپ ہمارے رب ہیں)، ہم سب (اس بات کی) گواہی دیتے ہیں، (یہ اقرار اس لیے لیا) تاکہ تم قیامت کے دن ایسا نہ کہہ سکو کہ ہم کو اس (توحید) کی بالکل خبر ہی نہیں تھی ﴿۱۷۲﴾ یا تم کہیں ایسا نہ کہنے لگو کہ: شرک تو (اصل میں) ہم سے پہلے ہمارے باپ دادوں نے کیا تھا② اور ہم تو ان کی اولاد تھے جو ان کے بعد (پیدا ہوئے) تھے، تو کیا ان غلط کام کرنے والوں کے کاموں کی وجہ سے آپ ہم کو ہلاک کردو گے؟ ﴿۱۷۳﴾ اور اسی طرح ہم نشانیوں کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں؛ اور تاکہ وہ باز آجائیں ﴿۱۷۴﴾

---

① یعنی کتاب کی باتوں پر کامل عمل کرتے ہیں۔ ② یعنی اگلے لوگ جو شرک کو جاری کرنے والے تھے وہ اصلی مجرم ہیں۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ﴿١٧٥﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴿١٧٦﴾ سَآءَ مَثَلَاۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ﴿١٧٧﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴿١٧٨﴾

اور (اے نبی!) تم ان لوگوں کو اس آدمی کا واقعہ پڑھ کر سنا دو جس کو ہم نے اپنی آیتیں عطا کیں ①؛ پھر وہ (ان کو) چھوڑ کر اس میں سے نکل گیا ② تو شیطان اس کے پیچھے لگ گیا، سو وہ گمراہ لوگوں میں سے ہو گیا ﴿١٧٥﴾ اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان (آیتوں پر عمل) کے ذریعے سے اونچے مرتبے والا کر دیتے؛ لیکن وہ ہمیشہ زمین کی طرف مائل ہو گیا ③ اور وہ اپنی خواہش پر چلتا رہا تو اس کی مثال کتے جیسی ہے اگر تو اس پر بوجھ ڈالے ④ تو بھی وہ ہانپنے لگتا ہے اور اگر تو اس کو (ایسے ہی) چھوڑ دیوے تو بھی ہانپنے لگتا ہے، یہ (اہلِ مکہ یا بنی اسرائیل) ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا (اے نبی!) تم (ان کو) واقعات سناتے رہو؛ تاکہ وہ غور وفکر سے کام کریں ﴿١٧٦﴾ ان لوگوں کی مثال (یعنی حالت) بہت بری ہے جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے ہیں ﴿١٧٧﴾ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتے ہیں سو وہی شخص ہدایت پانے والا ہے اور جس کو وہ گمراہ کر دیویں سو وہی لوگ نقصان میں پڑنے والے ہیں ﴿١٧٨﴾

① مراد: دینی احکام کا علم۔ ''لرفعنٰه'' سے معلوم ہوا کہ اللہ کی آیتوں پر عمل دنیا آخرت میں بلندی کا ذریعہ ہے۔
② جو شخص آیاتِ الٰہیہ کو دنیوی رذیل غرض کے لیے استعمال کرے اس کے لیے علم وبال بنتا ہے۔ قرآن مجید میں کتے اور گدھے کی دو بدترین مثالیں آئی ہیں دونوں دنیا پرست اہلِ علم کے لیے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے حفاظت میں رکھے۔ ③ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں ان کا بالواسطہ یا بلاواسطہ زمین ہی سے تعلق ہے، اس لیے ''أخلد الی الأرض'' کا مطلب یہ ہے کہ دنیوی زمینی چیزوں کی شہوتوں اور لذتوں کی طرف مائل ہو گیا۔ دوسرا ترجمہ: مگر وہ خود ہی پستی کی طرف مائل ہو گیا۔ ④ (دوسرا ترجمہ) اس کی حالت کتے جیسی ہے اس کو ڈانٹ دیوے [تیسرا ترجمہ] اس پر حملہ کر دیوے۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ
اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۤىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ
اَضَلُّ ۭ اُولٰۤىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿١٧٩﴾ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا الَّذِيْنَ
يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٠﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ
ع بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿١٨١﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا
يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٢﴾ ۚ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿١٨٣﴾

اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے جنات اور انسان میں سے بہت ساروں کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے①، ان کے دل تو ہیں؛ لیکن وہ ان سے سمجھتے نہیں ہیں اور ان کی آنکھیں تو ہیں؛ لیکن ان کے ذریعے وہ دیکھتے نہیں ہیں اور ان کے کان تو ہیں؛ لیکن وہ ان کے ذریعے سنتے نہیں ہیں②، یہی لوگ جانوروں کی طرح ہیں؛ بلکہ وہ تو ان (جانور) سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں، یہی لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ﴿١٧٩﴾ اور اچھے اچھے نام (سب کے سب خاص) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں؛ لہذا تم انہی (ناموں) سے اللہ تعالیٰ کو پکارو، جو لوگ اس کے ناموں میں ٹیڑھا راستہ اپناتے ہیں③ ان کو تم چھوڑ دو، جو کام وہ لوگ کرتے ہیں عنقریب اس کا بدلہ ان کو دیا جائے گا ﴿١٨٠﴾ اور ہماری مخلوق میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو (دین) حق (یعنی اسلام) کے موافق (لوگوں کو) راستہ دکھاتی ہے اور اسی (حق) کے مطابق وہ انصاف کرتی ہے ﴿١٨١﴾

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہم ان کو آہستہ آہستہ (جہنم کی طرف) اس طرح پکڑیں گے کہ ان کو خبر بھی نہیں ہوگی ﴿١٨٢﴾ اور میں ان کو ڈھیل دیتا ہوں، یقین رکھو میری پکڑ تو بڑی مضبوط ہے ﴿١٨٣﴾

---

① یعنی ان کی تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے ایسے کام کریں گے جو انھیں جہنم تک لے جائیں گے۔ ② مطلب یہ ہے کہ جو اور جس طرح سمجھنا، دیکھنا، سننا چاہیے وہ نہیں کرتے تھے۔ ③ الحاد: لغت میں ''میلان، درمیان سے ہٹ جانا''، اصطلاحاً: ''صحیح معنی چھوڑ کر منصوص میں ادھر ادھر کی لغو تاویلات کرنا''۔ اللہ کے ناموں میں الحاد کا مطلب یہ ہے کہ جو نام قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے اس کا اطلاق اللہ کے لیے کرنا، اسی طرح اللہ کے لیے ثابت ناموں کو نامناسب سمجھ کر چھوڑ دینا۔

اَوَلَمۡ يَتَفَكَّرُوۡا ۗ مَا بِصَاحِبِهِمۡ مِّنۡ جِنَّةٍ ؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمۡ يَنۡظُرُوۡا
فِىۡ مَلَكُوۡتِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَىۡءٍ ۙ وَّاَنۡ عَسٰۤى اَنۡ يَّكُوۡنَ قَدِ
اقۡتَرَبَ اَجَلُهُمۡ ۚ فَبِاَىِّ حَدِيۡثٍ ۢ بَعۡدَهٗ يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ ؕ
وَيَذَرُهُمۡ فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ﴿۱۸۶﴾ يَسۡـئَلُوۡنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرۡسٰٮهَا ؕ قُلۡ اِنَّمَا
عِلۡمُهَا عِنۡدَ رَبِّىۡ ۚ لَا يُجَلِّيۡهَا لِوَقۡتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ ثَقُلَتۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ لَا
تَاۡتِيۡكُمۡ اِلَّا بَغۡتَةً ؕ يَسۡـئَلُوۡنَكَ كَاَنَّكَ حَفِىٌّ عَنۡهَا ؕ قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ وَلٰـكِنَّ
اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾

کیاان لوگوں نے (اتنی سی بات کو بھی) نہیں سوچا کہ ان کے صاحب① کو کسی قسم کا جنون نہیں ہے، وہ تو صاف صاف ڈرانے والے ہیں ﴿۱۸۴﴾ کیا انھوں نے آسمان اور زمین کی عجیب عجیب چیزوں اور اللہ تعالیٰ نے (دوسری) جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ان میں غور نہیں کیا اور نہ اس بات پر (غور کیا) کہ شاید ان کا (موت کا) مقرر وقت قریب آ پہنچا ہو، سو اس (قرآن) کے بعد کونسی بات (ہے جس) پر وہ ایمان لاویں گے؟ ﴿۱۸۵﴾ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دیویں اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو ان کی شرارت میں چھوڑے رکھتے ہیں کہ وہ حیران پھرتے رہیں ﴿۱۸۶﴾ یہ لوگ تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں وہ کب قائم ہوگی؟ (اے نبی!) تم (ان کو) جواب دو کہ: اس کی خبر تو صرف میرے رب ہی کے پاس ہے، وہی (اللہ تعالیٰ) اس (قیامت) کو اس کے وقت پر ظاہر کریں گے، (قیامت کا واقع ہونا) آسمانوں اور زمین میں بہت بھاری (حادثہ) ہوگا، وہ (قیامت) تمھارے پاس اچانک ہی آئے گی، وہ لوگ تم سے اس طرح سوال کرتے ہیں جیسا کہ تم اس کی تلاش میں لگے ہوئے ہو② (اے نبی!) تم (ان کو ایسا) کہو: اس (قیامت) کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے؛ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں ﴿۱۸۷﴾

---

① حضرت محمد ﷺ جنھوں نے ان کے ساتھ اب تک زندگی گذاری ہے۔ ② (دوسرا ترجمہ) آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہو (تیسرا ترجمہ) پورے پورے واقف ہے۔

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ
لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ
ع يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ
اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا
لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ
فِيْمَاۤ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾

(اے نبی!) تم (ان سے) کہو: اللہ جتنا چاہے اس کے سوا میں اپنی ذات کے لیے نہ نفع (پہنچانے) کا اور نہ نقصان (دور کرنے) کا اختیار رکھتا ہوں اور اگر میں (تمام) غیب کی باتوں کو جانتا ہوتا تو میں بہت سارے فائدے (اپنے لیے) حاصل کر لیتا اور مجھ کو (کبھی) کوئی نقصان نہ پہنچتا، میں تو ایمان والے لوگوں کے لیے صرف ڈرانے والا اور خوش خبری سنانے والا ہی ہوں ﴿۱۸۸﴾

وہ (اللہ تعالیٰ) جس نے تم کو ایک جان (یعنی آدمؑ) سے پیدا کیا اور اس میں سے اس کی بیوی (حوّا) کو پیدا کیا؛ تا کہ وہ اس سے سکون حاصل کرے، پھر جب مرد نے اس (عورت) کو ڈھانپ لیا ① تو (شروع میں) اس (عورت) کو ہلکا سا حمل رہ گیا، پھر وہ اس (حمل) کو لے کر (بے تکلف) چلتی پھرتی رہی، پھر جب وہ (حمل والی) عورت (حمل کے بڑا ہونے سے) بھاری ہوگئی تو وہ دونوں (میاں بیوی) اپنے رب اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے کہ: اگر آپ ہم کو صحیح سلامت (یعنی مکمل، تندرست) اولاد دیں گے تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے ﴿۱۸۹﴾ سو جب اللہ تعالیٰ نے ان کو صحیح سلامت (یعنی تندرست) بچہ عطا کیا تو وہ دونوں ان کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت میں شریک مقرر کرنے لگے ② سو جو شریک وہ لوگ بناتے ہیں اللہ تعالیٰ تو اس سے بہت دور ہیں ﴿۱۹۰﴾

---

① یعنی جماع کیا۔

② بعض مرتبہ اولاد کے مشرکانہ نام رکھے جاتے ہیں۔ حضرت آدمؑ وحوا تو شرک نہیں کر سکتے؛ لیکن بعد میں آنے والی نسل میں جو شرک ہونے والا ہے اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اَ یُشْرِكُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْـًٔا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّ لَاۤ
اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَی الْهُدٰی لَا یَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَیْكُمْ
اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ
فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِهَاۤ ٘ اَمْ
لَهُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِهَاۤ ٘ اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِهَاۤ ٘ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ
بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ وَلِیِّ َۧ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ
الْكِتٰبَ ۖ وَ هُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹۶﴾

کیا وہ (اللہ تعالیٰ کے ساتھ) ایسوں کو شریک بناتے ہیں کہ وہ ایک چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے اور (بلکہ) وہ خود پیدا کیے گئے ہیں ﴿۱۹۱﴾ اور وہ (بت) نہ ان (کافروں) کی کوئی مدد کر سکتے ہیں اور نہ وہ (بت) اپنی خود کی مدد کر سکتے ہیں ﴿۱۹۲﴾ اور اگر تم ان کو ہدایت (یعنی صحیح راستہ) کی دعوت دو (یعنی پکارو) تو وہ تمھاری بات نہیں مانیں گے ① (بلکہ) تم ان کو بلاؤ یا چپ رہو دونوں باتیں تمھارے لیے برابر ہیں ﴿۱۹۳﴾ یقیناً جن (بتوں) کو تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کے پکارتے ہو وہ تمھارے جیسے (اللہ تعالیٰ کے) بندے ہی ہیں، سو تم ان کو پکار کر کے دیکھو اگر تم سچے ہو تو وہ تمھاری پکار کو قبول کریں ② ﴿۱۹۴﴾ کیا ان (بتوں) کے پیر ہیں جن سے وہ چلتے ہوں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہوں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں؟ (اے نبی!) تم کہہ دو: تم اپنے سب شریکوں کو پکارو (یعنی بلاؤ) پھر تم میرے خلاف کوئی سازش (یعنی کارروائی) کرو، پھر مجھے ذرا بھی مہلت مت دو ﴿۱۹۵﴾ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ جنھوں نے کتاب اتاری وہ میری حمایت کرنے والے ہیں اور وہی (اللہ تعالیٰ) نیک لوگوں کی مدد کرتے ہیں ﴿۱۹۶﴾

① تمھارے کہنے پر نہیں چلیں گے۔

① یعنی تمھارے کہنے کے مطابق کر دیویں۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ﴿۱۹۷﴾ وَاِنْ
تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴿۱۹۸﴾
خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴿۱۹۹﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ
نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴿۲۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ
الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ﴿۲۰۱﴾ۚ

اور جن معبودوں کو تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمھاری مدد نہیں کر سکتے، اور وہ خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے ﴿۱۹۷﴾ اور اگر تم ان کو صحیح راستے پر بلاؤ① تو وہ سنیں گے بھی نہیں اور تم ان کو دیکھو گے (تو نظر ایسا آئے گا) کہ وہ تم کو (تاک تاک کر) دیکھ رہے ہیں؛ حالاں کہ (واقعتاً) وہ کچھ بھی نہیں دیکھ رہے ہیں ﴿۱۹۸﴾ درگزر کرنے کی عادت بنالو اور نیک کام کا حکم کرتے رہو اور جاہلوں کی طرف دھیان مت دو ﴿۱۹۹﴾ اور اگر (کبھی) شیطان کی طرف سے تم کو کوئی کچوکا لگ جائے② تو اللہ تعالیٰ کے پاس پناہ مانگ لیا کرو③، یقیناً وہ بڑے سننے والے ہیں، بڑے جاننے والے ہیں ﴿۲۰۰﴾ یقیناً جو لوگ تقویٰ والے ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ (یعنی غصہ یا گناہ کا خیال) آجاتا ہے④ تو وہ (فوراً اللہ تعالیٰ کو) یاد کر لیتے ہیں تب ہی ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں⑤ ﴿۲۰۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اگر ان کو کوئی بات بتلانے کے لیے پکارو تو۔

② شیطان کی چھیڑ چھاڑ چالو رہتی ہے؛ اس لیے اللہ سے حفاظت کی دعا کرتے رہو (دوسرا ترجمہ) اگر شیطانی وسوسہ کسی وقت آپ کو ابھارے۔

③ یعنی شیطان کی طرف سے طبیعت میں جوش پیدا کیا جائے اور اس کی وجہ سے انسان کوئی نامناسب کام کرنے لگے تو فوراً اللہ سے حفاظت طلب کرے۔

④ (دوسرا ترجمہ) یا گھومنے لگتا ہے۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) تب ان کو سمجھ آجاتی ہے (حقیقت سمجھ میں آجانے سے شیطانی شرارت کا اثر باقی نہیں رہتا)۔

وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ ﴿۲۰۲﴾ وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا
اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِنْ رَبِّي ۚ هَٰذَا بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى
وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰۳﴾ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُونَ ﴿۲۰۴﴾ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ
وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ﴿۲۰۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ
عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ ۩ ﴿۲۰۶﴾ ع ۲۴ السجدۃ

اور جوان (شیطانوں) کے بھائی ہیں وہ اِن کو گمراہی میں کھینچتے چلے جاتے ہیں، پھر وہ (ان کو کھینچنے میں) کوتاہی نہیں کرتے ①﴿۲۰۲﴾ اور جب تم ان کے پاس (ان کا مانگا ہوا) معجزہ لاتے نہیں ہو تو وہ کہتے ہیں کہ: تم خود (اپنی طرف سے) وہ (معجزہ) کیوں نہیں بنالائے؟ (اے نبی!) تم جواب دے دو: میں تو اپنے رب کی طرف سے جو وحی مجھے بھیجی جاتی ہے اسی پر عمل کرتا ہوں، یہ (قرآن) تو تمھارے رب کی طرف سے بصیرتوں ② کا مجموعہ ہے ③ اور ہدایت ہے اور رحمت ہے ایمان لانے والی قوم کے واسطے ﴿۲۰۳﴾ اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم اس کو دھیان سے سنو اور تم چپ رہو؛ تا کہ تم لوگوں پر رحم کیا جاوے ﴿۲۰۴﴾ اور صبح وشام اپنے رب کا ذکر کرو اپنے دل میں عاجزی کرتے ہوئے اور خوف کرتے ہوئے اور (زبان سے بھی ذکر کرو) آواز بہت اونچی کیے بغیر اور تم غفلت کرنے والوں میں سے مت ہو ﴿۲۰۵﴾ یقیناً جو (فرشتے) تمھارے رب کے پاس ہیں وہ رب کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے ہیں اور اس کی تسبیح پڑھتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں ﴿۲۰۶﴾

① یعنی کافر کے ساتھ شیطان لگ جائے تو وہ ان کو ہر وقت گمراہی میں مبتلا رکھتے ہیں۔

② قرآن اللہ کی طرف سے بہت ساری دلیلوں اور معجزات کا مجموعہ ہے جس میں ادنیٰ غور کرنے سے یقین ہوجاتا ہے کہ یہ اللہ ہی کا کلام ہے، کسی مخلوق کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) سمجھ پیدا کرنے والی دلیلوں کا مجموعہ ہے۔

سورة الأنفال

(المدنية)

سورۂ انفال

یہ سورت مدنی ہے، اس میں پچھتر (۷۵) یا ستتر (۷۷) آیتیں ہیں۔ سورۂ آلِ عمران یا سورۂ بقرہ کے بعد اور سورۂ احزاب سے پہلے اٹھاسی (۸۸) یا نواسی (۸۹) نمبر پر نازل ہوئی۔

انفال نفل کی جمع ہے: لغوی معنیٰ ''زیادتی'' ہے۔ ویسے غنیمت کے مال کو انفال کہتے ہیں۔ عطیہ اور ہدیہ کو بھی کہا جاتا ہے۔

خلیفہ یا امیر کسی غازی کے لیے اس کے حصے سے زیادہ جو چیز مشروط کردے چاہے کسی متعین آدمی کے لیے یا غیر متعین آدمی کے لیے اس کو بھی نفل کہتے ہیں، جیسے کہا: جو کسی کو قتل کرے گا اس کا چھینا ہوا مال اسی کو دیا جائے گا۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی برکت سے غنیمت کا مال امت کے لیے استعمال کرنا حلال ہوا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بخشش ہی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَيۡنِكُمۡ ۖ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ① اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَاِذَا تُلِيَتۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ② الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ③ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا ؕ لَهُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَمَغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ④

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(اے نبی!) وہ (صحابہ) تم سے غنیمت کے مالوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں، تم (جواب میں ایسا) کہو کہ: غنیمتوں (کے متعلق فیصلہ کرنے) کا حق تو اللہ تعالیٰ اور رسول ہی کا ہے، لہذا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں تعلقات ٹھیک رکھو اور تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو ﴿۱﴾ ایمان والے تو وہی لوگ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں① اور جب ان کے سامنے اس (اللہ تعالیٰ) کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان مضبوط کر دیتی ہیں② اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں ﴿۲﴾ جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو روزی ہم نے ان کو دی ہے اس میں سے (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) وہ خرچ کرتے ہیں ﴿۳﴾ وہی لوگ سچے ایمان والے ہیں، ان کے لیے ان کے رب کے پاس (بڑے) درجے اور مغفرت اور عزت والی روزی ہے ﴿۴﴾

① کسی کی عظمت اور جلالتِ شان کی وجہ سے جو ہیبت دل میں آوے وہ مراد ہے، اسی طرح گناہ کا ارادہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کی یاد آگئی، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر گئے اور گناہ سے رک گئے۔

② یعنی ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔ (دوسرا ترجمہ) زیادہ کر دیتی ہے۔

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝۵
يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝۶ وَاِذْ
يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ

① جیسا کہ تم کو تمھارے رب نے (بدر کی طرف) تمھارے گھر سے (ایک) حق (کام) کے لیے نکالا اور یہ بات بھی ہے کہ ایمان والوں کی ایک جماعت (اس نکلنے کو) ناپسند کرتی تھی ﴿۵﴾ حق ظاہر ہو جانے کے بعد اس میں اس طرح سے وہ تم سے بحث کر رہے تھے جیسے ان کو موت کی طرف ہانکا جا رہا ہو اور وہ (اس موت کو آنکھوں سے) دیکھ رہے ہوں ﴿۶﴾ اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ تم سے دو جماعت ② میں سے ایک کا وعدہ کر رہے تھے کہ وہ (ایک) تمھارے ہاتھ آجائے گی اور تم یہ چاہتے تھے کہ جس میں (جان کے خطرے کا) کوئی کانٹا نہ ہو ③ وہ تمھارے ہاتھ آجاوے،

① آیت میں ''کَمَا'' کے ذریعہ جو تشبیہ دی جارہی ہے وہ کس چیز میں ہے؟

[۱] غزوۂ بدر میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کو غنیمت کا مال ملا؛ اس لیے اس کی تقسیم میں آپس میں اختلاف ہو گیا؛ لیکن غنیمت کی تقسیم کے متعلق جب اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا تو اس پر آپس میں سب نے اتفاق سے عمل کیا، جس کی وجہ سے بڑی برکتیں حاصل ہوئیں، بالکل اسی طرح بدر کے موقع پر ابتدا میں ابوسفیان کے قافلے کو روکنا مقصود تھا، وہ قافلہ تو سلامت مکہ نکل گیا اور ابوجہل کے بھاری لشکر کے ساتھ مقابلے کی نوبت آئی، اِس اچانک بدلی ہوئی صورتِ حال میں شروع میں بعض حضرات کو اپنی قلت کی وجہ سے لڑنا پسند نہیں تھا؛ لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ کے لیے سب حضرات لڑنے پر راضی ہو گئے جس کا بہت اچھا نتیجہ سامنے آیا۔

[۲] غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ کی جو نصرت کا وعدہ تھا وہ پورا ہو کر رہا اور مسلمانوں کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی، یہ چیز تو آنکھوں کے سامنے ہوئی، اس سے عبرت حاصل کرنا ہے کہ جس طرح یہ وعدہ یقین سے پورا ہوا بالکل اسی طرح آخرت میں جنت کے درجات اور مغفرت کا وعدہ پورا ہو کر ہی رہے گا جس کا ذکر آیت نمبر ۴ میں ہوا ہے۔

[۳] یہاں لفظ ''نَصَرَكَ'' کو محذوف مانیں گے اور کاف تشبیہ کے لیے نہیں؛ بلکہ سبب کے لیے ہے، مطلب یہ ہوا کہ بدر میں آپ نے جو جہاد کیا وہ اپنی خواہش سے نہیں کیا؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا، اللہ ہی کے حکم سے آپ گھر سے نکلے، یہ چیز آپ کے لیے اللہ کی مدد کا سبب بنی اور ایسا ہی ہوتا ہے جو شخص بھی اللہ کی اطاعت کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو ہی جاتی ہے۔

② ابوسفیان کا تجارتی قافلہ اور ابوجہل کا لشکر۔ ③ یعنی ابوسفیان والا تجارتی قافلہ جو ایک غیر مسلح جماعت تھی۔

وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝٧ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ
الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝٨ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ
بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝٩ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَىِٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ
وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝١٠ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً ع
مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ
وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝١١

اور اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کرلیا تھا کہ حق کو اپنے کلمات سے سچا (یعنی ظاہر) کرکے بتادیویں اور کافروں کی جڑ کاٹ (کرکے پھینک) دیویں ﴿۷﴾ تاکہ (اللہ تعالیٰ) حق کا سچا ہونا اور باطل کا غلط ہونا ظاہر کردیویں①؛ اگرچہ گنہگار لوگ (اس بات کو) کتنا ہی ناپسند کریں ﴿۸﴾ (اے مسلمانو!) جب تم تمھارے رب سے مدد مانگ رہے تھے② پھر اللہ تعالیٰ نے تمھاری دعا قبول کرلی (جواب میں ارشاد فرمایا) کہ یقین رکھو! میں ایک ہزار لگاتار آنے والے فرشتوں سے تمھاری مدد کروں گا ﴿۹﴾ اور وہ (فرشتوں سے مدد کرنے کا وعدہ) اللہ تعالیٰ نے محض اس لیے کیا تاکہ وہ (تمھارے لیے) خوش خبری بنے اور تاکہ تمھارے دلوں کو اس (بشارت) سے اطمینان حاصل ہوجاوے اور حقیقت میں مدد تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے زبردست، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱۰﴾

(وہ خاص موقع بھی ذرا یاد کرو) جب وہ (اللہ تعالیٰ) امن (یعنی سکون) دینے کے لیے اپنی طرف سے تم پر اونگھ ڈال رہے تھے اور آسمان سے تمھارے اوپر پانی برسا رہے تھے؛ تاکہ اس کے ذریعے تم کو پاک کردیویں اور شیطان کی گندگی (یعنی وسوسہ) کو تم سے دور کردیویں اور تاکہ تمھارے دلوں کو مضبوط کردیویں اور اس کے ذریعے (تمھارے) قدموں کو جمادیویں ﴿۱۱﴾

---

① اللہ تعالیٰ کے احکام سے حق کا حق ہونا ثابت ہو ہی جاتا ہے، حق کو عملاً غلبہ مل ہی جاتا ہے۔

② بدر میں نبیٔ کریم ﷺ نے خوب دعائیں مانگی اور صحابۂ کرامؓ نے آمین کہی، بس وہ دعا قبول ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی نصرت آئی۔ ''فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو''۔ ''اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی''۔ دعائیں حالات کو بدل دیتی ہے، آج مسلمانوں کو اپنے اس اصلی کامیاب ہتھیار کو اپنانے کی سخت ضرورت ہے۔

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ اٰمَنُوْا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ
الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ذٰلِكَ
بِأَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾
ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَأَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْأَدْبَارَ ﴿١٥﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ
أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَأْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٦﴾

جب تمھارے رب فرشتوں کوحکم دے رہے تھے کہ میں تمھارے ساتھ ہی ہوں ،سوتم ایمان والوں کو جماؤ①۔ میں ابھی کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہوں ،سوتم گردنوں پر مارو اور تم ان کو ہر ہر پورو ے (یعنی جوڑ) پر چوٹ مارو ﴿۱۲﴾ یہ (سزا) اس لیے ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول سے دشمنی کی ہے②اور جوشخص بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں ﴿۱۳﴾ اس (دنیا میں سزا) کا مزہ تم چکھ لو اور یقین جانو کافروں کے لیے آگ کا عذاب ہے ﴿۱۴﴾ اے ایمان والو! جب تم مقابلے میں کافروں کے آمنے سامنے ہو جاؤ تو تم ان (کافروں) کو پیٹھ نہ دکھاؤ③ ﴿۱۵﴾ اور جو (مسلمان) اس (جنگ کے) دن ان (کافروں) کو اپنی پیٹھ دکھائے گا تو پکی بات یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا غصہ لے کر لوٹے گا اوراس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بہت بری رہنے کی جگہ ہے؛ الا یہ کہ (پیٹھ پھرانے کا مقصد) جنگ کی کوئی چال چل رہا ہو④ یا (مجاہدوں کی) کسی دوسری جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہو (تو اس کی اجازت ہے)⑤ ﴿۱۶﴾

---

① یعنی ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ۔
② (دوسرا ترجمہ) اللہ اوراس کے رسول کی مخالفت کی ہے۔
③ یعنی جنگ کے میدان سے مت بھاگو۔ ④ یعنی پینترا بدلتا ہو۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) اور اگر کوئی شخص کسی جنگی پینترے کی وجہ سے ایسا کر رہا ہو (یعنی میدان سے پیٹھ پھرا کر پیچھے ہٹ رہا ہو) یا مسلمانوں کی کسی جماعت سے جاملنا چاہتا ہو (تو اس کو اجازت ہے) مگر اس کے سوا جوشخص (لڑائی) کے دن اپنی پیٹھ پھیرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غضب لیکر لوٹے گا اوراس کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ
الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ
الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ
تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ ع
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾

(اے مسلمانو!) سو (حقیقت یہ ہے کہ) تم نے ان (کافروں) کو قتل نہیں کیا؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا اور (اے نبی!) جب تم نے (ان کافروں کی طرف خاک کی مٹھی) پھینکی تو تم نے نہیں پھینکی؛ لیکن وہ تو اللہ تعالیٰ نے پھینکی؛ اور تا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اپنی طرف سے اچھی طرح آزمائیں ①، یقیناً اللہ تعالیٰ (ہر بات کو) سنتے ہیں، ہر چیز کو جانتے ہیں ﴿۱۷﴾ یہ سب کچھ تو ہو گیا اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی سازش کو کمزور کر دیں گے ﴿۱۸﴾ (اے کافرو!) اگر تم فیصلہ کو چاہ رہے تھے ② تو پکی بات یہ ہے کہ تمھارے پاس فیصلہ آچکا③ اور اگر تم (شرارت کرنے) سے رک جاؤ گے تو یہ تمھارے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم (آئندہ بھی) وہی (شرارت) کرتے رہے تو پھر ہم بھی یہی (سزا دینے کا کام) کریں گے اور تمھاری جماعت چاہے کتنی بھی بڑی ہو تم کو ہرگز کچھ بھی کام نہیں آوے گی اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہیں ﴿۱۹﴾

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور تم اس (اطاعت کرنے) سے منہ مت پھراؤ؛ حالاں کہ تم (اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو) سنتے ہو (تو عمل بھی کرو)④ ﴿۲۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اپنی طرف سے بہترین بدلہ عطا کریں (تیسرا) تا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان کریں (اللہ تعالیٰ کی نصرت کا آنا اور فتح نصیب ہونا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہے، اس میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ فتح کو اللہ تعالیٰ کا انعام سمجھ کر بندہ شکر ادا کرتا ہے یا اپنی قابلیت سمجھ کر فخر کرتا ہے اسی طرح مصیبت اور تکلیف بھی امتحان ہے۔

② مکہ سے روانگی کے وقت ابو جہل نے کعبہ کے پردے پکڑ کر دعا کی تھی: اے اللہ! ہمارے اور محمد میں تیرے نزدیک جو دین کے اعتبار سے بہتر ہو اسی کو فتح دیں۔

③ یعنی جو حق پر ہے ان مسلمانوں کا غلبہ ہو گیا۔ ④ (دوسرا ترجمہ) اور تم سن کر اس سے منہ مت پھراؤ۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ﴿٢١﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ
الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴿٢٢﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ
اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴿٢٣﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا
دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴿٢٤﴾

اور تم ان (کافر اور منافق) لوگوں جیسے مت بنو جنھوں نے (زبان سے) کہا کہ: ہم نے سن لیا؛ حالاں کہ وہ حقیقت میں کچھ نہیں سنتے① ﴿۲۱﴾ یقیناً (زمین پر چلنے والے) جانوروں میں اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے برے (جانور) وہ (حق بات سننے سے) بہرے (اور حق بات بولنے سے) گونگے ہیں، جو سمجھتے نہیں ہیں ﴿۲۲﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں ان میں کچھ بھی بھلائی (یعنی حق کی طلب) ہوتی تو وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو سننے کی توفیق عطا فرماتے اور اگر وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو (ابھی کی حالت میں جبکہ ان میں حق کی طلب نہیں ہے) سنا دیتے تو وہ منہ پھیر کر ضرور بھاگ جاتے ﴿۲۳﴾ اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ اور (اس کے) رسول کی دعوت قبول کرلو② جبکہ وہ (رسول) تم کو ایسی بات کی طرف بلاوے جس (کو ماننے) میں تمھارے لیے (دنیا و آخرت میں عزت کی) زندگی ہے③ اور تم جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ انسان سے اس کے دل کو روک لیتے ہیں④ اور یہ کہ اسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس تم سب جمع کر کے لے جائے جاؤ گے ﴿۲۴﴾

---

① وہ سننا معتبر ہے جس میں ماننا بھی ہو اور کافر، منافق مانتے نہیں تھے۔

② (دوسرا ترجمہ) حکم مان لو۔

③ نبی نے ایمان اور قرآن پر عمل کی دعوت دی، جہاد کا راستہ بتایا، اس میں دنیا و آخرت میں عزت کی زندگی ہے۔ (لِمَا يُحْيِيْكُمْ) حیاتِ کاملہ یعنی دنیوی و اخروی حیات اللہ نے رکھی ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جایا کرتے۔ مطلب: جس انسان میں نیکی ہو؛ لیکن کبھی گناہ کا تقاضا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو گناہ سے بچا لیتے ہیں، اسی طرح اگر کسی کے دل میں نیکی کا خیال آ جائے اور وہ اس کو ٹالتا رہے تو پھر نیکی کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں کہ وہ نیکی نہیں کر پاتا۔ اسی طرح مزاج میں نامناسب ضد اور سستی کی وجہ سے بھی خیر کی توفیق چلی جاتی ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ
يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ
عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ ع ٤/١٧
سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾

اورتم اس فتنہ (یعنی وبال) سے بچتے رہو جوتم میں سے خاص ظالموں (یعنی گناہ کرنے والوں) ہی پر نہیں پڑے گا① اورتم جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں ﴿۲۵﴾ اور (وہ وقت) تم یاد کرو جب تم (تعداد میں) کم تھے، (مکہ کی) زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے، تم ڈرتے تھے کہ (کافر) لوگ تم کو اچک نہ لے جائیں②، پھر اس (اللہ تعالیٰ) نے تم کو (مدینہ منورہ میں اطمینان سے) رہنے کی جگہ دی اور اپنی مدد سے تم کو مضبوط کر دیا اور تم کو پاکیزہ چیزوں سے روزی دی؛ تاکہ تم لوگ شکر ادا کرو ﴿۲۶﴾ اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ اور (اس کے) رسول سے خیانت (یعنی حقوق میں کمی) نہ کرو اور اپنی (آپس کی) امانتوں میں خیانت نہ کیا کرو؛ حالاں کہ تم (اس کا برا انجام) جانتے ہو ﴿۲۷﴾ اور تم جان لو کہ تمھارے مال اور تمھاری اولاد (حقیقت میں تمھارے لیے) ایک قسم کی آزمائش ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا ثواب ہے ﴿۲۸﴾

اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو گے تو وہ تم کو حق اور باطل میں تمیز (یعنی فیصلہ) کرنے کی صلاحیت عطا کریں گے③ اور تمھارے گناہوں کو تم سے زائل کر دیں گے اور تم کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ تو بڑے فضل والے ہیں ﴿۲۹﴾

---

① امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور قتال فی سبیل اللہ کے چھوڑنے پر عمومی عذاب آتا ہے، علانیہ اور متعدی گناہ سے روکو، ورنہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سب پر آئے گی۔ ② (دوسرا ترجمہ) نوچ لیویں۔

(باقی اگلے صفحے پر) ⇐

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ
وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۳۰ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ
نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۳۱ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ
هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳۲

اور (وہ وقت یاد کرو) جب (کہ مکہ کے) کافر تمھارے متعلق (مختلف) منصوبے بنا رہے تھے کہ (پکڑ کر کے) تم کو قید کر دیویں یا تم کو قتل کر دیویں① یا تم کو (مکہ سے) نکال دیویں اور وہ (کافر لوگ اپنی) چال چل رہے تھے② اور اللہ تعالیٰ (بھی ان کے توڑ کے لیے) چال چل رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سب سے اچھے منصوبے بنانے والے ہیں ﴿۳۰﴾ اور جب ان (کافروں) کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ (یوں) کہتے ہیں کہ: ہم نے تو (آیتوں کو) سن لیا، اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس (قرآن) جیسا کہہ سکتے ہیں، یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہی ہیں ﴿۳۱﴾ اور (ایک وقت وہ بھی تھا) جب ان کافروں نے (دعا میں) کہا تھا کہ: اے اللہ! اگر یہ (قرآن) وہی حق بات ہے جو آپ کے یہاں سے (اتر کر آیا) ہے تو (اس کو نہ ماننے کی وجہ سے) ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا دیجیے یا آپ ہمارے پاس کوئی دردناک عذاب بھیج دیجیے ﴿۳۲﴾

⬅ ③ فرقان: یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور ملتا ہے جو حق و باطل میں تمیز کرواتا ہے، اسی طرح نصرتِ الٰہی کی برکت سے حق و باطل میں عملی تمیز ہوتی ہے۔ آخرت میں نجات، دشمنوں پر غلبہ بھی مراد ہے۔

(اس صفحہ کا حاشیہ:)

① مکہ کے کافروں نے دار الندوہ میں ایک خصوصی مجلس قائم کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑھتی ہوئی طاقت کے مقابلے میں تدبیر سوچنے لگے، اس مجلس میں ابلیس بھی شامل ہوا، کسی نے زنجیر میں جکڑ کر مکان میں قید کرنے کی رائے دی، کسی نے مکہ سے نکال دینے کی رائے دی، تو کسی نے حملہ کر کے قتل کرنے کی رائے دی اور اسی پر فیصلہ ہوا، اللہ نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔

② حیلہ اور تدبیر کے ذریعے سامنے والے کو اس کے ارادے پر عمل کرنے سے روک دینا "مکر" ہے، اچھا اور برا دونوں طرح کا مکر ہوتا ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿٣٣﴾
وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ
اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ
الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ
عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ۬ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴿٣٦﴾

اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ تمھارے (یعنی محمد ﷺ کے) ان کے درمیان موجود رہتے ہوئے ان پر عذاب بھیج دیویں اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان بھی نہیں ہے کہ وہ لوگ استغفار کرتے ہوں پھر بھی ان پر عذاب بھیج دیویں① ﴿۳۳﴾ اور ان میں کونسی ایسی خوبی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نہ بھیجے؛ حالاں کہ وہ (مسلمانوں کو) مسجدِ حرام سے روکتے ہیں؛ حالاں کہ وہ اس کے متولی (بننے کے اہل) بھی نہیں ہیں، اس (مسجدِ حرام) کے (حقیقی) متولی تو صرف تقویٰ والے لوگ ہی ہو سکتے ہیں②؛ لیکن ان کے اکثر لوگ (اپنے نالائق ہونے کو) جانتے نہیں ہیں ﴿۳۴﴾ اور کعبہ کے پاس ان (کافروں) کی نماز سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ بھی نہیں تھی③؛ لہٰذا تم جو کفر کرتے تھے اس کے بدلے میں عذاب کا مزہ چکھو ﴿۳۵﴾ یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ اپنے مال کو خرچ کرتے ہیں؛ تاکہ (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے وہ روکیں، سو ابھی تو وہ لوگ (اسی طرح) مال کو خرچ کریں گے؛ پھر (انجام یہ ہوگا کہ) وہ (مال) ان کے لیے افسوس کا ذریعہ ہوگا④، پھر (آخر میں) وہ ہرا دیے جائیں گے اور کافر لوگوں کو جہنم کے اندر جمع کر دیا جائے گا⑤ ﴿۳۶﴾

---

① نبیٔ کریم ﷺ کے وجودِ بابرکت سے عمومی عذاب رک گیا۔ استغفار کے کلمات جیسے بھی ہوں کفار دورانِ طواف بولتے تھے اس کی برکت سے بھی عذاب دور ہو گیا تو پھر مسلمان صحیح استغفار کرے تو کتنا زیادہ فائدہ ہوگا! ② مساجد اور دینی اداروں کی تولیت کا بہترین اصول کہ متقی لوگ متولی بنیں۔ (دوسرا ترجمہ) اللہ کے دوست متقی لوگ ہی ہوتے ہیں۔ ③ اس کی شکل ''گربا'' نوراتری کے تہوار کی شکل میں آج بھی ہندوؤں میں رائج ہے۔ ④ دین کے خلاف جو بھی خرچ ہوتا ہے دنیا اور آخرت میں افسوس کا ذریعہ بنتا ہے۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) جہنم کی طرف لے جانے کے لیے جمع کیے جائیں گے۔

لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا
فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝٣٧ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ
لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ۝٣٨ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا
تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۝٣٩
وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۝٤٠

تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک (لوگوں کو یا مال) کو پاک (لوگوں اور مال) سے جدا کر دیں، اور ناپاکوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر ان سب کا ڈھیر بنائیں پھر اس (ڈھیر) کو جہنم میں ڈال دیویں، وہی لوگ نقصان میں پڑے رہنے والے ہیں ﴿۳۷﴾

(اے نبی!) تم ان کافروں سے کہہ دو: اگر وہ (کفر سے) رک جاتے ہوں تو پہلے جو کچھ ہو چکا ہے وہ معاف ہو جائے گا اور اگر وہی (کفر والے کام وہ) پھر کریں گے تو پچھلے (نافرمان) لوگوں کے ساتھ ایک (خاص) روش اختیار کی جا چکی ہے[1] ﴿۳۸﴾ اور (اے مسلمانو!) ان (کافروں) کے ساتھ لڑائی جاری رکھو؛ یہاں تک کہ فتنہ (فساد) باقی نہ رہے[2] اور دین سب کا سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہو جائے، سو اگر وہ لوگ (کفر اور شرارت سے) رک جائیں[3] تو یقین رکھو جو کام وہ لوگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتے ہیں ﴿۳۹﴾ اور اگر وہ لوگ منہ پھرالیویں[4] تو (اے مسلمانو!) یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمھاری حمایت کرنے والے ہیں اور بہترین حمایت کرنے والے ہیں، کتنے اچھے وہ مدد کرنے والے ہیں! ﴿۴۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) پچھلے کافروں کے حق میں ہمارا (عذاب کا) قانون نافذ ہو چکا ہے وہی تمھارے لیے ہوگا (یعنی پچھلے زمانے کے نافرمانوں جیسا عذاب ان کو بھی دیا جائے گا)

② کفر کی بنیاد پر ہونے والے فتنے مراد ہے۔

③ کفار اسلامی برادری میں آجائے یا مصالحت کرلیوے۔

④ یعنی بات نہ مانے اور کفر شرک ہی پر رہیں۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤١﴾ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٤٢﴾

اور (اے مسلمانو!) تم جان لو جو (چھوٹی بڑی) چیز① تم کو (لڑائی میں) غنیمت میں ملے تو اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے اور رسول کے لیے اور (رسول کے) رشتے داروں کے لیے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کے لیے ہوگا، اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور اس چیز پر ایمان رکھتے ہو جو ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر فیصلے (یعنی بدر) کے دن اتاری تھی② جس دن (مسلمانوں اور کافروں کی) دونوں فوجیں آپس میں ٹکرائی تھیں اور اللہ تعالیٰ تمام چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۴۱﴾ (اے مسلمانو!) جب تم (میدان کی مدینہ سے) قریب والی جانب پر تھے اور وہ (مکہ کے کافر میدان کی مدینہ سے) دور والی جانب پر تھے اور (ابوسفیان کا) قافلہ تم سے نیچے (سمند کے کنارے) اتر گیا تھا اور اگر تم (مسلمان اور کافر لڑائی کا) وقت آپس میں طے کرتے تو وقت طے کرنے میں تمھارے درمیان ضرور اختلاف ہو جاتا③؛ لیکن یہ (جو کچھ ہوا)④: اس لیے ہوا تاکہ جو کام مقرر ہو چکا تھا اللہ تعالیٰ اس کو پورا کر کے دکھلائے⑤؛ تاکہ جس کو مرنا ہو وہ کھلی دلیل⑥ دیکھ کر کے مرے اور جس کو زندہ رہنا ہے وہ کھلی دلیل دیکھتے ہوئے زندہ رہے اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے ہیں، اچھی طرح جاننے والے ہیں ﴿۴۲﴾

① ''ما'' عموم کا معنیٰ بتاوے اور ''من شيء'' تاکید؛ یعنی چھوٹی بڑی جو چیز بھی دشمنوں سے جنگ میں ملے اس میں یہ تقسیم ہوگی۔ ② اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے لیے ملائکہ کے واسطے سے غیبی مدد نازل فرمائی تھی۔

③ یعنی وقت طے کرنے میں یا مقرر وقت پر پہنچنے میں اختلاف ہوتا۔ (باقی اگلے صفحے پر)

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٤٣﴾ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٤٤﴾

(اے نبی! وہ وقت ذرا یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ نے تم کو تمھارے خواب میں ان (دشمنوں) کی تعداد تھوڑی دکھائی اور اگر تم کو ان (کافروں) کی تعداد زیادہ کر کے دکھاتے تو (اے مسلمانو!) تم ہمت ہار ہی جاتے ① اور تمھارے درمیان (اس لڑائی کے) معاملے میں آپس میں اختلاف ہو جاتا؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے بچا لیا ②، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) تو سینوں کی بات کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۴۳﴾ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب تم ایک دوسرے سے مقابلے کے لیے آئے، تب اس (اللہ تعالیٰ) نے تمھاری آنکھوں میں ان (دشمنوں) کی تعداد کم کر کے دکھائی اور ان (دشمنوں) کی آنکھوں میں تمھاری تعداد کم کر کے دکھائی؛ تا کہ جس کام کا کرنا مقرر ہو چکا تھا اللہ تعالیٰ اس کو پورا کر دیویں اور تمام کام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں ﴿۴۴﴾

---

④ یعنی پہلے سے مقرر کیے بغیر دونوں لشکر ٹکرا گئے۔

⑤ یعنی صحابۂ کرامؓ کی ایک چھوٹی سی جماعت کو جو نبیٔ کریم ﷺ کے ساتھ آئی تھی ان کو کافروں کے بڑے لشکر کے مقابلے میں کامیاب اور غالب کرنا تھا۔ ⑥ یعنی اسلام کی سچائی۔

(اس صفحے کا حاشیہ)

① مسلمان اور کافر دونوں کے لشکر کو بدر کے میدان میں باقی رکھنا مقصود تھا؛ تا کہ جنگ ہو، کافروں کا لشکر حقیقت میں مسلمانوں سے تین گنا زیادہ تھا؛ مگر اللہ نے اپنی قدرت سے مسلمانوں کو کافروں کی تعداد کم کر کے دکھلائی؛ تا کہ مسلمانوں میں کمزوری پیدا نہ ہو اور ایسا دو مرتبہ ہوا: ایک مرتبہ آپ ﷺ کو خواب دکھلایا گیا اور آپ نے وہ خواب صحابہ کو بتلایا جس سے صحابہ کی ہمت بڑھ گئی۔ دوسری مرتبہ جب جنگ شروع ہونے والی تھی تو قدرت کے کرشمہ سے کافروں کی تعداد کم دکھلائی گئی، ابن مسعودؓ نے اپنے قریب کے ایک ساتھی سے کہا کہ: کافر نوے (۹۰) تعداد میں ہوں گے، تو اس ساتھی نے کہا: نہیں! سو (۱۰۰) ہوں گے۔ آیت نمبر (۴۳) میں خواب کی طرف اور (۴۴) میں بیداری کی طرف اشارہ ہے۔

② یعنی بزدلی یا آپس کے اختلاف سے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِيۡتُمۡ فِئَةً فَاثۡبُتُوۡا وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِيۡرًا لَّعَلَّكُمۡ
تُفۡلِحُوۡنَ ۚ﴿۴۵﴾ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡهَبَ رِيۡحُكُمۡ
وَاصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ ۚ﴿۴۶﴾ وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ بَطَرًا
وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطٌ ﴿۴۷﴾ وَاِذۡ زَيَّنَ لَهُمُ
الشَّيۡطٰنُ اَعۡمَالَهُمۡ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الۡيَوۡمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىۡ جَارٌ لَّكُمۡ ۚ

اے ایمان والو! جب (کفار کی) کسی جماعت سے (جہاد میں) تمھارا مقابلہ ہو جائے تو تم ثابت قدم رہو اور تم اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرو①؛ تاکہ تم لوگ کامیاب ہو جاؤ ﴿۴۵﴾ اور تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات مانو اور تم آپس میں جھگڑے مت کرو، ورنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے اور تمھاری ہوا جاتی رہے گی اور تم صبر کرو، یقین رکھو! اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں ﴿۴۶﴾ اور تم ان (کافر) لوگوں کی طرح مت بنو جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو (اپنی شان) دکھاتے ہوئے نکلے② اور وہ (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے تھے اور جو کام وہ لوگ کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے قابو میں ہے ﴿۴۷﴾ اور جب شیطان نے ان کے کاموں کو ان کی نظروں میں مزین (یعنی خوش نما) کر کے دکھایا اور شیطان کہنے لگا: آج لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہیں آسکتا، اور یقین رکھو کہ میں تمھاری حفاظت کرنے والا ہوں③،

① ذکر سے دل میں قوت پیدا ہوتی ہے جس کی برکت سے دل مضبوط ہوتا ہے اور قدم اور دل دونوں جم جاویں تو کامیابی یقینی ہوتی ہے، جنگ کی گرمی میں اللہ کا ذکر کرنا یہ واقعی محبتِ الٰہی کی علامت ہے، ذکر میں نعرۂ تکبیر کی آوازیں بلند کرنا، اللہ پر توکل، ہر موقع پر اللہ و رسول کی اطاعت اور ذکر تسبیح سب مراد ہو سکتے ہیں، جب جنگ میں ذکر کی کثرت ہے تو امن کے حالات میں بدرجۂ اولیٰ ذکر کی کثرت کی تاکید ہے۔

② بدر کے وقت ابو جہل لشکر لے کر دھوم دھام سے باجے گاجے کے ساتھ نکلا تھا؛ تاکہ مسلمان مرعوب ہو جائے اور دوسرے عرب قبائل پر دھاک بیٹھ جائے۔

③ (دوسرا ترجمہ) اور یقین رکھو کہ میں تمھارے ساتھ ہوں۔

فَلَمَّا تَرَاۗءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰي عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰى مَا لَا
ع تَرَوْنَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ
قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَاۗءِ دِيْنُهُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾
وَلَوْ تَرٰٓي اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ
وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾

پھر جب (مسلمان اور کفار کی) دونوں فوجیں آمنے سامنے ہو گئیں تو شیطان اپنی ایڑیوں پر الٹا بھاگا اور کہنے لگا میں تو تم سے الگ ہوں①، میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتی ہے②یقیناً میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں③اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والے ہیں ﴿۴۸﴾

جب منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں (شک کی) بیماری تھی وہ کہنے لگے: ان (مسلمانوں) کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے④اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تو بڑے زبردست، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۴۹﴾ اور (اے نبی!) کاش (ان کافروں کی حالت) تم اس وقت دیکھتے جب فرشتے ان کافروں کی روح قبض کرتے ہیں تو ان (کافروں) کے چہروں اور پیٹھوں پر مارتے ہیں⑤اور (فرشتے کہتے جاتے ہیں: اے کافرو! آگے چل کر) جلا دینے والے عذاب کا مزہ تم چکھو ﴿۵۰﴾ یہ (عذاب) تمھارے ہاتھوں نے جو (کفریہ) اعمال کر کے آگے بھیج دیے ان کا بدلہ ہے اور یقین رکھو اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم نہیں کرتے ﴿۵۱﴾

---

① میں تمھارا ساتھ نہیں دے سکتا۔

② یعنی فرشتوں کا لشکر۔ ③ یہ شیطان جھوٹ بولا، اگر وہ اللہ سے ڈرتا ہوتا تو اس طرح کے کاموں کی نوبت نہ آتی۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ شیطان نے فرشتوں کا لشکر دیکھا اور وہ فرشتوں کی طاقت سمجھتا ہے؛ اس لیے اس کو ڈر رہا کہ دنیا ہی میں اب مجھ پر سزا آرہی ہے؛ اس لیے وہ ڈر کی بات کرنے لگا؛ لیکن یہ یاد رہنا چاہیے کہ جو خوف بغیر ایمان و اطاعت کے ہوتا ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا کرتا۔

④ مسلمان خود کے دین کو حق سمجھ کر ایسے خطرے کے باوجود یہاں لڑنے آئے۔

⑤ فرشتوں کی مار سے جسمانی تکلیف، بولنے سے ذہنی اذیت دونوں طرح کی تکلیف۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٥٢﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ
حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٣﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ
كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿٥٤﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٥﴾ ۖ اَلَّذِيْنَ
عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٦﴾

(ان کافروں کی حالت) فرعون والوں کی حالت جیسی ہے اور جو لوگ ان (فرعون والوں) سے پہلے تھے ان کے جیسی ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا، سو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے گناہوں کی سزا (یعنی عذاب) میں پکڑ لیا، یقین رکھو اللہ تعالیٰ کی طاقت بڑی ہے، عذاب بڑا سخت ہے ﴿۵۲﴾ یہ جو کچھ ہوا اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو کوئی نعمت عطا فرماتے ہیں تو اس نعمت کو اس وقت تک نہیں بدلتے ہیں① جب تک وہ (قوم کے لوگ) اپنی حالت کو بدل نہ دیویں اور یقین رکھو اللہ تعالیٰ (ہر بات) سنتے ہیں، (ہر چیز) جانتے ہیں ﴿۵۳﴾ (ان کافروں کی حالت) فرعون والوں کی حالت جیسی ہے اور جو لوگ ان سے بھی پہلے تھے (ان کے جیسی ہے) انھوں نے اپنے رب کی آیتوں کو جھٹلایا، سو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کی سزا میں ہلاک کر دیا اور ہم نے فرعون کی قوم کو ڈبو دیا اور وہ سب ظالم تھے ﴿۵۴﴾ یقیناً (زمین پر) چلنے والے سب جانوروں② میں اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے برے کافر لوگ ہیں کہ وہ ایمان نہیں لاتے ﴿۵۵﴾ جن (کی حالت ایسی ہے کہ) ان سے تم نے (بار بار) معاہدہ کیا ہے؛ پھر وہ ہر مرتبہ اپنا معاہدہ توڑ ڈالتے ہیں اور وہ ڈرتے نہیں ہیں③ ﴿۵۶﴾

---

① یعنی نعمت اس وقت زحمت بنتی ہے جب بندے نافرمانی کرتے ہیں، بعض مرتبہ اللہ ایسے لوگوں کو بھی نعمت عطا فرماتے ہیں جو اپنے عمل سے نعمت کے مستحق نہیں ہوتے؛ لیکن اللہ کے فضل سے نعمت ملنے کے بعد وہ اپنے اعمال کی اصلاح نہ کرے اور برے اعمال میں زیادتی ہو جائے تو نعمت چھین لی جاتی ہے اور اللہ کے عذاب کے وہ مستحق ہو جاتے ہیں۔ ② معلوم ہوا انسان بھی حیوان کی ایک قسم ہے۔ ③ معاہدہ توڑنے کا جو برا انجام دنیا آخرت میں ہوتا ہے، اس سے ڈرتے نہیں ہیں۔

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَاِمَّا
ع تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿٥٨﴾ وَلَا
يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ
مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا
تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ
وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٦٠﴾

لہٰذا اگر وہ (معاہدہ توڑنے والے) لڑائی میں تمھارے ہاتھ آجائیں تو ان کو ایسی سزا دو کہ ان کے پیچھے جو (دوسرے کافر) ہیں وہ (بھی) بھاگ جائیں①؛ تا کہ وہ بھی عبرت حاصل کریں ﴿۵۷﴾ اور (اے نبی!) اگر کسی قوم کی طرف سے دغا بازی (یعنی معاہدہ توڑنے) سے تم ڈرتے ہو تو تم ان کا عہد ان کی طرف (اس طرح) واپس کر دو② کہ (تم اور وہ دونوں) برابر ہو جاویں③ یقیناً اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو (دغا دینے والوں کو) پسند نہیں کرتے ﴿۵۸﴾

اور کافر لوگ ہرگز ایسا خیال نہ کریں کہ وہ (بھاگ کر) بچ گئے، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے ﴿۵۹﴾ اور (اے مسلمانو!) جو قوت اور گھوڑے پالنے سے ان (دشمنوں کے مقابلے) کے لیے تم تیاری کر سکو تم کرتے رہو④؛ تا کہ تم اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے دشمن اور اپنے دشمن پر دھاک (یعنی رعب) جما سکو اور ان کے علاوہ دوسرے دشمنوں پر بھی (دھاک بیٹھ جاوے)، جن کو تم جانتے نہیں ہو، اللہ تعالیٰ ان کو جانتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ (یعنی اس کا ثواب) تم کو پورے پورا دے دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا⑤ ﴿۶۰﴾

---

①یعنی عبرت ناک سزا دیکھ کر دوسرے کافر تتر بتر منتشر ہو جائیں۔ ②(دوسرا ترجمہ) تو تم (ان کا معاہدہ) ان کی طرف سیدھے طریقے سے پھینک دو (تیسرا) تو جواب دو ان کو برابر برابر۔ ③ان کی طرف سے ہونے والی خلاف ورزی پر ان کو کھلے طور پر آگاہ کر دیا جائے؛ تا کہ عہد ختم ہونے کی خبر میں تم اور وہ دونوں برابر ہو جائیں اور عہد کے باقی رکھنے میں اور جنگ کی تیاری کرنے میں دونوں طرف سے برابر کی تیاری ہو سکے۔ ④ہر زمانے کے اعتبار سے جس اسلحہ کا دنیا میں رواج اور چلن ہو وہ مسلمانوں کو مہیا کرنا چاہیے۔ ⑤یعنی ثواب میں کمی نہیں کی جائے گی۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦١﴾ وَاِنْ
يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾
وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ
ع مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ
عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ

اور اگر وہ (کافر لوگ) صلح کے لیے جھک جائیں① تو تم بھی اس (صلح) کے لیے تیار ہو جاؤ② اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو، یقیناً وہ بڑے سننے والے ہیں، بڑے جاننے والے ہیں ﴿٦١﴾ اور اگر وہ تم کو دھوکا دینے کا ارادہ کریں تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تو تم کو کافی ہیں، اسی (اللہ تعالیٰ) نے اپنی مدد کے ذریعہ اور ایمان والوں③ کے ذریعہ تمھارے ہاتھ مضبوط کر دیے④ ﴿٦٢﴾ اور ان (مسلمانوں) کے دلوں میں آپس میں (ایک دوسرے کی) الفت (یعنی سچی محبت) پیدا کر دی، اگر تم زمین بھر کی ساری دولت خرچ کر ڈالتے تو بھی ان کے دلوں میں (یہ) الفت پیدا نہیں کر سکتے تھے⑤ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان الفت پیدا کر دی، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے زبردست ہیں، بڑی حکمت والے ہیں ﴿٦٣﴾ اے نبی! تم کو اور تمھاری اتباع کرنے والے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے⑥ ﴿٦٤﴾

اے نبی! ایمان والوں کو جنگ کرنے کے لیے ابھارو⑦، اگر تم میں سے بیس ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو وہ دو سو (دشمنوں) پر غالب آ جائیں گے،

① صلح کے لیے تیار ہو جائیں۔② اختیاری حکم ہے۔③ صحابہؓ کی مثالی فضیلت ہے۔
④ حقیقی تائید نصرتِ الٰہی سے اور ظاہری دنیا میں صحابہؓ کی جاں نثار جماعت سے۔
⑤ حقیقی ایمان اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنا جوڑ کا ذریعہ ہے۔ مال جو جھگڑوں کی ایک بڑی بنیاد ہے وہ سارا خرچ کر دیا جائے تو بھی جوڑ مشکل تھا، اندازہ لگاؤ! کیسی لڑائی ہوگی! اور ایمان ساری دنیا کی دولت کے مقابلے میں کیسی بڑی نعمت ہوگی کہ اس کی برکت سے جوڑ ہو گیا!! ⑥ اے نبی! (حقیقت میں) اللہ تعالیٰ ہی آپ کے لیے کافی ہے اور (ظاہری سبب کے طور پر) تمھاری اتباع کرنے والے مؤمنین (وہ کافی ہیں) ⑦ (دوسرا ترجمہ) شوق دلاؤ۔

وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ﴿٦٥﴾
اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ
يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ
الصّٰبِرِيْنَ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ
عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴿٦٧﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ
سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴿٦٨﴾

اور اگر تم میں سے سو ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب آجائیں گے؛ اس لیے کہ وہ (کافر) ایسے لوگ ہیں جو (دین کو) سمجھتے نہیں ہیں ﴿٦٥﴾ اب اللہ تعالیٰ نے تم سے بوجھ ہلکا کر دیا اور اس کے علم میں ہے کہ تمھارے اندر (کچھ) کمزوری ہے① سو اگر تم میں سے سو ثابت قدم رہنے والے لوگ ہوویں تو وہ دو سو دشمنوں پر غالب آجائیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو وہ دو ہزار پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے غالب آجائیں گے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں ﴿٦٦﴾ کسی نبی کی یہ شان نہیں ہے کہ اس کے قبضے میں قیدی باقی رہیں جب تک کہ وہ زمین میں (دشمن کا) خوب خون نہ بہادیویں، تم تو دنیا کا سامان چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ (تمھارے لیے) آخرت (کا ثواب) چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو بڑے زبردست ہیں، بڑی حکمت والے ہیں ﴿٦٧﴾ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بات پہلے سے نہ لکھی جا چکی ہوتی② تو (قیدیوں سے) جو تم نے (فدیہ) لیا اس کی وجہ سے تم پر بڑا عذاب آجاتا ﴿٦٨﴾

---

① بعض ضعفا کی برکت سے احکام میں تخفیف ہو جایا کرتی ہے۔ ضعف: کمزوری، سستی، کم ہمتی: (١) شروع ہجرت کے زمانے میں چند مسلمان تھے جنھوں نے ایمان کی خاطر بہت زیادہ قربانیاں دی تھیں، ان میں ایمانی قوت اعلیٰ درجے کی تھی، کچھ وقت گزرنے کے بعد ان میں سے بہت سے افراد بوڑھے اور کمزور ہوگئے اور جو نئے حضرات ایمان میں داخل ہوئے ان میں پرانے مہاجرین وانصار کے مقابلے میں کچھ فرق تھا۔ (٢) پہلے تعداد کم تھی، اب تعداد بڑھ گئی، اس کی وجہ سے بھی ہمت میں کچھ کمی آجاتی ہے، جو کام کم لوگ مل کر کرتے ہیں تو ہر ایک پوری طاقت اس میں لگاتا ہے اور جب کام کرنے والوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے تو ساتھیوں پر نظر جانے کی وجہ سے ہر ایک میں کچھ نہ کچھ کمی آجاتی ہے۔ (٣) شروع دور کے صحابہ یقین میں اعلیٰ درجے کا کمال رکھتے تھے، بعد والوں میں ایک درجہ کچھ کمی تھی۔ (خلاصہ از: تفسیرِ عثمانی)

(باقی اگلے صفحے پر)

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ ع
فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۰﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ
فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ

سو جو تم کو غنیمت میں ملا اس کو حلال پاکیزہ سمجھ کر کھاؤ اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے، سب پر رحم کرنے والے ہیں ﴿۶۹﴾

اے نبی! (بدر کے) جو قیدی تمھارے قبضے میں ہیں ان کو (ایسا) کہو کہ: اگر اللہ تعالیٰ تمھارے دلوں میں کوئی بھلائی ① دیکھیں گے تو تم سے جو (فدیہ میں) مال لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو دے دیں گے اور تمھارے گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۷۰﴾ اور اگر وہ لوگ آپ سے دغابازی کرنے کا ارادہ کریں تو وہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ سے خیانت کر چکے ② سو اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کو پکڑوا دیا اور اللہ تعالیٰ (ہر چیز کو) جاننے والے، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۷۱﴾ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (مہاجرین کو مدینہ میں) جگہ دی (یعنی آباد کیا) اور انھوں نے (مہاجرین کی) مدد کی وہ (دونوں) آپس میں ایک دوسرے کے والی (یعنی وارث) ہیں ③

⊃ ⑦: [۱] اجتہادی غلطی پر عذاب نہیں ہوتا۔ [۲] بدر کے شرکا کے لیے معافی کا اعلان لکھ دیا گیا تھا۔ [۳] حضور ﷺ کی موجودگی میں نزولِ عذاب نہیں ہوتا۔ [۴] بہت سارے قیدیوں کی تقدیر میں ایمان لانا لکھا جا چکا تھا۔

یہاں آیت میں ایک خبر بیان کی گئی ہے جو خوش خبری کے انداز میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں ایمان کی برکت سے وہ قوت رکھی ہے کہ ایک مؤمن دو کافر کا مقابلہ تو کر ہی لیتا ہے"۔

اِس صفحے کا: ① یعنی جس ایمان کا قیدیوں میں سے بعض نے اعلان کیا وہ بالکل واقعی اخلاص کے ساتھ ہے۔ ② عالمِ ارواح میں کیے ہوئے عہد کو توڑ چکے، اسی طرح دنیا میں نبی سے کئی بار دھوکہ بازی کر چکے۔ ③ ابتدائے اسلام میں وراثت ہجرت اور مواخاتِ ایمانی کی بنیاد پر ملا کرتی تھی، بعد میں آیت ۷۵ نے بتایا کہ اب قیامت تک میراث رشتے داری کی بنیاد پر ملے گی۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ
اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ
تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ
كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ
وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾ ع

اور جو لوگ ایمان لائے اور (اب تک) انھوں نے ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں (اے مسلمانو!) ان کی وراثت میں تمھارا کوئی حصہ نہیں ہے اور اگر وہ (ہجرت نہ کرنے والے مسلمان) دین کے بارے میں تم سے مدد مانگے تو تم پر (ان کی) مدد کرنا ضروری ہے؛ مگر جب وہ ایسی قوم کے خلاف مدد مانگے کہ تم (مسلمانوں) میں اور ان کے مابین (صلح کا) معاہدہ ہو① اور تم جو عمل بھی کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتے ہیں ﴿۷۲﴾ اور کافر لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں②، اگر تم اس (حکم) پر عمل نہیں کروگے تو زمین میں بڑا فتنہ اور بڑا فساد پھیل پڑے گا③ ﴿۷۳﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے رہے اور جن لوگوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) رہنے کی جگہ دی اور (ہجرت کرنے والوں کی) مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں، ان کے لیے مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے ﴿۷۴﴾ اور جو لوگ (صلح حدیبیہ کے) بعد ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمھارے ساتھ (مل کر) جہاد کیا سو وہ لوگ بھی تم ہی میں (ثواب اور مرتبے کے اعتبار سے) شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق رشتے دار آپس میں ایک دوسرے (کی وراثت) کے زیادہ حق دار ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۷۵﴾

---

① یعنی ایسی صورت میں مدد نہیں کریں گے۔ ② کافر کافر کا رفیق اور وارث ہوسکتا ہے۔ ③ اسلام پر عمل کی برکت سے فتنوں سے حفاظت ہے، ورنہ بڑے بھاری فتنے آویں گے اور فساد عام ہوگا، جس کا مشاہدہ آج ہو رہا ہے۔

سورة التوبة

(المدنية)

سورۂ توبہ

یہ سورت مدنی ہے، اس میں ایک سو انتیس (١٢٩) آیتیں ہیں۔ سورۂ فتح یا مائدہ کے بعد ایک سو تیرہ (١١٣) یا چودہ (١١٤) نمبر پر نازل ہوئی، مکمل طور پر اخیری زمانے میں نازل ہونے والی سورت ہے۔ توبہ کا معنی آتا ہے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف لوٹنا، باز آجانا، متوجہ ہونا۔ بندہ جب نافرمانی سے باز آجاتا ہے، فرماں برداری کی طرف لوٹ آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ حقیقی توبہ ہوتی ہے۔ جب لفظ ''توبہ'' اللہ کے لیے بولا جاتا ہے تو اس کا معنی ہوتا ہے بندوں کی توبہ قبول کرنا اور بندوں کی طرف توجہ فرمانا۔ اس سورت میں مخلص مؤمنوں کی توبہ کا خاص ذکر کیا گیا ہے اور پوری سورت میں کئی مرتبہ توبہ کا تذکرہ ہوا ہے۔ اس سورت کا ایک نام برأت بھی ہے، برأت کا معنی ہے: ہر اس چیز سے جس کا پاس رہنا برا لگتا ہو اس سے چھٹکارا تلاش کرنا۔ مشرکین کا مرکزِ اسلام یعنی مکہ میں مقیم رہنا یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں تھا؛ اس لیے ان سے بیزاری کا اعلان کر کے مرکزِ اسلام سے دوسری جگہ چلے جانے کا تاکیدی حکم دیا گیا۔

اس سورت کے شروع میں بسم اللہ نازل نہیں ہوئی اس لیے اس سورت کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی گئی ہے۔ جامع القرآن حضرت عثمان ﷛ سے پوچھا گیا کہ: سب سورتوں کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے سورۂ توبہ کے شروع میں کیوں نہیں؟

تو جواب دیا کہ: اس سورت کا مستقل سورت ہونا یقین کے ساتھ معلوم نہیں ہوا؛ اس واسطے کہ حضورِ اقدس ﷺ کا انتقال ہو گیا اور آپ ﷺ نے اس کے بارے میں کوئی تصریح نہیں فرمائی؛ اس لیے اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی گئی؛ مگر مضمون چوں کہ اس کا سورۂ انفال سے ملتا جلتا تھا اس واسطے اس کو کسی دوسری سورت کے بعد رکھنے کے بجائے سورۂ انفال کے بعد رکھا اور چوں کہ اس کے مستقل سورت ہونے کا بھی احتمال ہے اس واسطے اس کے شروع بسم اللہ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ (از ملفوظاتِ فقیہ الامت)

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ
اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝٢ وَاَذَانٌ
مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ
وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي
اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٣

اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی طرف سے جن مشرکوں سے تم نے عہد کرر کھا تھا ان سب کے خلاف بری ہونے کا① اعلان ہے ﴿۱﴾ سو تم (عرب کی) زمین میں چار مہینے (پوری آزادی کے ساتھ) گھوم پھر لو اور تم جان لو کہ یقیناً تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکو گے اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو رسوا کر کے ہی رہیں گے ﴿۲﴾ اور بڑے حج کے دن اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی طرف سے تمام انسانوں کے لیے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ مشرکوں سے بری (یعنی الگ، بیزار) ہیں اور اس کا رسول بھی (بری ہے) سو (اے مشرکو!) اگر تم (کفر سے) توبہ کر لو گے تو یہ تمھارے لیے اچھا ہو گا اور اگر تم (توبہ کرنے سے) منہ پھراؤ گے② تو تم جان لو کہ تم یقیناً اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے ہو اور کافروں کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دو ﴿۳﴾

① یعنی پہلے کے کیے ہوئے عہد کے ختم ہونے کا۔ چونکہ مدت ہی متعین نہیں تھی یا مدت متعین تھی؛ لیکن سامنے والوں نے معاہدہ کی شرطوں کے خلاف کیا، یا معاہدہ ہی نہ تھا۔

② حجِ اکبر سے مراد: [۱] تمام دنوں میں بڑا دن مراد ہے اور یہ عرفہ کا دن ہے۔ [۲] بعض کے نزدیک ۱۰ ذی الحجہ یوم النحر مراد ہے۔ [۳] حج کے پانچ دن مراد ہے، اور عرف میں عمرہ کو چھوٹا حج کہتے تھے اس لیے اس سے تمیز کرنے کے لیے "حج اکبر" کہا گیا۔ ③ (دوسرا ترجمہ) اگر تم نہیں مانو گے۔

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا
عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿۴﴾ فَإِذَا
انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ
وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ
فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۵﴾ وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ
ع فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ﴿۶﴾

مگر (اے مسلمانو!) وہ مشرک (مستثنیٰ ہیں) جن سے تم نے کوئی عہد کیا ہو، پھر انھوں نے تمھارے ساتھ (عہد نبھانے میں) کوئی کوتاہی نہیں کی اور تمھارے مقابلے میں کسی کی مدد نہیں کی تو ایسوں کے ساتھ ان کے عہد کو ان کی مدت تک پورا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ ڈرنے والوں کو① پسند کرتے ہیں ﴿۴﴾ سو جب احترام کے مہینے پورے ہو جاویں تو (جن) مشرکوں (نے تمھارا عہد توڑا تھا ان) کو تم جہاں بھی پاؤ ان کو قتل کر ڈالو اور تم ان کو پکڑو اور ان کو گھیرو② اور ان (کو پکڑنے) کے لیے ہر گھات کی جگہ (تاک لگا کر) بیٹھو، پھر اگر وہ توبہ کر لیویں اور نماز قائم کریں اور وہ زکوۃ دیویں تو ان کا راستہ چھوڑ دو③، یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۵﴾ اور اگر مشرکین میں سے کوئی بھی تم سے پناہ مانگے④ تو جب تک وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سن لیوے اس وقت تک تم اس کو پناہ دے دو، پھر اس کو اس کی امن کی جگہ پر پہنچا دو⑤؛ یہ اس لیے کہ وہ ایسی قوم ہے جو جانتی نہیں ہے⑥ ﴿۶﴾

---

① یعنی احتیاط کرنے والوں کو، خاص کر جو وعدہ نبھاوے وہ متقی ہے۔
② یہ جنگ کا حکم ہے جس میں اس طرح کی کارروائیاں ہوا ہی کرتی ہیں۔ ③ یعنی قید، قتل نہ کرو۔
④ اطمینان سے اسلام کی باتوں کو سن سکے اور سمجھ سکے اس کے لیے اس کو دارالاسلام میں رہنے کی اجازت دو اور رہنے کے زمانے میں اس کی حفاظت کرو۔ ⑤ یعنی اس کو امن کی جگہ (اس کا قبیلہ اس کی قوم میں) پہنچ جانے دو؛ تا کہ وہ سوچ سمجھ کر اپنی رائے قائم کر لے۔ ⑥ غیر مسلموں کی بہت بڑی تعداد اسلام و قرآن اور نبی ﷺ سے ناواقف ہے ان کو مناسب ذرائع سے تعارف کروانا ضروری ہے۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُتَّقِيْنَ ۷ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ
بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۸ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا
فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۹ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا
ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۱۰

اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک مشرکوں کے لیے معاہدہ کیسے باقی رہ سکتا ہے؟ مگر یہ کہ جن (مشرکوں) سے تم نے مسجد حرام کے پاس عہد کیا①، سو جب تک وہ تمھارے ساتھ سیدھے رہیں تو تم بھی ان کے ساتھ سیدھے رہو، یقین رکھو کہ اللہ تقویٰ والوں کو پسند کرتے ہیں ﴿۷﴾ (ان مشرکوں کی) رعایت کیسے ہوسکتی ہے②؟ جن کی حالت ایسی ہے کہ اگر وہ (کسی وقت) تم پر غالب آجاویں تو تمھارے معاملے میں نہ کسی رشتے داری کا خیال کریں اور نہ کسی معاہدے کا (خیال کریں)، تم کو وہ اپنی زبانی باتوں سے خوش کررہے ہیں اور ان کے دل تو انکار کرتے ہیں، اور ان میں کے اکثر لوگ تو نافرمان ہیں ﴿۸﴾ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بدلے میں (دنیا کی) تھوڑی سی قیمت لے لی③ نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے (لوگوں کو) اس (اللہ تعالیٰ) کے راستے سے روکا ہے، یقیناً وہ لوگ بہت برے کام کرتے ہیں ﴿۹﴾ یہ لوگ کسی مؤمن کے بارے میں نہ کسی طرح کی رشتے داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ کسی معاہدے کا (لحاظ کرتے) اور وہی لوگ حد سے آگے بڑھے ہوئے ہیں ﴿۱۰﴾

---

① یعنی مشرکوں کے عہد کا کیسے اعتبار اور رعایت ہوسکتی ہے؟ اس لیے کہ رعایت اس عہد کی ہوتی ہے جبکہ سامنے والے اس عہد کو نہ توڑیں ۔ آیت کا خلاصہ یہ ہوگا کہ کافر عہد کو خود توڑیں گے؛ اس لیے ہماری طرف سے بھی اس کی رعایت نہیں ہوگی۔

② (دوسرا ترجمہ) ایسوں کے ساتھ کس طرح صلح قائم رہ سکتی ہے؟

③ دنیوی غرض سے عہد شکنی یہ دینِ صحیح کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دینا ہے۔

فَاِنۡ تَابُوۡا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخۡوَانُكُمۡ فِى الدِّيۡنِ‌ؕ وَنُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ
لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ۝۱۱ وَاِنۡ نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ عَهۡدِهِمۡ وَطَعَنُوۡا فِىۡ دِيۡنِكُمۡ
فَقَاتِلُوۡۤا اَئِمَّةَ الۡكُفۡرِ‌ۙ اِنَّهُمۡ لَاۤ اَيۡمَانَ لَهُمۡ لَعَلَّهُمۡ يَنۡتَهُوۡنَ ۝۱۲ اَلَا تُقَاتِلُوۡنَ قَوۡمًا
نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ وَهَمُّوۡا بِاِخۡرَاجِ الرَّسُوۡلِ وَهُمۡ بَدَءُوۡكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ‌ؕ اَتَخۡشَوۡنَهُمۡ‌ۚ
فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنۡ تَخۡشَوۡهُ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝۱۳

سو اگر وہ لوگ توبہ کر لیں① اور وہ لوگ نماز کو قائم کریں اور وہ لوگ زکوۃ دیویں تو وہ تمھارے دینی بھائی ہو جاویں گے اور ہم ان لوگوں کے لیے احکام کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں جو جاننا چاہتے ہیں ﴿۱۱﴾ اور اگر وہ لوگ اپنے عہد (کرنے) کے بعد اپنی قسموں (یعنی عہدوں) کو توڑ ڈالیں اور وہ تمھارے دین (یعنی اسلام) میں طعنے دیں② تو تم کفر کے سرداروں سے لڑو③، یقیناً ایسے لوگوں کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں ہے④، شاید کہ وہ لوگ (کفر اور شرارت سے) رک جاویں ﴿۱۲﴾ کیا تم ایسے لوگوں سے جنگ نہیں کرو گے جنھوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور انھوں نے رسول (حضرت محمد ﷺ) کو نکالنے کا ارادہ کیا⑤ اور انہی لوگوں نے تمھارے خلاف پہلی مرتبہ (چھیڑنے کی) شروعات کی تھی (اے مسلمانو!) کیا تم ان لوگوں سے ڈرتے ہو؟ اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ تعالیٰ ہی اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ تم ان سے ڈرو⑥ ﴿۱۳﴾

---

① یعنی مسلمان ہو جائیں ② یعنی اعتراض کیے۔ مسلمانوں کے دین پر طعن و تشنیع کرنا عہد شکنی ہے، اسی طرح اسلام اور مسلمانوں کی اہانت کے لیے اسلامی احکام میں علانیہ جو طعن و تشنیع کی جائے وہ بھی مراد ہے۔

③ مکہ کے سردار جو مسلمانوں کے خلاف ابھارتے رہتے تھے اور جنگی تیاری میں لگے رہتے تھے، دشمنوں کی طاقت میں اصل یہی لوگ تھے، ان کے خلاف کارروائی کا حکم ہوا؛ تاکہ دشمن کی طاقت ختم ہو جاوے۔

④ یہ قسمیں توڑنے کے عادی ہیں؛ اس لیے ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں اور جب انھوں نے خود اپنی قسمیں توڑ دیں تو مسلمانوں پر ان کی کوئی ذمے داری نہیں ہے۔ ⑤ یعنی مکہ سے کفار نے اور مدینے سے یہود نے۔

⑥ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا ایسا خوف جو احکامِ شرعیہ کی ادائیگی میں رکاوٹ بنے وہ کسی مسلمان کے دل میں ہونا ہی نہیں چاہیے، ایمان اور ایسا خوف دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ
يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ ع ۸

تم ان سے لڑو، تو اللہ تعالیٰ ان کو تمھارے ہاتھوں سے سزا دیں گے اور (اللہ تعالیٰ) ان کو رسوا کر دیں گے اور (اللہ تعالیٰ) ان کے خلاف تمھاری مدد کریں گے① اور ایمان والی قوم کے سینوں کو (اللہ تعالیٰ) ٹھنڈا کریں گے② ﴿۱۴﴾ اور (اللہ تعالیٰ) ان (مسلمانوں) کے دلوں کا غصہ دور کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گے اس کو توبہ کی توفیق دیں گے③ اور اللہ تعالیٰ تو بڑے جاننے والے ہیں، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱۵﴾ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم (ایسے ہی) چھوڑ دیے جاؤ گے؛ حالاں کہ ابھی تک تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ظاہر نہیں کیا جو تم میں سے جہاد کرتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کو چھوڑ کر کسی اور کو خصوصی راز دار نہیں بناتے④ اور تم جو کام بھی کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے ﴿۱۶﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ تم کو ان پر غالب کر دیں گے۔

② یعنی شفا دیں گے (مظلوم کے دل میں ظالم کی طرف سے ہونے والے مسلسل مظالم کے نتیجہ میں جو غم، رنج، غصہ ہوتا ہے وہ قتال کی برکت سے ٹھنڈا ہوتا ہے)۔

③ جہاد اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جو رحمۃ للعٰلمین حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ اس امت کو ملی ہے، سابقہ زمانے میں ہوا، پانی، زلزلے کے عام عذاب آتے تھے، جس میں پوری قوم ہلاک کر دی جاتی، جب کہ جہاد کے ذریعہ خاص مجرم لوگوں کو سزا دی جاتی ہے، باقی جو بچ گئے ان میں سے بہت سوں کو ایمان کی سعادت ملی اور ہمیشہ کے لیے جنتی بن گئے۔ دیکھیے حضور ﷺ کو مکہ سے نکالنے پر مکہ پر عمومی عذاب آ جاتا تو پھر ہجرت سے لے کر فتح مکہ تک جو سینکڑوں حضرات کو ایمان کی سعادت ملی وہ کیسے ایمان لانے کا موقع پاتے؟ خلاصہ یہ کہ مرض کی گرہ کو کاٹ کر پورے جسم کو شفا کے ساتھ سلامت رکھنا یہ جہاد ہے، جو رحمت ہے۔

④ راز دارانہ قلبی دوستی ایمان والوں سے رکھو۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ
حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۖۚ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿١٧﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ
يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿١٨﴾ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ
اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٢٠﴾

مشرکین کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کریں①؛ جب کہ ان کی حالت یہ ہے کہ وہ خود اپنے (عمل سے) کفر کی شہادت دیتے ہیں②، ایسے ہی لوگوں کے اعمال برباد ہو گئے اور آگ میں وہ ہمیشہ رہیں گے ﴿۱۷﴾ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کرنا صرف ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر (دل سے) یقین رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے، سو ایسے ہی لوگوں کے لیے امید ہے کہ وہ (لوگ) ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے ﴿۱۸﴾ (مکہ کے اے مشرکو!) کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے کو اور مسجدِ حرام کو آباد رکھنے کو اس شخص (کے اعمال) کے برابر سمجھ رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا ہے؟ یہ (دونوں قسم کے) لوگ اللہ تعالیٰ کے یہاں برابر نہیں ہو سکتے اور ظلم کرنے والی قوم کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیا کرتے ﴿۱۹﴾ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اپنے مال اور اپنی جان سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑا درجہ ہے اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ﴿۲۰﴾

---

①اس میں مسجد کی ظاہری تعمیر واعمال مساجد سے آباد کرنا، حفاظت کرنا، ضروریات کا نظم کرنا اور غیر مناسب چیزوں سے بچانا اور صفائی کرنا یہ سب شامل ہے۔ ''یَعْمُرُ'' کے اولین مصداق اعمال وتلاوت سے مسجد کو آباد کرنے والے ہیں؛ اس لیے کہ حدیث میں آپ ﷺ نے بکثرت مسجد میں آنے والے شخص کے لیے شہادتِ ایمان کا حکم دیا اور پھر بطور استشہاد کے اس آیت کو ذکر کیا۔ (ریاض الصالحین: ۱۰۶۰) ②اپنی ذات پر کفر تسلیم کرتے ہوئے؛ یعنی کافرانہ نام واعمال سے خود کا تعارف کراتے ہو۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ
وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ
وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ
اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ ۳ ع ۸ ۹

ان کے رب ان کو اپنی طرف سے رحمت اور خوشنودی اور ایسے باغات کی جن میں ان کے لیے ہمیشہ کی نعمتیں ہیں① خوش خبری دیتے ہیں ﴿۲۱﴾ ان (باغوں) میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یقین رکھو اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا بدلہ ہے ﴿۲۲﴾ اے ایمان والو! اگر تمھارے باپ اور تمھارے بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو (زیادہ) پسند کریں تو ان کو (اپنا) دوست مت بناؤ اور تم میں سے جو شخص بھی ان سے دوستی کرے گا تو وہی لوگ ظلم کرنے والے ہیں ﴿۲۳﴾ (اے نبی!) تم (مسلمانوں سے) کہہ دو: تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارا خاندان اور جو مال تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار جس کے بند ہو جانے سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکانات جو تم پسند کرتے ہو اگر یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول اور ان (اللہ تعالیٰ) کے راستے میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ پسند ہیں، تب تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دیویں② اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتے ﴿۲۴﴾

① دوسرا ترجمہ: ہمیشہ آرام۔

② فرضیت کے موقع پر ہجرت نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا حکم آجائے، اسی طرح اگر ماں، باپ، بھائی، بیوی، اولاد وغیرہ کی محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکام کو پورا کرنے میں کوئی رکاوٹ آئی تو یہ چیزیں انسان کے لیے عذاب کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ اسی طرح ترکِ جہاد پر تنبیہ بھی معلوم ہو رہی ہے۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ
تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾
ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا
وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى
مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا
يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ
اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾

پکی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (لڑائی کی) بہت ساری جگہوں (یعنی میدانوں) میں تمھاری مدد کی اور (خاص کر کے) حنین کے دن بھی (تمھاری مدد کی) جب تم اپنی تعداد کے زیادہ ہونے پر خوش ہو رہے تھے؛ مگر وہ (تعداد کی زیادتی) تم کو کچھ بھی کام نہیں آئی اور زمین اپنے وسیع ہونے کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی، پھر تم (کافروں سے) پیٹھ دکھا کر پیچھے ہٹ گئے ﴿۲۵﴾ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر اپنی (طرف سے) سکینت اتاری① اور ایسے لشکر (یعنی ملائکہ) بھیجے جو تم کو نظر نہیں آئے اور کافروں کو (سخت) سزا دی اور کافروں کی تو یہی سزا ہے ﴿۲۶﴾ پھر اللہ تعالیٰ اس (جنگ) کے بعد جس کو چاہیں گے اس کو توبہ (یعنی اسلام) کی توفیق عطا فرمائیں گے② اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۲۷﴾ اے ایمان والو! یقیناً مشرک لوگ تو سراپا ناپاک ہیں، سو وہ لوگ اس سال کے بعد مسجدِ حرام (حدودِ حرم) کے پاس نہ آویں③ اگر تم کو ڈر ہے مفلس ہو جانے کا تو اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو وہ تم کو بہت جلدی اپنے فضل سے غنی کریں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۲۸﴾

---

① خود نبیٔ کریم ﷺ اور آپ کے ساتھ جمے رہنے والے صحابہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی تسلی کی برکت سے فتح قریب نظر آنے لگی اور جو حضرات اچانک کے شدید حملے کی وجہ سے ادھر ادھر ہو رہے تھے ان کے لیے تسلی ہوگئی اور وہ میدان میں آ کر جم گئے۔ ② اہلِ حنین سے بہت ساروں کو ایمان کی سعادت نصیب ہوئی۔ ③ یعنی مشرکانہ طور پر حج وعمرہ نہ کرے، پہلے مشرکانہ طور پر حج وعمرے ہوتے تھے، سن ۹ ہجری میں اس کو بند کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ
صٰغِرُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ِۨابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ ع
قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى
يُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٠﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ
وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٣١﴾ يُرِيْدُوْنَ
اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٣٢﴾

تم اہلِ کتاب میں سے ایسے لوگوں کے ساتھ لڑو جو نہ تو اللہ تعالیٰ پر اور نہ قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (محمد ﷺ) کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے اور سچے دین کو قبول نہیں کرتے، یہاں تک کہ ماتحت بن کر① (اپنے) ہاتھ سے جزیہ دینا قبول کرلیں ﴿٢٩﴾

اور یہود کہنے لگے کہ: عزیر تو اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ کہنے لگے کہ: مسیح اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، یہ سب ان کی منہ کی بنائی ہوئی باتیں ہیں② ان سے پہلے جو کافر تھے انہی کے جیسی باتیں یہ بھی کہنے لگے، اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کردیویں، یہ کہاں اوندھے پھرے جارہے ہیں؟ ﴿٣٠﴾ ان (یہود ونصاریٰ) نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے احبار (یعنی یہودی علما) اور اپنے راہبوں (یعنی نصرانی علما) کو اور مریم کے بیٹے مسیح کو (بھی) رب بنالیا ہے③؛ حالاں کہ ان کو صرف ایک ہی معبود (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا، اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جو شرک وہ کرتے ہیں اس سے وہ (اللہ تعالیٰ) پاک ہیں ﴿٣١﴾ وہ (دشمن) ایسا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور (یعنی دینِ اسلام) کو اپنے منہ (کی پھونکوں) سے بجھادیویں④؛ حالاں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کیے بغیر نہیں رہیں گے، چاہے کافر لوگوں کو یہ بات کتنی ہی بری لگے ﴿٣٢﴾

---

① یعنی اسلامی احکام قوانین عامہ کی اطاعت اور بالادستی تسلیم کرلیوے۔ بعض نے ”ذلیل ہوکر“ یہ ترجمہ بھی کیا ہے۔
② یعنی اس بات پر کوئی دلیل نہیں یا ان کا یہ عقیدہ کوئی مخفی بات نہیں ہے۔ ③ اطاعتِ مطلقہ جو خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے یہود ونصاریٰ اپنے علما کو بھی ویسا سمجھتے تھے۔ ④ دینِ حق کو مٹانے کی کوشش کرنا مراد ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ
اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ
وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۴﴾ یَّوْمَ یُحْمٰی
عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ
لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾

اسی (اللہ تعالیٰ) نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا؛ تاکہ اس کو تمام دین پر غالب کر دیویں، چاہے مشرک لوگوں کو (یہ بات) پسند نہ ہو ﴿۳۳﴾ اے ایمان والو! یقینی بات ہے کہ بہت سارے احبار (یعنی یہودی علما) اور راہب (یعنی نصرانی علما) لوگوں کے مالوں کو غلط طریقے سے کھاتے ہیں اور وہ (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے [۱] تو ان لوگوں کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنادو ﴿۳۴﴾ جس دن جہنم کی آگ میں (رکھ کر) ان (سونے چاندی) کو تپایا جائے گا، پھر ان (تپے ہوئے سونے چاندی) سے ان کی پیشانیوں کو اور ان کی کروٹوں (یعنی پہلوؤں) کو اور ان کی پیٹھوں کو داغا جائے گا [۲] (اور ان کو کہا جائے گا) یہ تو تمھارا وہی خزانہ ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کر کے رکھا تھا، سو تم نے جو جمع کر کے رکھا تھا اس کا مزہ تم لوگ چکھو ﴿۳۵﴾

---

① مراد یہ ہے کہ اس جمع کیے ہوئے خزانوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے ان کے لیے یہ وعید ہے۔ قاضی صاحب نے تفسیر مظہری میں ضمیر چاندی کی طرف مانی ہے یعنی کسی کے پاس سونا اور چاندی تھوڑا تھوڑا ہو تو سونے کی قیمت بھی چاندی کے حساب میں لگا کر زکوۃ ادا کرے۔ سونا چاندی قلیل قلیل ہو یا دو میں سے کوئی ایک نقد کرنسی کے ساتھ جمع ہو جائے تو چاندی کے نصاب کو سامنے رکھ کر زکوۃ دیوے یعنی اس صورت میں اقلِ نصاب کا اعتبار ہے، گرچہ اس وقت کا کم قیمت کا نصاب چاندی کا ہے، قیامت سے پہلے صورتِ حال بدل بھی سکتی ہے۔

② چندہ کرنے والے سفیروں اور فقیروں سے ناگواری کا اظہار کرنے کے لیے پہلے پیشانی چڑھائی، پھر کروٹ پھرالی اور پیٹھ دکھا کر چل دیے؛ اس لیے اسی ترتیب سے عذاب کی طرف اشارہ ہے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰهِ اثۡنَا عَشَرَ شَهۡرًا فِیۡ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالۡاَرۡضَ مِنۡهَاۤ اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ ۬ۙ فَلَا تَظۡلِمُوۡا فِیۡهِنَّ اَنۡفُسَكُمۡ
وَقَاتِلُوا الۡمُشۡرِكِیۡنَ كَآفَّةً كَمَا یُقَاتِلُوۡنَكُمۡ كَآفَّةً ؕ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۳۶﴾
اِنَّمَا النَّسِیۡٓءُ زِیَادَةٌ فِی الۡكُفۡرِ یُضَلُّ بِهِ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا یُحِلُّوۡنَهٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوۡنَهٗ عَامًا
لِّیُوَاطِـُٔوۡا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَیُحِلُّوۡا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُیِّنَ لَهُمۡ سُوۡٓءُ اَعۡمَالِهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ
لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۳۷﴾ ع ۸/۱۱

جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اسی دن سے مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں بارہ مہینے مقرر ہیں، ان میں سے چار (مہینے) احترام والے ہیں، یہی دین (کا) سیدھا (سادہ ضابطہ) ہے ①سوان (چار مہینوں) میں (گناہ کر کے یا ترتیب بدل کر کے) اپنے اوپر ظلم مت کرو ②اور (اے مسلمانو!) تم سب مشرکوں سے لڑتے رہو جس طرح وہ تم سب (مسلمانوں) سے لڑتے ہیں ③اور تم یہ بات جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کے ساتھ ہیں ﴿۳۶﴾ مہینوں کو آگے پیچھے کرنا کفر (کے زمانے) کی زیادہ کی ہوئی بات ہے ④اس کے ذریعہ کافر لوگ گمراہی میں پڑتے ہیں، وہ کسی سال میں اس (حرام مہینے) کو حلال کر دیتے ہیں اور (دوسرے) کسی سال اس کو حرام کر لیتے ہیں؛ تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کیے ہیں (بس) اس کی گنتی وہ (کسی طرح بھی) پوری کر لیویں، پھر جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا اس کو حلال کر لیتے ہیں ⑤، ان کے برے اعمال ان کی نظروں میں خوش نما کر کے دکھائے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیا کرتے ﴿۳۷﴾

① دین کے معنی حساب یعنی یہی صحیح حساب ہے۔ ② گناہ کرنے والا خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے؛ کیوں کہ گناہ کا برا انجام اس کی جان ہی کو بھگتنا پڑے گا۔ ③ یعنی جب وہ کفر اور شرارت کے کام کرے اور اس کو عادت بنالیں تو ایسوں کے ساتھ ہر وقت لڑنے کے لیے تیار رہو۔) ④ احترام کے مہینوں کو ترتیب میں آگے پیچھے کرنا؛ تاکہ لڑائی مسلسل لڑ سکے، یہ اپنی طرف سے کرنا غلط ہے۔ ⑤ یعنی مہینوں کو آگے پیچھے کر کے انھوں نے چار مہینے کی گنتی تو پوری کر لی؛ لیکن ترتیب بدلنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس مہینے میں واقعۃً اللہ تعالیٰ نے لڑائی حرام قرار دی تھی، اس میں انھوں نے لڑائی کو حلال کر لیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى
الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي
الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿٣٨﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ
وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٣٩﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ
اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ
مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٤٠﴾

اے ایمان والو! تم کو کیا ہوگیا ہے کہ جب تم کو (یوں) کہا جاتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں (جہاد کے لیے باہر) نکلو تو تم بھاری ہو کر کے زمین پر گر جاتے ہو①کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے، سو دنیا کی زندگی کا نفع آخرت کے مقابلے میں بہت ہی تھوڑا ہے ﴿۳۸﴾ اگر تم (جہاد کے لیے) نہیں نکلے تو تم کو وہ (اللہ تعالیٰ) دردناک عذاب دیں گے اور تمھاری جگہ پر وہ (اللہ تعالیٰ) دوسری قوم کو لے آئیں گے②اور تم ان (اللہ تعالیٰ کے دین) کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکو گے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۳۹﴾ اگر تم اس (نبی) کی مدد نہیں کرو گے تو پکی بات ہے کہ (اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی مدد کریں گے جیسا کہ) اللہ تعالیٰ اس (نبی) کی مدد اس (نازک) وقت میں کر چکے ہیں جب کافروں نے اس (نبی) کو (مکہ سے) نکالا تھا، جبکہ وہ (آپ ﷺ) دو آدمیوں میں سے دوسرے تھے جس وقت وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ (نبی) اپنے ساتھی (ابوبکرؓ) سے یہ فرما رہے تھے کہ تم غم مت کرو، یقین رکھو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اس (نبی) پر اپنی (طرف سے) سکینت (یعنی تسلی) نازل فرمائی اور اس (نبی) کی مدد (فرشتوں کے) ایسے لشکروں سے کی جو تم کو نظر نہیں آئے اور اس (اللہ تعالیٰ) نے کافروں کی بات نیچی کر دی اور اللہ کی بات (ہمیشہ) اونچی ہی رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۴۰﴾

① زمین پر گر جاتے ہو (یعنی جہاد کے لیے اٹھ کر چلتے نہیں ہو)۔ ② یعنی پیدا کریں گے۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ
لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۴۱ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ
بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ
اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۝۴۲ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى ع
يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ۝۴۳

تم (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) چاہے ہلکے ہوں کہ بھاری ہوں نکلو① اور اپنے مال اور اپنی جانوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو، اگر تم سمجھتے ہو تو یہی تمھارے لیے بہتر ہے ﴿۴۱﴾ اگر (دنیا کا) سامان نزدیک میں ملنے والا ہوتا اور سفر بھی آسان ہوتا تو وہ (منافق لوگ) ضرور تمھارے ساتھ (سفر میں) چلتے؛ لیکن سفر کی مسافت ان کو لمبی نظر آئی (اس لیے بیٹھ پڑے) اور عنقریب وہ اللہ تعالیٰ (کے نام) کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم سے ہوسکتا تو ہم ضرور تمھارے ساتھ (سفر میں) نکلتے (جھوٹی قسم کھا کر کے سفر میں نہ جا کر کے) وہ (منافق) لوگ اپنی ہی جانوں کو ہلاک کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ وہ (منافق) لوگ بالکل جھوٹے ہی ہیں ﴿۴۲﴾

(اے نبی!) اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف کر دیا ہے② تم نے ان کو (جہاد میں شریک نہ ہونے کی) اجازت کیوں دے دی؟ یہاں تک کہ تمھارے سامنے سچ بولنے والے ظاہر ہو جاتے اور جھوٹ بولنے والوں کو بھی تم جان لیتے ﴿۴۳﴾

---

① ہلکے ہوں یا بھاری اس سے مراد: پیدل ہوں یا سوار، فقیر ہوں یا مال دار، جوان ہوں کہ بوڑھا، سامان کم ہو یا زیادہ ہر حالت میں نکلو۔

② مطلب: (۱) صدر کلام میں محض دعا کا ذکر ہے۔

(۲) اجازت نہیں دینی تھی پھر بھی دیدی، خلافِ اولیٰ کام کیا اس پر ''عفا اللہ'' کہا گیا۔

(۳) اللہ سے خصوصی تعلق کی وجہ سے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلبِ اطہر ''لِمَ اَذِنْتَ'' کو برداشت نہ کر سکتا، لہٰذا پہلے ہی ''عفا اللہ'' فرما دیا گیا۔

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٤﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ
لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٤٦﴾
لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاْوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ
وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾

جولوگ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر (واقعۃً) ایمان لاتے ہیں وہ اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے کے بارے میں تم سے ① اجازت نہیں مانگیں گے اور اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں ② ﴿۴۴﴾ جولوگ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل (دین کے بارے میں) شک میں (پڑے ہوئے) ہیں سو وہ لوگ اپنے شک میں ہی بھٹک رہے ہیں، ایسے ہی لوگ تم سے (جہاد میں نہ آنے کی) اجازت مانگتے ہیں ﴿۴۵﴾ اور اگر وہ (جہاد میں) نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لیے کچھ سامان کی تیاری تو کرتے ③؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا اٹھنا پسند نہیں کیا؛ اس لیے ان کو سست پڑا رہنے دیا ④ اور (ان کو) کہہ دیا گیا کہ: تم بیٹھے رہنے والوں ⑤ کے ساتھ (یہاں) بیٹھے رہو ﴿۴۶﴾ اگر وہ (منافق) تمھارے ساتھ نکلتے بھی تو تمھارے درمیان فساد ⑥ کے سوا اور کچھ نہ بڑھاتے اور تم میں فتنہ پھیلانے کے لیے تمھاری صفوں کے درمیان دوڑتے پھرتے ⑦ اور (اب بھی) ان کے کچھ جاسوس لوگ تم میں (موجود) ہیں اور ظلم کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۴۷﴾

---

① یعنی جہاد میں شریک نہ ہونے کی۔ ② دین کے خاطر جان مال لگانے کے لیے تیار رہنا ایمانِ کامل کی نشانی ہے۔
③ مروجہ تبلیغی اصطلاح میں پیشگی تیاری کی ایک شکل ''وصولی'' ہے۔ ④ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے ان کو روک دیا (اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق نہیں دی)۔ ⑤ یعنی معذور، بچے، عورتیں، بوڑھوں کے ساتھ۔ ⑥ یعنی چغلی، لگائی بجھائی کرنا، باتوں کو اِدھر اُدھر کرنا۔ ⑦ بعض لوگ خیر کے کاموں میں فتنے ہی کھڑے کرنے کا کام کرتے ہیں ایسے لوگ تو باہر ہی رہیں، اس میں کام کرنے والوں کی خیریت ہے۔

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ
وَهُمْ كٰرِهُوْنَ﴿۴۸﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ
وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ﴿۴۹﴾ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ
مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ
اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴿۵۱﴾

پکی بات یہ ہے کہ وہ (منافق لوگ) تو پہلے سے ہی فتنہ (فساد) کی تلاش میں رہتے ہیں① اور تمھارے کاموں کو الٹتے رہے ہیں② یہاں تک کہ حق آ پہنچا اور اللہ تعالیٰ کا حکم غالب رہا اور وہ (منافق) لوگ (اس کو) پسند نہیں کرتے ہیں﴿۴۸﴾ اور ان (منافقوں) میں سے ایک ایسا بھی ہے جو کہتا ہے کہ: تم مجھ کو (جہاد میں نہ آنے کی) اجازت دے دو اور مجھ کو کسی فتنے میں مت ڈالو③، ارے! فتنے میں تو یہ (پہلے ہی) پڑے ہوئے ہیں④ اور یقیناً جہنم (آخرت میں) کافروں کو گھیرنے والی ہے⑤﴿۴۹﴾ اگر تم کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو ان کو برا لگتا ہے اور اگر تم کو کوئی دکھ پہنچتا ہے تو وہ (یوں) کہتے ہیں کہ: ہم نے پہلے سے ہی اپنا بچاؤ کر لیا تھا⑥ اور وہ خوش ہوتے ہوئے (تمھارے پاس سے) واپس چلے جاتے ہیں﴿۵۰﴾ (اے نبی!) تم (ایسا) کہہ دو کہ: اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے جو (مصیبت) لکھ دی ہے اس کے سوا کوئی بھی (مصیبت) ہم کو پہنچ ہی نہیں سکتی، وہ (اللہ تعالیٰ) ہمارے مالک ہیں اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے﴿۵۱﴾

---

① منافقین غزوۂ احد کے وقت آئے تھے، راستے سے ۳۰۰ واپس چلے گئے، گویا اس طرح کی حرکتیں کرنا ان کی پرانی عادت تھی۔ ② یعنی برے داؤ پیچ کھیل رہے ہیں، نبی کی دعوت میں اہلِ باطل نے ہمیشہ رخنہ اندازی کی کوشش کی ہے (دوسرا ترجمہ) آپ کے متعلق الگ الگ تدبیروں کی الٹ پلٹ کرتے رہے ہیں۔ ③ (دوسرا ترجمہ) گمراہی میں نہ ڈالیے، یہ بات جد بن قیس نامی منافق نے کہی تھی کہ رومیوں کی عورتوں کے حسن کے فتنہ میں پڑ جاؤں گا۔
(نوٹ) بعض لوگ خودساختہ اعذار پیش کر کے اہم دینی کاموں سے پیچھے رہنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اس آیت کے مضمون سے نصیحت حاصل کرے۔ ④ باطنی کفر اور نبیٔ کریم ﷺ کی نافرمانی یہ بڑا فتنہ ہے۔ ⑤ نفاق، غلط عذر کر کے جہاد میں نہ جانا یہ سب وہ اسباب ہیں جو آخرت میں جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بنیں گے۔ ⑥ (دوسرا) ہمارا کام پہلے سے ہی سنبھال لیا تھا۔

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ
اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ اَنْفِقُوْا
طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ
تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ
كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ
اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾

(اے نبی!) تم (ان کو) کہہ دو کہ: تم تو ہمارے لیے دو بھلائیوں [1] میں سے ایک کا انتظار کرتے ہو
اور ہم کو تمھارے بارے میں اس بات کا انتظار ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے
تم پر کوئی سزا بھیج دیویں، سو تم لوگ انتظار کرو، ہم بھی تمھارے ساتھ انتظار کرتے ہیں ﴿۵۲﴾ (اے
نبی!) تم (ان کو) کہہ دو کہ: تم (جہاد میں) خوشی سے خرچ کرو یا زبردستی (خرچ کرو) تم (لوگوں) سے
(اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا) بالکل قبول نہیں کیا جائے گا، یقیناً تم لوگ تو ایسی قوم ہو جو (مسلسل)
نافرمانی کرتی رہتی ہو ﴿۵۳﴾ اور ان کے (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) خرچ کیے ہوئے مال کے ان
سے قبول ہونے میں ان کو صرف اس لیے رکاوٹ آئی کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول کا
انکار کیا اور وہ نماز نہیں پڑھتے؛ مگر بڑی سستی کرتے ہوئے (کچھ پڑھ لیتے ہیں) اور وہ (دل) نہ
چاہتے ہوئے (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) مال خرچ کرتے ہیں [2] ﴿۵۴﴾ سو ان کے مال اور ان کی
اولاد (کے زیادہ ہونے) سے تم کو تعجب نہیں ہونا چاہیے [3]، یقیناً اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتے ہیں کہ ان کو ان
چیزوں کے ذریعہ سے دنیا کی زندگی میں عذاب دیویں [4] اور ان کی جان کفر کی حالت ہی میں نکلے ﴿۵۵﴾

---

(۱) فتح اور غنیمت یا شہادت دونوں چیز ہمارے لیے بھلائی ہوتی ہے۔

(۲) صرف بدنامی کے ڈر سے چندہ دیتے ہیں اور ثواب کی امید نہیں؛ چونکہ ایمان نہیں اس لیے یہ صدقہ قبول نہیں۔

(۳) اُس دور میں کفار، یہود اور منافقین کے یہاں بھی اولاد کی کثرت عزت کی چیز سمجھی جاتی تھی، اب آج کا زمانہ کچھ الگ ہے۔

(۴) مال اور اولاد بہت سی مرتبہ انسان کے لیے بدنامی و مصیبت کا ذریعہ بن جاتی ہے، یہ بھی مستقل عذاب ہے، اللّٰھم احفظنا۔

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ﴿٥٦﴾ لَوْ
يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ﴿٥٧﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ
فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ﴿٥٨﴾
وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ
فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ﴿٥٩﴾

ع ۱۴

اور وہ (منافق لوگ) تو اللہ تعالیٰ (کے نام) کی قسم کھاتے ہیں کہ یقیناً وہ تم ہی میں سے ہیں①؛ حالاں کہ وہ تم میں سے نہیں ہیں؛ لیکن وہ تو ڈرپوک لوگ ہیں ﴿۵۶﴾ اگر ان (منافق لوگوں) کو کوئی پناہ کی جگہ مل جاتی یا (پہاڑ میں) غار مل جاتے یا سر گھسانے کی کوئی اور جگہ مل جاتی تو وہ بے لگام ہو کر کے جلدی سے اسی کی طرف بھاگتے② ﴿۵۷﴾ اور ان (منافقوں) میں سے کچھ ایسے ہیں جو صدقات (کی تقسیم) میں تم پر عیب (یعنی طعنہ) لگاتے ہیں③ اگر ان کو (ان کی مرضی کے مطابق) اس میں سے دے دیا جاوے تب تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر (ان کی مرضی کے مطابق) اس میں سے ان کو نہ دیا جاوے تب تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں ﴿۵۸﴾ اور اگر وہ (منافق) اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے ان کو جو دیا اس پر راضی رہتے اور (یوں) کہتے کہ ہم کو تو اللہ تعالیٰ کافی ہیں، آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو (اور زیادہ) دیں گے اور اس کے رسول بھی (ہم کو دیں گے) یقیناً ہم تو (دل سے) اللہ تعالیٰ ہی کو چاہتے ہیں④ ﴿۵۹﴾

---

① تا کہ ان منافقوں کے ساتھ کافروں جیسا برتاؤ نہ ہو۔

② (دوسرا ترجمہ) تو وہ رسیاں تڑوا کر کے اسی کی طرف دوڑیں گے۔

③ تفسیر ابن جریر میں کئی روایات اس قسم کی نقل کی گئی ہیں جن میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات تقسیم فرمائے تو کچھ منافقین نے اعتراض کیا کہ یہ تقسیم (معاذ اللہ!) انصاف کے مطابق نہیں ہے۔ وجہ یہ تھی کہ ان منافقوں کو ان کے مطلب کے مطابق نہیں دیا گیا تھا۔

④ (دوسرا ترجمہ) ہم تو اللہ تعالیٰ ہی سے توقع رکھنے والے ہیں۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٠﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ

یقیناً صدقات① تو (اصل میں) حق ہے فقیروں کا اور مسکینوں کا اور اس (زکوۃ) کے کام پر جانے والوں کا اور جن کی دل جوئی کرنا مقصود ہو ان کا اور (غلاموں کو)② آزاد کرانے میں اور مقروضوں کا قرض ادا کرنے میں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں③ اور مسافروں (کی مدد) میں (خرچ کیا جاوے) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریضہ ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے ہیں، بڑی حکمت والے ہیں ﴿٦٠﴾ اور ان (منافقین) میں سے بعض وہ ہیں جو نبی کو تکلیف دیتے ہیں④ اور وہ (ایسا) کہتے ہیں کہ: وہ (نبی) تو کان ہی ہے⑤ تو (ان کو جواب میں) کہو کہ: جو تمھارے لیے بھلائی ہے اس میں تو کان ہے⑥

---

① صدقہ کے لفظ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مال خرچ کرنا ایمان کی سچائی کی نشانی ہے۔
② غلاموں یعنی مکاتب کو۔ ③ ''فی'' کا اعادہ سے اس مصرف میں خرچ کی اہمیت کی طرف اشارہ نکلتا ہے۔
④ یعنی نبئ کریم ﷺ کی شان میں ایسی بات بولتے ہیں جس کو سن کر آپ ﷺ کو تکلیف ہو۔
⑤ یعنی ہر بات سن لیتے ہیں یعنی جلدی دھوکا کھا جاتے ہیں (حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے)، منافقین حضرت نبئ کریم ﷺ کی مذاق اڑاتے تھے اور یوں کہتے کہ حضرت محمد ﷺ تو جو کچھ سن لیتے ہیں اس پر یقین کر لیتے ہیں؛ اس لیے ہم کو کوئی فکر نہیں ہے، اگر ان کے خلاف ہماری کوئی سازش کھل بھی گئی تو قسم کھا کر خود کو بری بتا دیں گے اور وہ مان بھی لیں گے اور ہماری معذرت قبول کر لیں گے۔ اس مذاق کا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا: تمھاری سازش کی حقیقت نبئ کریم ﷺ کو معلوم ہے؛ لیکن وہ مکارمِ اخلاق کی وجہ سے خاموش رہتے ہیں؛ اس لیے ایسا نہ سمجھو کہ ان کو کچھ خبر نہیں ہے اگر تمھارے حالات کی نبی کھود کرید کرتے تو تم رسوا ہو جاتے اور تمھاری پول کھل جاتی، آج دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے متعلق ایسا برتاؤ کرنے والوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے؛ لیکن ایسے لوگوں کو سمجھنا چاہیے کہ مکارمِ اخلاق سے غلط فائدہ نہ اٹھاویں۔
⑥ جو بات تمھارے حق میں خیر ہی خیر ہو وہی بات کان دے کر سنتے ہیں، کسی بات کو سن لینا دو طریقے سے ہوتا ہے: (۱) تصدیق کے لیے یعنی اس بات کو صحیح سچا مان کر سن لینا (۲) کسی بات کو غلط جاننے کے باوجود اچھے اخلاق کی وجہ سے سن لینا۔ یہاں آیت میں دوسری بات کی طرف اشارہ ہے۔ (دوسرا ترجمہ) آپ جواب میں کہہ دیں: وہ کان میں تمھاری بھلائی کے لیے ہے۔

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٦١ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ
اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝٦٢ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ
لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝٦٣ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ
عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۝٦٤

وہ (نبی) اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں① اور (مخلص) ایمان والوں کی بات کو مان لیتے ہیں② اور تم میں سے جو بھی ایمان لاوے ان کے لیے رحمت ہے③ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول کو ستاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿٦١﴾ وہ (منافق) تمھارے سامنے اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے ہیں؛ تاکہ وہ تم کو خوش کر دیویں، اور اگر وہ (سچے) ایمان والے ہیں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول زیادہ حق دار ہیں کہ وہ ان کو راضی رکھیں ﴿٦٢﴾ کیا وہ لوگ اتنی بات نہیں جانتے جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے④ تو اس کے لیے تو جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، یہ بڑی رسوائی ہے ﴿٦٣﴾ منافق لوگ اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ ان (مسلمانوں) پر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کوئی سورت اتاری جائے جو ان (منافقوں) کی دل کی باتوں کو ان کے سامنے ظاہر کر دیوے، تم (ان کو) کہو کہ: تم مذاق اڑاتے رہو⑤ جس چیز سے تم ڈرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنے ہی والے ہیں ﴿٦٤﴾

①(دوسرا ترجمہ) یقین رکھتے ہیں۔
②یعنی مؤمنین جو خبر دیتے ہیں اس کو سچا مانتے ہیں اور منافقین کی خبر کا اعتبار نہیں کرتے۔ (دوسرا ترجمہ) بات کا اعتبار کرتے ہیں)
③(دوسرا ترجمہ) ان کے ساتھ مہربانی کرتے ہیں۔
④(دوسرا ترجمہ) رسول کے خلاف کرنے میں حد سے گزر جاتا ہے۔
⑤امر کا مقصد تنبیہ یا توبیخ ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ
كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۶۵ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ
ع مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۶۶ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ
بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ
فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۶۷

اور اگر تم ان (منافقوں) سے (مذاق کی وجہ کے بارے میں) سوال کرو تو وہ ضرور جواب میں (ایسا) کہیں گے کہ: ہم تو ہنسی مذاق (والی بات چیت) اور دل لگی کر رہے تھے تو (ان منافقوں کو ایسا) کہو کہ: کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کی آیتوں کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ تم مذاق کر رہے تھے ﴿۶۵﴾ تم بہانے مت بناؤ، پکی بات یہ ہے کہ اپنے ایمان (کا دعویٰ کرنے) کے بعد تم نے (صریح) کفر کیا①، اگر ہم تم میں سے کسی ایک جماعت کو (مسلمان ہوجانے پر) معاف بھی کر دیں گے تو دوسری جماعت کو ہم ضرور سزا دیں گے②؛ اس لیے کہ وہ گنہگار لوگ ہیں ﴿۶۶﴾

منافق مرد اور منافق عورتیں سب آپس میں ایک جیسے ہیں، وہ بری بات سکھاتے ہیں اور اچھی بات سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں③ انھوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا④ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بھلا دیا⑤، یقیناً منافق لوگ ہی نافرمان ہیں ﴿۶۷﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) تم تو خود کو مؤمن بتا کر کفر کرنے لگے۔ ② جنھوں نے کفر و نفاق اور استہزاء سے توبہ نہیں کی ان کو۔

③ (دوسرا ترجمہ) اپنی مٹھی کو بند رکھتے ہیں؛ یعنی واجب حقوق کو بھی ادا نہیں کرتے، اللہ کے راستہ میں جہاد بھی نہیں کرتے۔

④ یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کی۔

⑤ یعنی اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ان کو نہیں ملی، بھول جانے کا جو مفہوم ہمارے محاورے میں استعمال ہوتا ہے وہ ہم باری تعالیٰ کے لیے مراد نہیں لے سکتے، اب آیت کا مفہوم اس طرح ہوسکتا ہے: (الف) ان منافقوں نے اللہ تعالیٰ کا خیال نہیں رکھا؛ یعنی اطاعت نہیں کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا خیال نہیں رکھا یعنی اپنی خصوصی رحمت سے نہیں نوازا۔

(ب) اللہ تعالیٰ کے احکام کو اس طرح چھوڑ دیا جیسا کہ بھول ہی گئے ہو تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ثواب اور آخرت کے معاملے میں ایسا ہی چھوڑا کہ نیکی اور ثواب میں ان کا نام کہیں نہ رہا۔

وَعَدَ اللّٰهُ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ هِىَ حَسۡبُهُمۡ ۚ
وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ ۙ﴿۶۸﴾ كَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ كَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡكُمۡ قُوَّةً
وَّاَكۡثَرَ اَمۡوَالًا وَّاَوۡلَادًا ؕ فَاسۡتَمۡتَعُوۡا بِخَلَاقِهِمۡ فَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِخَلَاقِكُمۡ كَمَا
اسۡتَمۡتَعَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ بِخَلَاقِهِمۡ وَخُضۡتُمۡ كَالَّذِىۡ خَاضُوۡا ؕ اُولٰۤـئِكَ حَبِطَتۡ
اَعۡمَالُهُمۡ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمۡ يَاۡتِهِمۡ نَبَاُ الَّذِيۡنَ مِنۡ
قَبۡلِهِمۡ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ ۙ وَقَوۡمِ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاَصۡحٰبِ مَدۡيَنَ وَالۡمُؤۡتَفِكٰتِ ؕ
اَتَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ وَلٰـكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۷۰﴾

منافق مردوں سے اور منافق عورتوں سے اور کافروں سے اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے، وہ اس (جہنم کی آگ) میں ہمیشہ رہیں گے، وہی (جہنم) ان کو کافی ہے (دوسری کسی سزا کی ضرورت نہیں ہے) اور اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان (منافقوں) کے لیے ہمیشہ کا (برقرار رہنے والا) عذاب ہے ﴿٦٨﴾ (تمھاری حالت بھی) ان لوگوں جیسی ہے جو تم سے پہلے تھے، وہ تم سے زیادہ طاقت والے تھے اور زیادہ مال اور اولاد والے تھے، سوانھوں نے (دنیا میں) اپنے حصے سے مزہ اڑا لیا، پھر تم نے بھی اسی طرح اپنے حصہ سے مزہ اڑایا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے اپنے حصہ سے مزہ اڑایا تھا①، اور جیسے وہ لوگ بیکار کاموں میں پڑے تھے ویسے تم بھی بیکار کاموں میں پڑے ہو، یہی لوگ تھے کہ دنیا اور آخرت میں ان کے اعمال برباد ہو گئے، اور وہی لوگ نقصان میں پڑنے والے ہیں ﴿٦٩﴾ کیا ان (منافقوں) کو ان سے پہلے جو لوگ تھے ان کی (عذاب کی) خبر نہیں پہنچی (یعنی) نوحؑ کی قوم کی اور عاد کی اور ثمود کی اور ابراہیمؑ کی قوم کی اور مدین والوں کی اور جن بستیوں کو الٹ دیا گیا تھا ان کی (یعنی حضرت لوطؑ کی قوم کی)، ان (قوموں) کے پاس ان کے پیغمبر کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے تھے، سو اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا؛ لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے ﴿٧٠﴾

① اگلے لوگ طرح طرح کی دنیوی لذتوں میں پڑ کر آخرت کو بھول گئے، مصیبت اور بداخلاقی میں مبتلا ہو گئے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ
سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ
ع مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٧٢﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ
وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٧٣﴾

اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنے والے ہیں، اچھی بات سکھلاتے ہیں اور وہ بری بات سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، ان ہی لوگوں پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم کریں گے ①، یقین رکھو! اللہ تعالیٰ بڑے زبردست ہیں، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۷۱﴾ اللہ تعالیٰ نے ایمان والے مردوں سے اور ایمان والی عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کیا ہے کہ ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور سدا بہار باغوں میں ② پاکیزہ مکانات کا (جو ان کے لیے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رضامندی (ان) سب (نعمتوں) سے بڑی ہے، یہی بہت بڑی کامیابی ہوگی ﴿۷۲﴾

اے نبی! کافروں اور منافقوں کے ساتھ تم جہاد کرو اور تم ان پر سختی کرو ③ اور جہنم (کی آگ) ان کے رہنے کی جگہ ہے اور وہ بہت بری رہنے کی جگہ ہے ﴿۷۳﴾

---

① اللہ کی رحمت لینے کے یہ چھ (۶) اسباب ہیں۔
② (دوسرا ترجمہ) ہمیشہ رہنے کے باغات میں۔
③: (۱) سامنے والا جیسے سلوک کا مستحق ہو اس میں کوئی رعایت نہ برتے۔
(۲) احکامِ شرعیہ کو جاری کرنے میں کمی نہ کریں۔
(۳) یعنی تمہارا عمل ان پر سختی کا ہو۔
(۴) ایسی زبانی سختی جس میں گالی گلوچ ہو جائے وہ مناسب نہیں ہے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ
يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا
لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ
مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ
مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ
نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾

وہ (منافق) لوگ اللہ تعالیٰ (کے نام) کی قسم کھاتے ہیں کہ یہ بات ①انھوں نے نہیں کہی؛ حالاں کہ پکی بات ہے کہ انھوں نے تو کفر کی بات کہی ہے ②اور اپنے اسلام (کو ظاہر کرنے) کے بعد وہ (صریح) کافر بن گئے اور انھوں نے تو ایسا کام کرنے کا ارادہ کیا تھا جس کام کو وہ کر نہیں سکے ③اور ان منافقوں نے یہ صرف اس بات کا بدلہ لیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیا④، سو اگر وہ (منافق) توبہ کر لیویں تو ان کے لیے بھلائی ہے اور اگر وہ مانیں گے نہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دیں گے اور زمین (یعنی دنیا) میں ان کے لیے نہ کوئی طرف داری کرنے والا ہوگا اور نہ کوئی مدد کرنے والا (ہوگا) ﴿۷۴﴾ اور ان (منافقوں) میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ اگر وہ (اللہ تعالیٰ) ہم کو اپنے فضل سے دیں گے تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور ہم ضرور نیک لوگوں میں سے ہو جائیں گے ﴿۷۵﴾ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دیا تو وہ اس میں بخیلی کرنے لگے اور وہ (اپنے عہد سے) پھر گئے اور (اس طرح) پھر جانے کی ان کی عادت ہے ﴿۷۶﴾ سو ان کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق قائم کر دیا اس دن تک کہ جس دن وہ اس کے سامنے حاضر ہوں گے (یعنی قیامت تک)؛ اس لیے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا اور اس لیے کہ وہ لوگ جھوٹ بولا کرتے تھے ﴿۷۷﴾

---

① یعنی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی والی۔ ② جس کے دل میں ایمان ہوگا وہ کبھی رسول ﷺ کی گستاخی نہیں کر سکتا، گستاخانہ بات اور عمل دلیل ہے نفاق کی۔ ③ یعنی نبی کریم ﷺ کے قتل کا منصوبہ۔ ④ یعنی احسان کا بدلہ قتل کی سازش۔

أَلَمْ يَعْلَمُوٓا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَأَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿٧٨﴾ اَلَّذِينَ
يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ
فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ ۭ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا
تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
ع كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِينَ ﴿٨٠﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ
بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُولِ اللّٰهِ وَكَرِهُوٓا أَنْ يُّجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

کیا وہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ ان کی چھپی ہوئی بات کو اور ان کے آپس کے مشوروں کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ تو تمام چھپی ہوئی باتوں کو پوری طرح جانتے ہیں ﴿۷۸﴾ یہ (منافق) لوگ (ایسے ہیں) جو دل کھول کر خرچ کرنے والے مؤمنوں کو طعنہ مارتے ہیں اور جن (مسلمانوں) کے پاس اپنی محنت (کی کمائی) کے سوا کچھ نہیں ہیں (اور وہ اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرتے ہیں) سو وہ (منافقین) ان کا (بھی) مذاق اڑاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ان کے مذاق اڑانے کی سزا دیں گے ① اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿۷۹﴾ تم ان (منافقوں) کے لیے (اللہ تعالیٰ سے) معافی مانگو یا معافی نہ مانگو، اگر تم ان کے لیے ستر مرتبہ معافی مانگو گے تو بھی اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز معاف نہیں کریں گے، یہ اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتے ﴿۸۰﴾

رسول اللہ (ﷺ) کے (تبوک میں تشریف لے جانے کے) بعد پیچھے رہنے والے اپنے بیٹھے رہنے پر (بھی) خوش ہو گئے ② اور اپنے مال اور اپنی جان سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا ان کو پسند نہیں تھا ③

---

① بعض لوگوں کا مزاج عیب جوئی اور طعنہ زنی کا ہوتا ہے، لوگوں کی اچھائی بھی ان کو برائی ہی نظر آتی ہے۔ ایسے لوگوں نے غزوۂ تبوک میں زیادہ صدقہ دینے والوں کو ریا کا طعنہ دیا تو اپنی حیثیت کے مطابق کم دینے والوں کو بھی طعنہ دیا کہ چڑیا کی ٹانگ خرچ کرنے سے کیا حاصل؟ اس طرح کے لوگ ہر دور میں رہتے ہیں، ان کی طرف دھیان دیے بغیر اخلاص سے کام کرنا ہے۔ ② (۱) آپ ﷺ کے چلے جانے کے بعد خوش ہو رہے تھے (۲) مخالفت کر کے گھر بیٹھے رہے۔ ③ آرام طلبی اور کفر کی وجہ سے اللہ کے راستے میں نکلنے کو پسند نہیں کرتے۔

وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾ فَلْيَضْحَكُوْا
قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ
مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ
اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ
مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَا تُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨٤﴾

اور وہ کہنے لگے کہ: تم گرمی میں مت نکلو، تو تم (ان کو) کہو کہ: جہنم کی آگ بہت زیادہ گرم ہے، کاش کہ وہ (اس بات کو) سمجھتے ﴿۸۱﴾ سو ان (منافقوں) کو چاہیے کہ (دنیا میں) تھوڑا سا ہنس لیں اور جو کمائی (یعنی گناہ) وہ لوگ کرتے تھے اس کے بدلے میں (آخرت میں) وہ بہت زیادہ روتے رہیں① ﴿۸۲﴾ سو (اے نبی!) اللہ تعالیٰ تم کو ان (منافقوں) کی کسی جماعت کے پاس (تبوک سے فراغت پر) واپس لے جاویں اور وہ (کسی جہاد میں) نکلنے کے لیے تم سے اجازت مانگے تو تم (ان کو) کہہ دو: تم کبھی بھی میرے ساتھ نہیں نکلو گے② اور تم میرے ساتھ مل کر کسی دشمن سے کبھی نہیں لڑ سکو گے، یقیناً تم نے تو پہلی بار بیٹھے رہنے کو پسند کیا تھا؛ لہٰذا اب بھی پیچھے رہنے والوں (معذوروں) کے ساتھ بیٹھے رہو③ ﴿۸۳﴾ اور ان (منافقوں) میں سے کوئی مر جاوے تو تم اس پر کبھی بھی (جنازے کی) نماز نہ پڑھنا اور اس کی قبر پر کھڑے بھی نہ رہنا؛ (کیوں کہ) ان منافقوں نے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کیا ہے اور نافرمان ہونے کی حالت ہی میں وہ مرے ہیں ﴿۸۴﴾

---

① امر بمعنی خبر یعنی یقینی ایسا ہوگا۔ ② اس وقت تم ان کو کہہ دینا کہ تم میرے ساتھ (جہاد میں) کبھی بھی نہیں چل سکو گے۔ یعنی یہ لوگ اگر آئندہ کسی جہاد میں شریک ہونے کا ارادہ کریں تو بھی پہلے کی طرح حیلے بہانے کر کے شریک نہیں ہوں گے؛ چونکہ دل میں ایمان نہیں ہے اس لیے ارادے میں اخلاص بھی نہیں ہے؛ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا کہ اگر وہ سامنے سے جہاد میں شریک ہونے کی درخواست کریں تو ان کو بتلا دو کہ تمھاری بات پر ہم کو بھروسہ نہیں ہے، تم جہاد کے لیے نکلو گے بھی نہیں اور میرے ساتھ مل کر دشمن سے جنگ بھی نہیں کر سکو گے۔ نبی کی معیت سے محرومی یہ دنیوی بڑی سزا ہے اور لفظ ''لن'' میں مستقبل میں نفی کی تاکید بھی ہے اور تابید بھی ہے؛ چونکہ غزوۂ تبوک یہ آخری غزوہ ہے اس لیے یہ نکتہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ خلفائے راشدین کی معیت میں بھی ان کو دینِ اسلام کی خاطر جنگ کرنے کی سعادت نصیب نہیں ہوگی، اس سے حضراتِ خلفائے راشدین کی فضیلت کا بھی نکتہ نکل سکتا ہے، کہ لفظ ''مَعِیَ'' میں حضراتِ خلفائے راشدین کی طرف بھی اشارہ ہوا ہو۔ ③ یہ ان کے لیے دنیوی سزا تھی کہ آئندہ وہ خود جہاد میں شریک ہونا چاہیں تو بھی ان کو شریک نہ کیا جاوے۔

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا
وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ
رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا
بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
ع فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾

اور ان (منافقوں) کے مال اور ان کی اولاد (کی کثرت) سے تم تعجب مت کرو، اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتے ہیں کہ ان (چیزوں) کے ذریعہ ان کو دنیا کی زندگی میں عذاب دیویں اور ان کی جانیں کفر ہی کی حالت میں نکلیں ﴿۸۵﴾ اور جب کوئی سورت اس حکم کے ساتھ اتاری جاتی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور تم اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان (منافقوں) میں سے جو طاقت والے ہیں وہ تم سے اجازت مانگتے ہیں اور وہ (یوں) کہتے ہیں کہ: ہم کو (یہیں) چھوڑ دو، ہم بھی بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ (یہیں) رہیں① ﴿۸۶﴾ پیچھے رہنے والی عورتوں میں شامل رہنا انھوں نے پسند کیا اور ان کے دلوں پر مہر لگادی گئی②، سو وہ سمجھتے نہیں ہیں (کہ وہ کیا کر رہے ہیں) ﴿۸۷﴾ لیکن رسول اور جو لوگ ان (رسول) کے ساتھ ایمان لائے انھوں نے اپنے مال اور اپنی جان کے ذریعہ جہاد کیا اور ایسے لوگوں کے لیے بھلائیاں ہیں اور ایسے ہی لوگ کامیاب ہوں گے ﴿۸۸﴾ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں کہ ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے ﴿۸۹﴾

---

① یعنی معذوروں کے ساتھ وطن میں رہیں۔ جن میں طاقت ہے پہلے وہ بہانے کرتے ہیں، تو جن کا عذر ہے وہ بدرجۂ اولیٰ شرکت نہیں کریں گے۔

② یعنی نیکی کی توفیق سے ہمیشہ کے لیے محروم کردیے گئے۔

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ
سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٠﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى
الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا
عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩١﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ
لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ
حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿٩٢﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ
اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٣﴾

اور دیہات کے لوگ بھی عذر کرتے ہوئے آئے؛ تاکہ ان کو بھی (جہاد میں شریک نہ ہونے کی) اجازت دے دی جائے، اور (ان دیہات والوں میں سے) جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا وہ سب (گھر ہی میں تو) بیٹھے رہے ①، ان میں سے جو کافر ہیں عنقریب ان کو دردناک عذاب پہنچے گا ﴿۹۰﴾ کمزور لوگوں پر اور بیمار لوگوں پر اور جن کے پاس خرچ کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے ان سب پر (جہاد میں نہ جانے کی وجہ سے) کوئی گناہ نہیں ہے، جبکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے دل صاف رکھتے ہیں ② اور نیکی کرنے والوں پر کوئی الزام نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۹۱﴾ اور ان لوگوں پر بھی (کوئی گناہ) نہیں ہے جو تمھارے پاس اس لیے آئے کہ تم ان کے لیے سواری کا انتظام کردو، تو تم نے (جواب میں یوں) کہا کہ: ابھی میرے پاس کوئی ایسی (سواری کی) چیز نہیں ہے جس پر میں تم کو سوار کروں، تو وہ (یہ سن کر اس حالت میں) واپس چلے گئے اور ان کی آنکھوں میں سے غم کی وجہ سے آنسو بہہ رہے تھے اس بات پر کہ (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) خرچ کرنے کی کوئی چیز وہ لوگ پاتے نہیں ہیں ﴿۹۲﴾ الزام تو ایسے لوگوں پر ہے جو مال دار ہونے کے باوجود تم سے اجازت مانگتے ہیں، پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ رہ جانے پر وہ خوش ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی

ہے، اس لیے اب وہ کچھ نہیں جانتے ﴿۹۳﴾

---

① یہاں دیہات کے لوگ دو طرح کے بتائے گئے:

(۱) تبوک میں نہ آئے؛ لیکن عذر پیش کرنے آئے۔

(۲) بعض وہ جنھوں نے عذر پیش کرنے کی بھی زحمت گوارہ نہ کی۔ کوئی کام نہ کرنا ہو تو سلیقہ سے کم از کم صحیح عذر تو پیش کر ہی دینا چاہیے۔

② اللہ اور اس کے رسول سے وہ اخلاص والا تعلق رکھتے ہو۔

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا
اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ
اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۫ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ
جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴿٩٥﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ
اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ﴿٩٦﴾

جب تم (جہاد سے) ان (منافقوں) کی طرف واپس جاؤ گے تو وہ لوگ تمھارے سامنے بہانے کرنے آئیں گے تو تم (اے نبی!) کہہ دو کہ: تم بہانے مت بناؤ، ہم تمھاری بات ہرگز نہیں مانیں گے، اللہ تعالیٰ نے ہم کو تمھارے حالات اچھی طرح بتلا دیے ہیں اور آئندہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تمھارے کام (یعنی کارگزاری) کو دیکھیں گے ①، پھر تم چھپی اور کھلی چیز کو جاننے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف لوٹا دیے جاؤ گے، پھر اللہ تعالیٰ جو کام تم کرتے تھے اس کی حقیقت تم کو بتلا دیں گے ﴿۹۴﴾ جب تم (لوٹ کر) ان کے پاس واپس جاؤ گے تو وہ (منافق) لوگ تمھارے سامنے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں گے؛ تاکہ تم ان سے درگزر کرو، تو تم ان کو نظر انداز کردو ②، یقیناً وہ (منافق) لوگ تو ناپاک ہیں اور جہنم ان کے رہنے کی جگہ ہے، جو (گناہ) وہ کماتے تھے یہ اس کی سزا ہے ﴿۹۵﴾ وہ لوگ تو تمھارے سامنے قسمیں کھائیں گے؛ تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، سو اگر تم ان (منافقوں) سے راضی ہو جاؤ گے تو بھی یہ بات تو یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوں گے ﴿۹۶﴾

---

① آئندہ تمھارا طرزِ عمل کیسا رہے گا وہ اصل ہے، یہ "عملی توبہ" بتائی گئی۔

② (دوسرا ترجمہ) تم بھی ان سے درگزر کرو۔ (تیسرا ترجمہ) ان کو ان کی حالت پر رہنے دو (یعنی زبان سے تنبیہ نہ کرو، شگفتہ تعلق بھی مت رکھو، یہ سب ان لوگوں کو بے فائدہ ہے؛ چوں کہ بنیادی چیز ان میں ایمان ہی نہیں)۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٩٧﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ
الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا
ع قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٩﴾

گاؤں کے رہنے والے (منافق) کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور (وہ دوسروں کے مقابلے میں) اس بات کے زیادہ لائق ہیں کہ جو احکام اللہ نے اپنے رسول پر اتارے ہیں وہ اس کو نہ سیکھیں ①اور اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ جاننے والے، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۹۷﴾ اور بعض دیہاتی ایسے ہیں ②جو (اللہ تعالیٰ کے نام پر) خرچ کرنے کو ایک قسم کا تاوان سمجھتے ہیں③اور وہ انتظار کرتے ہیں کہ تم (مسلمانوں) پر مصیبت کا کوئی چکر آجاوے④؛ (حالاں کہ) بری مصیبت کا چکر (خود) ان پر پڑنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ سنتے ہیں، بڑے جاننے والے ہیں ﴿۹۸﴾ اور گاؤں کے رہنے والوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ (اللہ تعالیٰ کے نام پر) خرچ کرتے ہیں اس کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پہنچنے کا اور پیغمبر کی دعائیں حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں، سن لو! یقیناً وہ چیز ان کے لیے (اللہ تعالیٰ کے) نزدیک پہنچنے کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عنقریب اپنی رحمت میں داخل کریں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۹۹﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) وہ اس سے ناواقف رہیں۔ بہت سے ''دیہاتیوں'' میں اس طرح کی بات ہوتی ہے۔
نوٹ: اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اہلِ علم سے دور رہتے ہیں اور دل میں قساوت ہے، جھوٹی قسم کی بھی کوئی پرواہ نہیں ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) گاؤں میں رہنے والے (منافقوں میں) بعض ایسے بھی ہیں۔
③ یعنی بوجھ سمجھتے ہیں۔
④ یعنی کسی حادثے میں مسلمان ختم ہو جاویں۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ
رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ
اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝١٠٠ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ
الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۣ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ
ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝١٠١ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا
وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١٠٢

اور وہ مہاجرین اور انصار جنھوں نے (ایمان کی دعوت قبول کرنے میں) سب سے پہلے سبقت کی ① اور جن لوگوں نے نیکی کے ساتھ ان کی اتباع کی ② اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گئے اور وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں کہ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی ﴿۱۰۰﴾ اور تمھارے آس پاس کے گاؤں (کے رہنے) والوں میں سے بعض لوگ منافق ہیں اور مدینہ (کے رہنے) والوں میں سے بھی (بعض لوگ منافق ہیں) جو نفاق پر (ایسے) اڑ گئے ہیں ③ تم تو ان کو جانتے نہیں ہو، ہم ان کو جانتے ہیں، عنقریب ہم ان کو دو مرتبہ سزا دیں گے ④ پھر (آخرت میں) بڑے عذاب کی طرف وہ لوگ بھیجے جائیں گے ﴿۱۰۱﴾ اور دوسرے (بعض) لوگوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا ہے کہ انھوں نے کچھ نیک کام اور دوسرے برے کام کو آپس میں ملا دیا ہے ⑤ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کر لیں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۰۲﴾

① (دوسرا ترجمہ) جو لوگ سب سے اول (ایمان کی دعوت) قبول کرنے والے ہیں۔ سابقون سے مراد: (۱) ہجرت سے پہلے (۲) صلحِ حدیبیہ سے پہلے (۳) غزوۂ بدر سے پہلے ایمان لانے والے (۴) دونوں قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والے۔
② (دوسرا ترجمہ) اخلاص کے ساتھ ان کے راستے پر چلے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) جو نفاق میں (ایسے) ماہر ہو گئے ہیں۔
④ یعنی قیامت سے پہلے دنیا میں دو مرتبہ عذاب ہے: (۱) نفاق کو چھپانے کی فکر اور دنیوی بدنامی (۲) عذابِ قبر۔
⑤ برا عمل غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کرنا اور نیک عمل یعنی دوسرے غزوات کی شرکت اور اعمالِ صالحہ یعنی انھوں نے کچھ اچھے اور کچھ برے ملے جلے کام کیے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ
سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٠٣﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ
وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ
عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ
عَلَيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠٦﴾

(اے نبی!) تم ان کے مالوں میں سے صدقہ وصول کرو، جس کے ذریعے تم ان کو پاک اور صاف کردو① اور (صدقہ لیتے وقت) تم ان کے لیے (برکت کی) دعا کردو، یقیناً تمھاری دعا ان کے لیے سکون کا ذریعہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ ہر بات اچھی طرح سنتے ہیں اور بڑے جاننے والے ہیں ﴿۱۰۳﴾ کیا ان کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتے ہیں اور (بندوں کے) صدقات (بھی) قبول کرتے ہیں اور یقین رکھو! اللہ تعالیٰ ہی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۰۴﴾ اور تم (ان لوگوں کو) کہہ دو کہ: تم عمل کرتے رہو، سو عنقریب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور ایمان والے تمھارے (طرزِ) عمل کو دیکھیں گے اور تم لوگ چھپی اور کھلی چیزوں کے جاننے والے (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف واپس لوٹائے جاؤ گے، پھر وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو جو کام تم کرتے تھے اس کی حقیقت بتلادیں گے ﴿۱۰۵﴾ اور دوسرے کچھ لوگ ایسے② ہیں جن کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کا حکم آنے تک ملتوی کر دیا گیا ہے یا تو وہ ان کو سزا دیویں اور یا وہ ان کو معاف کر دیویں اور اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ جاننے والے، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱۰۶﴾

① (دوسرا) ان کو برکت والا بنادو۔ نوٹ: دینی کاموں کے لیے کوئی مسلمان چندہ دیوے تو اس کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ صدقہ کی برکت سے مال کی محبت سے دل صاف ہوتا ہے۔

② حضرت مرارہ بن ربیع، ہلال بن امیہ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہم مراد ہیں، آسانی کے لیے لفظ ''مکہ'' یاد رکھیے، ہر ایک کے نام کا اول لفظ اس میں ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ
حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ
لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٧﴾ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ
تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ اَفَمَنْ اَسَّسَ
بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ
هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾

اور جن لوگوں نے ایک مسجد (مسلمانوں کو) نقصان پہنچانے کے لیے ① اور کفر (کو طاقت پہنچانے) کے لیے اور ایمان والوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لیے بنائی اور اس آدمی کو ② اڈہ (یعنی ٹھہرنے کی جگہ) دینے کے لیے جو پہلے سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑائی (مخالفت) کر رہا ہے، اور (اوپر سے) ضرور یہ لوگ قسم کھائیں گے کہ ہمارا ارادہ تو بس بھلائی ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً وہ لوگ جھوٹے ہیں ﴿۱۰۷﴾ (اے نبی!) تم اس میں کبھی (نماز کے لیے) کھڑے مت رہنا، البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے ③ وہ زیادہ لائق ہے کہ تم اس میں (نماز کے لیے) کھڑے ہوں، اس میں ایسے لوگ ہیں جو صاف ستھرا رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتے ہیں ﴿۱۰۸﴾ کیا بھلا وہ شخص جس نے اپنی عمارت (یعنی مسجد) کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور (اس کی) خوشنودی پر رکھی ہو وہ بہتر ہے یا (وہ بہتر ہے) جس آدمی نے اپنی عمارت (مسجد) کی بنیاد کسی کھائی کے کنارے پر رکھی ہو جو گرنے کو ہے ④ جو اس (بانی) کو لے کر جہنم کی آگ میں گر پڑے اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والی قوم کو ہدایت نہیں دیتے ﴿۱۰۹﴾

---

① ضرار کا مطلب: یعنی ایسا نقصان پہنچانا جس میں خود نقصان پہنچانے والے کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ ② حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ غسیل الملائکۃ کا باپ ابو عامر فاسق مراد ہے جو راہب کے لقب سے مشہور ہو گیا تھا۔ ③ اس سے مراد مسجدِ قبا ہے اور مسجدِ نبوی بھی اس کے مصداق میں داخل ہے، دونوں ہی کی بنیاد تقویٰ اور اللہ کی خوشنودی پر تھی۔ ④ ’’جرف‘‘ نالہ یا نہر کا وہ کنارہ جس کو پانی کے بہاؤ نے کاٹ رکھا ہو اور وہ گرنے کے قریب ہو۔ (لغات القرآن) (حقیقت میں وہ جہنم میں گرا دی گئی یا اس کے بنانے والے کے لیے جہنم میں جانے کا ذریعہ ہو گی)

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
ع حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰي مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ
يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ
وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ
وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّاۗىِٕبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّاۗىِٕحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ
السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۭ

ان کی وہ عمارت جو انھوں نے بنائی تھی وہ ان کے دلوں میں اس وقت تک برابر شک پیدا کرتی رہے گی جب تک ان کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جاویں① اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ جاننے والے، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱۱۰﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس قیمت پر خرید لیا ہے کہ ان کے لیے جنت ہے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتے ہیں سو (کبھی تو) وہ (دشمنوں کو) مارتے ہیں اور (کبھی) وہ خود شہید ہو جاتے ہیں، یہ اس کے ذمہ ایک سچا وعدہ ہے جو تورات اور انجیل اور قرآن میں ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا کون ہوگا؟ لہٰذا (اے مسلمانو!) تم اپنے اس (کامل) سودے پر جو تم نے اس (اللہ تعالیٰ) سے کرلیا ہے اس پر خوشیاں مناؤ اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے ﴿۱۱۱﴾ وہ توبہ کرنے والے، (اللہ تعالیٰ کی) بندگی کرنے والے، (اللہ تعالیٰ کی) حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے②، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، اچھی بات کا حکم کرنے والے اور بری بات سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ کی (یعنی دین کی) حدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں

---

①اس سے مراد: (۱) دل ہی ٹوٹ کے ختم ہو جائے تو ارمان بھی ختم ہو جائے۔ (۲) یہ ایک محاورہ ہے اس لئے کہ حقیقت میں دل تو ٹوٹتا نہیں؛ لیکن مراد یہ ہے کہ حسرت اور ندامت ان کو ہمیشہ رہے گی۔ ②اس کا دوسرا معنیٰ ''عبادت کے لیے گھر بار چھوڑ دینا بھی ہے'' اس اعتبار سے جہاد اور طلب علم کے لیے جانے والے بھی اس کے مصداق ہیں۔ قرآن نے یہاں جو لفظ استعمال کیا ہے وہ ''السائحون'' ہے۔ اس لفظ کے اصل معنیٰ تو سیاحت کرنے والے کے ہیں؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر ''روزہ رکھنے والے'' سے فرمائی ہے۔ اور یہی تفسیر متعدد صحابہؓ اور تابعین سے منقول ہے۔ (اگلے صفحہ پر ⇐

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ
كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ
اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ
اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿١١٤﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ
لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١١٦﴾

اور (ایسے) ایمان والوں کو تم خوش خبری سنا دو ﴿۱۱۲﴾ نبی اور (دوسرے) ایمان والوں کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ مشرکوں کے لیے (اللہ تعالیٰ سے) استغفار کریں، چاہے وہ (مشرک) رشتے دار ہی کیوں نہ ہو، ان کے سامنے یہ بات ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یقیناً وہ (مشرکین ایمان نہ لانے کی وجہ سے) جہنم (میں جانے ہی) والے ہیں ﴿۱۱۳﴾ اور ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے ابا کے لیے (اللہ تعالیٰ سے) معافی کی جو دعا مانگی تھی وہ تو صرف ایک وعدے کی وجہ سے جو اس نے اس (ابا) سے کیا تھا، پھر جب اس (ابراہیم علیہ السلام) پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ یقیناً وہ (ابا) تو اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو اس (ابراہیم) نے اس سے تعلق ہی ختم کر دیا، یقیناً ابراہیم (علیہ السلام) بہت نرم دل① بہت زیادہ حلم والے تھے ﴿۱۱۴﴾ اور اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد ان کو گمراہ کر دیں جب تک کہ ان کے سامنے جن باتوں سے بچنا (ضروری) ہے اس کو کھول کر بیان نہ کر دیں②، یقین رکھو! اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پوری طرح جانتے ہیں ﴿۱۱۵﴾ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی حکومت ہے، وہی (اللہ تعالیٰ) زندگی دیتے ہیں اور موت دیتے ہیں اور تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حفاظت کرنے والا نہیں ہے اور مدد کرنے والا (بھی) نہیں ہے ﴿۱۱۶﴾

⬅ بظاہر روزے کو سیاحت اس لیے فرمایا گیا کہ جس طرح سفر میں انسان کے کھانے پینے، سونے، جاگنے وغیرہ کے معمولات قائم نہیں رہتے، اسی طرح روزے میں بھی ان معمولات میں فرق آ جاتا ہے۔

① (دوسرا ترجمہ) بہت زیادہ (اللہ تعالیٰ کے) سامنے آہ آہ کرنے والے (تیسرا ترجمہ) بہت زیادہ دعا کرنے والے (چوتھا ترجمہ) اللہ کے بندوں پر رحم کرنے والے۔ ② ممنوعات کو پہلے بتایا جاوے پھر عمل نہ کرنے پر سزا۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ
مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا
رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ
ع عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ نے مہربانی کی نبی پر اور مہاجرین پر اور انصار پر جنھوں نے ایسی مشکل کی گھڑی میں نبی کا ساتھ دیا جب کہ ان میں سے ایک فریق کا دل ڈگمگانے کے قریب ہو گیا تھا①، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی مہربانی سے سنبھال لیا②، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) ان (ایمان والوں) کے ساتھ بہت زیادہ شفقت کرنے والے ہیں، بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۱۷﴾ اور ان تین شخصوں پر بھی (اللہ نے رحمت کی نظر فرمائی) جن کا فیصلہ (آئندہ کے لیے) ملتوی رکھا گیا تھا، یہاں تک کہ جب زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور خود ان کی زندگی بھی ان پر تنگ ہوگئی، اور وہ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ (کی پکڑ) سے اس (اللہ کی پناہ) کے بغیر کوئی پناہ کی جگہ نہیں مل سکتی، پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر مہربانی فرمائی③؛ تا کہ وہ (آئندہ اللہ ہی کی طرف) رجوع کرتے رہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی بہت زیادہ توبہ کو قبول کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۱۸﴾

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تم سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو ﴿۱۱۹﴾

---

① یہاں دین سے پھر جانا مراد نہیں ہے؛ بلکہ گرمی کا موسم، سامان کی کمی کی وجہ سے ہمت ہار جانا اور اللہ کے راستے میں جہاد سے جان چھڑانا مراد ہے۔

② غزوۂ تبوک میں جانے کے لیے ابتدا میں پس و پیش ہو رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے شرکت ہوگئی۔ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے ان پر مہربانی فرمائی۔

③ یعنی ان کی توبہ قبول فرمائی۔

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ
وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا
مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا
اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ
نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢١﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ

مدینہ (میں رہنے) والوں اور ان کے آس پاس کے دیہاتیوں کے لیے یہ بات مناسب نہیں تھی کہ وہ رسول اللہ (ﷺ کے ساتھ جہاد میں جانے) سے پیچھے رہ جاویں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو اس (رسول ﷺ) کی جان سے زیادہ چاہنے لگیں① یہ اس واسطے کہ ان (مجاہدین) کو جب کبھی بھی اللہ کے راستے میں پیاس لگتی ہے اور تھکن ہو جاتی ہے اور بھوک لگتی ہے اور وہ کوئی قدم رکھتے ہوں (یعنی چلتے ہوں) جس سے کافر لوگ غصہ ہوتے ہوں اور دشمن کے مقابلے میں وہ کوئی بھی کامیابی حاصل کرتے ہیں② تو (ان مجاہدین کے اعمال نامے میں) ان سب کاموں کے بدلے میں ان کے لیے ایک نیک عمل ضرور لکھا جاتا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کرتے ﴿۱۲۰﴾ اور وہ (مجاہدین اللہ تعالیٰ کے راستے میں) تھوڑا سا خرچ یا بڑا خرچ کرتے ہیں اور کسی وادی کو وہ لوگ پار کرتے ہیں (ان سب کے ثواب کو) ان کے لیے لکھ ہی دیا جاتا ہے؛ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بہترین کاموں کا ان کو بدلہ دیویں③ ﴿۱۲۱﴾ اور ایمان والوں کے لیے یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ وہ (ہر وقت) سب کے سب (جہاد کے لیے) نکل پڑیں؛

① (دوسرا ترجمہ) اور ان (مسلمانوں) کے لیے یہ (بات بھی جائز) نہیں کہ بس وہ اپنی جان کو پیاری سمجھتے ہوئے اس (رسول اللہ ﷺ) کی جان سے بے فکر ہو جاویں۔ ② (دوسرا ترجمہ) وہ دشمن سے کوئی بھی چیز چھین لیتے ہیں۔

③ دونوں آیتوں سے یہ بات ملتی ہے کہ اختیاری اور غیر اختیاری تمام اعمال پر اس مبارک راستے کی برکت سے اجر و ثواب ملتا ہے۔

فَلَوۡلَا نَفَرَ مِنۡ كُلِّ فِرۡقَةٍ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوۡا فِي الدِّيۡنِ وَلِيُنۡذِرُوۡا قَوۡمَهُمۡ اِذَا
ع رَجَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَحۡذَرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ يَلُوۡنَكُمۡ مِّنَ
۴ الۡكُفَّارِ وَلۡيَجِدُوۡا فِيۡكُمۡ غِلۡظَةً ؕ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۲۳﴾

لہٰذا ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت (جہاد کے لیے) نکلے؛ تاکہ (باقی لوگ جو جہاد میں نہیں گئے ہیں) وہ دین کی سمجھ حاصل کرنے میں محنت کریں①؛ اور تاکہ جب ان کی قوم کے لوگ (یعنی مجاہدین) ان کے پاس واپس آئیں تو وہ (دین کی سمجھ حاصل کرنے والے) ان (مجاہدین) کو (اللہ تعالیٰ کے احکام سکھلا کر) ڈراویں؛ تاکہ وہ (احکام کے خلاف کرنے سے) بچتے رہیں ﴿۱۲۲﴾

اے ایمان والو! جو کافر لوگ تمھارے نزدیک ہیں② ان سے تم جنگ کرو اور ان کو تمھارے برتاؤ میں سختی معلوم ہونی چاہیے③ اور تم لوگ جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ (کی مدد) تقویٰ والوں کے ساتھ ہے ﴿۱۲۳﴾

---

① "تفقہ" بابِ تفعل سے ہے جس میں محنت ومشقت کا معنیٰ نکلتا ہے۔ اس آیت کے ماتحت یہ واقعہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے: ایک موقع پر جبکہ حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب قدس سرہ کاندھلویؒ ہردوئی اسٹیشن سے ٹرین سے گزر رہے تھے اور حضرت مرشدی واستاذی مفتی محمود حسن گنگوہیؒ قدس سرہ ہردوئی میں مقیم تھے، اور حضرت والا ہردوئی شہر سے ایک بڑا مجمع لیکر اسٹیشن پر ملاقات کے لیے تشریف لے گئے، حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی نظر جب حضرت مفتی صاحب پر پڑی تو آپ نے قریب بلایا اور فرمایا: بہت سے سوالات جمع ہو رہے ہیں پہلے ان کو حل کرنا ہے بعد میں کسی سے ملاقات ہوگی، چنانچہ حضرت مفتی صاحبؒ نے ان تمام مسائل کو جلدی جلدی حل فرمایا، اس کے بعد دوسرے حضرات سے مصافحہ ہوا، حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ نے حضرت مفتی صاحبؒ سے فرمایا: کہ پہلے تو ہمارے پیچھے پڑے رہتے تھے، اور ہم کو ادھر (یعنی تبلیغ میں شامل ہونے کے لیے) لگا کر خود پیچھے ہٹ گئے، اب ہماری خبر نہیں لیتے، حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا: ہمارے حوالے جو کام کیا گیا تھا ہم نے اس کو انجام دے دیا، اور ہم اس میں کامیاب ہیں؛ یعنی مولانا الیاس صاحبؒ نے مولانا یوسف صاحبؒ کو تبلیغ کی طرف مائل کرنے کی ذمے داری حضرت مفتی صاحب کو سونپی تھی، اور کسی ایک کو کونے میں پڑا رہنے دیجیے؛ تاکہ کتابیں دیکھتے رہیں؛ ورنہ کوئی مسائل بتانے والا بھی نہیں ملے گا۔

② جہاد ایک خیر خواہی ہے، وہ مقام یا رشتے میں قریب لوگوں سے پہلے ہونی چاہیے۔

③ جب جہاد ہو اس وقت بھی مضبوط رہو، ڈھیلے مت پڑو اور جب جہاد نہیں ہے؛ لیکن زمانہ صلح کا نہیں ہے اس وقت بھی تمھارا برتاؤ ان کے ساتھ ایسا ہو کہ تمھارے میں ڈھیلے پن کا احساس ان کو نہ ہو۔

وَاِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ
فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ
سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ

اور جب کوئی سورت اتاری جاتی ہے تو ان (منافقوں) میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو (آپس میں یا سادہ مسلمانوں سے یوں) کہتے ہیں کہ: اس (سورت) نے تم میں سے کس کے ایمان کو بڑھا دیا؟ سو جو لوگ (حقیقت میں) ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو تو اس (سورت) نے زیادہ کر دیا ہے اور وہ لوگ (اس ایمان کے زیادہ ہونے پر) خوش ہو رہے ہیں ﴿۱۲۴﴾ اور رہے وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے تو اس (سورت) نے ان کی (پہلی) گندگی میں دوسری (نئی) گندگی کا اضافہ کر دیا اور وہ لوگ مرتے دم تک کافر ہی رہے ﴿۱۲۵﴾ کیا وہ لوگ یہ بات نہیں دیکھتے کہ ہر سال ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ان کی کوئی نہ کوئی آزمائش کی جاتی ہے ① پھر بھی وہ لوگ توبہ نہیں کرتے ② اور وہ لوگ نصیحت (بھی) حاصل نہیں کرتے ﴿۱۲۶﴾ اور جب کوئی (نئی) سورت اتاری جاتی ہے تو وہ (منافقین خاص انداز سے) ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں (پھر اشارے سے ایک دوسرے کو کہتے ہیں) کہ کیا (مسلمانوں میں سے) کوئی تم کو دیکھ تو نہیں رہا ہے؟ پھر وہ (نظر بچا کر مجلس سے) چل دیتے ہیں،

① یعنی ہر سال ایک بار یا دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں۔ شاید مقدار مقصود نہیں، بتلانا یہ ہے کہ آزمائشوں کا سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے، پھر بھی وہ لوگ عبرت حاصل نہیں کرتے۔

② یعنی باز نہیں آتے۔

صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا
فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿١٢٩﴾ ع

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں ہی کو پھرا دیا①؛ اس لیے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں ﴿١٢٧﴾ پکی بات یہ ہے کہ تمھارے پاس ایک رسول تمھیں میں سے تشریف لائے ہیں، تمھاری تکلیف ان کو بہت بھاری لگتی ہے، تمھاری بھلائی وہ بہت چاہتے ہیں② ایمان والوں کے ساتھ بہت زیادہ شفقت کرنے والے، بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿١٢٨﴾ پھر بھی اگر وہ لوگ منہ پھرا لیویں③ تو (اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو کہ: اللہ تعالیٰ میرے لیے کافی ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی (اللہ تعالیٰ) پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ (اللہ تعالیٰ) بہت بڑے عرش کے مالک ہیں④ ﴿١٢٩﴾

① یعنی حضور ﷺ کی مبارک مجلس سے کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان سے ہٹا دیا۔ بے ادبی انسان کو بہت ساری خیرات سے یہاں تک کہ ایمان تک سے محرومی کا ذریعہ بن سکتی ہے، اللھم احفظنا۔ ② (دوسرا ترجمہ) تم کو بھلائی پہنچانے کی ان کو دھن لگی ہوئی ہے (تیسرا ترجمہ) تمھارے (فائدے اور ہدایت کے) لیے بڑے حریص ہیں۔ ③ یعنی نبی کی دعوت کو قبول نہ کریں۔ ④ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص صبح شام یہ کلمات ﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿١٢٩﴾﴾ سات مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام کو آسان فرما دیتے ہیں؛ یعنی دنیا و آخرت کے ہر اہم کاموں کی کفایت فرماتے ہیں (الترغیب، ابوداؤد) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اس کو رات اور دن میں کوئی غم اور مصیبت پیش نہیں آئے گی اور وہ ڈوبے گا نہیں۔

نوٹ بدن میں جس جگہ درد ہو وہاں ہاتھ رکھ کر کے ”فان تولوا فقل حسبی اللّٰہ“ سے لے کر پوری آیت پڑھیں گے تو ان شاء اللہ درد بھی ختم ہو جائے گا (روح المعانی ۴/ ۵۴)

نوٹ: آخری دو آیتیں حضرت ابی ابن کعبؓ کے قول کے مطابق قرآن کی آخری آیتیں ہیں، ان کے بعد کوئی آیت نازل نہیں ہوئی اور آں حضرت ﷺ کی وفات ہو گئی، یہی قول حضرت ابن عباسؓ کا ہے۔

سورة يونس

(المكية)

سورۂ یونس

یہ سورت مکی ہے، اس میں ایک سونو (١٠٩) آیتیں ہیں، سورۂ اسراء کے بعد اور سورۂ ہود سے پہلے اکیاون (٥١) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت کی آیت نمبر (٨١): حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو آدمی رات کو بستر پر لیٹ کر اس آیت کو پڑھ لے تو جادوگروں کا جادو اس پر نہیں چلے گا اور جس پر پہلے سے جادو ہوا ہو اس پر لکھ دیا جائے تو جادو ختم ہو جائے گا۔

حضرت یونس بن متی علیہ السلام: بنی اسرائیل کے پیغمبر ہیں، نینویٰ (عراق) کے علاقے میں ہدایت کے لیے بھیجے گئے، آپ کی امتِ دعوت میں ایک لاکھ سے زائد لوگ تھے، تقریباً چالیس روز مچھلی کے پیٹ میں رہے؛ اسی لیے آپ ذوالنون کے لقب سے مشہور ہوئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ② اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ③

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الر، یہ حکمت سے بھری ہوئی کتاب کی آیتیں ہیں ﴿۱﴾ کیا (مکہ کے) لوگوں کو تعجب ہو رہا ہے کہ ہم نے انہی میں سے ایک آدمی کی طرف وحی بھیجی: یہ کہ تم لوگوں کو (نافرمانی کرنے پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) ڈراؤ اور ایمان والوں کو تم خوش خبری سنا دو کہ: ان کے لیے ان کے رب کے پاس سچا پایہ ہے① تو کافر لوگ (یہ) کہنے لگے کہ: یہ (آدمی) تو کھلم کھلا جادوگر ہے ﴿۲﴾ یقیناً تمھارے رب اللہ تعالیٰ ہیں، جنھوں نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ (اللہ تعالیٰ) عرش پر قائم ہوئے، وہی (اللہ تعالیٰ ہر) کام کا انتظام کرتے ہیں②، کوئی بھی (اللہ تعالیٰ کے سامنے) سفارش نہیں کر سکتا؛ مگر اس کی اجازت کے بعد (سفارش ہو سکتی ہے) وہی اللہ تعالیٰ تمھارے رب ہیں، سو تم اسی کی عبادت کرو، کیا پھر بھی تم لوگ نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ ﴿۳﴾

① (دوسرا ترجمہ) اونچا مرتبہ (انسان کی سعی اور ترقی کے لیے قدم ذریعہ ہے؛ اس لیے مجازی طور پر بلند مرتبہ اور ترقی کو عربی میں ''قدم'' اور اردو میں ''بڑھتے قدم'' کی تعبیر دیتے ہیں) ''صدق'' کا لفظ بتاتا ہے کہ جنت کے درجات لازوال ہیں، یقینی ہیں، دنیوی درجات اور ترقی کی طرح عارضی نہیں ہیں، اسی طرح وہ درجات صدق واخلاص سے ملیں گے۔

② یعنی پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا؛ بلکہ تمام عالموں کا اور اس کی مخلوق کا انتظام بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، سب کا نظم ان کی قدرت میں ہے۔

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ
اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝٤ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ
لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
يَّعْلَمُوْنَ ۝٥ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝٦ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا
بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝٧ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝٨

اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف تم سب کو واپس جانا ہے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ بالکل سچا ہے، یقیناً وہ (تمام) مخلوق کو شروع (یعنی پہلی مرتبہ) میں (بھی) پیدا کرتے ہیں اور وہی اس کو دوسری مرتبہ بھی پیدا کریں گے؛ تاکہ ایمان والوں کو اور نیک کام کرنے والوں کو انصاف سے (پورا) بدلہ دیویں اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے گرم، کھولتا ہوا پانی پینے کے لیے اور دردناک عذاب ہوگا؛ اس لیے کہ وہ لوگ (ایمان کا) انکار کرتے تھے ﴿۴﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے سورج کو چمک دار بنایا اور چاند کو روشن بنایا اور اس (یا ان) کے لیے منزلیں مقرر کردیں؛ تاکہ تم سالوں کی گنتی کو اور حساب کو جان لو، اللہ تعالیٰ نے یہ سب چیزیں صحیح مقصد ہی کے لیے پیدا کی ہیں، وہ (اللہ تعالیٰ اپنی) دلیلوں کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں سمجھ دار قوم کے واسطے ﴿۵﴾ یقیناً رات اور دن کے بدلنے میں[1] اور اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی پیدا کیا ہے اس میں تقویٰ والے لوگوں کے لیے (توحید کی بڑی) نشانیاں ہیں ﴿۶﴾ یقیناً جو لوگ (آخرت میں) ہماری ملاقات کی امید ہی نہیں رکھتے اور وہ دنیا کی زندگی سے راضی ہوگئے اور وہ اس پر مطمئن ہوگئے[2] اور جو لوگ ہماری آیتوں کے بارے میں غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ﴿۷﴾ ایسے ہی لوگوں کے لیے ان کے کمائے ہوئے (برے) کاموں کی وجہ سے آگ ٹھکانہ ہوگا ﴿۸﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ایک کے بعد دوسرے کے آنے میں۔ ② یعنی دنیا میں جی لگا کر بیٹھ گئے۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهۡدِيۡهِمۡ رَبُّهُمۡ بِاِيۡمَانِهِمۡ ۚ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهِمُ
الۡاَنۡهٰرُ فِىۡ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ ۝٩ دَعۡوٰٮهُمۡ فِيۡهَا سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّـتُهُمۡ فِيۡهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ
دَعۡوٰٮهُمۡ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝١٠ وَلَوۡ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسۡتِعۡجَالَهُمۡ ع
بِالۡخَيۡرِ لَقُضِىَ اِلَيۡهِمۡ اَجَلُهُمۡ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ۝١١

یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور وہ نیک کام کرتے رہے ان کو ان کے ایمان کی وجہ سے ان کے رب (اس) منزل تک پہنچا دیں گے کہ نعمتوں سے بھرے ہوئے باغات میں ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی ﴿۹﴾ ان کی اس (جنت) میں دعا یہ ہوگی کہ ①اے اللہ! آپ تو (ہر عیب سے) پاک ہیں اور اس میں ایک دوسرے کی ملاقات کے وقت سلام بولیں گے ②اور ان کی آخری بات یہ ہوگی کہ:③ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو تمام عالموں کے رب ہیں ﴿۱۰﴾

اور جس طرح لوگ بھلائی مانگنے میں جلدی کرتے ہیں اگر اسی طرح اللہ تعالیٰ لوگوں پر برائی بھیجنے میں جلدی کر دیتے④ تو ان کی عمر (یعنی زندگی) کب سے ختم کر دی جاتی⑤ سو جن لوگوں کو (آخرت میں) ہماری ملاقات کی امید ہی نہیں ہے ہم ان کو (ان کے حال پر) چھوڑے رکھتے ہیں کہ وہ اپنی شرارت میں بھٹکتے پھرتے رہیں ﴿۱۱﴾

---

① جنت میں کسی چیز کی چاہت کے اظہار کے لیے یہ اصطلاح بن جاوے گی، اس کے بولنے میں لذت بھی ہوگی، گویا صراحۃً کسی چیز کو مانگنے کی ضرورت نہ ہوگی، یا جنت میں داخلہ کے وقت بے ساختہ یہ جملہ بول اٹھیں گے۔

② جنت میں ''سلام'' کا کلمہ بشارت کے طور پر ہے، دنیا میں دعا کے طور پر ہے۔

③ یا بات پوری کرتے وقت۔

④ انسان غصے کی حالت میں مال اور اولاد کے لیے بددعا کر ڈالتا ہے، اسی طرح آخرت کے منکرین عذاب کو فوری طلب کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو جلد قبول نہیں فرماتے، یہ بھی نوازش ہے، ورنہ تباہی جلد آجاوے۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) تو ان کا (عذاب کا) وعدہ کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا۔ (لیکن ایسی جلد بازی اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف ہے؛ تاکہ سرکش لوگ گمراہی میں بھٹکتے رہیں اور ان پر حجت تمام ہو جائے اور جو سمجھ سے کام لینا چاہتے ہوں انھیں راہِ راست پر آنے کا موقع مل جائے)

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ
مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ
اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا
لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٣﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ
بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا
يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ
نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥﴾

اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پہلو پر (سو کر) یا بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے (ہر حالت میں) ہم کو پکارتا ہے، پھر جب اس سے ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو وہ اس طرح چلا جاتا ہے جیسے خود کو پہنچنے والی تکلیف پر ہم کو پکارا ہی نہیں تھا① اسی طرح حد سے آگے بڑھنے والے (یعنی بے باک) لوگوں کے لیے جو (برے) کام وہ کر رہے ہیں خوش نما کر دیے جاتے ہیں ﴿۱۲﴾ اور پکی بات ہے کہ ہم نے تم سے پہلے بہت ساری جماعتوں کو ہلاک کر دیا، جب انھوں نے ظلم کیا؛ حالاں کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے؛ لیکن وہ ہر گز ایمان لانے والے نہیں تھے، گنہگار لوگوں کو ہم اسی طرح سزا دیتے ہیں ﴿۱۳﴾ پھر ہم نے ان کے بعد تم کو زمین میں نائب بنایا②؛ تاکہ ہم دیکھ لیویں کہ تم کس طرح عمل کرتے ہو؟ ﴿۱۴﴾ اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو جو لوگ (آخرت میں) ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے ہیں وہ (تم سے) کہنے لگتے ہیں کہ: اس (قرآن) کے سوا کوئی دوسرا قرآن ہمارے پاس لے آؤ یا اس (قرآن) میں تبدیلی کر دو (اے نبی! ان کو جواب میں) تم کہہ دو کہ: مجھے حق نہیں ہے کہ میں اس (قرآن) کو اپنی طرف سے بدل دوں، میں تو اپنے اوپر جو وحی آتی ہے صرف اسی کی اتباع کرتا ہوں، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ﴿۱۵﴾

---

① یعنی ایسا بے تعلق ہو جاتا ہے۔ ② (دوسرا ترجمہ) آباد کر دیا۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ
قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ
لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿١٧﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ
وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّــــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا
فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿١٨﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً
فَاخْتَلَفُوْا ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٩﴾

(اے نبی!) تم کہہ دو: اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو میں اس (قرآن) کو تمھارے سامنے نہ پڑھتا اور تم کو اس (قرآن) سے واقف بھی نہ کراتا①، سو پکی بات ہے کہ میں اس (قرآن کے اترنے) سے پہلے بھی (اپنی) عمر کا ایک حصہ تمھارے درمیان میں رہ چکا ہوں، کیا پھر بھی تم (اتنی بات بھی) سمجھتے نہیں ہو؟ ﴿١٦﴾ سو اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا؟ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اس (اللہ تعالیٰ) کی آیتوں کو جھوٹا بتلائے، یقیناً گنہگار کامیاب نہیں ہوتے ﴿١٧﴾ وہ (مشرک) لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نقصان بھی نہیں پہنچا سکتی اور ان کے نفع کی بھی مالک نہیں ہے اور (اوپر سے کافر لوگ) یہ بھی کہتے ہیں کہ: یہ سب (بت) اللہ تعالیٰ کے یہاں ہماری سفارش کرنے والے ہیں (اے نبی!) تم (ان کافروں کو) کہو: کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی چیز بتلا رہے ہو جس (کے موجود ہونے) کی اللہ تعالیٰ کو نہ آسمانوں میں خبر ہے اور نہ زمین میں؟ اس کی ذات تو (ہر عیب سے) پاک ہے اور جو چیز وہ (کافر) شریک بتلاتے ہیں اس سے وہ (اللہ تعالیٰ) دور ہیں ﴿١٨﴾ اور تمام انسان پہلے ایک ہی دین (یعنی توحید) پر تھے②، پھر وہ (یعنی بعض لوگ) جدا ہو گئے③ اور اگر تمھارے رب کی طرف سے ایک بات پہلے سے طے نہ ہو چکی ہوتی④ تو جس معاملے میں وہ لوگ (آپس میں) اختلاف کر رہے ہیں اس کا فیصلہ ان کے درمیان (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا ﴿١٩﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) اور نہ تو (اللہ) تم کو اس سے واقف کراتے (تیسرا) میں تم کو اس کی خبر نہ دیتا۔ ②انسانیت پر ایسے دور رہے ہیں جب تمام توحید پر تھے۔ ③توحید سے ہٹ کر مشرک ہو گئے۔ ④کہ پورا عذاب دنیا میں نہیں، آخرت میں دیا جائے گا۔

وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ
ع مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا
لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿٢١﴾
هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ
طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا
اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ

اور وہ (کافر) کہتے ہیں کہ: اس (نبی) پر اس کے رب کی طرف سے (جیسی وہ کافر کہتے ہیں ویسی) کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری جاتی؟ تو تم (جواب میں) کہہ دو کہ: غیب کی باتیں تو صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں①، سو تم انتظار کرو②، یقیناً میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں ﴿۲۰﴾

اور لوگوں کو تکلیف پہنچنے کے بعد جب ہم ان کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ لوگ اسی وقت ہماری آیتوں کے بارے میں چال بازی (یعنی شرارت یا حیلہ) کرنا شروع کر دیتے ہیں، تم (ان کو) کہو کہ: اللہ تعالیٰ بہت جلدی شرارت کی سزا دینے والے ہیں③، یقیناً جو حیلے تم کرتے ہو وہ ہمارے فرشتے لکھ لیتے ہیں ﴿۲۱﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جو تم کو خشکی میں (بھی) اور سمندر میں (بھی) سفر کراتے ہیں④، یہاں تک کہ جب تم کشتی میں (بیٹھے ہوئے) ہوتے ہو اور وہ (کشتیاں) اچھی (یعنی موافق) ہواؤں کے ذریعہ لوگوں کو لے کر (پانی پر) چلتی ہیں اور وہ (بیٹھنے والے) لوگ بھی اس (ہوا) سے بہت خوش ہوتے ہیں کہ (اچانک) اس کشتی پر تیز ہوا (یعنی آندھی) آجاتی ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں آنے لگتی ہیں اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ہر طرف سے گھر چکے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ ہی پر خالص اعتقاد کر کے پکارنے لگتے ہیں:

---

①(دوسرا ترجمہ) غیب کی باتیں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ ② کہ تم جو چاہتے ہو کہ تمھاری مرضی کے مطابق نشانیاں آویں وہ چاہت پوری ہوتی ہے یا نہیں اس کا انتظار کرو۔ ④ اس دور کے رواج کے مطابق سفر۔
③(دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ (اس سے بھی) جلدی کوئی حیلہ بنا سکتے ہیں۔

لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِى
الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٣﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ
وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ
عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ
نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٤﴾

(اے اللہ!) اگر آپ ہم کو اس (مصیبت) سے چھٹکارا دے دیں گے تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں ہو جائیں گے ﴿۲۲﴾ پھر جب وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو بچا لیتے ہیں تو پھر زیادہ وقت گزرتا نہیں کہ وہ زمین میں ناحق شرارت کرنے لگتے ہیں، اے لوگو! تمھاری شرارت کا وبال تمھارے اوپر ہی پڑنے والا ہے (ابھی تو) دنیا کی زندگی سے فائدہ اٹھالو، پھر تم کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر واپس آنا ہے، پھر ہم تم کو جو کام تم لوگ کرتے تھے ان کی حقیقت بتلا دیں گے ﴿۲۳﴾ یقیناً دنیا کی زندگی کی حالت ایسی ہے جیسے کہ ہم نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس (بارش کے پانی) کے ذریعہ زمین سے اگنے والی چیزیں۔جس کو انسان اور چوپائے کھاتے ہیں۔خوب گھنی ہو کر نکلیں، یہاں تک کہ جب زمین نے اپنی رونق خوب اچھی حاصل کر لی اور مزین ہو گئی اور اس (زمین یا کھیت) کے مالکوں نے یہ خیال کیا کہ اب وہ (زمین کی کھیتی) پوری طرح ان کے (یعنی ہمارے) قابو میں ہے① تو (اچانک) اس (کھیتی) پر رات یا دن میں ہماری طرف سے حکم (یعنی کوئی حادثہ) آ گیا، پھر ہم نے اس (کھیتی) کو کاٹ کر② ایسا بنا دیا کہ لگتا تھا کہ کل یہاں کچھ اگا ہی نہیں تھا③، اسی طرح جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے ہم آیتوں کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ﴿۲۴﴾

---

①اور ہم جب چاہیں کھیتی کاٹ لیں گے ②(دوسرا ترجمہ) پھر ہم نے اس کو کاٹ کر ڈھیر کر ڈالا (تیسرا) کٹا ہوا ڈھیر کر ڈالا
③یعنی کھیتی کاٹ لینے کے بعد جو منظر ہوتا ہے کہ زمین سپاٹ نظر آتی ہے۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝٢٥ لِلَّذِيْنَ
اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ
الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝٢٦ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَاۗءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ
وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ
الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝٢٧ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا
ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَاۗؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ
شُرَكَاۗؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۝٢٨

اور اللہ تعالیٰ (تم کو) سلامتی کے گھر (یعنی جنت) کی طرف بلاتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں سیدھے
راستے پر پہنچا دیتے ہیں① ﴿٢٥﴾ جن لوگوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے بہترین حالات ہیں②
اور (اس سے بھی) زیادہ (ملے گا) اور ان کے چہروں پر نہ تو سیاہی چھائے گی اور نہ رسوائی، وہی لوگ
جنت والے ہیں، وہ اس (جنت) میں ہمیشہ رہیں گے ﴿٢٦﴾ اور جن لوگوں نے برائیاں کمائی تو
برائی کا بدلہ اسی (برائی) جیسا ہوگا اور ان پر رسوائی چھائی ہوئی ہوگی (اور) ان کو اللہ تعالیٰ (کے
عذاب) سے کوئی بچانے والا نہیں ہوگا، ایسا لگے گا کہ ان کے چہرے اندھیری راتوں کے ٹکڑوں
(یعنی تہوں) سے ڈھانپ دیے گئے ہیں، یہ لوگ جہنم والے ہیں، اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے
﴿٢٧﴾ اور جس دن ہم ان سب (کافروں) کو جمع کر کے لائیں گے، پھر ہم مشرکوں سے کہیں گے
کہ: تم اور جن کو تم نے (اللہ تعالیٰ کا) شریک مانا تھا اپنی جگہ پر ذرا ٹھہر جاؤ③، پھر ہم ان کے درمیان
میں (عابد اور معبود کا) جو تعلق (دنیا میں) تھا وہ ختم کر دیں گے اور ان کے شریک (یعنی باطل
معبود) کہیں گے: تم تو ہماری عبادت نہیں کیا کرتے تھے ﴿٢٨﴾

① یعنی سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق دیتے ہیں۔
② اچھے اعمال کرنے والوں کا دنیا آخرت میں اچھا حال ہوگا۔ یعنی آخرت میں جنت بھی ہوگی اور دیدارِ الٰہی بھی۔
③ تاکہ تم کو دنیا میں بتوں کے متعلق جو عقیدت تھی اس کی حقیقت معلوم کرائی جائے۔

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا
كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع
قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ النصف
الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ
فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ښ فَاَنّٰى
تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

سو اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمھارے درمیان گواہی کے لیے کافی ہے کہ ہم کو تو تمھاری (ہمارے لیے) عبادت کی بالکل خبر ہی نہیں تھی① ﴿۲۹﴾ اُس موقع پر ہر شخص جو اعمال بھی اس نے پہلے کر لیے ہیں اس کو پرکھ لے گا اور وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا دیے جائیں گے جو ان کے حقیقی مالک ہیں اور جو جھوٹے معبود وہ بنایا کرتے تھے وہ سب ان سے غائب (یعنی گم) ہو جائیں گے ﴿۳۰﴾

تم (ان سے) پوچھو: کون تم کو آسمان اور زمین سے روزی پہنچاتا ہے؟ یا کون (تمھارے) کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور کون مردے سے زندہ کو نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو کاموں کی تدبیر (یعنی انتظام) کرتا ہے؟ تو وہ (کافر لوگ) بھی فوراً جواب دیں گے کہ: اللہ تعالیٰ ہی (تمام کام کرتے ہیں) تو تم (ان سے) کہو کہ: پھر تم (شرک سے) کیوں نہیں ڈرتے؟ ﴿۳۱﴾ سو یہی اللہ تعالیٰ تمھارے سچے رب ہیں، سو حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا (باقی) رہ جاتا ہے، پھر تم (صحیح راستے سے) کہاں پھرے جا رہے ہو؟ ﴿۳۲﴾ اسی طریقے سے ان نافرمانوں کے بارے میں تمھارے رب کی بات ثابت (یعنی پوری) ہو کر رہی کہ وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے ﴿۳۳﴾

---

① بت بے جان ہے ان کی کوئی عبادت کرتا ہے تو ان کو پتہ بھی نہیں چلتا اور قیامت میں جب اللہ ان کو بولنے کی طاقت دیں گے تو بت کہیں گے: اگر کافر ہماری عبادت کرتے تھے تو ہم کو ان کی خبر ہی نہیں تھی۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٤﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ
لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ قف
كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ
تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٧﴾

(اے نبی!) تم (ان سے) کہو: جن کو تم نے (اللہ تعالیٰ کا) شریک مانا ہے کیا ان میں کوئی ایسا ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہو، پھر (مرنے کے بعد) اس کو دوسری مرتبہ (بھی) پیدا کرے گا؟ تو (جواب میں) کہو کہ: اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کرتے ہیں، پھر اس (مخلوق) کو دوسری مرتبہ بھی پیدا کریں گے، پھر کہاں سے تم (حق سے) الٹے پھرے جاتے ہو؟ ﴿۳۴﴾ (اے نبی!) تم (ان مشرکوں سے) کہو: تمھارے شریکوں میں کیا کوئی ایسا ہے جو صحیح راستہ بتاتا ہو؟ (پھر) تم (جواب میں) کہو کہ: اللہ تعالیٰ ہی صحیح راستہ بتلاتے ہیں، کیا بھلا جو صحیح راستہ بتلاتا ہو وہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کی بات مانی جائے یا وہ (زیادہ حق دار ہے) کہ جب تک اس کو راستہ نہ بتلایا جاوے وہاں تک وہ خود راستہ پا نہ سکے، پھر تم کو کیا ہو گیا، تم کیسے فیصلے (یعنی انصاف) کرتے ہو؟① ﴿۳۵﴾ ان (مشرکوں) میں سے زیادہ لوگ اٹکل (یعنی گمان یا خیالات) پر ہی چلتے ہیں، یقینی بات ہے کہ حق کے مقابلے میں اٹکل (یعنی وہم) کی باتیں ذرا بھی فائدہ نہیں دیتی، جو کام بھی وہ کرتے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو پوری طرح جانتے ہیں ﴿۳۶﴾ اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نے اس کو (اپنی طرف سے) گھڑ (یعنی بنا) لیا ہو؛ بلکہ یہ (قرآن) تو اس سے پہلے کی (اتری ہوئی) وحی کو سچا بتلاتا ہے اور (اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں) جو باتیں لکھ دی ہیں ان کی تفصیل کرتا ہے② اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ تمام عالموں کے رب کی طرف سے آیا ہوا ہے ﴿۳۷﴾

---

① کہ توحید چھوڑ کر شرک اپناتے ہو۔ ② (دوسرا ترجمہ) اور (پچھلی) کتابوں میں لکھے ہوئے (اجمالی احکام) کی تفصیل کرتا ہے (تیسرا) اور ضروری احکام کی تفصیل بیان کرتا ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ
إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾ بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ ۚ
كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿٣٩﴾ وَمِنْهُم
مَّن يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُم مَّن لَّا يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٤٠﴾ وَإِن كَذَّبُوكَ ع
فَقُل لِّي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۖ أَنتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٤١﴾

کیاوہ (کافرلوگ) یہ کہتے ہیں کہ: اس (نبی) نے قرآن کوخود گھڑلیا ہے؟ توتم (ان کوجواب میں ایسا) کہو کہ: تم بھی اس (قرآن) جیسی ایک سورت بنا کر لاؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جس کوبھی تم بلا سکتے ہو بلالو، اگرتم سچے ہو ﴿۳۸﴾ بلکہ (حقیقت توایسی ہے کہ) جو بات پوری طرح ان (کافروں) کی سمجھ میں نہیں آئی اس (بات) کوانھوں نے جھٹلا دیا① اور ابھی تک اس (قرآن کوجھٹلانے) کا انجام (یعنی عذاب) ان کے سامنے نہیں آیا②؛ (بالکل) اسی طرح (بغیر تحقیق) ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلا یا تھا، سوظلم کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا وہ تم دیکھو ﴿۳۹﴾ اور ان (مکہ کے کفار) میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس (قرآن) پر آئندہ ایمان لائیں گے اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو اس (قرآن) پر ایمان نہیں لائیں گے اور فساد کرنے والوں کوتمھارے رب خوب اچھی طرح جانتے ہیں③ ﴿۴۰﴾

اور اگر وہ (کافرلوگ) تم کوجھٹلا دیویں توتم (ان کو) کہہ دو کہ: میرے لیے میرا عمل ہے اور تمھارے لیے تمھارا عمل ہے، میں جو عمل کرتا ہوں تم اس کے ذمے دار نہیں ہو اور تم جو عمل کرتے ہو میں اس کا ذمے دار نہیں ہوں ﴿۴۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) بلکہ حقیقت توایسی ہے کہ جس بات کوسمجھنے پر ان کوقابو حاصل نہیں ہوا اس بات کوانھوں نے جھٹلا دیا۔

② (دوسرا ترجمہ) ابھی تک تواس (قرآن) کی تفسیر (یعنی مطلب یا پیشین گوئی) ان کے دماغ میں نہیں اتری۔

③ اللہ تعالیٰ کی زمین پر کفروشرک کرنا سب سے بڑا فساد ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٤٢﴾
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٤٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ
يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ
وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا
مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٤٦﴾

اور ان (کافروں) میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو تمھاری بات (ظاہر میں) دھیان سے سنتے ہیں (1)، تو کیا تم (قرآن) بہروں کو سنا سکتے ہو، چاہے وہ سمجھتے نہ ہوں (تب بھی)؟ ﴿٤٢﴾ اور ان (کافروں) میں سے کچھ ایسے ہیں جو (ظاہرا) تمھاری طرف دیکھتے ہیں، تو کیا تم اندھوں کو راستہ دکھا سکتے ہو (2) چاہے ان کو (کوئی چیز) سوجھتی نہ ہو؟ (3) ﴿٤٣﴾ یقین رکھو اللہ تعالیٰ لوگوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتے؛ لیکن لوگ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے ہیں (4) ﴿٤٤﴾ اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو جمع کریں گے تو ان کو ایسا لگے گا کہ (دنیا یا قبر میں) دن کی ایک گھڑی بھر بھی وہ ٹھہرے نہیں ہیں، وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے (5) جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو جھٹلایا پکی بات ہے کہ وہ لوگ نقصان میں ہوں گے اور وہ لوگ سیدھے راستے پر نہیں تھے (6) ﴿٤٥﴾ اور جس (عذاب) کی ہم نے ان (کافروں) کو دھمکی دی ہے (7) ان میں سے بعض (عذاب) اگر ہم تم کو (تمھاری زندگی میں) دکھا دیں یا (اس دھمکی کے پورا ہونے سے پہلے) ہم تمھاری روح قبض کر لیویں، تو ہماری طرف ان کو واپس آنا ہے، پھر جو کام وہ لوگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس کی اطلاع ہے (8) ﴿٤٦﴾

---

(1) اور دل میں حق کی طلب اور ایمان کا ارادہ ہی نہیں ہے؛ اس لیے سننے کے باوجود بہروں کی طرح ہیں۔ (2) عقل کا اندھا ہونا مراد ہے۔ (3) (دوسرا ترجمہ) دکھائی نہ دیتی ہو۔ (4) نافرمانی اپنی جان پر ظلم ہے۔ (5) لیکن ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکیں گے۔ (6) (دوسرا ترجمہ) جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو جھٹلایا اور وہ لوگ سیدھے راستہ پر نہیں تھے وہی لوگ نقصان میں ہوں گے۔ (7) اور جو وعدے ہم ان سے لیے ہیں چاہے ان میں سے بعض (وعدے) تمھاری زندگی میں ہم تم کو دکھاوے یا ان وعدوں کے پورا ہونے سے پہلے آپ کی عمر پوری ہو جائے۔ وعدہ سے مراد اسلام کا غلبہ، کافروں کو سزا وغیرہ۔ (8) (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس پر شاہد ہیں (لہذا ان کو سزا ہوگی)۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٤٧﴾
وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا
نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا
يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ
الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٠﴾ أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ ۚ آلْآنَ وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ
قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾

اور ہر امت کے لیے ایک رسول (بھیجا گیا) ہے، سو جب (ان کے پاس) ان کے رسول پہنچ جاتے ہیں تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے[۱] اور ان لوگوں پر کوئی ظلم نہیں کیا جاتا ﴿۴۷﴾ اور وہ (کافر) لوگ کہتے ہیں کہ: یہ (اللہ تعالیٰ کے عذاب کا) وعدہ کب پورا ہوگا؟ اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ) ﴿۴۸﴾ (اے نبی!) تم (جواب میں) کہہ دو کہ: میں اپنی ذات کے لیے نقصان (کو دور کرنے کا) اور نفع (کو حاصل کرنے) کا اختیار نہیں رکھتا؛ مگر اللہ تعالیٰ جتنا چاہے، ہر امت کے لیے ایک وقت (عذاب کا) مقرر ہے، جب ان کا وقت آجاتا ہے تو وہ ایک گھڑی پیچھے بھی نہیں ہٹ سکتے اور (ایک گھڑی) آگے بھی نہیں بڑھ سکتے ﴿۴۹﴾ (اے نبی!) تم (ان کافروں کو) کہو کہ: تم بتاؤ! اگر تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کا عذاب رات کے وقت آجاوے یا دن کے وقت (آجاوے) تو وہ (عذاب) کونسی ایسی (شوق سے مانگنے کی) چیز ہے جس کی گنہگار لوگ جلدی مچا رہے ہیں[۲] ﴿۵۰﴾ کیا پھر جب وہ (عذاب) آپڑے گا تب تم اس کو مانو گے؟ (تب ان کو کہا جاوے گا) اب (تم اس عذاب کو) مانتے ہو؛ حالاں کہ تم اس کو (مذاق میں) جلدی مانگا کرتے تھے ﴿۵۱﴾ پھر ظالموں سے کہا جائے گا کہ: تم ہمیشہ کا عذاب چکھتے رہو، تم جو کماتے تھے اسی کی سزا تم کو دی جا رہی ہے ﴿۵۲﴾

---

(۱) رسول کو نہ ماننے پر دنیا میں سزا کا اور آخرت میں عذاب کا فیصلہ۔

(۲) استہزاءً جلدی مچاتے تھے۔

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ۠﴿۵۳﴾ وَلَوْ اَنَّ
لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِی الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا
الْعَذَابَ ۚ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ﴿۵۴﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ﴿۵۵﴾ هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ
وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴿۵۶﴾

اور وہ (کافر لوگ) تم سے (تعجب اور انکار سے) پوچھتے ہیں کہ: (آخرت میں جہنم کا عذاب) کیا وہ حقیقت میں سچی بات ہے؟ تو تم (جواب میں) کہہ دو: ہاں! میرے رب کی قسم! وہ تو بالکل سچی بات ہے اور تم کسی طرح بھی (اللہ تعالیٰ کو) تھکا نہیں سکو گے ﴿۵۳﴾

اور (وہ عذاب ایسا خطرناک ہوگا کہ) اگر ہر ظلم کرنے والے شخص کے لیے زمین کی تمام دولت بھی ہووے تو وہ اس کو (اپنی جان چھڑانے کے لیے) فدیہ میں دے دیوے① اور وہ لوگ جب عذاب کو دیکھ لیں گے تو اپنی ندامت کو چھپائیں گے② اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۵۴﴾ سن لو! آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، سنو! اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو سچا ہے؛ لیکن ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں ﴿۵۵﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) زندگی دیتے ہیں اور موت دیتے ہیں اور اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف تم لوٹا دیے جاؤ گے ﴿۵۶﴾ اے لوگو! پکی بات یہ ہے تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آ چکی اور دلوں میں جو بیماری ہے③ اس کے لیے شفا ہے اور ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت کا سامان ہے ﴿۵۷﴾

---

① وہاں کوئی خزانہ ہوگا ہے بھی نہیں اور بالفرض ہو تو لیا بھی نہیں جاوے گا۔

② جب ندامت ہوگی تو دیکھنے والے اس حال پر مذاق نہ اڑائے اس لیے وہ چھپانے کی کوشش کریں گے؛ لیکن وہ ندامت ایسی شدید ہوگی کہ وہ لوگ ضبط نہیں کر سکیں گے اور ندامت ظاہر ہو ہی جاوے گی۔ ''اَسَرُّوْا'': کا دوسرا ترجمہ ''ندامت کو ظاہر کرنا'' ہے۔

③ قلبی روحانی، جسمانی، ظاہری باطنی تمام بیماریوں سے شفا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾
قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ
لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا ع
تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ

(اے نبی!) تم (ان ایمان والوں سے) کہو: یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہوا ہے، سو اس (قرآن کے اترنے) پر ان (ایمان والوں) کو تو خوش ہونا چاہیے ①یہ بہتر ہے (دنیا کے) اس (مال) سے جس کو وہ لوگ جمع کیا کرتے ہیں ﴿۵۸﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) کہو: بھلا تم بتاؤ! اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے جو روزی اتاری سو تم نے (خود) اس میں سے بعض (چیزوں) کو حرام (کر دیا) اور بعض (چیزوں) کو حلال کر دیا تو تم کہو کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا یا تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت باندھتے ہو؟ ﴿۵۹﴾ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت باندھتے ہیں قیامت کے دن کے بارے میں ان لوگوں کا کیا خیال ہے ②؟ یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل والے ہیں ③؛ لیکن ان میں اکثر لوگ (اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا نہیں کرتے ④ ﴿۶۰﴾

اور (اے نبی!) تم جس حالت میں بھی ہوتے ہو اور (ایک حالت یہ ہے کہ) قرآن کا جو حصہ بھی تم پڑھتے ہو ⑤ اور (اے لوگو!) تم جو کام بھی کرتے ہو تو جس وقت تم اس (کام) میں مشغول ہوتے ہو ⑥ ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں،

---

① (دوسرا ترجمہ) آپ ان (ایمان والوں) سے کہہ دیجیے کہ: (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ کے اس انعام اور اس کی رحمت پر خوش ہونا چاہیے۔ ② کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت آوے گی ہی نہیں؛ اس لیے وہ بالکل ڈرتے ہی نہیں؟

③ کہ فوراً سزا نہیں دیتے؛ بلکہ ڈھیل دیتے ہیں کہ انسان توبہ کر لے گا۔

④ یعنی قدر کرتے تو توبہ ضرور کر لیتے۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) آپ کہیں سے بھی قرآن پڑھتے ہو۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) جس وقت تم اس کام کا کرنا شروع کرتے ہو۔

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ
وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا
تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ
جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ
الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾

اور تمھارے رب سے کوئی بھی چیز ذرا برابر بھی چھپی ہوئی نہیں ہے، نہ تو زمین میں، نہ تو آسمان میں اور نہ تو اس (ذرّے) سے چھوٹی اور نہ (اس ذرے سے) بڑی چیز؛ مگر وہ کھلی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں (لکھی ہوئی) موجود ہے① ﴿٦١﴾ سن لو کہ! اللہ تعالیٰ کے جو دوست ہیں② ان پر کوئی خوف نہیں اور وہ غمگین (بھی) نہیں ہوں گے③ ﴿٦٢﴾ جو ایمان لائے اور ڈرتے رہتے ہیں ﴿٦٣﴾ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں خوش خبری ہے، اللہ تعالیٰ کی باتیں بدلتی نہیں ہیں، یہی وہ بہت بڑی کامیابی ہے ﴿٦٤﴾ اور ان (کافروں) کی (بنائی ہوئی) باتوں کی وجہ سے تم کو غم نہ ہو، یقین رکھو کہ عزت تو سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، وہی (اللہ تعالیٰ) بڑے سننے والے، بڑے جاننے والے ہیں ﴿٦٥﴾ سن لو! کہ آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا (اپنے مقرر کیے ہوئے) شریکوں کو پکارتے ہیں وہ کس چیز کی اتباع کررہے ہیں؟④ وہ لوگ تو (بے حقیقت) خیال ہی پر چل رہے ہیں اور وہ لوگ تو صرف اٹکلیں دوڑاتے ہیں⑤ ﴿٦٦﴾

---

① اللہ تعالیٰ کے علم اور احاطے کی وسعت کا بیان ہے۔ ② اولیاء اللہ کی تعریف: وہ ہیں کہ اللہ کی یاد کے ساتھ ان کی یاد آجائے اور ان کو یاد کرتے ہی اللہ یاد آجائے جن کو دیکھ کر خدا یاد آجائے، جن کا ہر عمل خالص اللہ کے لیے ہو، کوئی دنیوی غرض اس میں شامل نہ ہو۔ ③ دنیا و آخرت کا غم نہیں۔ دنیوی مقاصد کے فوت ہونے کا جو غم عام انسانوں میں ہے وہ ان میں نہیں ہے یا دخولِ جنت کے بعد کوئی غم نہیں، معلوم ہوا کہ دخولِ جنت کے بعد سب مؤمن اولیاء اللہ کہلائیں گے؛ اس لیے کہ جنت غم کی جگہ نہیں۔ ④ یعنی شرک پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) وہ نرا جھوٹ بولتے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ
لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِیُّ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی
الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ اِنَّ
الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا
مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ع ۷ الثلٰثة
نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنْ کَانَ کَبُرَ عَلَیْکُمْ مَّقَامِیْ وَتَذْکِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ

وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے تمھارے لیے رات بنائی؛ تاکہ تم اس (رات) میں سکون حاصل کرو اور دن کو روشن بنا دیا① جو لوگ سنتے ہیں یقیناً ان کے لیے اس میں بڑی نشانیاں ہیں ﴿۶۷﴾ وہ (کافر) کہنے لگے کہ: اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے، اس کی ذات تو (اولاد سے) پاک ہے، وہ (اللہ تعالیٰ) غنی ہیں② آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اسی (اللہ تعالیٰ) کی مالکی میں ہے، تمھارے پاس اس (غلط) بات پر کوئی دلیل نہیں ہے، کیا تم اللہ تعالیٰ پر ایسی (جھوٹی) بات کہتے ہو جس کو تم جانتے ہی نہیں ہو؟ ﴿۶۸﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹی بات باندھتے ہیں وہ لوگ کامیاب نہیں ہوں گے ﴿۶۹﴾ دنیا میں تھوڑا سا فائدہ اٹھالینا ہے، پھر ان سب کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے، پھر ہم ان کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے، جو کفر وہ لوگ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہوگا③ ﴿۷۰﴾

اور (اے نبی!) تم ان کے سامنے نوح (علیہ السلام) کی خبر پڑھ کر سناؤ جب (نوح نے) اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اگر میرا (تمھارے درمیان میں) رہنا④ اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ذریعہ میرا نصیحت کرنا تم کو بھاری لگتا ہے،

---

①(دوسرا ترجمہ) دن کو ایسا (روشن) بنادیا کہ (تم اس میں) دیکھ سکو۔ ②یعنی کسی کے محتاج نہیں ہیں۔
③(دوسرا ترجمہ) پھر ہم ان کے کفر کے بدلے سخت سزا کا مزا چکھاویں گے۔
④(دوسرا ترجمہ) میرا (توحید کی دعوت لے کر کے) کھڑا ہونا۔

فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً
ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ﴿۷۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا
عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي
الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ﴿۷۳﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا
كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ﴿۷۴﴾

تو میں نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کر رکھا ہے، اب تم (مجھے تکلیف دینے کے لیے) اپنی تدبیر جمع کرلو اور تمھارے شریکوں کو بھی (جمع کرلو)①، پھر تم کو اپنی تدبیر میں کوئی شک نہ رہے②، پھر تم (کو) میرے خلاف (جو کرنا ہو) کر ڈالو اور مجھ کو ذرا بھی مہلت مت دو ﴿۷۱﴾ پھر اگر تم نے منہ پھرا ہی لیا تو میں (اس تبلیغ پر) تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا، میرا بدلہ تو (میرے) اللہ تعالیٰ ہی پر ہے اور مجھ کو تو حکم ہوا ہے کہ میں مسلمان بن کر رہوں ﴿۷۲﴾ سو ان لوگوں نے نوح (علیہ السلام) کو جھٹلا دیا تو ہم نے نوح کو اور ان کے ساتھیوں کو جو کشتی میں تھے ان سب کو (طوفان سے) بچا لیا اور ہم نے ان (بچنے والوں) کو (کافروں کی جگہ پر) آباد (قائم مقام) کر دیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ہم نے ان کو ڈبو دیا، سو جن کو (پہلے سے) ڈرا دیا گیا تھا ان کا انجام کیسا ہوا وہ تم دیکھ لو ﴿۷۳﴾ پھر ہم نے اس (نوح) کے بعد (مختلف) پیغمبروں کو ان کی اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجا، سو وہ (پیغمبر) ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے، پھر بھی جس بات کو وہ پہلے سے جھٹلا چکے تھے اس کو ماننے کے لیے وہ تیار ہی نہیں ہوئے، حد سے آگے بڑھ جانے والوں (کافروں) کے دلوں پر ہم اسی طریقے سے مہر لگا دیتے ہیں ﴿۷۴﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) تم اپنی کوئی تدبیر تمھارے اپنے شریکوں سے مل کر کے (میرے خلاف) پکی کرلو۔

② (دوسرا ترجمہ) پھر وہ تدبیر تمھارے سامنے چھپی ہوئی نہ رہے (تیسرا) پھر تمھاری اس تدبیر کے بارے میں تم کو دل میں تنگی (گھٹن) نہ ہو (اس لیے کہ خفیہ تدبیر سے طبیعت میں گھٹن ہوتی ہے؛ اس لیے خفیہ تدبیر مت کرو جو کرنا ہو کھلم کھلا کرو)۔ اسی طرح بعض مرتبہ انسان کسی منصوبہ میں ناکام ہوتا ہے تو کہتا ہے میری فلاں تدبیر میں یہ کمی رہ گئی تھی؛ اس لیے ایسا ہوا تو ان کو کہہ دیا گیا کہ: اپنی تدبیر کو خوب اچھی طرح دیکھ لو، اس میں کوئی کمی نہ رہی ہو۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا
قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝٧٥ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧٦ قَالَ
مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝٧٧ قَالُوْٓا
اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ
لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ۝٧٨ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝٧٩ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ
لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝٨٠ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝٨١

پھر ان سب کے بعد ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام) کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس ہماری آیتوں کو لے کر بھیجا، تو انھوں نے تکبر کیا اور وہ گنہگار لوگ تھے ﴿۷۵﴾ سو جب ان لوگوں کے پاس ہماری طرف سے حق پہنچ گیا تو وہ کہنے لگے: یقیناً یہ کھلم کھلا جادو ہی ہے ﴿۷۶﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: کیا تم حق کے بارے میں جبکہ وہ (حق) تمھارے پاس آچکا (ایسا) کہتے ہو: بھلا! کیا یہ جادو ہے؟ حالاں کہ جادوگر لوگ کامیاب نہیں ہوا کرتے ﴿۷۷﴾ (قوم کے) لوگ کہنے لگے: کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے کہ جس (طریقے) پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا اس (طریقے) سے تم ہم کو ہٹا دیویں اور تم دونوں (بھائیوں) کو ملک میں سرداری مل جاوے؟ اور ہم تم دونوں پر (کبھی) ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿۷۸﴾ اور فرعون نے (اپنے ملازموں سے) کہا کہ: تمام ہوشیار (یا بڑے جان کار یا ماہر) جادوگر کو میرے پاس لاؤ ﴿۷۹﴾ سو جب جادوگر آگئے تو موسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے کہا کہ: تم کو (میدان میں) جو ڈالنا ہو ڈالو ﴿۸۰﴾ سو جب ان (جادوگر) لوگوں نے (اپنی رسیاں اور لاٹھیاں) ڈال دیں (اور وہ سانپ بن کر دوڑتی نظر آئی) تو موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: جو کچھ تم نے دکھایا ہے[1] وہ تو جادو ہی ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس (جادو) کو ابھی ملیا میٹ کر دیں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کے کام بننے نہیں دیتے ﴿۸۱﴾

---

[1] (دوسرا ترجمہ) تم جو بنا کر لائے ہو۔ نوٹ: حضرت موسیٰ کا ساحرین سے مقابلہ ایک میدان میں ہوا تھا، قدیم دور سے آج تک مصر میں میدان کا انقلابات سے گہرا ربط رہا ہے۔

ع وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ
عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ
وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ
كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٥﴾
وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا
بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٧﴾

اور اللہ تعالیٰ حق کو اپنے حکم سے سچا کر کے دکھلاتے ہیں چاہے گنہگار لوگ (اس کو) برا سمجھیں ﴿۸۲﴾
سو (شروع دور میں) موسیٰ (علیہ السلام) پر ان کی قوم کے صرف چند نوجوان ہی ایمان لائے ① فرعون اور ان کے سرداروں سے ڈرنے کی وجہ سے کہ کہیں وہ ان کو مصیبت میں نہ ڈال دیویں اور یقیناً فرعون تو ملک میں بڑا زور دکھارہا تھا اور یقیناً وہ حد سے آگے نکل جانے والوں میں سے تھا ﴿۸۳﴾ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! اگر تم اللہ تعالیٰ پر (سچے دل سے) ایمان لا چکے ہو تو اسی پر تم بھروسہ کرو، اگر تم مسلمان ہو ﴿۸۴﴾ تو (قوم کے) لوگ کہنے لگے کہ: ہم نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرلیا، اے ہمارے رب! آپ ظالم قوم کے واسطے ہم کو فتنہ نہ بنایئے ② ﴿۸۵﴾ اور آپ اپنی رحمت سے ہم کو کافر قوم سے نجات عطا فرما دیجیے ﴿۸۶﴾ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی کی طرف حکم بھیجا کہ: تم دونوں اپنی قوم کے لیے مصر میں گھروں کو برقرار رکھو ③ اور تم اپنے گھروں کا رخ قبلے کی طرف بناؤ ④ اور تم لوگ نماز قائم کرو اور ایمان والوں کو خوش خبری سنادو ﴿۸۷﴾

---

① قوم کے نوجوان بڑے قیمتی ہوتے ہیں، ان پر اول محنت کی جائے تو ان شاء اللہ! بہت اچھے نتائج نکلیں گے، ان میں قوتِ فیصلہ تیز ہوتی ہے، ہمت وجرأت سے کام لیتے ہیں۔
② (دوسرا ترجمہ) ظالم لوگوں کے ہاتھوں سے آپ ہم کو آزمائش میں نہ ڈالیے، یا تختۂ مشق نہ بنایئے۔
نوٹ: یہ دعائیہ کلمات آج کل کے حالات میں بڑے اہتمام سے مانگنے کی ضرورت ہے۔
③ یعنی ڈر کر گھر نہ چھوڑو، دوسری بات: مکان کی تعمیر ایسی ہو کہ سکونت اور عبادت دونوں کام میں آوے (دوسرا ترجمہ) مصر میں مکان بناؤ۔ ④ (دوسرا ترجمہ) تمھارے گھروں ہی میں نماز کی جگہ بناؤ........

(باقی اگلے صفحہ پر:)

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ
رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا
يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا
تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾

اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (دعا میں) کہا: اے ہمارے رب! یقیناً آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو رونق کا سامان اور بہت سارا مال ① دنیا کی زندگی میں دے رکھا ہے، اے ہمارے رب! جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ (اس کے ذریعے) وہ (لوگوں کو) آپ کے راستے سے گمراہ کررہے ہیں② اے ہمارے رب! آپ ان کے مالوں کو مٹا دیجیے ③اور ان کے دلوں کو اتنا سخت کر دیجیے ④ کہ جب تک وہ دردناک عذاب کو دیکھ نہ لیں اس وقت تک وہ ایمان نہ لائیں ﴿۸۸﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے موسیٰ اور ہارون!) تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی⑤، سو تم دونوں (اپنی حالت پر) ثابت قدم رہو اور جو لوگ علم سے محروم ہیں ان لوگوں کے راستے پر نہ چلنا ﴿۸۹﴾

⊃ یعنی خوف کی وجہ سے مسجد جانا معاف ہے، اس آیت سے مسلمانوں کو سبق ملتا ہے کہ مکان کی تعمیر کے وقت ہی نقشہ اس طرح بناؤ کہ ہر کمرے سے قبلہ رخ آسان ہو جاوے اور نماز کی ادائیگی میں سہولت رہے اور جہاں اس طرح کے نقشے میں دشواری ہو یا جو مکان پہلے سے بنے بنائے ہیں، ان میں قبلہ کے نشان بنا دیے جائیں۔

(اس صفحے کا حاشیہ:)

① مصر سے حبشہ تک سونے چاندی کی کانیں تھیں۔② زینت کے اسباب اور مال کی کثرت یہ بھی گمراہی کے اسباب بن سکتے ہیں، العیاذ باللہ۔③ حضرت موسیٰؑ نے فرعون کی قوم کی اصلاح سے مایوس ہونے کے بعد ان کے مال و دولت سے دوسروں کی گمراہی کا خطرہ محسوس کر کے یہ بددعا کی۔④ ان کے دل کا سخت ہونا من جانب اللہ مقرر تھا، حضرت موسیٰؑ کی دعا سے صرف اس کا اظہار ہوا یا عذاب کو دیکھ کر کہیں وہ ایمان کو قبول نہ کر لیں جس کی وجہ سے عذاب ٹل جاوے۔ حضرت قتادہؒ کا بیان ہے کہ: اس دعا کا اثر یہ ظاہر ہوا کہ فرعونیوں کے تمام جواہرات اور سونا چاندی اور باغوں و کھیتوں کی سب پیداوار پتھروں کی شکل میں تبدیل ہو گئی۔ (از معارف القرآن)⑤ اللہ تعالیٰ سے دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مانگی، اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہہ رہے تھے، معلوم ہوا کہ آمین کہنے والا مانگی ہوئی دعا میں شامل ہوتا ہے، جیسے سورۂ فاتحہ امام نے پڑھی اور مقتدی نے آمین کہہ دی تو وہ بھی فاتحہ والی دعا مانگنے والا ہو گیا۔ یہ دعا مفسرین کہتے ہی کہ چالیس سال بعد قبول ہوئی، اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے وقتِ مقررہ پر قبولیتِ دعا کے اثرات عنایت فرماتے ہیں۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ
اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ
الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩٠﴾ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٩١﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ
بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿٩٢﴾ ع
وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى
جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٣﴾

اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار کرا دیا تو فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم اور زیادتی کے ارادے سے ان کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ جب وہ (فرعون) ڈوبنے لگا تو بولا: میں ایمان لاتا ہوں کہ جس معبود پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس (اللہ) کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں ﴿۹۰﴾ (اس کو جواب دیا گیا) اب (تو ایمان لاتا ہے)؛ حالاں کہ اس سے پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور تو گمراہ کرنے والوں میں سے تھا ﴿۹۱﴾ سو آج ہم تیرے بدن کو بچا لیں گے؛ تاکہ تیرے پیچھے (آنے) والوں کے لیے (عبرت کی) ایک نشانی بن جائے اور یقیناً بہت سارے لوگ ہماری نشانیوں کے بارے میں غفلت ہی میں پڑے ہوئے ہیں① ﴿۹۲﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو (رہنے کے لیے) ایک اچھا ٹھکانہ دیا② اور ہم نے ان کو پاکیزہ (یعنی نفیس) چیزوں میں سے روزی عطا کی، سو جب ان کے پاس (صحیح) علم پہنچ گیا تب ہی انھوں نے اس میں اختلاف کیا، یقیناً تمھارے رب قیامت کے دن جن چیزوں میں وہ اختلاف کرتے تھے ان میں ان کے درمیان فیصلہ کریں گے ﴿۹۳﴾

---

① فرعون کی نعش کی مزید تفصیل کے لیے بندے کا سفرنامہ ''دیکھی ہوئی دنیا'' کی تیسری جلد دیکھیں۔

② مہاجرین کی دو بڑی ضرورت: مناسب رہائش اور روزی کے اسباب۔

فَاِنۡ كُنۡتَ فِىۡ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ فَسۡـَٔلِ الَّذِيۡنَ يَقۡرَءُوۡنَ الۡـكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكَ‌ۚ
لَقَدۡ جَآءَكَ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ ۙ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الَّذِيۡنَ
كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوۡنَ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ حَقَّتۡ عَلَيۡهِمۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا
يُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۹۶﴾ وَلَوۡ جَآءَتۡهُمۡ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِيۡمَ ﴿۹۷﴾ فَلَوۡلَا كَانَتۡ قَرۡيَةٌ
اٰمَنَتۡ فَنَفَعَهَاۤ اِيۡمَانُهَاۤ اِلَّا قَوۡمَ يُوۡنُسَ ۚ لَمَّاۤ اٰمَنُوۡا كَشَفۡنَا عَنۡهُمۡ عَذَابَ الۡخِزۡىِ
فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَمَتَّعۡنٰهُمۡ اِلٰى حِيۡنٍ ﴿۹۸﴾

سو (اے نبی!) جو (کتاب) ہم نے تمھاری طرف اتاری اگر اس میں تم کو ذرا بھی شک ہے تو تم سے پہلے جو لوگ (آسمانی) کتاب پڑھتے تھے ان کو پوچھ لو①۔ پکی بات یہ ہے کہ تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس سچی بات آ چکی؛ لہذا تم ہرگز شک کرنے والوں میں سے شامل نہ ہو ﴿۹۴﴾ اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا تم ان لوگوں میں سے ہرگز مت بنو، ورنہ تم نقصان میں پڑنے والوں میں سے ہو جاؤ گے ﴿۹۵﴾ یہ بات تو یقینی ہے کہ جن لوگوں پر تمھارے رب کی بات (ازل سے) طے ہو چکی ہے وہ (کبھی) ایمان نہیں لائیں گے ﴿۹۶﴾ چاہے تمام قسم کی نشانیاں ان کے سامنے آ جائیں (تو بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے) یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب کو دیکھ لیویں ﴿۹۷﴾ سو کوئی بستی ایسی کیوں نہیں ہوئی کہ (عذاب کو آنکھوں سے دیکھتے وقت) وہاں کے لوگ ایمان لاتے اور ان کا ایمان لانا ان کو نفع دیتا، سوائے یونس کی قوم کے②، کہ جب وہ لوگ ایمان لائے تو ہم نے ان (پر) سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں دور کر دیا اور ہم نے ان کو ایک وقت (یعنی موت) تک آرام سے رہنے دیا③ ﴿۹۸﴾

---

① نکتہ: بہت سارے شکوک کا ازالہ سوال سے ہو جاتا ہے۔

② قول: (۱) قومِ یونس کو عذاب کے آثار اور علامات نظر آئے تھے، اصل عذاب کا معائنہ نہیں ہوا تھا، ایسے وقت کا ایمان معتبر اور نافع ہے۔ قول: (۲) قومِ یونس نے عین عذاب کو دیکھ لیا پھر ایمان لائے یہ ایمان عام ضابطے کے مطابق نافع نہ ہونا چاہیے؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عام قاعدہ کے خلاف استثنائی طور پر ان کا ایمان معتبر رکھا اور ان کا یہ ایمان دنیا و آخرت میں عذاب سے نجات کا ذریعہ بنا۔ ③ (دوسرا ترجمہ) فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى
يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝٩٩ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى
الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝١٠٠ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ
وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٠١ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ
قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝١٠٢ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠٣ ع قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ
مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚۖ

اور اگر تمھارے رب چاہتے تو جتنے بھی لوگ زمین میں ہیں وہ سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا تم لوگوں کو مجبور کرو گے کہ وہ ایمان لے ہی آویں؟ ﴿۹۹﴾ اور کسی بھی شخص سے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر ایمان لے آئے اور جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے اللہ تعالیٰ ان کو (کفر کی) گندگی میں مبتلا رکھتے ہیں① ﴿۱۰۰﴾ (اے نبی!) تم (ان کافروں سے) کہو کہ: تم نظر دوڑاؤ! آسمانوں اور زمین میں کیا کیا چیزیں ہیں؟ اور نشانیاں (یعنی دلائل) اور ڈرانے والے ایسے لوگوں کو کام نہیں آتے جو ایمان نہیں لاتے ہیں ﴿۱۰۱﴾ سو کیا وہ (کافر) لوگ (ایمان لانے کے واسطے) صرف اس طرح کے واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جیسے (واقعات) ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو پیش آئے تھے؟ (اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو کہ: سو تم انتظار کرو، میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں ﴿۱۰۲﴾ پھر ہم اپنے رسولوں کو اور ایمان والوں کو (عذاب سے) بچا لیتے ہیں اسی طرح، ہم نے ہمارے ذمے یہ بات لے لی ہے کہ ہم (تمام) ایمان والوں کو بچا لیا کرتے ہیں ﴿۱۰۳﴾

(اے نبی!) تم کہہ دو کہ: اے لوگو! اگر تم میرے دین کے بارے میں شک میں (پڑے) ہو تو اللہ تعالیٰ کے سوا تم لوگ جن (بتوں) کی عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا ہوں؛ لیکن میں تو اس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں جو تمھاری روح کو قبض کرتے ہیں،

---

① یعنی جو لوگ حق کو سوچتے نہیں اللہ تعالیٰ ان کو کفر کی گندگی میں پڑا رہنے دیتے ہیں۔

وَاُمِرۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿١٠٤﴾ وَاَنۡ اَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ حَنِيۡفًا ۚ وَلَا تَكُوۡنَنَّ
مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿١٠٥﴾ وَلَا تَدۡعُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنۡفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنۡ فَعَلۡتَ
فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿١٠٦﴾ وَاِنۡ يَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنۡ
يُّرِدۡكَ بِخَيۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهٖ ؕ يُصِيۡبُ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ
الرَّحِيۡمُ ﴿١٠٧﴾ قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ ۚ فَمَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا
يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِوَكِيۡلٍ ﴿١٠٨﴾ وَاتَّبِعۡ
مَا يُوۡحٰۤى اِلَيۡكَ وَاصۡبِرۡ حَتّٰى يَحۡكُمَ اللّٰهُ ۖۚ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ ﴿١٠٩﴾ ع ١٦

اور مجھ کوتو یہ حکم ہوا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے بن کر رہوں ﴿۱۰۴﴾ اور (مجھ سے تو یہ بھی کہا گیا ہے کہ) تم اپنا منہ دین (یعنی اسلام) پر بالکل سیدھا رکھو اور تم شرک کرنے والوں میں سے ہرگز مت بنو ﴿۱۰۵﴾ اور تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیز کو مت پکارو جو تم کو نفع بھی نہ دیوے اور تم کو نقصان بھی نہ دیوے، اگر تم نے ایسا کیا تب تو تم ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے ﴿۱۰۶﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی تکلیف پہنچاویں تو اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی اس کو دور نہیں کر سکتا اور اگر وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو کوئی بھلائی پہنچانے کا ارادہ کریں تو اس کے فضل کو کوئی واپس کرنے والا نہیں ہے، وہ اس (فضل) کو اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں اس کو پہنچاتے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) تو بہت زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۰۷﴾ (اے نبی!) تم کہو کہ: اے لوگو! تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے حق آ گیا، سو جو شخص بھی ہدایت کا راستہ اختیار کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدہ کے لیے ہدایت کا راستہ اپناتا ہے اور جو شخص کہ گمراہ ہو گیا تو گمراہی کا نقصان اسی کو پہنچے گا اور میں تمھارے اوپر ذمے دار نہیں ہوں ﴿۱۰۸﴾ اور (اے نبی!) جو وحی تمھارے پاس بھیجی جا رہی ہے تم اس پر چلو اور تم صبر کرو؛ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دیویں اور وہ (اللہ تعالیٰ) بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں ﴿۱۰۹﴾

سورة هود

(المكية)

سورۂ ہود

یہ سورت مکی ہے، اس میں ایک سو تیئیس (١٢٣) آیتیں ہیں، سورۂ یونس کے بعد اور سورۂ یوسف سے پہلے باون (٥٢) نمبر پر نازل ہوئی۔

حضرت ہودؑ قومِ عاد کی سب سے زیادہ معزز شاخ ''خلود'' کے ایک فرد تھے، سرخ سفید رنگ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے وجیہ شخصیت ملی تھی، ان کی ڈاڑھی بڑی تھی۔

ہود بن عبد اللہ بن ریاح بن خلود بن عاد بن عوض بن شالح بن ارفخشند بن سام بن نوح، مشہور پیغمبر تھے، جن کو قومِ عاد کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا تھا، حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کو ہی عادِ اولیٰ کہا جاتا ہے۔ (لغات القرآن ج:٦، ص:١٤١)

سورۂ ہود میں انبیائے سابقین اور ان کی قوموں کے واقعات نوحؑ سے شروع کر کے حضرت موسیٰؑ تک خاصی ترتیب وتفصیل سے ذکر کیے گئے ہیں۔

جو شخص اس سورت کی آیت ''بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؁ ''اور سورۂ زمر کی یہ آیت: ''وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ڰ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؇'' پڑھ کر سمندر میں سوار ہو تو وہ غرق سے محفوظ رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ① اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا
اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ② وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ
مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ③

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الر، یہ ایسی کتاب ہے کہ (دلائل کے اعتبار سے) اُس کی آیتیں خوب مضبوط کی گئی ہیں ① پھر بہت زیادہ حکمت والے، بڑے خبر رکھنے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے وہ (آیتیں) صاف صاف بیان کی گئی ہیں ﴿۱﴾ یہ کہ تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، یقیناً میں تمھارے لیے اس کی طرف سے ڈرانے والا ② اور خوش خبری سنانے والا ہوں ﴿۲﴾ اور یہ کہ تم (اپنی پچھلی نافرمانی پر) اپنے رب سے معافی مانگو پھر (آئندہ کے لیے بھی) اس کی طرف رجوع کرو ③، وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو مقررہ وقت تک (زندگی سے) اچھا فائدہ ④ اٹھانے کا موقع دیں گے اور جس نے بھی زیادہ عمل کیا ہوگا اس کو اپنی طرف سے فضل (یعنی جنت) دیں گے اور اگر تم منہ پھراؤ گے تو میں تمھارے بارے میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ﴿۳﴾

① قرآن کی آیات میں لفظی معنوی کسی طرح کی غلطی یا کمزوری کا کوئی امکان ہی نہیں ہے، یا منسوخ کے مقابلے میں ہے۔
② مراد: شفقت ومحبت کے ساتھ دنیا وآخرت میں نقصان پہنچانے والی چیزوں سے ڈرانا۔
③ استغفار کا تعلق پچھلے گناہ سے اور توبہ کا تعلق آئندہ اپنے آپ کو نیک بنا دینا اور گناہوں سے بچانا۔
④ متاعاً حسناً: رزق کی وسعت، زندگی کی سہولت، آفت وعذاب سے حفاظت، دنیا اور آخرت دونوں میں راحت بھری زندگی اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ: ''متاعِ حسن'' یہ ہے کہ انسان کا دھیان مخلوق سے ہٹ کر خالق پر لگ جاوے، جو چیزیں موجود ہیں اس پر انسان قناعت کرے اور جو چیز حاصل نہیں ہوئی اس کے غم میں نہ پڑے رہے۔

إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ④ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ
لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ ۚ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ
إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ⑤

تم سب کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہ (اللہ) تمام چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں ﴿۴﴾ سن لو! وہ لوگ اس (اللہ تعالیٰ) سے چھپنے کے لیے اپنے سینوں کو (جھکا کر) دوہرا کر لیتے ہیں، سن لو! جس وقت وہ لوگ اپنے کپڑے اپنے اوپر اوڑھ (یعنی لپیٹ) لیتے ہیں اُس وقت بھی جو چیز وہ لوگ چھپاتے ہیں اور جو (چیز) وہ ظاہر کرتے ہیں اُس کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ تو سینوں کی باتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۵﴾

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ
فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۶ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ
عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ
الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ
الْعَذَابَ اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا
ع عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ
نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ۝۹

اور زمین پر چلنے والا کوئی جانور بھی ایسا نہیں ہے جس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمے نہ ہو اور وہ (اللہ تعالیٰ) اس کے مستقل (یعنی زیادہ) ٹھہرنے کی جگہ اور جہاں وہ سونپا جاتا ہے (یعنی عارضی رہنے کی جگہ) اس کو بھی جانتے ہیں، ہر چیز کھلی ہوئی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں موجود ہے ﴿۶﴾ اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا اور (اس وقت) اس کا عرش پانی پر تھا؛ تاکہ وہ تم کو آزماویں کہ تم میں سے کون اچھا عمل کرتا ہے① اور (اے نبی!) اگر تم (یہ بات) کہو کہ: یقیناً تم لوگوں کو مرنے کے بعد (قیامت میں) دوبارہ زندہ کیا جاوے گا تو (اس پر) یہ کافر لوگ ضرور کہیں گے کہ: یہ تو صرف کھلا جادو ہے ﴿۷﴾ اور اگر ایک جانی ہوئی مدت (یعنی تھوڑے دنوں) تک ہم ان پر سے عذاب کو مؤخر (یعنی ملتوی) کر دیں گے تو وہ لوگ ضرور (ایسی بات) کہیں گے کہ: کونسی چیز نے اس (عذاب) کو روکے رکھا ہے؟ سن لو! جس دن وہ (عذاب) ان پر آجاوے گا تو پھر ان پر سے (کسی طرح بھی) واپس ہونے والا نہیں ہے اور جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑاتے تھے وہ ان کو (چاروں طرف سے) گھیر لے گا ﴿۸﴾

اور اگر ہم انسان کو ہماری طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھا دیویں② پھر ہم اس (انسان) سے وہ (رحمت) واپس لے لیویں تو یقیناً وہ مایوس ہو جاوے گا، ناشکرا ہو جائے گا ﴿۹﴾

---

① جو عمل سنت کے مطابق اخلاص سے کیا جاوے۔ ② دوسرا ترجمہ: اپنی کسی نعمت سے لطف اندوز کریں۔

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ
فَخُوْرٌ ۙ﴿۱۰﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾
فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ
كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ؕ﴿۱۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ
افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾

اور اگر ہم اس (انسان) کو تکلیف پہنچنے کے بعد اس کو نعمتوں کا مزہ چکھا دیں تو وہ (انسان) ضرور کہے گا کہ: مجھ سے تو (میری) تمام مصیبتیں دور ہو گئیں، پکی بات یہ ہے کہ وہ (انسان) تو بڑا اترانے والا، بڑا ہی فخر کرنے والا ہے① ﴿۱۰﴾ مگر جن لوگوں نے صبر کیا اور نیک کام کیے ایسے لوگوں کے لیے تو مغفرت ہے اور بڑا ثواب ہے ﴿۱۱﴾ (اے نبی) کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ جو وحی تم پر اتاری جا رہی ہے اس کا کچھ حصہ تم چھوڑ دو؟ اور اس بات سے تمھارا دل تنگ ہو جاتا ہے② کہ وہ (کافر) لوگ (ایسا) کہتے ہیں کہ: اس (نبی) پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اتارا گیا یا اس (نبی) کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا (جو فرشتہ ہم سے بھی بات چیت کرتا؟) (اے نبی!) یقیناً تم تو ڈرانے والے ہو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے ذمے دار ہیں③ ﴿۱۲﴾ کیا وہ (کافر ایسا) کہتے ہیں کہ: اس (نبی) نے اس (قرآن) کو (خود) گڑھ لیا ہے؟ تو (ان کو) تم (جواب میں) کہو: پھر تو تم اس (قرآن) جیسی دس سورتیں (اپنی خود کی) بنائی ہوئی تم لے آؤ اور (اس کام میں مدد کے لیے) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جس کو بھی بلا سکتے ہو اس کو بلا لو اگر تم سچے ہو تو ﴿۱۳﴾

---

① دنیا کی راحت اور مصیبت دونوں عارضی ہے، ناشکری اور اترانا دونوں بری عادت ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) سو شاید آپ (تنگ ہو کر) جو احکام آپ کے پاس وحی کے ذریعے بھیجے جاتے ہیں ان میں سے بعض (کی تبلیغ) کو چھوڑ دینا چاہتے ہو اور آپ کا دل اس بات سے تنگ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ۔

③ (دوسرا) مکمل اختیار رکھتے ہیں۔

فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ
مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا
وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ
مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ
شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ

اور اگر وہ لوگ تمھاری (کہی ہوئی) بات قبول نہ کریں ① تو تم جان لو کہ وہ (قرآن) اللہ تعالیٰ کے علم (یعنی وحی) سے ہی اتارا گیا ہے اور یہ (بھی جان لو) کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو اب (بتاؤ) کیا تم مسلمان ہوتے ہو (یا نہیں)؟ ﴿۱۴﴾ جو شخص بھی (اپنے اعمال کے ذریعہ) دنیا کی زندگی اور اس کی رونق حاصل کرنا چاہتا ہے ② تو ہم ان کو ان کے اعمال کا پورا بدلہ اس (دنیا ہی) میں دے دیں گے اور ان کے لیے اس (دنیا) میں کوئی نقصان نہیں کیا جائے گا ﴿۱۵﴾ ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں آگ ہی ہوگی، ان لوگوں نے اس (دنیا) میں جو کام کیے وہ سب برباد ہو جائیں گے اور جو عمل وہ لوگ کر رہے تھے وہ (آخرت میں) بیکار ہو جائیں گے ﴿۱۶﴾ کیا (قرآن کا انکار کرنے والا اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے) جو شخص اپنے رب کی طرف سے (آئی ہوئی) کھلی دلیل (یعنی قرآن) پر ہو اور (اس قرآن کے سچا ہونے پر) اس کے پیچھے ایک گواہ (یعنی ثبوت) ③ اس (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے آیا ہو؟ اور اس (قرآن) سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب راستہ بتلانے والی اور رحمت تھی (وہ بھی قرآن کو سچا بتاتی ہے) وہی لوگ اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں،

① یعنی تمھارا کہنا کر نہ سکے۔ ② یرید: اس میں دوام و استمرار ہے؛ یعنی جو صرف دنیا ہی کا فکر کرے، آخرت کی طرف دھیان ہی نہ ہو۔ ③ قرآن مجید کی سچائی پر خود قرآن بھی گواہ ہے جو اس میں بے مثال فصاحت و بلاغت ہے وہ خود قرآن کی سچائی کی گواہی دیتی ہے یہ اعجاز قرآنی ہے، اسی طرح قرآن اتارا گیا حضرت نبیِ کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر، آپ کے اخلاق، آپ کی مبارک عادتیں، آپ کی پاکیزہ زبان، آپ کا نورانی چہرہ یہ سب بھی آپ پر اتاری جانے والی کتاب قرآن کی سچائی کی دلیل ہے۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ
رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٧﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ
اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا
لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٨﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٩﴾ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا
كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٠﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢١﴾

اور ان سب فرقوں میں سے جو بھی اس (قرآن) کا انکار کرے گا تو (جہنم کی) آگ اس کے وعدہ کی
جگہ ہے، سو تم اس (قرآن) کے بارے میں کسی شک میں مت پڑو، یقیناً وہ (قرآن) تو تمھارے
رب کی طرف سے (آئی ہوئی) بالکل سچی کتاب ہے؛ لیکن اکثر لوگ ایمان لاتے نہیں ہیں ﴿۱۷﴾
اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا، وہی لوگ اپنے رب کے روبرو
حاضر کیے جائیں گے اور گواہی دینے والے (ملائکہ) کہیں گے کہ: یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے
رب پر جھوٹ بولا تھا، سن لو! اللہ تعالیٰ کی لعنت ظلم کرنے والوں پر ہے ﴿۱۸﴾ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے
راستے (یعنی دین اسلام) سے روکتے ہیں اور اس (اللہ تعالیٰ کے راستے) میں ٹیڑھا پن تلاش کرتے
ہیں اور وہی لوگ آخرت کا انکار کرتے ہیں ﴿۱۹﴾ وہ لوگ زمین میں (بھاگ کر کے اللہ تعالیٰ کو)
عاجز نہیں کر سکتے [1] اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مدد کرنے والے نہیں ہونگے، ان کے لیے
عذاب کو دوگنا کر دیا جائے گا، وہ لوگ (دنیا میں حق سے نفرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکام کو) سن
بھی نہیں سکتے تھے اور (حق کی طرف) وہ دیکھتے بھی نہیں تھے ﴿۲۰﴾ وہی لوگ ہیں جنھوں نے خود
کو برباد کر دیا ہے اور جو (معبود) انھوں نے (دنیا میں) گڑھ رکھے تھے وہ سب (قیامت میں) ان
سے غائب (یعنی گم) ہو جائیں گے ﴿۲۱﴾

---

[1] (دوسرا ترجمہ) تھکا نہیں سکیں گے۔

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ۝٢٢ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝٢٣ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ
كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۝٢٤ وَلَقَدْ ع
اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۝٢٥ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّيْٓ اَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ۝٢٦ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا
بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ
عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ۝٢٧

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہوں گے ﴿۲۲﴾ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے اور انھوں نے اپنے رب کے سامنے عاجزی کی وہی لوگ جنت والے ہیں، وہ اس (جنت) میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۲۳﴾ (کافر اور مؤمن) ان دونوں فریق کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک شخص اندھا اور بہرا ہو اور دوسرا شخص دیکھنے والا اور سننے والا ہو کیا ان دونوں کی حالت برابر ہو سکتی ہے؟ کیا پھر بھی تم لوگ دھیان نہیں دیتے ہو؟ ﴿۲۴﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف (رسول بنا کر) بھیجا کہ یقین رکھو کہ میں تمھارے لیے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں ﴿۲۵﴾ یہ کہ تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، یقیناً میں تمھارے بارے میں دردناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ﴿۲۶﴾ سو ان (نوح علیہ السلام) کی قوم میں سے کافر سرداروں نے کہا: تو ہم کو ہمارے جیسا ہی ایک آدمی نظر آتا ہے اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہم میں سب سے زیادہ نیچی قوم کے لوگ وہی تمھاری بات مانتے ہیں (وہ بھی) بغیر سوچے سمجھے ① اور ہم کو اپنے اوپر تمھاری کوئی فضیلت نظر آتی نہیں ہے؛ بلکہ ہم تو تم کو جھوٹا ہی سمجھتے ہیں ﴿۲۷﴾

① (دوسرا ترجمہ) اوپر اوپر سے (تیسرا ترجمہ) ہماری قوم کے چند رذیل ہیں وہ سطحی رائے سے تمھاری پیروی کرنے والے ہو گئے ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ
عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝۲۸ وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ
اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ
قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝۲۹ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳۰ وَلَاۤ
اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ
لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚ

اس (نوح علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! بتاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے (آئی ہوئی) ایک روشن دلیل پر (قائم) ہوں اور اس (اللہ تعالیٰ) نے اپنے پاس سے مجھے ایک (خاص) رحمت (یعنی نبوت) عطا کی ہو، سو (اس کی حقیقت) تمھاری آنکھ سے چھپا دی گئی ہے، کیا ہم تم سے اس (رحمت) کو زبردستی چمٹا دیویں؛ حالاں کہ تم اس کو پسند نہیں کرتے ہو[1] ﴿۲۸﴾ اور اے میری قوم! میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی مال نہیں مانگتا، میرا بدلہ تو (میرے) اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اور میں ایمان والوں کو ہٹانے (یعنی نکالنے) والا نہیں ہوں، یقیناً وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے ہی والے ہیں؛ لیکن میں یہ دیکھتا ہوں کہ تم سب جاہل لوگ ہو ﴿۲۹﴾ اور اے میری قوم! اگر میں ان (غریب ایمان والوں) کو (اپنے پاس) سے ہٹا دوں تو اللہ تعالیٰ (کی پکڑ) سے کون مجھ کو چھڑائے گا[2]، کیا پھر بھی تم (اتنی بات) نہیں سمجھتے؟ ﴿۳۰﴾ اور میں تم کو ایسا نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور (میرا دعویٰ) ایسا نہیں ہے کہ میں (تمام) غیب کی باتیں جانتا ہوں اور میں یہ (بھی) نہیں کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور جو (میرے ماننے والے) لوگ تمھاری نظروں میں بالکل حقیر ہیں ان کے بارے میں (تمھاری طرح) یہ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز کوئی بھی بھلائی (یعنی ثواب) نہیں دیں گے، جو بات ان کے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ اس کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں،

---

[1] (دوسرا ترجمہ) کیا وہ تمھاری سمجھ میں نہیں آرہی ہو پھر بھی ہم تمھارے اوپر زبردستی مسلط کر دیویں (تیسرا ترجمہ) کیا ہم تم کو اس کے لیے مجبور کر دیویں؛ حالانکہ تم اس سے نفرت کرتے ہو۔ [2] (دوسرا ترجمہ) (اللہ کی پکڑ سے بچنے میں کون میری مدد کرے گا؛ یعنی کوئی نہیں)۔ فقر و مسکنت کی وجہ سے کسی کی توہین اللہ کی پکڑ کا سبب بن سکتی ہے۔

إِنِّىٓ إِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِينَ ۝٣١ قَالُوا يٰنُوحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدٰلَنَا فَأْتِنَا بِمَا
تَعِدُنَآ إِنْ كُنتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ۝٣٢ قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيكُم بِهِ اللّٰهُ إِن شَآءَ وَمَآ أَنتُم
بِمُعْجِزِينَ ۝٣٣ وَلَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِىٓ إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ إِن كَانَ اللّٰهُ يُرِيدُ أَن
يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۚ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝٣٤ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ
فَعَلَىَّ إِجْرَامِى وَأَنَا بَرِىٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُونَ ۝٣٥ وَأُوحِىَ إِلٰى نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُّؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا ع
مَن قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝٣٦

یقیناً تب تو میں ظلم کرنے والوں میں سے بن جاؤں گا① ﴿۳۱﴾ (قوم کے) لوگوں نے کہا: اے نوح! پکی بات یہ ہے کہ تم نے ہم سے بحث کر لی سو تم نے ہم سے بہت بحث کر لی سو اگر تم سچے ہو تو جس (عذاب) کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو② وہ ہمارے پاس لے آؤ ﴿۳۲﴾ نوح (علیہ السلام) نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ ہی تمھارے پاس وہ (عذاب) لائیں گے اور تم لوگ (عذاب سے بھاگ کر) تھکا نہیں سکو گے ﴿۳۳﴾ اور تم کو میری نصیحت فائدہ نہیں دے گی اگر میں تمھارے ساتھ بھلائی کرنا چاہوں تو بھی؛ جبکہ (تمھاری ضد کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ نے تم کو گمراہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہو، وہی (اللہ تعالیٰ) تم سب کے رب ہیں اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ﴿۳۴﴾ کیا یہ (کافر) لوگ (یوں) کہتے ہیں کہ: اس (محمد یا نوح③) نے اس (قرآن یا وحی) کو (خود) گڑھ لیا ہے؟ تو (ان کو جواب میں) تم کہو کہ: اگر میں نے اس کو خود بنا لیا ہو تو میرے جرم کا وبال مجھ پر ہی ہوگا اور جو جرم تم لوگ کرتے ہو میں اس کا ذمے دار نہیں ہوں ﴿۳۵﴾

اور نوح (علیہ السلام) کی طرف وحی بھیجی گئی کہ تمھاری قوم میں سے جو لوگ (اب تک) ایمان لا چکے ہیں ان کے سوا کوئی دوسرا ہرگز ایمان نہیں لاوے گا؛ لہٰذا جو کام وہ لوگ کر رہے ہیں اس کی وجہ سے تم غمگین مت ہوؤ ﴿۳۶﴾

---

① یعنی اگر ان کے دلوں میں اخلاص ہو اور میں ان کے بارے میں کوئی غلط بات کہہ دوں تب تو میں ظلم کرنے والوں میں سے بن جاؤں گا۔ ② (دوسرا ترجمہ) ڈراتے ہو۔ ③ بعض حضرات نے ”افتراہ“ کی ضمیر کا مرجع نوحؑ کو قرار دیا ہے۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ﴿٣٧﴾
وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا
فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۙ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ
وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيمٌ ﴿٣٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا
مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ
مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾

اور (اے نوح!) تم ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی (یعنی حکم) سے کشتی بنالو اور تم مجھ سے ظالموں (کی نجات) کے بارے میں بات مت کرو، کیوں کہ وہ (ظالم لوگ) ڈوبنے ہی والے ہیں ﴿۳۷﴾ اور نوح (علیہ السلام) نے کشتی بنانے کا کام شروع کر دیا، اور جب بھی ان کی قوم کے کچھ سردار لوگ ان کے پاس سے گزرتے تو وہ ان (نوح علیہ السلام) پر ہنستے تھے، نوح (علیہ السلام) نے کہا: اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو یقیناً ہم بھی (ایک دن) تم پر ہنسیں گے جس طرح تم (آج ہم پر) ہنس رہے ہو① ﴿۳۸﴾ سو عنقریب تم لوگ جان لوگے کہ کس کے پاس ایسا عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور کس پر ہمیشہ رہنے والا عذاب اترتا ہے ﴿۳۹﴾ یہاں تک کہ جب ہمارا (عذاب دینے کا) حکم آپہنچا اور تنور (پانی سے) جوش مارنے لگا② تو ہم نے حکم دیا کہ: ہر قسم کے جانوروں میں سے (نر و مادہ) دو دو کے جوڑے اس (کشتی) میں سوار کرلو اور اپنے گھر والوں کو بھی؛ مگر جس کے بارے میں (ہمارا) حکم پہلے سے جاری ہو چکا ہو③ اور جو ایمان لائے ہیں ان کو بھی (کشتی میں بٹھالو) اور نوح (علیہ السلام) کے ساتھ تھوڑے ہی لوگ ایمان لائے تھے ﴿۴۰﴾

---

① یعنی آگے چل کر ایسے حالات کھڑے ہوں گے جو تمھارے استہزاء کا موجب ہوں گے۔ اندازہ ایسا ہے کہ حضرت نوح کے زمانے سے قبل دنیا میں کشتی نہیں تھی۔

② یعنی تنور سے پانی ابلنے لگا۔

③ کہ وہ کفر کی وجہ سے پانی میں ڈوبنے ہی والے ہیں۔ وہ کشتی میں سوار نہیں ہوں گے۔

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ
تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا
وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ
الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾
وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ
عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

اور نوح (علیہ السلام) نے (ساتھیوں سے) کہا کہ: تم اس (کشتی) میں سوار ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ کے نام سے اس (کشتی) کا چلنا ہے اور اس کا ٹھہرنا بھی ہے، یقیناً میرے رب بہت زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۴۱﴾ اور وہ (کشتی) پہاڑ جیسی (بلند) موجوں میں ان سب کو لے کر چلنے لگی اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے ① کو جبکہ وہ ایک الگ جگہ پر تھا آواز دی: اے میرے پیارے بیٹے! تو ہمارے ساتھ (کشتی میں) سوار ہو جا اور تو کافروں کے ساتھ شامل نہ ہو ﴿۴۲﴾ وہ (بیٹا) کہنے لگا کہ: ابھی میں کسی پہاڑ پر چلا جاؤں گا جو مجھ کو پانی (میں ڈوبنے) سے بچا لے گا، نوح (علیہ السلام) نے فرمایا: آج اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کوئی بچانے والا نہیں ہے؛ مگر جس پر اللہ تعالیٰ ہی رحم کریں اور ان دونوں (باپ بیٹے) کے درمیان ایک موج حائل ہو گئی سو وہ (بیٹا) ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا ﴿۴۳﴾ اور (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کہا گیا: اے زمین! تو اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان! تو (پانی برسانے سے) رک جا اور پانی سکھا دیا گیا ② اور (کافروں کو ہلاک کرنے کا) کام پورا ہو گیا اور وہ (کشتی) جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی اور (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم ہوا کہ: ظالم لوگ (رحمت سے) دور ہو جاؤ ﴿۴۴﴾

① اس کا نام "یام" تھا جس کو کنعان کہتے ہیں، بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آپ کا سوتیلا بیٹا تھا۔
② (دوسرا ترجمہ) اور پانی اتر گیا (تیسرا ترجمہ) پانی کم کر دیا گیا۔

وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ
الْحٰكِمِیْنَ۝۴۵ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ۗ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا
لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ۝۴۶ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ
اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ۝۴۷ قِیْلَ
یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَعَلٰۤی اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ
ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝۴۸

اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے رب کو پکارا: اور کہا اے میرے رب! یقیناً میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں سے ہے اور یقیناً آپ کا وعدہ سچا ہے اور آپ حکم کرنے والوں میں سب سے اچھے حکم کرنے والے ہو ﴿۴۵﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نوح! یقیناً وہ (تمھارا بیٹا) تمھارے اہل میں سے نہیں ہے① کیوں کہ اس کا کام اچھا (یعنی صحیح) نہیں ہے؛ لہٰذا تم مجھ سے ایسی چیز کا سوال نہ کرو جس کی تم کو خبر نہ ہو، یقین رکھو میں تم کو نصیحت کرتا ہوں یہ کہ تم جاہلوں (یعنی نادانوں) میں سے مت بنو ﴿۴۶﴾ نوح (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے رب! میں آپ کی حفاظت چاہتا ہوں اس بات سے کہ (آئندہ) میں آپ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کروں جس کی حقیقت مجھ کو معلوم نہ ہو، اور اگر آپ مجھ کو معاف نہ کردیویں اور مجھ پر رحم نہ کریں تو میں نقصان میں پڑنے والوں میں سے ہو جاؤں گا ﴿۴۷﴾ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم دیا گیا: اے نوح! (کشتی سے) اتر جاؤ، ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں لے کر جو تمھارے لیے اور تمھارے ساتھ جتنی قومیں ہیں ان سب کے لیے ہیں، اور کچھ قومیں ایسی بھی ہیں جن کو ہم (دنیا میں چند دن) فائدہ اٹھانے کا موقع دیں گے، پھر ان کو ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا ﴿۴۸﴾

---

① واقعی نبی کے اہل وہ ہیں جو ایمان لاکر نجات پاوے۔ ایمان اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ نیک لوگوں سے نسبت کام آتی ہے۔

نکتہ: جیسا گھرانہ ویسے اچھے اعمال بھی ہونے چاہیے تب اس گھرانے کا حقیقی فرد کہلانے کے قابل انسان ہوتا ہے۔

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْۤ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾

ع

یہ سب غیب کی خبریں ہیں جو وحی کے ذریعہ ہم تم کو بتلا رہے ہیں، یہ سب (واقعات ہمارے) اس (بتانے) سے پہلے نہ تو تم جانتے تھے، نہ تو تمھاری قوم جانتی تھی، سو تم صبر کرو، یقیناً اچھا انجام تقویٰ والوں ہی کے لیے ہے ﴿۴۹﴾

اور (قومِ) عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (نبی بنا کر) بھیجا تو ہود نے کہا: اے میری قوم! تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، تمھارے لیے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تم لوگ تو جھوٹی بات ہی کہہ رہے ہو ﴿۵۰﴾ اے میری قوم! میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا ہوں، میرے اجر (بدلے) کی ذمے داری اسی (اللہ تعالیٰ) پر ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا، کیا پھر بھی تم لوگ سمجھتے نہیں ہو؟ ﴿۵۱﴾ اور اے میری قوم! تم اپنے رب سے معافی مانگو، پھر اس کے سامنے توبہ کرو، وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائیں گے، اور تمھاری (ابھی موجود) قوت کو زیادہ کر کے تمھاری طاقت کو بڑھا دیں گے ① اور تم لوگ گنہگار بن کر (ایمان سے) مت پھر جاؤ ﴿۵۲﴾ قوم کے لوگ کہنے لگے: اے ہود! تم ہمارے پاس (اپنی سچائی کی) کوئی دلیل نہیں لائے ہو اور ہم تمھارے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں ہیں اور ہم تمھاری بات پر ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿۵۳﴾

① استغفار اور توبہ سے مال اور اولاد میں برکت ہوگی، جسمانی صحت و قوت بھی زیادہ ہوگی۔ مال و اولاد کی کثرت سے بھی ایک طرح کی قوت ہو جاتی ہے۔

إِنْ نَّقُوْلُ إِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ إِنِّيْٓ أُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا أَنِّيْ بَرِيْٓءٌ
مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ إِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ
رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾
فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَّآ أُرْسِلْتُ بِهٖٓ إِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ
وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا
وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾

ہم تو یہی بات کہتے ہیں کہ: ہمارے بعض معبودوں نے تم کو بری طرح جھپٹ میں لے لیا ہے① ہود (علیہ السلام) نے کہا: یقین رکھو! میں تو اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی (اس بات پر) گواہ رہو کہ اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا جن کو تم شریک مانتے ہو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے ﴿۵۴﴾ سو تم سب مل کر میرے بارے میں (جو بھی) چال (چل سکتے ہو) چلو②، پھر مجھے (ذرہ برابر بھی) مہلت مت دو ﴿۵۵﴾ یقین رکھو! میں نے تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا جو میرے بھی رب ہیں اور تمھارے بھی رب ہیں، جتنے بھی (زمین پر چلنے والے) جانور ہیں ان سب کی پیشانی اس نے پکڑ رکھی ہے③ یقیناً میرے رب سیدھے راستے پر (چلنے سے ملتے) ہیں ﴿۵۶﴾ سو اگر تم لوگ (سچے دین سے) منہ پھراتے ہو تو جو پیغام دے کر مجھ کو تمھارے پاس بھیجا گیا تھا وہ تو میں نے تم کو پہنچا دیا اور (تم ایمان نہیں لاؤ گے تو اب) میرے رب (تم کو ہلاک کر کے) تمھاری جگہ کسی اور قوم کو آباد کریں گے، اور تم لوگ اس (اللہ تعالیٰ) کا کچھ بھی نقصان نہیں کر سکو گے، یقیناً میرے رب تمام چیز پر نگرانی کرنے والے ہیں ﴿۵۷﴾ اور جب ہمارا (عذاب کا) حکم آپہنچا تو ہم نے ہود (علیہ السلام) اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو اپنی (خاص) رحمت (کے ذریعہ عذاب) سے بچا لیا اور ہم نے ان کو بھاری عذاب سے نجات دی ﴿۵۸﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جنون (یا آسیب) پہنچایا ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) میرے حق میں جو برائی کر سکتے ہو کر گزرو۔ ③ یعنی ان سب پر اللہ کا مکمل قابو ہے۔

وَتِلْكَ عَادٌ ۟ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ﴿۵۹﴾
وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا
لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ﴿۶۰﴾ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ ع
اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا
اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ﴿۶۱﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ
اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ﴿۶۲﴾

اور یہی قومِ عاد ہے جنھوں نے اپنے رب کی آیتوں (یعنی نشانیوں) کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر بڑے شرارت کرنے والے (حق کے) پکے دشمن کی بات پر وہ چلے ① ﴿۵۹﴾ اور اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لازم کردی گئی اور قیامت کے دن بھی (لعنت ان کے ساتھ رہے گی) سنو! قومِ عاد نے یقیناً اپنے رب کا انکار کیا، سنو! (قومِ) عاد کے لوگ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے) دور کردیے گئے جو ہود (علیہ السلام) کی قوم تھی ﴿۶۰﴾

اور قومِ ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو (نبی بنا کر) بھیجا ② تو صالح علیہ السلام نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، تمھارے لیے اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اسی (اللہ تعالیٰ) نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور تم کو اس میں آباد کردیا، سو تم اس (اللہ تعالیٰ) سے معافی مانگو، پھر اسی (اللہ تعالیٰ) سے توبہ کرو، یقین رکھو کہ میرے رب تو بہت نزدیک ہیں (دعا کو) قبول کرنے والے ہیں ﴿۶۱﴾ قوم کے لوگ کہنے لگے: اے صالح! اس بات سے پہلے تو تو ہمارے درمیان ایسا رہا کہ (ہم کو) تجھ سے بڑی امید تھی ③ جن بتوں کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں کیا ان کی عبادت سے تو ہم کو روکتا ہے؟ اور جس (دین) کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے اس کے بارے میں ہم کو ایسا شک ہے کہ دل مانتا ہی نہیں ﴿۶۲﴾

---

① شریروں کی تائید اور ان کی اتباع یہ بھی عذاب لانے والے جرائم میں سے ہے۔ ② جن آیتوں میں نبی اور قوم کے درمیان بھائی ہونے کی بات کہی گئی ان میں کئی جگہوں پر خاندانی بھائی یا وطنی بھائی یا دونوں طرح کی اخوت مراد ہے۔
③ اعلانِ نبوت سے قبل بھی حضرات انبیا علیہم السلام بہت اچھے اخلاق پر ہوتے ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ
مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿٦٣﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً
فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾
فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا
جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِىِٕذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ
هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٦٧﴾

صالح (علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! تم بتاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے (آئی ہوئی) ایک کھلی دلیل پر ہوں① اور اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے مجھ کو رحمت (یعنی نبوت) دی ہے، اگر میں ہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو اللہ تعالیٰ (کی پکڑ) سے کون مجھ کو بچالے گا سو (تبلیغ سے مجھے روک کر) تم تو میرا نقصان ہی زیادہ کررہے ہو ﴿٦٣﴾ اور اے میری قوم! یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے جو تمھارے لیے نشانی (بن کر آئی) ہے، سو تم اس کو (آزاد) چھوڑ دو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں (چارہ) کھاتی پھرے اور تم برے ارادے سے اس کو ہاتھ بھی مت لگاؤ②، ورنہ بہت جلدی عذاب (آکر) تم کو پکڑ لے گا③ ﴿٦٤﴾ سو انھوں نے اس (اونٹنی) کے پاؤں کاٹ ڈالے④ تو صالح (علیہ السلام) نے کہا کہ: تم تین دن اپنے گھروں میں مزے اڑالو، یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا ہونے والا نہیں ہے ﴿٦٥﴾ سو جب ہمارا (عذاب کا) حکم آپہنچا تو ہم نے صالح (علیہ السلام) کو اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو اپنی (خاص) رحمت کے ذریعہ بچالیا اور اس دن کی رسوائی سے (حفاظت میں رکھا) یقیناً تمھارے رب وہ تو بہت طاقت والے ہیں، بڑے زبردست ہیں ﴿٦٦﴾ اور ظالموں کو ایک بھیانک آواز نے پکڑ لیا، سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے ﴿٦٧﴾

① (دوسرا ترجمہ) میرے رب کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت (یا صحیح سمجھ) پر ہوں۔
② (دوسرا ترجمہ) برائی پہنچانے کے مقصد سے تم اس کو ہاتھ بھی مت لگاؤ۔
③ (دوسرا ترجمہ) ورنہ تم کو فوری عذاب پکڑ لے گا۔ ④ یعنی اونٹنی کو مار ڈالا۔

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿٦٨﴾ وَلَقَدْ جَآءَتْ ع
رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ
حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا
تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٠﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا
بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿٧١﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ
شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿٧٢﴾

ایسے ہو گئے جیسے اس (بستی) میں کبھی بسے ہی نہیں تھے، سنو! قومِ ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا، سنو! ثمود کے لوگ (بھی اللہ کی رحمت سے) دور کر دیے گئے ﴿۶۸﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس (انسانی شکل میں بیٹا پیدا ہونے کی) خوش خبری لے کر آئے تو ان فرشتوں نے (آکر) کہا کہ: سلام، تو اس (ابراہیم) نے بھی (جواب میں) کہا: سلام، سو اس (ابراہیم) نے دیر نہیں لگائی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے[1] ﴿۶۹﴾ پھر جب ابراہیم (علیہ السلام) نے ان (آنے والوں) کے ہاتھوں کو دیکھا کہ اس (کھانے) کی طرف بڑھتے نہیں ہیں تو ابراہیم (علیہ السلام) نے ان کو اجنبی سمجھا[2] اور وہ (ابراہیم علیہ السلام) ان کی وجہ سے دل میں ڈر گئے تو اس پر وہ (آنے والے) کہنے لگے: (ابراہیم!) آپ مت ڈریئے، یقیناً ہم لوگ لوط (علیہ السلام) کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ﴿۷۰﴾ اور ان (ابراہیم علیہ السلام) کی بیوی (سارہ وہیں) کھڑی ہوئی تھیں، سو (ان باتوں کو سن کر) ہنس پڑیں، پھر ہم نے اس (سارہ) کو اسحاق کی (پیدائش کی) خوش خبری دی اور اسحاق (علیہ السلام) کے بعد یعقوب (علیہ السلام) (پوتے کی پیدائش) کی (خوش خبری دی) ﴿۷۱﴾ تو وہ (سارہ) بولی: ہائے! کیا مجھ کو بچہ ہوگا؟ حالاں کہ میں تو بوڑھیا ہو گئی اور یہ میرے شوہر (بھی) بالکل بوڑھے ہو چکے ہیں، یقیناً یہ تو ایک بڑے تعجب کی بات ہے ﴿۷۲﴾

① ابراہیمؑ نے ماحضر میں اول تلا ہوا بچھڑا پیش کیا تو ان کی اہتمام والی ضیافت کیسی ہوگی! معلوم ہوا کہ مہمان آوے تو سب سے پہلے جو حاضر ہو وہ پیش کر دو بعد میں دوسرا اہتمام کرو۔ ② (دوسرا ترجمہ) ان کی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام کو کھٹکا لگا۔

قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ ﴿٧٣﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٤﴾
اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿٧٥﴾ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ
رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿٧٦﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ
وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿٧٧﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ
قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ

تو وہ (آنے والے مہمان فرشتے) کہنے لگے: کیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟① (اے ابراہیم کے) گھر والو! تم پر تو (خاص) اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) تمام تعریف والے ہیں، بڑی شان والے ہیں ﴿۷۳﴾ پھر جب ابراہیم (علیہ السلام) کی گھبراہٹ دور ہو گئی اور ان کو خوش خبری مل گئی تو وہ لوط (علیہ السلام) کی قوم کے بارے میں ہم سے بحث کرنے لگے ﴿۷۴﴾ یقیناً ابراہیم (علیہ السلام) تو بڑے حلیم تھے، بڑے نرم دل تھے، انابت کرنے والے تھے ﴿۷۵﴾ اے ابراہیم! اِس بات کو تو تم جانے دو، یقین کرلو کہ تمھارے رب کا حکم آ ہی پہنچا ہے اور یقیناً ان پر ایسا عذاب آنے والا ہے جو واپس نہیں کیا جا سکتا ﴿۷۶﴾ اور جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو وہ (لوط علیہ السلام) ان (فرشتوں کے آنے) کی وجہ سے غمگین ہوئے اور ان (لوط علیہ السلام) کا دل ان کی وجہ سے پریشان (یعنی تنگ) ہوا اور لوط (علیہ السلام) کہنے لگے: یہ آج کا دن بڑا ہی سخت ہے ﴿۷۷﴾ اور ان (لوط علیہ السلام) کی قوم کے لوگ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور پہلے سے ہی ان کو برے کام کرنے کی عادت تھی، لوط (علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں ہیں وہ تمھارے لیے بہت زیادہ پاکیزہ ہیں②،

---

① خانوادۂ نبوت میں عجائبات کا نظارہ ہوتا ہی رہتا ہے اس لیے اس عمر میں بچے کی ولادت میں تعجب کیسا؟

② اس سے معلوم ہوا کہ لڑکی کا باپ خود نکاح کی پیش کش کر سکتا ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝۷۸ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ
مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝۷۹ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ
اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝۸۰ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ
مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ
مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝۸۱ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا
سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ۝۸۲

سوتم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھ کو میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا مت کرو، کیا تم میں ایک بھی اچھی چال چلن والا آدمی نہیں ہے؟① ﴿۷۸﴾ قوم کے لوگ کہنے لگے: تم کو تو معلوم ہی ہے کہ ہم کو تمھاری بیٹیوں میں کوئی دل چسپی (یعنی رغبت، خواہش اور غرض) نہیں ہے اور ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ تو تم کو معلوم ہی ہے ﴿۷۹﴾ لوط (علیہ السلام) نے کہا: کاش کہ میرے پاس تمھارے مقابلے کی کوئی طاقت ہوتی یا کوئی مضبوط سہارے کی پناہ لے سکتا! ﴿۸۰﴾ (ان آنے والے مہمان فرشتوں نے) کہا: اے لوط! یقیناً ہم تو تمھارے رب کے بھیجے ہوئے (یعنی فرشتے) ہیں، وہ تم تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے؛ لہٰذا تو اپنے اہل کو② لے کر رات کے کسی حصے میں (بستی سے) نکل جا اور تم میں سے کوئی بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے③؛ مگر تمھاری بیوی، واقعہ یہ ہے کہ ان (قوم کے لوگوں) پر جو (عذاب) آنے والا ہے یقیناً وہ (عذاب) اس پر بھی آ کر ہی رہے گا، یقیناً ان (پر عذاب اترنے) کے لیے صبح کا وقت مقرر ہے، کیا صبح بالکل نزدیک نہیں ہے؟ ﴿۸۱﴾ پھر جب ہمارا (عذاب کا) حکم آ گیا تو ہم نے (اس زمین کو پلٹ کر) اس کے اوپر والے حصے کو نیچے والا حصہ کر دیا اور ہم نے اس (بستی) پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر مسلسل (یا تہہ بہ تہہ) برسائے ﴿۸۲﴾

① تمھارے درمیان کوئی آدمی ہوتا جو پوری قوم کو اچھی بات سکھاتا اور بری بات سے روکتا۔ جو شخص بھی اپنی قوم سے اس طرح کی خیر خواہی کرے وہ ''رشید'' ہے۔ ② یہاں اہل سے تمام ایمان والے مراد ہیں۔ ③ ایک مطلب یہ ہے کہ جلدی جلدی چلیں، اس میں ایک اشارہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پیچھے قوم پر جو عذاب آ رہا ہے اس کی طرف مڑ مڑ کر نہ دیکھیں۔

ع مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿٨٣﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ
قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ
اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿٨٤﴾ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ
وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿٨٥﴾
بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا
يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ

تمھارے رب کے یہاں سے ان پر (خاص) نشان لگے ہوئے تھے ① اور وہ (بستیاں مکہ کے) ظالموں سے کچھ دور بھی نہیں ہیں ﴿۸۳﴾

اور مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (نبی بنا کر) بھیجا تو اس (شعیب علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں ہے اور تم لوگ ناپ اور تول میں کمی مت کیا کرو، یقیناً میں تم کو اچھی حالت (یعنی مال داری) میں دیکھتا ہوں اور یقیناً میں تم پر ایک ایسے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جو تم کو (چاروں طرف سے) گھیر لے گا ② ﴿۸۴﴾ اور اے میری قوم! تم ناپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو اور تم لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو ③ اور تم زمین میں فساد مچاتے مت پھرو ﴿۸۵﴾ (لوگوں کو پورے پورا دینے کے بعد حلال طریقے سے) اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا (جو نفع) بچ کر رہے وہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم (میری بات) مانو تو ④ اور میں تمھارے اوپر ذمے دار نہیں ہوں ﴿۸۶﴾ (قوم کے) لوگ کہنے لگے: اے شعیب! کیا تم کو تمھاری نماز (ہمارے بارے میں) یہ حکم دیتی ہے کہ ہمارے باپ دادا جن (بتوں) کی عبادت کرتے آئے ہیں ہم ان کو چھوڑ دیویں یا ہم اپنے مالوں کے بارے میں (اپنی مرضی سے) جو چاہیں کر رہے ہیں (کیا ہم) اس کو بھی (کرنا چھوڑ دیویں؟)

---

① عذاب والے پتھر دوسرے عام پتھروں سے بالکل الگ تھے اور اس پر ہر مجرم کا نام لکھا ہوا تھا، جس پتھر پر جس کا نام تھا وہ اس کو آ کر لگتا تھا۔ ② (دوسرا ترجمہ) جو ہر قسم کے عذاب کو گھیرنے والا (جامع) ہوگا۔ ③ (دوسرا ترجمہ) اور تم لوگوں کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو۔ ④ (دوسرا ترجمہ) اگر تم کو میری (بات پر) یقین آوے (تو مان لو)

إِنَّكَ لَأَنتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ﴿٨٧﴾ قَالَ يَٰقَوْمِ أَرَءَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي
وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَىٰكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ
إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿٨٨﴾
وَيَٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَن يُصِيبَكُم مِّثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ
أَوْ قَوْمَ صَٰلِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنكُم بِبَعِيدٍ ﴿٨٩﴾ وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا
إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ﴿٩٠﴾

یقیناً تم تو بہت ہی باوقار، نیک چلن آدمی ہو① ﴿٨٧﴾ شعیب (علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! بتلاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر (قائم) ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے بہترین رزق دیا ہے② اور جن کاموں کے کرنے سے میں تم کو روکتا ہوں میں نہیں چاہتا کہ وہ کام میں خود کرنے لگوں③ میں تو اپنی استطاعت کے مطابق تمھاری اصلاح کرنا چاہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ (کی مدد) سے ہی مجھے (اصلاحی کاموں کی) توفیق ملتی ہے، اسی (اللہ تعالیٰ) پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں انابت کرتا ہوں ﴿٨٨﴾ اور اے میری قوم! میرے ساتھ جو تم کو مخالفت ہے وہ تم کو ایسے (برے) کاموں کی طرف نہ لے جاوے④ جس کے نتیجے میں تم پر بھی اسی طرح کی مصیبت آپڑے جیسی نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر آپڑی تھی اور لوط کی قوم (کا زمانہ اور علاقہ) تم سے (زیادہ) دور (بھی) نہیں ہے ﴿٨٩﴾ اور تم اپنے رب سے معافی مانگو، پھر اس کی طرف توبہ کرو، یقیناً میرے رب بہت ہی رحم کرنے والے، بہت زیادہ محبت کرنے والے ہیں ﴿٩٠﴾

① یہ مذاق اور طنز میں جملہ تھا، اہلِ دین لوگوں کے معاملات میں صحیح رہنمائی کرے وہ بھی ان کو پسند نہیں ہوتا، آج بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ علما کا کام صرف نماز، مسجد تک محدود ہے؛ حالاں کہ معاملات اور زندگی کے ہر شعبے میں شرعی رہبری کے لیے علما کی ضرورت ہے۔

② مراد: ظاہری حلال، پاکیزہ روزی اور باطنی رزق: عقل، فہم، وحی، نبوت۔

③ (دوسرا ترجمہ) اور میرا ایسا ارادہ نہیں کہ جس بات سے میں تم کو منع کروں اس کے خلاف میں خود کروں۔

④ عداوت میں حق کا انکار نہ کرو۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ
لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ
وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى
مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ
وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ
بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ ۙ

(قوم کے) لوگ کہنے لگے: اے شعیب! تمھاری بہت ساری باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتی① اور ہم تو دیکھ ہی رہے ہیں کہ تم ہمارے درمیان میں بہت ہی کمزور (آدمی) ہو اور اگر تمھارے خاندان (والے جو ہمارے مذہب پر ہیں ان) کا خیال نہ ہوتا تو ہم تم کو ضرور پتھر مار کر ہلاک کر دیتے اور ہماری نظروں میں تمھاری کوئی عزت نہیں ہے ﴿۹۱﴾ شعیب (علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! کیا میرے خاندان کا خیال (دباؤ) تمھاری نظروں میں اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ ہے اور تم نے اس (اللہ تعالیٰ) کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے② یقیناً تم لوگ جو کام بھی کرتے ہو میرے رب کے قابو میں ہے ﴿۹۲﴾ اور اے میری قوم! تم اپنی حالت پر کام کرتے رہو③، میں اپنے طریقے کے مطابق عمل کر رہا ہوں، تھوڑے ہی دنوں میں تم کو پتہ چل جائے گا کس پر عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کر دیتا ہے اور کون جھوٹا ہے؟ اور تم لوگ انتظار کرو، یقیناً میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں ﴿۹۳﴾ اور جب ہمارا (عذاب کا) حکم آپہنچا تو ہم نے شعیب (علیہ السلام) کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ان کو اپنی (خاص) رحمت سے بچا لیا④ اور ظالموں کو ایک بھیانک آواز نے پکڑ لیا، سو وہ (ظالم لوگ صبح کو) اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے ﴿۹۴﴾

---

① حقارت میں ایسا کہا، یا باتوں کو سن کر انکار کے لیے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا، یا بے توجہی سے منکر لوگ ایسا جواب دیتے۔ ② یعنی بالکل ہی بھلا رکھا ہے۔
③ یہ کفر کی اجازت نہیں، ڈانٹ ہے۔ ④ رحمتِ الٰہی کی برکت سے عذاب سے حفاظت ہوئی۔

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ۝۹۵ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى ع
بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ۝۹۶ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَاۤ اَمْرُ
فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ۝۹۷ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ
الْمَوْرُوْدُ۝۹۸ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ۝۹۹ ذٰلِكَ
مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ۝۱۰۰ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْۤا
اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ
اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ۝۱۰۱

(وہ ایسے ہو گئے) جیسے کبھی ان (گھروں) میں بسے ہی نہیں تھے، سنو! مدین والے (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے) ایسے ہی دور کیے گئے جیسے ثمود کے لوگ دور کیے گئے تھے ﴿۹۵﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں اور کھلی دلیل دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا، سو وہ لوگ تو فرعون کے حکم پر چلتے رہے؛ حالاں کہ فرعون کی کوئی بات صحیح نہیں تھی ﴿۹۶﴾ ﴿۹۷﴾ وہ (فرعون) قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا، سو اپنی قوم کو آگ پر پہنچائے گا، سو وہ بہت ہی برا گھاٹ ہے جس پر وہ پہنچیں گے ﴿۹۸﴾ اور اس (دنیا) میں بھی لعنت ان کے پیچھے لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی (لعنت میں ہوں گے) بہت برا انعام ان کو دیا گیا ﴿۹۹﴾ یہ سب ان بستیوں کے حالات ہیں جو ہم تمھارے سامنے بیان کرتے ہیں، ان میں سے کچھ (بستیاں ابھی تک) قائم ہیں (جیسے مصر) اور کچھ (بستیاں) کٹی ہوئی کھیتی (کی طرح بالکل ختم) ہو چکی ہیں ﴿۱۰۰﴾ اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا؛ لیکن خود انھوں نے (نافرمانی کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، سو جب تیرے رب کا (عذاب کا) حکم آپہنچا تو ان کے وہ معبود جن کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر وہ لوگ پکارا کرتے تھے وہ ان کو کچھ بھی کام نہیں آئے، اور وہ (جھوٹے معبود) ان (مشرکوں) کی تباہی میں ہی اضافہ کے سبب ہوئے[1] ﴿۱۰۱﴾

---

[1] (دوسرا ترجمہ) ان (معبودوں) کی وجہ سے ان کی بربادی ہی زیادہ ہوئی۔

وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَھِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿١٠٢﴾ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ
يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿١٠٣﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ؕ﴿١٠٤﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا
بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿١٠٥﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ
وَّشَهِيْقٌ ﴿١٠٦﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ
رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٠٧﴾

اور اسی طرح تمھارے رب کی پکڑ ہوتی ہے جب وہ بستیوں کو پکڑتے ہیں؛ حالاں کہ وہ (بستیاں) ظالم ہوتی ہیں، یقیناً اس (اللہ تعالیٰ) کی پکڑ بڑی دردناک ہے، بہت ہی سخت ہے ﴿١٠٢﴾ یقیناً ان سب (واقعات) میں اس شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو، وہ ایسا دن ہوگا جس میں تمام لوگ جمع کیے جائیں گے اور وہ ایسا دن ہوگا جس کو کھلی ہوئی آنکھوں سے دیکھیں گے① ﴿١٠٣﴾ اور ہم نے اس (دن) کو گنی ہوئی مدت ہی کے لیے ملتوی کیا ہے ﴿١٠٤﴾ جب وہ (قیامت کا) دن آوے گا تو کوئی اس کی اجازت کے بغیر بات نہیں کرسکے گا، سو ان میں سے بعض لوگ تو برے نصیب والے ہوں گے اور (دوسرے) بعض لوگ اچھے نصیب والے ہوں گے ﴿١٠٥﴾ سو جو لوگ برے نصیب والے (کافر) ہیں تو وہ جہنم میں رہیں گے، ان کے لیے اس (جہنم) میں چیخنے اور چلانے کی آواز ہوگی ﴿١٠٦﴾ وہ لوگ اس (جہنم) میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان اور زمین قائم ہے (یعنی ہمیشہ)؛ الا یہ کہ تمھارے رب (کوئی اور بات) چاہیں②، یقیناً تمھارے رب جس (کام) کا بھی ارادہ کرتے ہیں اس کو اچھی طرح کر ہی ڈالتے ہیں ﴿١٠٧﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) سب کے سب لوگ حاضر کردیے جائیں گے۔

② رب کی چاہت ان کو دائمی جہنم میں رکھنے کی ہے یہ دوسری آیات واحادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا
شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا
كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ وَلَقَدْ ع
اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ
بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ
اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾

اور جو لوگ اچھے نصیب والے ہیں (یعنی ایمان والے) وہ جنت میں ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں (یعنی ہمیشہ)؛ مگر یہ کہ تمھارے رب (کوئی اور بات) چاہیں، یہ ایسا عطیہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا① ﴿۱۰۸﴾ سو وہ (مشرک) لوگ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں ان کے (باطل ہونے کے) بارے میں تم ذرا بھی شک میں مت رہنا②، وہ لوگ تو (بتوں کی) اسی طرح عبادت کرتے ہیں جس طرح ان کے باپ دادا پہلے عبادت کرتے تھے اور یقیناً ہم ان کو ان کا (عذاب کا) حصہ پورے پورا چکا دینے والے ہیں جس میں کوئی کمی نہیں ہوگی ﴿۱۰۹﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی تو اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر ایک بات تمھارے رب کی طرف سے پہلے سے طے نہ کردی گئی ہوتی③ تو ان کے درمیان فیصلہ (دنیا ہی میں) کردیا جاتا اور یقیناً وہ لوگ ایسے شک میں پڑے ہوئے ہیں جو ان کو چین نہیں لینے دیتا ﴿۱۱۰﴾ اور یقیناً ان سب لوگوں کو وقت آنے پر تمھارے رب ان کے اعمال کا پورے پورا بدلہ چکا دیں گے، یقیناً جو کام وہ لوگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے ﴿۱۱۱﴾

---

① دوسری آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ہمیشہ جنت میں اور کافروں کو ہمیشہ جہنم میں رکھیں گے۔
② (دوسرا ترجمہ) ذرا بھی دھوکہ میں مت رہنا (کہ ان بتوں کی عبادت جہنم میں لے جانے کا ذریعہ ہوگی)
③ یعنی یہ کہ پورا عذاب تو آخرت ہی میں دیا جائے گا۔

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١٢﴾ وَلَا
تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ
لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ
السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿١١٤﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٥﴾
فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا
قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ

جس طرح تم کو حکم دیا گیا ہے اس کے مطابق تم سیدھے راستے پر قائم رہو① اور وہ لوگ بھی جو (کفر سے) توبہ کر کے تمھارے ساتھ ہیں (وہ بھی تمھارے ساتھ سیدھے راستے پر قائم رہیں) اور تم حد سے آگے مت بڑھو، یقین رکھو جو عمل بھی تم لوگ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح دیکھتے ہیں ﴿۱۱۲﴾ اور تم لوگ ظالموں کی طرف (ذرا بھی) مائل نہ ہونا②، ورنہ تم کو جہنم کی آگ پکڑ لے گی اور تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حمایت کرنے والے نہیں ہوں گے پھر تم کو کوئی مدد بھی نہیں پہنچائی جا سکے گی ﴿۱۱۳﴾ اور (اے محمد!) تم دن کے دونوں کناروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں نماز کو قائم کرو، یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے واسطے ﴿۱۱۴﴾ اور (اے نبی)! تم صبر کرو، سو یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے ﴿۱۱۵﴾ سو جو امتیں تم سے پہلے (ہلاک) ہو چکی ہیں اُن میں ایسے لوگ کیوں نہیں ہوئے جن میں کچھ سمجھ بجی ہو③ جو زمین میں فساد (یعنی کفر) سے روکتے ہوں؛ مگر تھوڑے سے لوگ تھے (جو خود کفر سے بچتے تھے اور دوسروں کو روکتے تھے) ان میں سے جن کو ہم نے (عذاب سے) نجات دی تھی،

① استقامت میں بھی انسان آزاد نہیں ہے رب کے حکم کے مطابق ہی ہونی چاہیے۔ ② اس کے بہت سارے مطالب ہیں: ظالموں سے دوستی نہ کرو، ان کا کہنا نہ مانو، ظالموں کی طرف کسی طرح میلان نہ ہو، ان کے اعمال و افعال کو پسند نہ کرو، ان کے برے اعمال پر سکوت و رضا کا اظہار نہ کرو، ظالموں کی صحبت میں نہ بیٹھو، شکل و صورت، رہن وسہن اور فیشن میں ان کی اتباع نہ کرو۔ ③ جن میں بھی عقل ہو وہ نہی عن المنکر کریں۔ آج حکمت و مصلحت کے عنوان کی آڑ میں نہی عن المنکر ترک ہو رہا ہے۔ نہی عن المنکر عذاب سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ
الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا
يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ
لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الرُّسُلِ
مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

اور ظالم لوگ جس عیش میں تھے اسی کے پیچھے وہ پڑے رہے، اور وہ گنہگار تھے ﴿۱۱۶﴾ اور تمھارے رب ایسے نہیں ہیں کہ بستیوں (کے رہنے والوں) کو ظلم کر کے ① ہلاک کر دیویں؛ حالاں کہ ان (بستی) کے رہنے والے (خود کی اور دوسروں کی) اصلاح (یعنی حالت کو درست کرنے کی محنت) میں لگے ہوئے ہوں ② ﴿۱۱۷﴾ اور اگر تمھارے رب چاہتے تو (تمام) لوگوں کو ایک ہی طریقہ (یعنی اسلام) پر کر دیتے (لیکن) لوگ ہمیشہ (آپس میں) اختلاف ہی کرتے رہیں گے؛ ﴿۱۱۸﴾ مگر یہ کہ جن پر تمھارے رب رحم فرمائیں گے ③ اور اسی (امتحان) کے لیے تو اس (اللہ تعالیٰ) نے اُن کو پیدا کیا اور تمھارے رب کی بات (جو اس نے کہی تھی وہ) پوری ہو کر ہی رہے گی کہ میں جنات اور انسان سب سے جہنم کو ضرور بھر کر ہی رہوں گا ﴿۱۱۹﴾ اور نبیوں کے واقعات میں سے (یہ جو اوپر ذکر کیے گئے ہیں) وہ تمام (واقعات) جو ہم تمھیں سناتے ہیں ہم ان کے ذریعہ تمھارے دل کو جما دیتے ہیں ④ اور اس (سورت یا واقعہ) میں جو بات تمھارے پاس آئی وہ (خود) بھی حق ہے ⑤ اور تمام مومنوں کے لیے نصیحت اور یاددہانی ہے ﴿۱۲۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) کفر کے سبب سے۔
② اصلاحی محنت عذاب کو روکنے کا ذریعہ ہے۔
③ تو ان کو سچائی پر قائم رکھیں گے۔
④ (دوسرا ترجمہ) تمھارے دل کو قوت دے (کر مضبوط) کریں۔
⑤ یعنی تحقیقی باتیں ہیں۔

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا
مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ
ع وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے اُن کو کہہ دو کہ تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو ہم بھی (اپنے طریقہ پر) عمل کررہے ہیں ﴿۱۲۱﴾ اور (اعمال کے نتائج کا) تم انتظار کرو ہم بھی انتظار کررہے ہیں ﴿۱۲۲﴾ اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی چھپا ہوا ہے اُن سب کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، اور ہر (قسم کے تمام) کام اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف لوٹائے جائیں گے، سوتو اسی (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کر اور اسی (اللہ تعالیٰ) پر تو بھروسہ کر، اور جو کام تم کرتے ہو تمھارے رب اُس سے غافل (یعنی بے خبر) نہیں ہیں ﴿۱۲۳﴾

سورة يوسف

(المكية)

سورۂ یوسف

یہ سورت مکی ہے۔اس میں ایک سو گیارہ (۱۱۱) آیتیں ہیں،سورۂ ہود کے بعد اور سورۂ حجر سے پہلے ترپن (۵۳) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کا عجیب وغریب واقعہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ پورے قرآن میں ایک ہی جگہ پر مرتب انداز میں بیان کیا گیا ہے،اس واقعے کی کسی اور جگہ تکرار نہیں ہوئی ہے؛ہاں! سورۂ انعام اور سورۂ غافر میں صرف حضرت یوسف علیہ السلام کا نام مبارک ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت یوسفؑ کے قصہ کو ترتیب کے ساتھ بیان کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ: تاریخ نگاری بھی ایک مستقل فن ہے،اس میں اس فن والوں کے لیے خاص ہدایات ہیں کہ بیان میں نہ اتنا اختصار ہونا چاہیے جس سے بات ہی پوری نہ سمجھی جاسکے اور نہ اتنا طول ہونا چاہیے کہ اس کا پڑھنا اور یاد رکھنا مشکل ہوجائے،جیسا کہ اس قصے کے قرآنی بیان سے واضح ہوتا ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ: بعض روایات میں ہے کہ یہود نے آزمائش کے طور پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ: اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہمیں بتلائیے کہ آلِ یعقوب ملکِ شام سے مصر کیوں منتقل ہوئے،اور یوسفؑ کا واقعہ کیا تھا؟ ان کے جواب میں بذریعۂ وحی یہ پورا قصہ نازل کیا گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور آپ کی نبوت کا بڑا شاہد تھا.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

الٓرٰ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ① اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ② نَحۡنُ
نَقُصُّ عَلَيۡكَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ‌ۖ وَاِنۡ كُنۡتَ مِنۡ
قَبۡلِهٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِيۡنَ ③ اِذۡ قَالَ يُوۡسُفُ لِاَبِيۡهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّىۡ رَاَيۡتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوۡكَبًا
وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ رَاَيۡتُهُمۡ لِىۡ سٰجِدِيۡنَ ④ قَالَ يٰبُنَىَّ لَا تَقۡصُصۡ رُءۡيَاكَ عَلٰٓى اِخۡوَتِكَ
فَيَكِيۡدُوۡا لَكَ كَيۡدًا ‌ؕ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ⑤

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الٓرٰ، یہ (سچائی کو) ظاہر کرنے والی کتاب کی آیتیں ہیں ﴿۱﴾ یقیناً ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا؛ تاکہ تم (اس کو) سمجھو ﴿۲﴾ ہم سناتے ہیں تم کو بہترین قصہ اِس قرآن کے ذریعہ جو ہم نے تمھاری طرف وحی کے ذریعہ بھیجا①، اور تم اِس (قرآن) سے پہلے (اِس واقعہ سے) بالکل بے خبر تھے ﴿۳﴾ (وہ واقعہ سنو) جب کہ یوسف (علیہ السلام) نے اپنے ابا سے کہا کہ②: اے میرے ابا! یقیناً میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند کو (خواب میں) دیکھا ہے، میں نے ان کو دیکھا کہ وہ میرے سامنے سجدہ کر رہے ہیں ﴿۴﴾ یعقوب (علیہ السلام) نے کہا کہ: اے میرے بیٹے! تو اپنا خواب اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا، ورنہ وہ تیرے خلاف کوئی سازش کریں گے، یقیناً شیطان تو انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے ﴿۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ہم نے وحی کے ذریعہ تمھاری طرف جو یہ قرآن اتارا (اِس میں) ہم تم کو بہترین قصہ سناتے ہیں۔

② حضرت یوسف علیہ السلام نے راز کی بات اپنے والد سے کہی ہے یہ مناسب طریقہ ہے جب کہ آج لوگ اس طرح کی باتیں دوستوں سے کرتے ہیں اور والدین اور گھر والوں سے چھپاتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ
وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ
ع عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦﴾ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿٧﴾ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ
وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ﴿٨﴾ اقْتُلُوْا
يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿٩﴾

اور اسی طرح ① تم کو تمھارے رب (نبوت کے لیے) چن لیں گے اور تم کو (تمھارے رب) باتوں کا (صحیح) مطلب نکالنا سکھائیں گے ② اور (دوسری نعمتیں دے کر) اپنے انعام کو پورا کریں گے تم پر اور یعقوب کے خاندان پر؛ جیسا کہ اپنا انعام پورا کیا تھا اس سے پہلے تمھارے دادے: ابراہیم (دادا) اور اسحاق (پردادا) پر، یقیناً تمھارے رب بہت بڑے علم والے، بڑی حکمت والے ہیں ﴿٦﴾

پکی بات یہ ہے کہ یوسف (علیہ السلام) اور اس کے بھائیوں (کے قصے) میں سوال پوچھنے والوں کے لیے (اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آپ کے نبی ہونے کی) بڑی نشانیاں ہیں ﴿٧﴾ (وہ وقت یاد کرو) جب کہ وہ (یوسف علیہ السلام کے بھائی آپس میں) کہنے لگے کہ: ہمارے ابا جان کو یوسف اور اس (یوسف) کا بھائی ③ ہم سے بھی زیادہ پیارا ہے؛ حالاں کہ ہماری جماعت تو زیادہ طاقت والی ہے، واقعۃً ④ ہمارے ابا جان کھلی غلطی میں ہیں ⑤ ﴿٨﴾ تم یوسف کو مار ڈالو یا اس کو کسی دوسرے ملک میں ڈال کر کے آؤ ⑥ تو تمھارے ابا کی توجہ خالص تمھارے لیے ہو جائے گی اور تم اس کے بعد (توبہ کر کے) نیک قوم ہو کر رہنا ⑦ ﴿٩﴾

---

① خواب میں اشارہ تھا کہ ایک وقت آوے گا کہ یوسف علیہ السلام کو عزت کا ایسا اونچا مقام نصیب ہوگا کہ تمام بھائی ان کا اکرام کریں گے جس طرح تم کو یہ عزت ملی اسی طرح آئندہ نبوت اور تاویل احادیث جیسی نعمت ملے گی۔
② دوسرا مطلب: تم کو تمھارے رب خوابوں کی تعبیر سکھائیں گے ③ یعنی حقیقی بھائی بنیامین جو یوسف سے بھی چھوٹے تھے۔
④ چوں کہ ہم دس بھائی جوان اور ابا کے کام میں مددگار ہیں، پھر بھی ابا جان ہم سے محبت کم رکھتے ہیں۔
⑤ کہ اولاد کے درمیان انصاف نہیں کرتے۔ ⑥ یعنی دور کسی ملک میں چھوڑ دو؛ تاکہ وہاں سے واپس گھر نہ آسکے۔
⑦ اور یوسف علیہ السلام کے دور ہو جانے کے بعد تمھارے سب کام بنتے جائیں گے۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ
السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ۝١٠ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ
لَنٰصِحُوْنَ۝١١ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝١٢ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ
تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ۝١٣ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ
وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ۝١٤ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ

ان (بھائیوں) میں سے ایک کہنے والے نے کہا: تم یوسف کو قتل مت کرو① اور اگر تم کچھ کرنا ہی چاہتے ہو تو اس (یوسف) کو تم گمنام (یا اندھیرے) کنویں میں ڈال دو، کہ کوئی قافلہ اس (یوسف) کو اٹھا کر لے جائے② ﴿١٠﴾ بھائیوں نے کہا: اے ہمارے ابا! آپ کے پاس کیا وجہ ہے کہ آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اعتماد نہیں کرتے؟ حالاں کہ پکی بات یہ ہے کہ ہم اس (یوسف) کا بھلا ہی چاہتے ہیں ﴿١١﴾ آپ اس (یوسف) کو ہمارے ساتھ آئندہ کل (تفریح میں) بھیجیے، کہ وہ خوب کھائے اور کھیلے اور (آپ ہم پر بھروسہ رکھیے) یقیناً ہم اس (یوسف) کی پوری پوری حفاظت کریں گے ﴿١٢﴾ یعقوب (علیہ السلام) نے کہا کہ: تم اس (یوسف) کو (میرے پاس سے) لے جاؤ گے تو مجھے (جدائی کا) غم ہوگا اور مجھے خطرہ ہے کہ تمھارا (کھیل کود میں مشغول ہونے کی وجہ سے) اس کی طرف دھیان نہ رہے تو بھیڑیا (آ کر) اس کو کھا جائے③ ﴿١٣﴾ سب (بھائی) کہنے لگے کہ: ہم طاقت والی جماعت ہے پھر بھی اگر بھیڑیا اس (یوسف) کو کھا جائے تب تو ہم بڑے نقصان میں ہوں گے④ ﴿١٤﴾ سو جب وہ (سب بھائی) اس (یوسف) کو لے کر (جنگل میں) گئے اور ان سب (بھائیوں) نے (پہلے ہی سے) اتفاق کر لیا تھا کہ وہ اس کو گمنام (غیر معروف) کنویں میں ڈال دیں گے،

① اس لیے کہ قتل کا گناہ بڑا ہے۔② (دوسرا ترجمہ) کوئی مسافر اس کو اٹھا کر لے جائے گا۔
③ اس جگہ حضرت یعقوبؑ کا اپنی اولاد پر حسنِ ظن دیکھیے کہ تم جان بوجھ کر بھیڑیے کو کھلا نہیں دو گے، ہاں! تم دوسرے کسی مشاغل میں ہوں اور یوسف کی طرف دھیان نہ رہے اور بھیڑیا اس کو کھا جائے۔
④ (دوسرا ترجمہ) ہم طاقت ور بھائیوں کی پوری جماعت کے ہوتے ہوئے بھی کوئی بھیڑیا یوسف کو کھا جاوے تو ہم گئے گذرے (یعنی نکمے) ہو گئے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۱۵ وَجَآءُوْٓا اَبَاهُمْ عِشَآءً
يَّبْكُوْنَ ۱۶ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ
الربع وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۱۷ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ
سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۱۸

اور (۱) ہم نے اس (یوسف علیہ السلام) کو وحی (۲) بھیجی (کہ ایک روز آئے گا) وہ ایسی حالت میں ہوں گے کہ وہ (بھائی تم کو) پہچانتے بھی نہ ہوں گے اور تم ان کو ان کا یہ (ظلم والا) کام ضرور یاد دلاؤ گے (۳) ﴿۱۵﴾ اور (کنویں میں ڈالنے کی کارروائی کر کے) وہ رات کو روتے روتے اپنے ابا کے پاس آئے ﴿۱۶﴾ وہ (بھائی) کہنے لگے: اے ہمارے ابا! ہم سب دوڑنے کا مقابلہ کرنے چلے گئے تھے اور ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا، سو بھیڑیا (اکیلے پن اور بچپن کی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر) اس (یوسف) کو کھا گیا اور ہم بالکل سچے ہیں پھر بھی آپ ہماری بات نہیں مانیں گے ﴿۱۷﴾ اور وہ اس (یوسف علیہ السلام) کے کرتے پر جھوٹا خون (بھی) لگا کر لائے، یعقوب (علیہ السلام) نے (کرتہ دیکھ کر کہ کہیں سے پھٹا نہیں ہے) کہا: (ہرگز ایسی بات نہیں کہ بھیڑیا میرے یوسف کو کھا گیا ہو) بلکہ تمھارے دلوں نے تمھارے لیے ایک بات بنالی ہے، سو (میرے لیے تو) صبر کرنا ہی بہتر ہے (۴) اور جو بات تم ظاہر کرتے ہو (یا جو بات تم بتاتے ہو) ان پر میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتا ہوں ﴿۱۸﴾

---

(۱) اور ان دس بھائیوں نے اپنی طے کی ہوئی بات پر عمل کر کے یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال بھی دیا تب یہ وحی ہے۔

(۲) ہوسکتا ہے کہ وحی کنویں میں ڈالنے سے پہلے آئی یا پھر کنویں میں ڈالے جانے کے بعد آئی۔

(۳) یہ وحی نبوت والی، تشریعی نہیں ہے، موقع کی ضرورت کے مطابق کوئی بات کسی طرح بتادی جائے وہ مراد ہے، نبوت والی وحی تو مصر میں جوانی کی عمر میں شروع ہوئی۔

(۴) (دوسرا ترجمہ) میں صبر جمیل کروں گا۔

صبرِ جمیل: (۱) تکلیف کی فریاد کسی غیر کے سامنے نہ کرے۔

(۲) جو تکلیف کا ذریعہ بنا اس سے انتقام کی کوشش نہ کرے۔

(۳) چیخ و پکار نہ کرے۔

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ
وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ
مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ ع
اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى
الْاَرْضِ ۫ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ

اور ایک قافلہ آیا① سو قافلے والوں نے اپنے پانی لانے والے کو (پانی لانے کے لیے) بھیجا، اس نے (کنویں میں) اپنا ڈول لٹکایا② وہ (پانی لانے والا) بولا: خوشی کی بات سنو! یہ تو (پانی کے بجائے) ایک لڑکا (نکلا) ہے اور ان قافلے والوں نے اس (یوسف علیہ السلام) کو قیمتی سرمایہ سمجھ کر چھپالیا اور وہ (قافلے والے اور بھائی) جو کچھ کارروائی کر رہے تھے اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح جانتے تھے ﴿۱۹﴾ اور ان (یوسف علیہ السلام کے) بھائیوں نے اس (یوسف علیہ السلام) کو بہت ہی معمولی قیمت یعنی گنتی کے چند درہم میں (قافلے والوں کے ہاتھ) بیچ دیا اور ان (بھائیوں) کو اس (یوسف علیہ السلام کی قیمت) سے کوئی دل چسپی نہیں تھی③ ﴿۲۰﴾

(قافلے والے یوسف علیہ السلام کو مصر لے گئے اور بیچ دیا) اور مصر کے جس آدمی نے اس (یوسف علیہ السلام) کو خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ: تو اس (غلام یوسف) کو عزت سے رکھنا④ شاید یہ (یوسف) ہم کو کام آجائے⑤ یا ہم اس (یوسف) کو (اپنا) بیٹا ہی بنالیں اور (جس طرح کنویں سے ہم نے یوسف علیہ السلام کو نکالا) اسی طرح ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو (مصر کی) زمین میں عزت کی جگہ دی⑥ اور اس واسطے کہ ہم اس (یوسف علیہ السلام) کو باتوں کا صحیح مطلب نکالنا سکھا دیں⑦

① جس کنویں میں بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈال رکھا تھا وہاں۔
② تو یوسف ڈول میں بیٹھ کر اوپر آ گئے، وہ پانی لانے والا یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ایک دم پکار کر کے بولا۔
③ بھائیوں کا مقصد تو صرف یہ تھا کہ یوسف علیہ السلام ابا کی نظروں سے دور ہو جائے، قیمت سے ان کو کوئی دل چسپی نہیں تھی۔
④ (دوسرا ترجمہ) اس یوسف کے ٹھہرنے کا اچھا انتظام کر۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) ہم کو فائدہ پہنچائے۔
⑥ اس طرح ہم نے یوسف کے قدم (مصر کی) زمین میں جما دیے۔ ⑦ (دوسرا ترجمہ) خوابوں کی تعبیر سکھا دیں۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ
حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٢٢﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ
وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْۤ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ اِنَّهٗ
لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ
لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٢٤﴾

اور اللہ تعالیٰ کو اپنے کام میں پوری طاقت ہے ①؛ لیکن اکثر لوگ اس بات کو جانتے نہیں ہیں ﴿۲۱﴾ اور جب وہ (یوسف علیہ السلام جس نے اس کو خریدا تھا اس کے گھر میں) جوان ہو گئے تو ہم نے اس (یوسف علیہ السلام) کو حکمت اور علم دیا اور اسی طرح (جیسا یوسف علیہ السلام کو ہم نے نوازا) نیکی کرنے والوں کو ہم (اچھا) بدلہ دیتے ہیں ﴿۲۲﴾ اور وہ (یوسف علیہ السلام) جس عورت کے گھر میں رہتے تھے اس نے اس (یوسف علیہ السلام) کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے پھسلانے کی کوشش کی اور اس عورت نے (اپنے مکان کے تمام) دروازے بند کر دیے اور وہ عورت (یوسف علیہ السلام سے) کہنے لگی: جلدی سے آ جاؤ، اس (یوسف علیہ السلام) نے کہا: (جس برے کام زنا کے لیے تو مجھے بلاتی ہے اس سے میں) اللہ تعالیٰ کی پناہ (مانگتا ہوں)، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ یا عزیز مصر) تو میرا مالک ہے جس نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے ② یقیناً ظلم کرنے والوں کو فلاح حاصل نہیں ہوتی ﴿۲۳﴾ اور اس عورت (راعیل یا زلیخا) نے اس (یوسف علیہ السلام) کے ساتھ (برے کام کا) پکا ارادہ کر ہی لیا تھا اور اگر وہ (یوسف علیہ السلام) اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتے تو اس (یوسف علیہ السلام) کے دل میں بھی عورت کا خیال آتا ③ اسی طرح ④ تاکہ ہم اس (یوسف علیہ السلام) سے برائی اور بے حیائی کو ہٹا دیویں، یقیناً وہ (یوسف علیہ السلام) تو ہمارے چُنے ہوئے بندوں میں سے تھے ⑤ ﴿۲۴﴾

---

① (دوسرا) اور اللہ تعالیٰ کو اپنے کاموں پر پوری طرح اختیار ہے۔ ② (دوسرا) جس نے میرے لیے رہنے کا بہت اچھا انتظام کیا ہے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) یوسف کے دل میں بھی (بشری تقاضے سے جو شانِ نبوت کے منافی نہیں) عورت کا تھوڑا سا خیال آیا اگر وہ یوسف اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتے (تو اس عورت کی طرف میلان کے بڑھنے کا اندیشہ تھا)۔

④ اللہ تعالیٰ نے دلیل دکھلا کر اور نبوی عفت کی برکت سے یوسف کو پاک دامنی پر ثابت رکھا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَّأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا
جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ
نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ
الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾

اور وہ دونوں (یوسف علیہ السلام اور زلیخا) آگے پیچھے دروازے کی طرف دوڑے اور اس (دوڑ بھاگ کے دوران) عورت نے ان (یوسف علیہ السلام) کا کُرتہ پیچھے سے (کھینچ کر) پھاڑ ڈالا اور (اسی وقت) دونوں (یوسف علیہ السلام اور زلیخا) نے اس (زلیخا) کے شوہر کو دروازے کے پاس (کھڑا ہوا) پایا، وہ عورت (اپنے شوہر سے) کہنے لگی کہ: جو (غلام) تمھاری بیوی سے بُرے کام کرنے کا ارادہ کرے اس کی سزا یہی ہے کہ اس کو جیل میں ڈال دیا جائے یا (اس کو) کوئی دردناک سزا دی جائے ﴿۲۵﴾ وہ (یوسف علیہ السلام) کہنے لگے کہ: یہ عورت خود اپنی طرف مجھے مائل کرنے کے لیے پھسلاتی تھی ① اور اس (عورت) کے خاندان والوں میں سے ایک (چھوٹے بچے) نے گواہی دی ② اگر اس (یوسف) کا کرتہ آگے کی طرف سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور وہ (یوسف) جھوٹوں میں سے ہے ﴿۲۶﴾ اور اگر اس (یوسف) کا کرتہ پیچھے کی طرف سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی ہے اور وہ (یوسف) سچوں میں سے ہے ﴿۲۷﴾

⇐ ⑥ جن بندوں کو اللہ تعالیٰ مخلوق کی اصلاح کے کام لیے چُن لیتے ہیں ان کی گناہوں سے حفاظت فرماتے ہیں، ایک قرأت لام کے کسرہ کے ساتھ ہے، مفہوم: جو لوگ صرف اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے عبادت کرتے ہیں ایسے لوگوں کی گناہ سے بچنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے۔

① (دوسرا ترجمہ) اس عورت ہی نے گناہ کرنے کے لیے میرے نفس کو بے قابو کرنا چاہا۔

② عزیز مصر کے لیے بڑی حیرانی تھی کہ کس کی بات سنیں؛ اس لیے کہ ایک طرف بیوی کا الزام یوسف علیہ السلام پر، دوسری طرف یوسف علیہ السلام نے خود کو بے قصور بتلایا، عام طور پر ایسے وقت انسان اپنے گھر والوں کی ہی طرف داری کرتا ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد ہوئی کہ عزیز نے بیوی کی طرف داری نہ کی اور فیصلے کے لیے شاہد کا غیبی انتظام ہوگیا اور اس وقت ایک چھوٹا دودھ پینے والا بچہ جو گہوارے میں تھا اس نے گواہی دی، جس سے سچائی کو سمجھنا آسان ہوگیا۔

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ
اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ
فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ
كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ

پس جب اس (عزیز) نے (سچائی کا فیصلہ کرنے کے لیے) اس (یوسف) کے کرتے کو دیکھا کہ وہ تو پیچھے سے پھٹا ہے تو اس (عزیز) نے کہا: یہ تم عورتوں کی مکاری (یعنی فریب کاری) میں سے ہے، یقیناً تم عورتوں کی مکاری تو بڑی ہی (ہوتی) ہے ﴿۲۸﴾ (عزیز نے کہا) یوسف! اس بات کا چرچا اب جانے دو (یعنی بند کرو) اور اے عورت! تو اپنے گناہ پر (اللہ تعالیٰ سے اور اپنے شوہر اور یوسف سے) معافی مانگ، یقینی طور پر تو ہی گنہگاروں میں سے ہے ﴿۲۹﴾

اور شہر میں چند عورتیں (آپس میں) باتیں کرنے لگیں کہ: عزیز کی بیوی (یعنی زلیخا) اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے اپنے غلام کو پھسلاتی ہے، اس (غلام یوسف) کی محبت اس عورت (یعنی عزیز کی بیوی) کے دل میں بیٹھ گئی ہے ① ہم تو یقینی طور پر یہ مانتے ہیں کہ وہ (عزیز کی بیوی) کھلی ہوئی گمراہی میں ہے ② ﴿۳۰﴾ پھر جب اس (عزیز کی بیوی) نے شہر کی عورتوں کی فریب سے بھری ہوئی باتوں کو سنا تو ان کو بلا بھیجا اور ان (عورتوں) کے لیے تکیہ لگی ہوئی بیٹھک (یعنی مجلس) تیار کی اور ان (عورتوں) میں سے ہر ایک کو ایک ایک چھری دی اور اس (عزیز کی بیوی) نے (یوسف علیہ السلام سے جو اس وقت دوسری جگہ تھے) کہا کہ: باہر نکل کر کے اُن (عورتوں) کے سامنے آؤ، سو جب ان عورتوں نے ان (یوسف علیہ السلام) کو دیکھا تو (عجیب حسن دیکھ کر) ان (یوسف علیہ السلام) کو بہت بڑا سمجھا

① (دوسرا ترجمہ) غلام کے عشق میں اس عورت کا دل فریفتہ ہوگیا ہے (تیسرا ترجمہ) یوسف کی محبت نے اس عورت کے دل میں گھر کر لیا ہے (دیوانہ ہوگیا ہے)

② یقیناً ہم اس عورت کو کھلی غلطی میں دیکھتے ہیں۔

وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۫ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾
قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ
لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ
مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾
فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ ع

اوران عورتوں نے اپنے ہاتھوں (کی انگلیوں) کو کاٹ دیا اور (آپس میں) کہنے لگیں: حَاشَ لِلّٰهِ (یہ یوسف تو اللہ واسطے گناہ سے دور ہے)، یہ (یوسف) کوئی انسان نہیں ہے، یہ تو کوئی بڑا ابزرگی والا فرشتہ ہے①
﴿۳۱﴾ وہ (عزیز کی بیوی) بولی: یہی تو وہ (غلام) ہے جس کے بارے میں تم مجھ کو ملامت کرتی تھیں اور واقعی میں نے اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے اس کو پھسلایا تھا②؛ مگر اس نے خود کو (گناہ سے) بچالیا اور جو میں اس کو حکم دیتی ہوں اگر وہ (آئندہ) اس کو پورا نہیں کرے گا تو ضرور وہ قید کیا جائے گا اور ضرور وہ ذلیل لوگوں میں سے ہو جائے گا③ ﴿۳۲﴾ یوسف (علیہ السلام) نے دعا کی: اے میرے رب! جس (برے کام) کے لیے یہ عورتیں مجھے دعوت دے رہی ہیں اس سے تو مجھے جیل (جانا) زیادہ پسند ہے اور جوان عورتوں کے داؤ کو آپ مجھ سے دور نہ کریں گے تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا④ اور میں نادانی کے کام کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں گا ﴿۳۳﴾ سو ان (یوسف) کے رب نے ان کی دعا کو قبول کرلیا، سو اس (رب) نے عورتوں کی چال کو ان سے دور کردیا، یقیناً وہ (اللہ) ہر بات سننے والے، جاننے والے ہیں ﴿۳۴﴾ پھر (یوسف علیہ السلام کی سچائی و پاکدامنی کی) نشانیاں دیکھنے کے بعد ان (عزیز اور اس کے متعلقین) کو یہ سمجھ میں آیا⑤ کہ اس (یوسف) کو ایک مدت تک جیل میں رکھیں ﴿۳۵﴾

① یعنی بڑے اچھے کمالات والا فرشتہ ہے۔ ② (دوسرا ترجمہ) اس پر میں نے ڈورے ڈالے تھے۔ ③ دوسرا ترجمہ: اور وہ ضرور بےعزت ہوگا۔ ④ معلوم ہوا مکر میں وہ تمام عورتیں شامل تھیں کہ اگر زلیخا کے لیے اپنا مطلب پورا ہونے کا دروازہ کھل جاوے تو پھر ہمارے لیے بھی آسانی ہو جائے؛ اس لیے دعا میں حضرت یوسف علیہ السلام نے تمام عورتوں کو شامل کیا۔
⑤ یعنی اس وقت ان کو یہی مصلحت معلوم ہوئی۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ
اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ
الْمُحْسِنِيْنَ ۝۳۶ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ
يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۳۷ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ
لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ

اور (جس وقت یوسف علیہ السلام جیل میں پہنچے اسی وقت) ان کے ساتھ (دوسرے) دونو جوان جیل میں داخل ہوئے (ایک دن) ان دو (قیدیوں) میں سے ایک (یوسف علیہ السلام سے) کہنے لگا: میں (خواب میں) خود کو دیکھتا ہوں کہ میں (انگور میں سے) شراب نچوڑ تا ہوں اور دوسرا (قیدی) کہنے لگا کہ: میں خود کو (خواب میں) دیکھتا ہوں کہ میں نے اپنے سر پر روٹیاں اٹھا رکھی ہیں، پرندے اس (روٹی) میں سے کھا رہے ہیں (اے یوسف!) آپ ہم کو اس (خواب) کی تعبیر بتلائیے، یقیناً ہم آپ کو نیک لوگوں میں سے دیکھتے ہیں ﴿۳۶﴾ یوسف نے کہا: (روزانہ) جو کھانا (جیل میں) تم کو ملتا ہے وہ کھانا (آج) تمھارے پاس آنے سے پہلے میں ① تم کو اس (خواب) کی تعبیر بتا دوں گا ② یہ (تعبیر بتلا دینا) میرے رب نے جو علم مجھے سکھایا ہے اس کا ایک حصہ ہے، جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں میں نے ان لوگوں کے دین کو (پہلے ہی سے) چھوڑ رکھا ہے ③ ﴿۳۷﴾ اور میں تو اپنے باپ دادے (یعنی) ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کے دین پر چلتا ہوں ④ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کا ہم کو بالکل حق نہیں ہے،

---

① تعبیر بعد میں، تبلیغ پہلے اور یہی داعیِ حق کا حال ہوتا ہے کہ موقع ملتے ہی وہ دین کی بات پہنچانا شروع کر دے۔
② (دوسرا ترجمہ) اس کھانے کے آنے سے پہلے میں تم کو اس (کھانے) کی حقیقت بتلا دیا کرتا ہوں کہ (فلاں چیز ایسی ایسی آج آوے گی)۔ ③ (دوسرا ترجمہ) ان لوگوں کے مذہب کو اختیار نہیں کیا ہے۔ نیز خاندانی شرافت سامنے والے کے دل میں اعتماد پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ ④ عالم، مفتی کو غیر متعارف لوگوں کے سامنے دین کی بات بتانے سے پہلے اپنا تعارف اخلاص سے کروا دینا چاہیے؛ تاکہ دینی بات جو بتائی جاوے اس کے متعلق سامنے والوں میں اعتماد رہے۔

ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾
يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ
الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ
فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾

یہ (یعنی توحید کا نصیب ہونا) تو اللہ تعالیٰ کا ہم پر اور لوگوں پر احسان ہے ①؛ لیکن اکثر لوگ (اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا نہیں کرتے ﴿۳۸﴾ اے میرے جیل کے دونوں ساتھیو! کیا الگ الگ بہت سارے معبود بہتر ہیں یا ایک اللہ تعالیٰ جو زبردست ہیں؟ ﴿۳۹﴾ اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر چند (بے حقیقت) ناموں کی تم عبادت کرتے ہو ② جو تم نے اور تمھارے باپ دادوں نے رکھ لیے ③، اللہ تعالیٰ نے ان (کے معبود ہونے) کی کوئی دلیل نہیں اتاری، اللہ تعالیٰ ہی کا حکم چلتا ہے ④، اسی (اللہ تعالیٰ) نے حکم دیا کہ اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، یہی سیدھا دین ہے؛ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں ﴿۴۰﴾ اے میرے جیل کے دونوں ساتھیو! تم دونوں میں سے ایک تو (جیل سے چھوٹ کر) اپنے مالک (یعنی بادشاہ) کو شراب پلایا کرے گا اور دوسرے کو سولی دی جائے گی، سو پرندے اس کے سر میں سے (نوچ نوچ کر) کھائیں گے، جو بات تم پوچھ رہے تھے اس کا فیصلہ (اسی طرح مقدر) کیا جا چکا ⑤ ﴿۴۱﴾

---

① معلوم ہوا سب سے بڑا فضل توحید کی نعمت ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تو صرف چند نام ہیں۔
③ (دوسرا ترجمہ) جو تم نے اور تمھارے باپ دادوں نے گھڑ لیے ہیں۔
④ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم چلتا نہیں ہے۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) جس بات کی تم تحقیق کرنا چاہتے تھے وہ اب اسی طرح ہو کر رہے گی (یعنی جس طرح تعبیر بتائی ہے اسی طرح ہوگا، چاہے خواب سچا تھا یا میرے امتحان کے لیے خواب گھڑ لیا تھا)۔

وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ٘ فَاَنْسٰىهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ
فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ۠﴿۴۲﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ
سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ١ؕ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ
كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ١ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ
بِعٰلِمِیْنَ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ﴿۴۵﴾

اوران دونوں میں سے جس کے بارے میں یوسف (علیہ السلام) کا خیال تھا کہ وہ چھوٹ کر جانے والا ہے ①اس سے (یوسف علیہ السلام نے) کہا کہ: (جب تو چھوٹ کر جاوے تو) تیرے مالک (یعنی بادشاہ) سے میرا تذکرہ کرنا② پھر اس (چھوٹنے والے) کو (چھوٹنے کے بعد) اپنے مالک (بادشاہ) کے سامنے تذکرہ کرنے سے شیطان نے بھلا دیا اور وہ (یوسف علیہ السلام) جیل میں کئی برس رہے ﴿۴۲﴾

اور (ایک دن) بادشاہ کہنے لگا کہ: میں خواب میں یہ دیکھتا ہوں کہ سات موٹی گایوں کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات خوشے (یعنی بالیاں) ہرے بھرے ہیں اور دوسری (سات) سوکھی (بالیاں) ہیں، (خشک بالیوں نے ہری بالیوں پر لپٹ کر ان کو بھی خشک کر دیا) اے دربار والو! اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو تو مجھ کو میرے خواب کی تعبیر بتاؤ؟ ﴿۴۳﴾ وہ (درباری لوگ) کہنے لگے: یہ تو خیالی خواب ہے③ اور اس طرح کے خوابوں کی تعبیر ہم نہیں جانتے④ ﴿۴۴﴾ اور (بادشاہ کے دربار میں) ان دو قیدیوں میں سے جو (جیل سے) چھوٹ کر گیا تھا⑤ اس کو لمبے زمانے کے بعد (یوسف علیہ السلام کی) بات یاد آ گئی، وہ کہنے لگا: میں تم کو اس (خواب) کی تعبیر بتاؤں گا، تم ذرا مجھے (جیل) جانے کی اجازت دو ﴿۴۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جس کے بارے میں یوسف علیہ السلام کو یقین تھا کہ یہ (جیل سے) چھوٹ کر کے جانے والا ہے۔
② یعنی یہ کہ جیل میں ایک بے قصور یوسف ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی کام کو آسان کرنے کے لیے تعلقات کو ذریعہ بنا سکتے ہیں۔
③ (دوسرا ترجمہ) پریشان کرنے والے خیالات ہیں۔
④ (دوسرا ترجمہ) ایسے بھی ہم خوابوں کی تعبیر کے فن سے واقف نہیں ہیں۔
⑤ یعنی بادشاہ کو شراب پلانے والا۔

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ
سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٦﴾ قَالَ
تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ
يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ
يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ ع ٦

(اس ساقی نے جیل میں جا کر کہا) اے یوسف صدیق!① تو ہم کو (اس خواب کا) مطلب بتا، کہ سات موٹی گایوں کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات ہرے بھرے خوشے (یعنی بالیاں) ہیں اور دوسرے سوکھے ہوئے (خوشے یعنی بالیاں) ہیں؛ تاکہ میں (وہ خواب کی تعبیر لے کر) لوگوں کے پاس واپس جاؤں؛ تاکہ (سچی تعبیر کے ذریعہ) وہ (بادشاہ اور درباری لوگ آپ کے مرتبے اور بزرگی کو) جان لیویں ﴿٤٦﴾ یوسف (علیہ السلام) نے کہا کہ: تم سات سال مسلسل (یعنی جم کر) کھیتی کرو گے، سو جو فصل تم کاٹو تو اس کو تم اس کی بالیوں میں رہنے دینا② البتہ تھوڑا سا (اناج بالیوں سے نکال لینا) جو تم کھاؤ ﴿٤٧﴾ پھر ان (سات کھیتی والے سالوں) کے بعد سات بڑے سخت سال آئیں گے، جو ذخیرہ (اناج کا) تم نے ان (خشک سخت سالوں) کے لیے جمع کر رکھا ہوگا وہ (سخت سال) سب کھا جائیں گے؛ مگر جو تھوڑا سا حصہ (بیج کے لیے) تم محفوظ رکھو گے (وہ بچ جائے گا)③ ﴿٤٨﴾ پھر اس کے بعد (یعنی سات سخت سالوں کے بعد) ایسا سال آئے گا جس میں لوگوں کے لیے (خوب) بارش ہوگی اور لوگ اس (سال) میں (پھلوں سے انگور زیادہ ہونے کی وجہ سے) رس نچوڑیں گے ﴿٤٩﴾

اور بادشاہ نے (تعبیر سن کر) کہا: اس (یوسف) کو (جیل سے نکال کر) میرے پاس لاؤ،

① یعنی ایسا آدمی جس کے منہ سے سچی بات ہی نکلتی ہو۔
② تاکہ کیڑا نہ لگے، جو غلہ بالیوں میں ہوتا ہے وہ جلدی سڑتا نہیں ہے، گویا تعبیر، تدبیر دونوں بتائی۔
③ (دوسرا ترجمہ) تھوڑا سا غلہ جو بچ جائے گا وہ بارش والے سال میں بیج میں کام آوے گا۔

فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوۡلُ قَالَ ارۡجِعۡ اِلٰی رَبِّكَ فَسۡـَٔلۡهُ مَا بَالُ النِّسۡوَةِ الّٰتِیۡ قَطَّعۡنَ
اَیۡدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ بِكَیۡدِهِنَّ عَلِیۡمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطۡبُكُنَّ اِذۡ رَاوَدۡتُّنَّ یُوۡسُفَ عَنۡ
نَّفۡسِهٖ ؕ قُلۡنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمۡنَا عَلَیۡهِ مِنۡ سُوۡٓءٍ ؕ قَالَتِ امۡرَاَتُ الۡعَزِیۡزِ الۡـٰٔنَ
حَصۡحَصَ الۡحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدۡتُّهٗ عَنۡ نَّفۡسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِیَعۡلَمَ اَنِّیۡ لَمۡ
اَخُنۡهُ بِالۡغَیۡبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِیۡ كَیۡدَ الۡخَآئِنِیۡنَ ﴿۵۲﴾

سو جب (بادشاہ کا) قاصد یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچا، تو یوسف (علیہ السلام) نے (قاصد سے) کہا: تو تیرے مالک (یعنی بادشاہ) کے پاس واپس جا اور تو اس (بادشاہ) کو پوچھ: جن عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ دیے تھے ان کا حقیقی واقعہ کیا ہے؟ یقیناً میرے رب تو ان عورتوں کے سب فریب کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۵۰﴾ بادشاہ نے (ان عورتوں کو بلوا کر ان سے) پوچھا: تم نے جب یوسف کو اپنی خواہش کے لیے پھسلانے کی کوشش کی تھی تو تمھارے (اس) واقعہ کی (صحیح) حقیقت کیا ہے؟ تو عورتیں کہنے لگیں: حَاشَ لِلّٰہِ ①ہم کو اس (یوسف) میں ذرا بھی برائی معلوم نہیں ہوئی، عزیز کی بیوی (زلیخا) بولی کہ: اب جب سچی بات (سب کے سامنے) کھل گئی تو واقعہ یہ ہے کہ میں نے ہی اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے اس (یوسف) کو پھسلایا تھا②اور یقیناً وہ (یوسف) تو سچے لوگوں میں سے ہے ﴿۵۱﴾ (جب یوسف علیہ السلام نے اس سچائی کے ظاہر ہونے کی خبر جیل میں سنی تو کہا)③ (میں نے) یہ (تحقیق) اس لیے (کرائی) کہ عزیز جان لیوے کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں اس (کی بیوی) کے ساتھ کوئی خیانت (یعنی دغابازی) نہیں کی اور یقیناً اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب کو نہیں چلنے دیتے④ ﴿۵۲﴾

---

① اللہ تعالیٰ تو پاک ہے یا یوسف اللہ واسطے گناہ سے دور ہے۔ ② (دوسرا ترجمہ) آمادہ کرنا چاہا تھا۔
③ جن مفسرین نے اس جملے کو حضرت یوسفؑ کا مانا ہے ان کے لحاظ سے یہ ترجمہ ہے۔
④ بعضوں نے اس جملے کو زلیخا کا جملہ کہا: اس اعتبار سے یہ ترجمہ ہوگا) زلیخا کہنے لگی کہ: میں نے سچائی اس لیے ظاہر کردی؛ تاکہ میرا شوہر جان لیوے کہ میں نے چھپ کر (یا اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں) کوئی خیانت (اپنی ذات کے بارے میں) نہیں کی ہے (یعنی صرف میں نے یوسف کو پھسلانے کی کوشش کی تھی، زنا وجود میں آیا نہیں تھا)۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾
وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا
مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ
مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ
وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ ع

اور (یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ) میں یہ دعویٰ نہیں کرتا ہوں کہ میرا نفس بالکل پاک ہے، یقیناً نفس تو برائی سکھاتا ہے①، ہاں! میرے رب جس (نفس) پر رحم فرمادیں (تو اس پر نفس کا داؤ نہیں چلتا) یقیناً میرے رب تو بہت معاف کرنے والے، بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۵۳﴾ اور② بادشاہ نے کہا کہ: اس (یوسف) کو (جیل سے نکال کر) میرے پاس لے آؤ، میں اس کو میرے (کاموں) کے لیے خاص (مدد کرنے والا) بناؤں گا③، پھر④ جب بادشاہ نے یوسف سے (خود) بات چیت کی تو بادشاہ نے (یوسف سے) کہا: آج سے ہمارے پاس تمھارا بڑا مرتبہ ہوگا اور تم پر پورا بھروسہ کیا جائے گا ﴿۵۴﴾ یوسف علیہ السلام نے (بادشاہ کو) کہا کہ: تو مجھ کو زمین کے خزانوں (کے انتظام) پر لگا دے، میں اچھی طرح (خزانوں کی) حفاظت کروں گا (اور خزانوں کے انتظام کو) اچھی طرح جانتا بھی ہوں⑤ ﴿۵۵﴾ اور اسی طرح⑥ ہم نے یوسف کو ملک (مصر) میں بااختیار بنادیا کہ اس (ملک) میں جہاں چاہے اپنے لیے (رہنے کا) ٹھکانہ بنا دے، ہم اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں پہنچاتے ہیں اور بھلائی کرنے والوں کا بدلہ ہم ضائع نہیں کیا کرتے ﴿۵۶﴾ اور آخرت کا اجر (وثواب) ایمان والوں کے لیے اور تقویٰ کے پابند لوگوں کے لیے بہت زیادہ اچھا ہے ﴿۵۷﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) نفس تو بری ہی باتوں پر ابھارا کرتا ہے۔ ② جب حضرت یوسف علیہ السلام کے فرمانے کے مطابق بادشاہ نے پورے واقعے کی تحقیق کرلی اور زلیخا اور دوسری عورتوں نے اقرار کرلیا کہ وہ خود قصوروار تھی تب۔

③ (دوسرا ترجمہ) اپنے کاموں کے لیے خاص کرلوں گا۔

④ یعنی جب یوسف علیہ السلام جیل سے نکل کر بادشاہ کے دربار میں آگئے تب۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) میں ایک اچھا محافظ اور واقف کار ہوں۔ ⑥ یعنی جس طرح مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کو عزت دی اسی طرح اقتدار بھی دیا۔

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ
بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْۤ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ
الْمُنْزِلِيْنَ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ
عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ
يَعْرِفُوْنَهَاۤ اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴿۶۲﴾

اور یوسف (علیہ السلام) کے بھائی آئے①، سو وہ (سب بھائی) اس (یوسف علیہ السلام) کے پاس پہنچے، تو اس (یوسف علیہ السلام) نے ان (بھائیوں) کو پہچان لیا اور وہ اس (یوسف علیہ السلام) کو نہیں پہچان سکے ﴿۵۸﴾ اور (بھائیوں کے روانہ ہونے کے وقت) جب اس (یوسف) نے بھائیوں کا سامان (اناج بھر کر) تیار کرایا تو اس (یوسف) نے (بھائیوں سے) کہا کہ: تم اپنے باپ شریک بھائی کو بھی (آئندہ) میرے پاس لے کر آنا، کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں پیمانہ بھر کر (اناج) دیتا ہوں اور میں بہترین مہمان نوازی بھی کرتا ہوں ﴿۵۹﴾ پھر اگر تم (اپنے) اس (باپ شریک بھائی) کو میرے پاس نہیں لاؤ گے تو تم کو میرے پاس سے اناج نہیں ملے گا اور تم میرے پاس بھی مت آنا ﴿۶۰﴾ ان سب (بھائیوں) نے کہا: ہم اس کو اس کے باپ سے (ترکیب کے ساتھ) حاصل کرنے کی کوشش کریں گے② اور ہم کو (آئندہ بھی غلہ حاصل کرنے کے لیے یہ کام) تو کرنا ہی کرنا ہے ﴿۶۱﴾ اور اس (یوسف علیہ السلام) نے اپنے خادموں کو حکم دیا کہ: (جب تم ان کا سامان ان کے کجاوے میں رکھو تب) ان کا مال بھی③ ان ہی کے سامان میں رکھ دو کہ جب وہ لوٹ کر اپنے گھر والوں کے پاس واپس جائیں گے تو اپنے سرمایہ کو پہچان لیں گے، شاید وہ (بھائی دوبارہ مصر) واپس آجائیں④ ﴿۶۲﴾

---

① یعنی قحط شروع ہوا تو اسی زمانے میں غلہ لینے کے لیے کنعان سے مصر آئے۔

② یعنی خود کے والد یعقوب علیہ السلام کو۔

③ پونجی، جس کے ذریعہ غلہ خریدا، جوتے اور چمڑے اور درہم تھے۔

④ یا تو بھائی یہ سوچیں گے کہ غلطی سے ثمن ہمارے سامان میں آگیا ہے؛ اس لیے پہنچانے کے لیے واپس مصر آویں گے یا میرا احسنِ سلوک سمجھ کر واپس مصر آویں گے۔

فَلَمَّا رَجَعُوٓا إِلَىٰٓ أَبِيهِمْ قَالُوا۟ يَٰٓأَبَانَا مُنِعَ مِنَّا ٱلْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَآ أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا
لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ ءَامَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَآ أَمِنتُكُمْ عَلَىٰٓ أَخِيهِ مِن قَبْلُ ۖ فَٱللَّهُ
خَيْرٌ حَٰفِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا فَتَحُوا۟ مَتَٰعَهُمْ وَجَدُوا۟ بِضَٰعَتَهُمْ رُدَّتْ
إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا۟ يَٰٓأَبَانَا مَا نَبْغِى ۖ هَٰذِهِۦ بِضَٰعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ
أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ﴿۶۵﴾

پھر جب وہ بھائی لوٹ کر اپنے ابا کے پاس پہنچے تو کہنے لگے: اے ہمارے ابا جان!① ہم کو غلہ دینے سے انکار کر دیا گیا ہے، سو آپ ہمارے ساتھ (آئندہ) ہمارے بھائی کو (مصر) بھیجیے؛ تا کہ ہم (پھر سے) غلہ لا سکیں اور ہم اس (بنیامین) کی پوری حفاظت کریں گے ﴿۶۳﴾ ابا جان نے کہا: کیا اس (بنیامین) کے بارے میں تم پر ویسا ہی بھروسہ کروں جیسا بھروسہ اس (بنیامین) کے بھائی (یوسف کے) بارے میں میں نے تم پر اس سے پہلے کیا تھا؟ سو اللہ تعالیٰ ہی بہتر حفاظت کرنے والے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۶۴﴾ اور جب② بھائیوں نے (مصر سے لایا ہوا) اپنا سامان کھولا، تو انھوں نے اپنے سرمایہ کو پایا③ کہ انہی کو واپس کر دیا گیا ہے، تو وہ (بھائی لوگ تعجب اور خوشی سے) کہنے لگے کہ: اے ہمارے ابا! ہمیں اور کیا چاہیے؟ ④ کہ یہ ہمارا سرمایہ ہے جو ہم کو واپس کر دیا گیا⑤ اور ہم (اب کی دفعہ پھر جا کر) اپنے گھر والوں کے لیے (دوسرا) غلہ لائیں گے اور ہم اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ (پر جتنا) غلہ (آسکے اتنا) اور زیادہ ہم لائیں گے⑥ یہ غلہ تو (جو ابھی پہلے سفر میں لائے) تھوڑا ہے⑦ ﴿۶۵﴾

---

① بھائی بنیامین کو لے جائے بغیر آئندہ۔ ② ابا جان سے بات چیت سے فارغ ہو کر۔

③ یعنی جو سرمایہ لے گئے تھے وہ جوں کا توں رکھا ہوا پایا۔ ④ یعنی اتنا اچھا حسن سلوک کہ ہمارا سرمایہ بھی واپس کر دیا۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) بھائی لوگ کہنے لگے: اے ہمارے ابا جان! (مصر کے دوسرے سفر کے لیے) ہم کو (نیا سرمایہ) نہیں چاہیے، یہی ہمارا (پہلے والا) سرمایہ (ہم پر احسان کر کے) ہم کو (جوں کا توں) (پورا پورا) واپس کر دیا گیا ہے۔

⑥ یعنی (بھائی بنیامین کو لے جانے سے) زیادہ غلہ آسانی سے مل جائے گا۔

⑦ اور گھر میں افراد زیادہ اور قحط کا زمانہ لمبا ہے۔

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ
فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ
بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ اِنِ
الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ
حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ۭ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ
ع يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ۭ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾

یعقوب (علیہ السلام) نے کہا کہ: میں اس (بنیامین) کو تمھارے ساتھ ہرگز نہیں بھیج سکتا، جب تک تم اللہ تعالیٰ (کے نام) سے (قسم کھا کر) پکا عہد کرو کہ اس (بنیامین) کو ضرور میرے پاس واپس لاؤ گے؛ مگر یہ کہ تم سب بے بس ہو جاؤ① پس جب ان سب (بیٹوں) نے ان (یعقوب علیہ السلام) کے سامنے اپنا پکا عہد کیا تو یعقوب (علیہ السلام) نے کہا کہ: جو بات ہم نے (آپس میں) کہی ہے اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہیں② ﴿٦٦﴾ اور (روانگی کے وقت) یعقوب (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے بیٹو! تم سب (مصر میں) ایک دروازے سے داخل مت ہونا اور تم جدا جدا دروازوں سے داخل ہونا اور اللہ تعالیٰ کی (تقدیر کی) کسی بات سے میں (تدبیر بتا کر) تم کو بچا نہیں سکتا③ حکم تو اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے، اسی (اللہ تعالیٰ) پر میں نے بھی بھروسہ کیا اور توکل کرنے والوں کو اسی (اللہ تعالیٰ) پر بھروسہ کرنا چاہیے ﴿٦٧﴾ اور جس طرح ان کے ابا جان نے ان کو سکھایا تھا④ اسی طرح (الگ الگ دروازے سے) جب یہ (بھائی مصر میں) داخل ہوئے تو یہ (احتیاطی) تدبیر اللہ تعالیٰ کی (تقدیر کی) کسی بات سے ان کو بچا نہیں سکتی تھی⑤؛ مگر یعقوب نے دل میں ایک ارمان کیا تھا⑥ وہ انھوں نے پورا کرلیا⑦ یقیناً یعقوب (علیہ السلام) ہمارے ان کو سکھائے ہوئے علم (کی برکت) سے بڑے علم والے تھے؛ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں⑧ ﴿٦٨﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) تم سب کا کوئی گھیراؤ کرلیوے (تو وہ مجبوری ہے) ② (دوسرا ترجمہ) وہ سب باتیں اللہ کے سامنے ہیں یعنی ہمارا آپس کا عہد اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے۔ ③ (دوسرا) اور میں قضائے الٰہی میں سے کسی چیز کو تم پر سے دفع نہیں کرسکتا۔
④ (دوسرا ترجمہ) حکم دیا تھا۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) اللہ کے حکم میں سے کسی چیز کو بھی ان لڑکوں پر سے ٹال نہیں سکتی تھی۔ ←

وَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلٰى يُوۡسُفَ اٰوٰۤى اِلَيۡهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّىۡۤ اَنَا اَخُوۡكَ فَلَا تَبۡتَئِسۡ بِمَا كَانُوۡا
يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمۡ بِجَهَازِهِمۡ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِىۡ رَحۡلِ اَخِيۡهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ
اَيَّتُهَا الۡعِيۡرُ اِنَّكُمۡ لَسٰرِقُوۡنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوۡا وَاَقۡبَلُوۡا عَلَيۡهِمۡ مَّاذَا تَفۡقِدُوۡنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوۡا نَفۡقِدُ
صُوَاعَ الۡمَلِكِ وَلِمَنۡ جَآءَ بِهٖ حِمۡلُ بَعِيۡرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيۡمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوۡا تَاللّٰهِ لَقَدۡ عَلِمۡتُمۡ مَّا
جِئۡنَا لِنُفۡسِدَ فِى الۡاَرۡضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيۡنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوۡا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ كٰذِبِيۡنَ ﴿۷۴﴾

جب یہ (گیارہ بھائی) یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو یوسف نے اپنے بھائی (بنیامین) کو اپنے پاس ٹھہرایا (پھر تنہائی میں) یوسف علیہ السلام نے (اپنی پہچان کراتے ہوئے) کہا کہ: یقیناً میں ہی تیرا بھائی (یوسف) ہوں، لہٰذا یہ (دس بھائی آج تک) جو کام کرتے رہے اس کے بارے میں تو غمگین نہ ہو ﴿۶۹﴾ پھر جب (روانگی کے وقت) یوسف (علیہ السلام) نے ان (بھائیوں) کا (اناج بھرا ہوا) سامان تیار کر دیا تو پانی پینے کا پیالہ اپنے بھائی (بنیامین) کے سامان میں رکھ دیا، پھر (بھائیوں کے قافلے کے تھوڑے دور چلے جانے کے بعد) ایک (شاہی) پکارنے والے نے آواز لگائی، اے قافلے والو! تم تو پکے چور ہو ﴿۷۰﴾ (چوری کی بات سن کر رک گئے) اور وہ قافلے والے ان (پکارنے والوں) کی طرف متوجہ ہو کر پوچھنے لگے: تمھاری کیا چیز گم ہو گئی؟ ﴿۷۱﴾ (تو بادشاہ کے جو آدمی تلاش کرنے نکلے تھے) وہ کہنے لگے: ہم کو بادشاہ کا جام نہیں مل رہا ہے[۱] اور جو اس (پیمانے) کو لے آئے گا اس کو ایک اونٹ اٹھا سکے اتنا (غلہ انعام میں) دیا جائے گا اور اس (انعام دلوانے) کی ذمے داری میں لیتا ہوں ﴿۷۲﴾ وہ (گیارہ بھائی) بولے کہ: اللہ کی قسم! پکی بات ہے کہ تم کو تو معلوم ہے کہ ہم ملک (مصر) میں فساد پھیلانے کے لیے نہیں آئے اور ہم چوری کرنے والے لوگ نہیں ہیں ﴿۷۳﴾ (بادشاہ کے) خادموں نے کہا: اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے[۲] تو اس (چوری) کی کیا سزا ہوگی؟ ﴿۷۴﴾

⊂ پچھلے صفحے کا حاشیہ: ⑥ مگر یعقوب علیہ السلام کے دل میں ایک بات آئی تھی۔ ⑦ وہ انھوں نے ظاہر کر دیا۔
⑧ یعنی انسان کو تقدیر پر بھروسہ ہو اور تدبیر اور اسباب بھی اختیار کرے۔

① یہ زبرجد یا سونے یا چاندی کا ایک بڑا پیالہ تھا جس کو بادشاہ پانی، رس وغیرہ پینے اور اناج ناپنے دونوں کام میں استعمال کرتے تھے۔ ② یعنی بادشاہ کا گم شدہ پیالہ تمھارے پاس نکل آیا تو کیا سزا ہوگی؟۔

قَالُوۡا جَزَآؤُهٗ مَنۡ وُّجِدَ فِىۡ رَحۡلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ‌ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِى الظّٰلِمِيۡنَ۝۷۵ فَبَدَاَ بِاَوۡعِيَتِهِمۡ قَبۡلَ وِعَآءِ اَخِيۡهِ ثُمَّ اسۡتَخۡرَجَهَا مِنۡ وِّعَآءِ اَخِيۡهِ‌ؕ كَذٰلِكَ كِدۡنَا لِيُوۡسُفَ‌ؕ مَا كَانَ لِيَاۡخُذَ اَخَاهُ فِىۡ دِيۡنِ الۡمَلِكِ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ‌ؕ نَرۡفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ‌ؕ وَفَوۡقَ كُلِّ ذِىۡ عِلۡمٍ عَلِيۡمٌ۝۷۶ قَالُوۡۤا اِنۡ يَّسۡرِقۡ فَقَدۡ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ‌ۚ فَاَسَرَّهَا يُوۡسُفُ فِىۡ نَفۡسِهٖ وَلَمۡ يُبۡدِهَا لَهُمۡ‌ۚ

وہ جواب دینے لگے کہ: اس کی سزا یہ ہوگی کہ جس آدمی کے کجاوے میں سے وہ (پیالہ) نکلے وہ آدمی خود سزا کے طور پر جاوے① اسی طریقے سے ہم ظالموں (یعنی چوروں) کو سزا دیا کرتے ہیں ﴿۷۵﴾② پھر یوسف (علیہ السلام) نے اپنے (سگے) بھائی (بنیامین) کے تھیلے سے پہلے ان (دوسرے بھائیوں) کے تھیلوں سے تلاش کرنے کی شروعات کی، پھر (آخر میں بھائی بنیامین کے تھیلے کو تلاش کرکے) اس نے وہ (پیالہ) اپنے (سگے) بھائی کے تھیلے سے نکالا، اس طرح یوسف (علیہ السلام) کو ہم نے یہ تدبیر بتائی③ (ورنہ) وہ (یوسف علیہ السلام) اپنے بھائی (بنیامین) کو (مصری) بادشاہ کے قانون میں (اپنے پاس مصر میں) رکھ نہیں سکتا تھا، ہاں! اللہ تعالیٰ کو منظور ہو④، ہم جس کے درجات کو چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں⑤ اور ہر علم والے کے اوپر ایک بڑے جاننے والے (اللہ تعالیٰ) موجود ہیں ﴿۷۶﴾ وہ (دس بھائی) کہنے لگے کہ⑥: اگر اس (بنیامین) نے چوری کی ہے تو (تم تعجب مت کرو) اس کے بھائی (یعنی یوسف) نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی، (یہ بات سن کر) یوسف (علیہ السلام) نے اپنے دل میں (حقیقت کو) چھپا کر رکھا اور ان (بھائیوں) کے سامنے ظاہر نہیں ہونے دیا،

---

① یعنی روک لیا جاوے، یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت کے قانون کے مطابق سزا تھی۔ ② بھائیوں کو واپس یوسف علیہ السلام کے پاس لایا گیا اس کے بعد۔ ③ (دوسرا ترجمہ) اسی طرح یوسف کے لیے (بنیامین کو مصر میں رکھنے کے خاطر) ہم نے یہ تدبیر بتائی۔ ④ اس لیے اس تدبیر سے رکھ لیا۔ ⑤ اللہ تعالیٰ علم و عمل، دنیوی و اخروی مراتب جس کے چاہیں اس کے بلند فرماتے ہیں، یہاں عجیب حال دیکھو، کل جو بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال رہے تھے وہ آج خود چوری کے الزام میں مجرم بن کر کھڑے ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہت کے درجے پر ہیں۔ ⑥ یعنی جب بنیامین کے سامان میں سے یہ گم شدہ پیالہ نکلا اور بنیامین چوری کے الزام میں پکڑا گیا تو بھائی لوگ غصہ نکالتے ہوئے کہنے لگے۔

قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا
كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا
مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ
كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ
فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾

(اور) یوسف علیہ السلام نے (اپنے دل میں) کہا کہ: تم ہی تو (چوری کے معاملے میں) بہت برے درجے پر ہو اور جو (چوری کی تہمت کی) بات تم کر رہے ہو اس (کی حقیقت) کو اللہ تعالیٰ خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۷۷﴾ وہ (بھائی) کہنے لگے①: اے عزیز! یقیناً اس (بنیامین) کا باپ بہت بوڑھا ہے؛ اس لیے ہم میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ پر (روک) لیجیے، ہم آپ کو (لوگوں پر) احسان کرنے والوں میں سے سمجھتے ہیں ﴿۷۸﴾ یوسف نے کہا: (ایسی ناانصافی کرنے سے) میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت چاہتا ہوں کہ ہمارا (چوری کا) مال جس کے پاس سے نکلا اس کو چھوڑ کر دوسرے کو ہم گرفتار کر لیویں، تب تو ہم یقیناً بڑے ناانصافی کرنے والے کہے جائیں گے ﴿۷۹﴾ پھر جب وہ (سب بھائی) یوسف (علیہ السلام) سے (بنیامین کو چھڑانے کے بارے میں) ناامید ہو گئے تو الگ بیٹھ کر آپس میں چپکے چپکے مشورہ کرنے لگے، ان میں سے بڑا بھائی (یہودا) بولا: کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ یقیناً تمھارے ابا جان نے اللہ تعالیٰ (کے نام) کی قسم کھلوا کر تم سے (بنیامین کو واپس گھر لے جانے کے بارے میں) پکا عہد لیا ہے اور اس سے پہلے یوسف کے بارے میں تم ایک قصور کر چکے ہو، میں تو اُس وقت تک اِس ملک سے ہٹ کر کے نہیں جاؤں گا جب تک کہ میرے ابا مجھے (گھر واپس آنے کی خود) اجازت دیویں، یا تو اللہ تعالیٰ ہی میرے لیے کوئی فیصلہ کر دیویں② اور وہ (اللہ تعالیٰ) تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں ﴿۸۰﴾

① شریعتِ یعقوب کے قانون کے مطابق چوری کے الزام کی وجہ سے بنیامین کو مصر میں روک لینا جب طے ہوا تو۔
② یعنی تقدیر میں ہوگا تو اِسی ملک مصر میں میری وفات ہو جائے گی یا کسی تدبیر سے بھائی بنیامین کو چھڑوالوں گا۔

اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا
كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿٨١﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ
وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٨٢﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ
يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿٨٣﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى
يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿٨٤﴾

تم (باقی نو بھائی) اپنے ابا کے پاس واپس جاؤ اور کہو کہ: اے ہمارے ابا! یقیناً تمھارے (لاڈلے) بیٹے نے تو چوری کی اور جو بات ہمارے علم میں آئی اسی کی ہم خبر دیتے ہیں① اور چھپ کر کوئی بات ہو اس پر دھیان رکھنا ہمارے بس میں نہیں تھا ﴿٨١﴾ آپ (بنیامین کی چوری والے واقعہ کی تحقیق کے لیے) اُس بستی (یعنی مصر) والوں سے پوچھیے جس میں ہم تھے اور اُس قافلے والوں سے بھی پوچھیے جس کے ساتھ ہم (مصر سے) آئے ہیں اور یقین رکھیے کہ ہم (بنیامین کی چوری والی بات میں) بالکل سچے ہیں ﴿٨٢﴾ یعقوب علیہ السلام (یہ سن کر) بولے②: بلکہ تمھارے دلوں نے خود ایک بات بنالی ہے، سو میرے لیے تو صبر کرنا ہی بہتر ہے③، (مجھ کو تو) اللہ تعالیٰ سے امید (یقین) ہے کہ وہی (اللہ تعالیٰ) ان سب (یوسف، بنیامین اور یہودا) کو مجھ تک پہنچا دیں گے④ یقیناً اسی (اللہ تعالیٰ) کا علم کامل ہے اور اس کی حکمت بھی کامل ہے ﴿٨٣﴾ اور یعقوب (علیہ السلام) نے ان (بیٹوں) سے (دوسری طرف) منہ پھر الیا⑤ اور کہنے لگے: ہائے افسوس یوسف پر! اور غم سے (روتے روتے) ان (یعقوب علیہ السلام) کی دونوں آنکھیں سفید پڑ گئی تھیں⑥ اور وہ (یعقوب علیہ السلام) دل ہی دل میں (غم میں) گھٹتے رہتے تھے ﴿٨٤﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ہم نے جو کچھ دیکھا ہے وہ ہم بیان کرتے ہیں۔

② میری سمجھ کے مطابق ایسا نہیں ہے کہ بنیامین چوری کی وجہ سے مصر میں روک لیا گیا۔

③ (دوسرا ترجمہ) میرے لیے تو صبر جمیل ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) میرے پاس لے آئیں گے۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) پھر یعقوب بھی ان کے پاس سے چلے گئے۔ ⑥ یعنی بینائی جاتی رہی تھی۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ۝۸۵ قَالَ
اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝۸۶ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا
فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ
اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ۝۸۷ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا
الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي
الْمُتَصَدِّقِيْنَ۝۸۸ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ۝۸۹

بیٹے کہنے لگے: اللہ کی قسم! (ابا جان) آپ یوسف کو یاد کرنا نہیں چھوڑو گے① یہاں تک کہ آپ غم میں بالکل گھل ہی جاؤ گے یا مر ہی جاؤ گے② ﴿۸۵﴾ (یعقوب علیہ السلام نے) کہا: میں اپنے رنج وغم کی فریاد صرف اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے کرتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو③ ﴿۸۶﴾ (یعقوب علیہ السلام نے کہا:) اے میرے بیٹو! تم واپس (مصر) جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی (بنیامین) کا پتہ لگاؤ اور تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو (اس لیے کہ) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو کافر لوگ ہی ناامید ہوتے ہیں ﴿۸۷﴾ (ابا کے حکم کے مطابق نو بھائی مصر گئے) پھر جب یہ یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو کہنے لگے: اے عزیز!④ ہم پر اور ہمارے گھر والوں پر سخت مصیبت آپڑی ہے اور ہم معمولی (یعنی ناقص) پونجی لے کر آئے ہیں (اس کے بدلے میں) ہم کو پورا غلہ دو اور (اللہ واسطے) تم ہم پر خیرات کرو، جو لوگ (اللہ واسطے) خیرات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اچھا بدلہ دیتے ہیں ﴿۸۸﴾ یوسف (علیہ السلام) نے (بھائیوں کی اور اپنے گھر کی پریشانی کی بات سن کر) کہا: تم کو کچھ پتہ ہے کہ یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ تم نے کیا سلوک کیا تھا، جبکہ تم جہالت میں پڑے تھے؟⑤ ﴿۸۹﴾

① (دوسرا ترجمہ) آپ یوسف کا ہمیشہ ہی تذکرہ کرتے رہو گے۔ ② یعنی بیمار ہو کر مرنے کے قریب ہو جاؤ گے۔
③ یعنی ابھی تو یوسف کے بچپن والے خواب کی تعبیر کا سامنے آنا باقی ہے؛ اس لیے سب سے ملاقات ہوگی، اس کی طرف اشارہ ہے۔ ④ یوسف علیہ السلام کا اس وقت کا لقب۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) کچھ تم کو وہ سلوک بھی معلوم ہے جو تم نے یوسف اور اور اس کے بھائی کے ساتھ اس زمانے میں کیا تھا جب تم جہالت میں مبتلا تھے۔

قَالُوۡۤا ءَاِنَّكَ لَاَنۡتَ يُوۡسُفُ‌ؕ قَالَ اَنَا يُوۡسُفُ وَهٰذَاۤ اَخِىۡ‌ قَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡنَا‌ ؕ اِنَّهٗ
مَنۡ يَّتَّقِ وَيَصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ‏ ﴿۹۰﴾ قَالُوۡا تَاللّٰهِ لَقَدۡ اٰثَرَكَ اللّٰهُ
عَلَيۡنَا وَاِنۡ كُنَّا لَخٰطِـئِيۡنَ‏ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثۡرِيۡبَ عَلَيۡكُمُ الۡيَوۡمَ‌ ؕ يَغۡفِرُ اللّٰهُ لَـكُمۡ‌ وَهُوَ اَرۡحَمُ
الرّٰحِمِيۡنَ‏ ﴿۹۲﴾ اِذۡهَبُوۡا بِقَمِيۡصِىۡ هٰذَا فَاَلۡقُوۡهُ عَلٰى وَجۡهِ اَبِىۡ يَاۡتِ بَصِيۡرًا‌ ۚ وَاۡتُوۡنِىۡ بِاَهۡلِكُمۡ
اَجۡمَعِيۡنَ‏ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الۡعِيۡرُ قَالَ اَبُوۡهُمۡ اِنِّىۡ لَاَجِدُ رِيۡحَ يُوۡسُفَ‌ لَوۡلَاۤ اَنۡ تُفَـنِّدُوۡنِ‏ ﴿۹۴﴾ ع

وہ (بھائی) کہنے لگے: ارے واقعی تم یوسف ہو؟ یوسف (علیہ السلام) نے کہا کہ: میں یوسف ہی ہوں اور یہ (بنیامین) میرا (حقیقی) بھائی ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا، حقیقت بات یہ ہے کہ جو آدمی بھی گناہوں سے بچتا ہے اور (مصیبت پر) صبر کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ (ایسی) نیکی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کرتے ﴿۹۰﴾ وہ (بھائی لوگ) کہنے لگے: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے تجھ کو (ہر اعتبار سے) ہم پر فضیلت (یعنی ترجیح) دی، اور یقیناً ہم ہی لوگ غلطی کرنے والے تھے① ﴿۹۱﴾ یوسف (علیہ السلام) نے کہا: آج تمھارے اوپر کوئی ملامت نہیں②، اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ کو معاف کرے اور وہی (اللہ تعالیٰ) سارے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں③ ﴿۹۲﴾ (بس) اب تم میرے اِس کُرتے کو لے کر جاؤ اور اس کو میرے ابا کے چہرے پر ڈالو، وہ (اس کرتے کی برکت سے) بینا ہو جائیں گے، اور تم سب اپنے گھر والوں کو لے کر میرے پاس (مصر) آجاؤ ﴿۹۳﴾

اور جب (مصر سے بھائیوں کا) قافلہ (کنعان آنے کے لیے) روانہ ہوا، تب ان کے ابا جان (یعنی یعقوب علیہ السلام) نے کہنا شروع کیا کہ: مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے، اگر تم ایسا نہ کہو کہ: بوڑھا بہک (یعنی سٹھیا) گیا④ ﴿۹۴﴾

① یہ ماحول کا اثر ہے کہ غلطی کا فوری اعتراف کر لیا، وہ نبوت کے گھرانے میں رہتے تھے۔
② یعنی تمھاری سابقہ غلطیوں پر کوئی طعن تشنیع نہیں کی جاوے گی۔
③ یہ نبوی اخلاق ہے کہ بھائیوں کو ندامت پر عار دلانے کے بجائے فوری ہم دردی اور معافی۔
④ (دوسرا ترجمہ) اگر تم مجھ کو بڑھاپے کی بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو تو ایک بات کہوں کہ مجھ کو تو یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ
فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۙ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا
اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ
هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾

(گھر میں موجود لوگ یعقوب علیہ السلام کو) کہنے لگے: اللہ کی قسم! تم تو اپنی پرانی غلط خیالی میں ہی مبتلا ہو
①﴿۹۵﴾ پھر جب (مصر سے سفر کر کے بھائیوں کا قافلہ کنعان آ گیا اور) خوش خبری سنانے والا
(کرتے کے ساتھ) آپہنچا② تو اس نے یعقوب (علیہ السلام) کے چہرے پر (یوسف علیہ السلام کا) کرتہ ڈالا
تو وہ اسی وقت بینا ہو گئے③ یعقوب (علیہ السلام) نے کہا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ: میں اللہ تعالیٰ
کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم لوگ نہیں جانتے④﴿۹۶﴾⑤ بیٹے کہنے لگے: اے ہمارے
ابا جان! آپ ہمارے لیے (اللہ تعالیٰ سے) ہمارے گناہوں کی بخشش کی دعا کیجیے، بیشک ہم ہی غلطی
کرنے والے تھے ﴿۹۷﴾ یعقوب (علیہ السلام) نے کہا: عنقریب⑥ اپنے رب سے تمھاری بخشش کی
دعا کروں گا، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے بخشنے والے، بڑے مہربان ہیں ﴿۹۸﴾

---

① یعنی یوسف کی یاد میں۔ ② بشیر: خوش خبری سنانے والا یوسف علیہ السلام کا بھائی یہودا تھا، وہ مصر سے کرتہ لیکر آیا، انھوں نے کہا کہ: جب بچپن میں بھائی یوسف کو کنویں میں ڈالا تھا اس وقت ان کے کرتے پر جھوٹا خون لگا کر میں ہی وہ کرتہ ابا کے پاس لے گیا تھا؛ اس لیے آج خوشی کے موقع پر بھی کرتہ میں ہی لے چلوں گا۔ ③ یوسف علیہ السلام کے کرتے کی برکت ظاہر ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کرتے کو ذریعہ بنا کر یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس لوٹا دی، اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی مستعمل چیزوں میں برکات ہیں اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ④ یعنی یوسف زندہ ہے اور ملاقات ہوگی۔ ⑤ جب یوسف کو بھائیوں ہی نے کنویں میں ڈال کر گم کیا تھا یہ راز کھل گیا تب۔ ⑥ یعنی بعد میں جمعہ کی رات میں یا تہجد کے وقت تمھارے لیے استغفار کروں گا۔ بھائیوں نے یوسفؑ کے سامنے قصور کا اعتراف کیا تو انھوں نے فوراً معاف کر دیا اور یعقوبؑ سے معافی طلب کی تو وعدہ کر لیا یعنی فوری معافی نہیں دی، حضرات مفسرین نے اس کی مختلف وجوہات لکھی ہیں، میرے مرشدِ ثانی حضرت اقدس مفتی احمد خانپوری صاحب (مدظلہ العالی) نے اس پر ایک نکتہ ارشاد فرمایا: یہ عمر کی تفاوت کی بات ہے، یوسفؑ جوان تھے اور یعقوبؑ بوڑھے تھے، جوانوں کے فیصلے فوری ہوتے ہیں اور بوڑھوں کے فیصلوں میں ''غور کریں گے، سوچیں گے، پھر جواب دیں گے'' یہ سب باتیں ہوتی ہیں؛ اس لیے جوانوں کو دینی محنت کا میدان بناؤ، جلدی فائدہ ہوگا۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾
وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ
قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ
الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ
هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿١٠٠﴾

پھر جب وہ سب ① یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے، تو یوسف (علیہ السلام) نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور (یوسف علیہ السلام نے) کہا کہ: تم سب مصر میں داخل ہو جاؤ، ان شاء اللہ! ہر طرح امن و امان (یعنی چین و اطمینان) کے ساتھ رہو گے ﴿۹۹﴾ اور یوسف (علیہ السلام) نے اپنے والدین کو (اونچے) تخت پر بٹھا دیا اور وہ سب (یعنی والدین اور گیارہ بھائی) یوسف (علیہ السلام) کے سامنے سجدے میں گرے ② اور یوسف (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے ابا جان! یہ تو میرے (اس) خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے (یعنی بچپن میں) دیکھا تھا، اس (خواب) کو میرے رب نے سچ کر کے دکھلایا اور میرے رب نے (اس وقت) مجھ پر بڑا احسان کیا کہ مجھ کو جیل سے نکالا اور (یہ بھی احسان ہوا کہ) شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان جھگڑا کروا دیا تھا (اللہ تعالیٰ نے جدائی ختم کر دی) پھر میرے رب گاؤں ③ سے تم کو میرے پاس (مصر) لے آئے، میرے رب جو چاہتے ہیں اس کو عمدہ تدبیر سے کرتے ہیں، یقیناً اس (اللہ تعالیٰ) کا علم بھی کامل ہے اور اس کی حکمت بھی کامل ہے ﴿۱۰۰﴾

① یعنی والدین اور بھائی اور بھائیوں کا خاندان جو مجموعی بہتر یا ترانوے آدمی کا قافلہ تھا۔

② حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے سامنے شکر کا یہ سجدہ کیا گیا، عبادت کا سجدہ تو ہر شریعت میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے جائز تھا؛ البتہ کسی کی تعظیم کے لیے سجدہ کرنا پچھلی شریعتوں میں جائز تھا؛ لیکن وہ شرک کا ذریعہ بن سکتا ہے؛ اس لیے اِس امت میں وہ ناجائز قرار دیا گیا، بخاری شریف کی حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔

③ ''کنعان'' مراد ہے جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام آباد تھے۔

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾
ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ
يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔــلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ
اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع۱۱

اے میرے رب! آپ نے مجھے حکومت کا بڑا حصہ عطا فرمایا اور مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم بھی عطا فرمایا① اے آسمانوں اور زمین کو بنانے والے (اللہ تعالیٰ!) آپ ہی دنیا اور آخرت میں میرا کام بنانے والے ہیں، آپ مجھ کو اسلام (یعنی آپ کی فرماں برداری) کے ساتھ (دنیا سے) اٹھانا اور (مرنے کے بعد اپنے) نیک بندوں کے ساتھ مجھے ملا دینا② ﴿۱۰۱﴾ یہ (قصہ) غیب کی خبروں میں سے ہے جو وحی کے ذریعہ ہم تم کو بتاتے ہیں اور جب یوسف (علیہ السلام) کے بھائیوں نے سازش کر کے (یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالنے کا) اپنا پکا فیصلہ کر لیا تھا (اور ڈال بھی دیا) تب تو تم (وہاں) ان کے پاس موجود نہ تھے③ ﴿۱۰۲﴾ تمھارا دل کتنا ہی چاہے پھر بھی (دنیا میں) اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿۱۰۳﴾ حالاں کہ تم اس (قرآن کی تبلیغ) پر ان (دنیا کے لوگوں) سے کوئی اجرت بھی نہیں مانگتے، یہ (قرآن) تو تمام (اقوام) عالَم کے لیے ایک نصیحت ہے ﴿۱۰۴﴾

① دوسرا مطلب: مشکل اور الجھی ہوئی باتوں کو حل کرنے کا فن بھی سکھلایا۔

② یعنی ان نیک لوگوں کے ساتھ میرا حشر اور دخولِ جنت ہو، حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی آخرت کا شوق بڑھ گیا اور آپ نے دعا مانگی۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس نبوت (اعلیٰ ترین مقام ہے) بھی ہے اور دنیوی بادشاہت (جو دنیا میں ترقی کا اعلیٰ مقام ہے) بھی ہے، ان دونوں نعمتوں کے ہوتے ہوئے حسنِ خاتمہ اور آخرت میں صالحین کی معیت کی دعا مانگنا یہ حسنِ خاتمہ کی اہمیت کو بتلاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس نعمت سے نوازے، قرآنی اس دعا کو مانگنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

③ اور ظاہر ہے کہ اخوانِ یوسف حضرت یوسف علیہ السلام کو جب کنویں میں ڈال رہے تھے اس وقت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ وہاں موجود نہ تھے، آپ کے اُمّی ہونے کے باوجود پورا واقعہ تفصیل سے صحیح سنا دینا یہ آپ کے نبی ہونے کی دلیل ہے۔

وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ يَمُرُّوۡنَ عَلَيۡهَا وَهُمۡ عَنۡهَا مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا
يُؤۡمِنُ اَكۡثَرُهُمۡ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمۡ مُّشۡرِكُوۡنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوۡۤا اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ غَاشِيَةٌ مِّنۡ عَذَابِ
اللّٰهِ اَوۡ تَاۡتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغۡتَةً وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ ۚ
عَلٰى بَصِيۡرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىۡ ؕ وَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۰۸﴾ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ
قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡقُرٰى ؕ اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ
فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ

اور آسمان اور زمین میں (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں جن پر سے اِن (مکہ والوں اور دوسرے انسانوں) کا گذر ہوتا رہتا ہے؛ لیکن وہ ان نشانیوں سے منہ پھرا کر جاتے ہیں[۱] ﴿۱۰۵﴾ اور ان (مکہ کے کافر) میں سے اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کو اس طرح مانتے ہیں کہ شرک بھی کرتے ہیں[۲] ﴿۱۰۶﴾ کیا بھلا ان (نافرمانوں) کو اس بات کا ڈر نہیں لگتا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی کوئی آفت آ کر ان کو ڈھانک لیوے یا ان کو خبر بھی نہ ہو اس طرح اچانک ان پر قیامت آجائے ﴿۱۰۷﴾ (اے پیغمبر!) تم (ان مخالفین سے) کہہ دو: یہی (توحید) میرا راستہ ہے، میں تو پوری بصیرت (سمجھ داری) کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور جتنے (میری اتباع کرنے والے) میرے ساتھی ہیں وہ بھی (اسی طرح توحید کی دعوت دیتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ (ہر قسم کے شرک سے) پاک ہے اور میں بھی شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں ﴿۱۰۸﴾ ہم نے تم سے پہلے مختلف بستی والوں میں سے جتنے (رسول) بھیجے وہ سب مرد ہی ہوتے تھے[۳]، جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے، کیا بھلا ان (کافر) لوگوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلی قوموں کا (برا) انجام کیسا ہوا؟[۴]

---

(۱) یعنی قدرت کی نشانی پر دھیان نہیں دیتے؛ اس لیے عبرت بھی حاصل نہیں کرتے۔
(۲) حضور ﷺ کے مبارک زمانے میں اور آج بھی دنیا میں اس طرح کے مشرکین ہیں جو اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں ساتھ میں دوسرے معبودوں کو بھی مانتے ہیں، اس طرح کا ایمان معتبر ہوتا نہیں ہے۔
(۳) یعنی فرشتہ اور عورت نبی نہیں بنائے گئے ہیں، یہ جمہور کا قول ہے۔
(۴) یعنی پہلی قوموں کے برے انجام کو دیکھ کر عبرت حاصل کر کے ایمان لے آتے۔

وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۝۱۰۹ حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ
وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ
الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ۝۱۱۰ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا
يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ۝۱۱۱ ع۱۲

اور جنھوں نے تقویٰ اپنایا ان کے لیے آخرت کا گھر بہتر ہے، کیا پھر بھی تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے؟ ﴿۱۰۹﴾ یہاں تک (مہلت ملی) کہ جب رسول (اپنی امت کے لوگوں کے ایمان لانے سے) ناامید ہو گئے اور (تب عذاب میں تاخیر کی وجہ سے) کافر لوگ یہ سمجھنے لگے کہ ان کو (عذاب کی) جھوٹی دھمکی دی گئی تھی تو ہماری مدد ان (رسولوں) کے پاس آ گئی ①، پھر جن کو ہم نے چاہا عذاب سے بچا لیا اور گنہگاروں سے ہمارا عذاب ٹالا نہیں جاسکتا ② ﴿۱۱۰﴾ پکی بات یہ ہے کہ ان کے ③ واقعات میں عقل والوں کے لیے عبرت کا بڑا سامان ہے، یہ (قرآن) مَن گھڑت (یعنی بنائی ہوئی) بات نہیں ہے (جو کسی نے اپنے دماغ سے گھڑ لی ہو) بلکہ اس (قرآن) سے پہلے جتنی (آسمانی) کتابیں آئیں یہ (قرآن) ان کی تصدیق ہے ④ اور (قرآن میں دین کے متعلق ضروری) ہر ہر بات کی تفصیل ہے اور (قرآن) ایمان والے لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت کا ذریعہ ہے ﴿۱۱۱﴾

① یعنی اللہ تعالیٰ کا عذاب نافرمانوں پر آ گیا۔

② (دوسرا ترجمہ) ہمارا عذاب مجرموں پر آنے کے بعد پیچھے واپس نہیں کیا جاسکتا۔

③ اور اس سورت میں خاص کر حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے اور پچھلی امتوں کے واقعات ہیں۔

④ یعنی قرآن کی اور پہلی آسمانی کتابوں کی بہت ساری باتیں آپس میں موافق ہیں۔

نوٹ: سورۂ یوسف کے مفصل فوائد خطباتِ محمود جلد (۸) میں ملاحظہ فرمائیں۔

سورة الرعد

(المكية)

سورۂ رعد

یہ سورت مدنی ہے، بعض حضرات نے مکی کہا ہے۔ اس میں تینتالیس (۴۳) یا سینتالیس (۴۷) آیتیں ہیں، سورۂ محمد کے بعد اور سورۂ رحمن سے پہلے چھیانویں (۹۶) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں ''رعد'' کا تذکرہ کیا گیا ہے، رعد کیا چیز ہے؟

(۱) گرج۔ اور جب آسمان میں گرج ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے بندے بے اختیار سبحان اللہ اور الحمد للہ پڑھتے ہیں۔

(۲) ایک فرشتے کا نام ہے، جب وہ بادلوں کو ہانکتا اور چلاتا ہے تب وہ تسبیح پڑھتا ہے، اس تسبیح کو لوگ بادل کی آواز سمجھتے ہیں، اس کے ہاتھ میں آگ کا ایک کوڑا ہوتا ہے جس سے وہ بادلوں کو ہنکاتا ہے، اس سے جو چمک ظاہر ہوتی ہے وہ بجلی ہے۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بادلوں کو مارنے کی وجہ سے جو آواز پیدا ہوتی ہے وہ رعد ہو۔

(۳) رعد سے صرف آواز مراد ہے اور یہ خاص قسم کی تسبیح ہے چاہے ہم کو سمجھ میں نہ آئے۔

روایتوں میں آتا ہے کہ جو آدمی بادلوں کے گرج کی آواز سنے تو یہ پڑھے ''سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهِ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر''۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

الٓمّٓرٰ ۚ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ ؕ وَالَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ الۡحَـقُّ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ
لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۝۱ اَللّٰهُ الَّذِىۡ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَهَا ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ
وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ يُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ
لَعَلَّكُمۡ بِلِقَآءِ رَبِّكُمۡ تُوۡقِنُوۡنَ ۝۲ وَهُوَ الَّذِىۡ مَدَّ الۡاَرۡضَ وَجَعَلَ فِيۡهَا رَوَاسِىَ وَاَنۡهٰرًا ؕ

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الٓمّٓرٰ، یہ (اللہ کی) کتاب (قرآن) کی آیتیں ہیں اور (اے نبی!) تمھارے رب کی طرف سے تم پر جو (قرآن) نازل کیا گیا وہ حق ہے؛ لیکن اکثر لوگ (قرآن کو) مانتے نہیں ہیں① ﴿۱﴾ اللہ تعالیٰ وہ (ایسے قدرت والے) ہیں کہ جنھوں نے آسمانوں کو بغیر ستون کے (اتنا) اونچا بنایا کہ تم اس کو (ہر جگہ سے سہولت سے) دیکھتے ہو② پھر وہ (اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق) عرش پر قائم ہوئے اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا، ہر ایک (سورج اور چاند) اپنے مقرر وقت تک (یعنی قیامت تک) چلتے رہیں گے③ وہ (اللہ تعالیٰ تمام) کاموں کی تدبیر کرتے ہیں وہ (اللہ تعالیٰ اپنی) نشانیوں کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں④؛ تا کہ تم یقین کرلو کہ (قیامت میں) تم کو اپنے رب سے ملنا ہے ﴿۲﴾ اور اسی (اللہ تعالیٰ) نے زمین پھیلا دی اور اس (زمین) میں (پہاڑ کے) بوجھ اور ندیاں بنا دیں،

① (دوسرا ترجمہ) ایمان نہیں لاتے ہیں۔
② (دوسرا ترجمہ) اللہ کی قدرت ایسی ہے کہ اس نے آسمانوں کو آنکھوں سے نظر نہ آوے ایسے ستونوں پر اونچا بنایا ہے۔ (تیسرا ترجمہ) بغیر کسی ستون کے اس قدر اونچا بنا دیا جیسا کہ تم اس کو دیکھتے ہو۔
③ (دوسرا ترجمہ) ہر ایک (سورج و چاند) اپنے متعین وقت پر چل رہے ہیں (یعنی چاند کا ایک چکّر ایک مہینے میں اور سورج کا ایک چکر ایک سال میں پورا ہوتا ہے)۔
④ اپنے دلائلِ قدرت تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ
صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۣ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۴ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا
لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ۬ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ ۚ

اور ہر قسم کے پھلوں کے اس میں دو دو جوڑے پیدا کیے①، وہ (اللہ تعالیٰ) رات کو دن پر ڈھانپ دیتے ہیں② یقیناً ان چیزوں میں (یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت میں) غور و فکر کرنے والی قوم کے لیے بڑی نشانیاں ہیں ﴿۳﴾ اور (اللہ تعالیٰ نے) زمین میں مختلف ٹکڑے (کھیت اور حصے بنائے) ہیں جو آپس میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں (یعنی پاس پاس ہیں) اور انگوروں کے باغات اور کھیتی اور کھجور کے درخت (بنائے) ہیں، بعض درخت دو تنے والے ہیں③ اور بعض درخت دو تنے والے نہیں (ہوتے) ہیں④، ان سب (درختوں) کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے، اور ہم ان پھلوں میں سے کسی کا ذائقہ دوسرے سے زیادہ بڑھا ہوا کر دیتے ہیں، یقیناً اس میں عقل سے کام لینے والی قوم کے لیے بڑی نشانیاں ہیں⑤ ﴿۴﴾ اور اگر تم کو (ان کافروں کے قیامت کا انکار کرنے سے) تعجب ہو تو ان (کافروں) کی یہ بات (حقیقت میں) بہت عجیب ہے کہ کیا جب ہم (مر کر) مٹی میں مل جائیں گے تو (آخرت میں سچ مچ) نئے سرے سے پیدا کیے جائیں گے؟ انہی لوگوں نے اپنے رب (کی آخرت میں نئے سرے سے پیدا کیے جانے کی قدرت) کا انکار کیا اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں (آخرت یا دنیا میں) طوق (یعنی بیڑیاں) پڑی ہوں گی،

① (دوسرا ترجمہ) دو دو قسم پیدا کی۔ ② (دوسرا ترجمہ) وہ اللہ تعالیٰ رات (کی کالی چادر) کو دن پر اوڑھا دیتے ہیں (جس سے دن کی روشنی ختم ہو جاتی ہے اور پوری دنیا کالی اندھیری ہو جاتی ہے)۔
③ یعنی زمین سے اوپر جا کر اس کی شاخیں بن جاتی ہیں۔ ④ یعنی زمین سے لے کر اوپر تک ایک ہی تنہ ہوتا ہے جیسے: کھجور۔
⑤ یعنی جو اپنی عقل سے اللہ تعالیٰ کی قدرت میں غور کرے اور توحید کا یقین حاصل کرے۔

وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۵ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ
وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰي ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ
رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۶ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ
ع اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۷ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ
وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝۸ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝۹

اور وہی جہنمی لوگ ہیں، وہ اس (جہنم) میں ہمیشہ رہیں گے① ﴿۵﴾ (اے نبی!) اور وہ (کافر) بھلائی سے پہلے تم سے برائی مانگنے میں جلدی کرتے ہیں②؛ حالاں کہ ان سے پہلے (بھی دنیا میں) عذاب کے بہت سارے واقعات گذر چکے (تو ان کافروں پر بھی عذاب آسکتا ہے) اور حقیقت میں لوگوں کو ان کے ظلم (یعنی نافرمانی) کے باوجود تمھارے رب معاف بھی کرتے رہتے ہیں، اور یقیناً تمھارے رب کا عذاب بہت سخت ہے ﴿۶﴾ اور کافر لوگ (یوں) کہنے لگے: ان (یعنی محمد) پر (وہ کافر جیسا چاہتے ہیں ویسی) ان کے رب کی طرف سے نشانی کیوں نہیں اتاری جاتی؟ (تو جواب میں کہو کہ) تم تو صرف (جہنم سے) ڈرانے والے ہو③ اور (تم کوئی انوکھے نبی نہیں ہو؛ بلکہ) ہر قوم کے لیے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کوئی نہ کوئی ہدایت کا راستہ بتانے والا ضرور آیا ﴿۷﴾

ہر مادہ کو جو حمل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں اور مادہ کی رحم میں جو کمی زیادتی ہوتی ہے (اللہ تعالیٰ) اس کو بھی (جانتے ہیں) اور اس (اللہ تعالیٰ) کے یہاں ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے ﴿۸﴾ چھپی ہوئی اور کھلی ہوئی چیزوں کو وہ (اللہ تعالیٰ) جانتے ہیں، جن کی ذات بہت بڑی ہے اور شان بہت اونچی ہے ﴿۹﴾

---

① دنیا میں گلے میں طوق کا ہونا غلامی کی علامت ہے، یعنی یہ کافر لوگ خواہشاتِ نفسانی اور شیطان کی غلامی میں ہیں، گلے میں طوق ہو تو آدمی ادھر ادھر دیکھ نہیں سکتا، اسی طرح یہ لوگ حقائق دیکھنے سے محروم ہیں، آخرت میں گلے میں بھاری وزن دار طوق بھاری سزا اور تکلیف کا ذریعہ ہوگا۔ ② اور وہ (کافر لوگ) بھلائی (یعنی خوش حالی کی مدت ختم ہونے) سے پہلے جلدی برائی مانگتے ہیں ③ یعنی کافر جیسا چاہتے ہیں ویسا معجزہ دکھانا نبی کے اختیار میں نہیں ہے۔

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ
بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ
وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ
السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ

جو آدمی تم میں سے چپکے چپکے سے بات کرے اور جو آدمی زور سے بولے اور جو آدمی رات کے وقت (کہیں) چھپا ہوا ہو اور دن کے وقت (کہیں) چل پھر رہا ہو وہ سب (اللہ تعالیٰ کے علم میں) برابر ہیں① ﴿۱۰﴾ اس (انسان) کے لیے کچھ فرشتے (محافظ) ہیں جو باری باری آتے ہیں② وہ (فرشتے) اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسان کے سامنے اور اس کے پیچھے سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، یقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتے ہیں جب تک کہ وہ قوم اپنے حالات میں خود تبدیلی نہ لاوے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر آفت کا ارادہ کرتے ہیں تو (وہ آکر رہتی ہے) پھر وہ (آفت) واپس نہیں ہوسکتی③ اور ان کے لیے (یعنی جن پر آفت آئی ہے) اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی مدد کرنے والا نہیں ہوتا ﴿۱۱﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جو تم کو بجلی کی چمک دکھلاتے ہیں، جس سے تم کو (بجلی کے گرنے کا) ڈر بھی لگتا ہے اور (بارش کی) لالچ بھی پیدا ہوجاتی ہے اور (پانی سے بھرے) بھاری بادل (بھی) وہی (اللہ تعالیٰ) اٹھالاتے ہیں ﴿۱۲﴾ اور بادلوں کی گرج اس (اللہ تعالیٰ کے نام) کی حمد اور تسبیح کرتی ہے اور اس (اللہ تعالیٰ) کے خوف سے فرشتے بھی (تسبیح میں لگے ہوئے ہیں)④

---

① یعنی سب سے اللہ تعالیٰ اچھی طرح واقف ہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) جن کی باری بدلتی رہتی ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) وہ برائی ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں۔

④ (دوسرا ترجمہ) اور رعد (نام کا) فرشتہ اور دوسرے فرشتے سب اللہ تعالیٰ کے خوف سے اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے ہیں۔

وَيُرۡسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيۡبُ بِهَا مَنۡ يَّشَآءُ وَهُمۡ يُجَادِلُوۡنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيۡدُ
الۡمِحَالِ ؕ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعۡوَةُ الۡحَـقِّ ؕ وَالَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ لَا يَسۡتَجِيۡبُوۡنَ لَهُمۡ بِشَىۡءٍ اِلَّا
كَبَاسِطِ كَفَّيۡهِ اِلَى الۡمَآءِ لِيَبۡلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الۡكٰفِرِيۡنَ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

اور کڑکتی بجلیاں بھی (زمین کی طرف) وہی (اللہ تعالیٰ) بھیجتے ہیں، پھر (اللہ تعالیٰ) جس پر چاہتے ہیں اس (بجلی) کو مصیبت بنا کر گرا دیتے ہیں اور وہ (کافر لوگ) اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑے کرتے ہیں① حالاں کہ اس (اللہ تعالیٰ) کی پکڑ بہت سخت ہے② ﴿۱۳﴾ خاص اسی (اللہ تعالیٰ ہی) سے دعا کرنا حق (یعنی صحیح) ہے③ اور اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر یہ لوگ جن کو بھی پکارتے ہیں وہ ان کی پکار کا (اس سے زیادہ) کوئی جواب نہیں دے سکتے④ مگر جیسے وہ شخص جو پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر یہ چاہے کہ وہ (پانی) اس کے منہ تک خود (اڑ کر) پہنچ جائے⑤ حالاں کہ (ایسی چاہت سے) وہ (پانی) کبھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا⑥ کافروں کی دعا (یعنی درخواست) تو بھٹکتی ہی پھرتی ہے⑦ ﴿۱۴﴾

---

① یعنی بے بنیاد بحثیں کرتے ہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) حالاں کہ اللہ تعالیٰ بڑی سخت قوت وتدبیر کے مالک ہیں۔

③ چوں کہ وہ قبول کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ (دوسرا ترجمہ) سچا پکارنا اسی کے لیے خاص ہے۔

④ یعنی پکارنے کے باوجود کچھ کام نہیں آسکتے۔

⑤ پانی کی طرف دونوں ہاتھ پھیلا کر اس کو اپنی طرف بلاؤ تو وہ اڑ کر آنہیں جاتا، اسی طرح اللہ کے سوا جن معبودوں کو بھی پکاروگے وہ تمھاری مدد کو نہیں آسکتے، اس کی ایک دوسری تعبیر یہ بھی ہوسکتی ہے کوئی آدمی پانی میں دونوں ہتھیلی کھول کر داخل کرے کہ اس پانی کو مٹھی میں بند کر کے منہ تک لے جاؤں تو یہ ہو نہیں سکتا؛ چوں کہ پانی تو نکل جائے گا، محفوظ نہیں رہے گا اور پانی پینے کا مقصد پورا نہیں ہوگا، اسی طرح اللہ کے علاوہ جس کو بھی پکاروگے وہ تمھاری مدد کا تمھارا مقصد پورا نہیں کرسکتا۔

⑥ اسی طرح بت ان کافروں کی مدد میں نہیں پہنچ سکتے۔

⑦ یعنی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے؛ یعنی جس طرح پانی درخواست کرنے کے باوجود ان کے منہ تک نہیں آسکتا، پانی درخواست قبول کرنے سے عاجز ہے اسی طرح ان کے معبود بھی عاجز ہیں؛ اس لیے کافر لوگ ایسے معبودوں سے درخواست کریں گے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، وہ دعا بے کار جائے گی۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿١٥﴾
قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا
يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ
تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ
عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾

آسمانوں اور زمین میں جو مخلوق ہے خوشی اور ناخوشی سے اللہ تعالیٰ کو ہی سجدہ کرتی ہے،①② اور صبح اور شام کے اوقات میں ان (دنیوی مخلوقات) کے سائے بھی (اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں)③ ﴿۱۵﴾ (اے نبی!) تم (ان کافروں سے) پوچھو کہ: آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ (پھر ان سے) کہو: (زمین اور آسمان کے رب) اللہ تعالیٰ ہی ہیں، تم (ان کافروں سے یہ) کہو: کیا پھر بھی تم نے اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر (دوسروں کو اپنے) مددگار بنا لیے؟ (جب کہ وہ خود ایسے عاجز ہیں کہ) وہ اپنے فائدے اور نقصان کی قدرت نہیں رکھتے④ (اے نبی!) تم (ان سے) پوچھو کہ: کیا اندھا اور دیکھنے والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ یا کہیں اندھیریاں اور روشنی ایک جیسی ہو سکتی ہے؟ یا ان کافروں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسے شریک (بت) مان رکھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جیسے پیدا کرتے ہیں ایسی کوئی چیز انھوں نے (یعنی بتوں نے) پیدا کی ہے؟ جس کی وجہ سے ان (کافروں) کو ان دونوں (یعنی اللہ تعالیٰ کی اور بتوں) کی بنائی ہوئی چیزیں ایک جیسی لگ رہی ہوں (غلط فہمی میں کوئی پڑا ہو تو اس کو) تم بتا دو کہ: اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کے پیدا کرنے والے ہیں اور وہی اکیلے ہیں، سب پر غالب ہیں ﴿۱۶﴾

① یعنی انسان اور جنات میں سے مسلمان اور باقی تمام مخلوقات خوشی سے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔
② جنات اور انسان میں سے کافر کو اللہ کی تقدیر کے فیصلہ کے مطابق رہنا پڑتا ہے، اسی طرح سخت حالات اور تنگی کے مواقع پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان ہو ہی جاتا ہے، نیز اللہ تعالیٰ اپنی ہر مخلوق میں جس طرح چاہے تصرف کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی کا حکم چلتا ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کو نہ مانے اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا حکم چلتا ہے اور وہ اس کے خلاف نہیں کر سکتا، یہ ناخوشی میں سجدہ کرنے کا مطلب ہوا۔ ③ صبح شام سایہ کا گھٹنا بڑھنا جو بالکل نمایاں ہوتا ہے یہ بھی ایک طرح کا سجدہ ہے۔
④ تو دوسروں کا کیا فائدہ اور نقصان کریں گے۔

اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحۡتَمَلَ السَّيۡلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا
يُوۡقِدُوۡنَ عَلَيۡهِ فِى النَّارِ ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ اَوۡ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثۡلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ
الۡحَـقَّ وَالۡبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذۡهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِى
الۡاَرۡضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ ؕ‏ ﴿۱۷﴾ لِلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّهِمُ الۡحُسۡنٰى ؔ
وَالَّذِيۡنَ لَمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَهٗ لَوۡ اَنَّ لَهُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا وَّمِثۡلَهٗ مَعَهٗ لَافۡتَدَوۡا
بِهٖ ؕ اُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ سُوۡٓءُ الۡحِسَابِ ۙ وَمَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۸﴾ ع ۲/۱۱/۸ النصف

اس (اللہ) نے آسمان سے پانی اتارا، سو، ندی، نالے اپنی گنجائش کے مطابق (اس بارش کے پانی سے) بہہ نکلے①، پھر سیلاب کا پانی پھولے ہوئے جھاگ (یعنی گھاس کے تنکے وغیرہ) کو اوپر اٹھالایا ② اور جن دھاتوں کو زیور یا سامان (یعنی برتن وغیرہ) بنانے کے لیے آگ میں پگھلاتے ہیں③ اس میں بھی اسی طرح کا میل کچیل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسی طریقے سے حق اور باطل کی مثال بیان فرماتے ہیں، سو جھاگ (یعنی میل کچیل باہر جا کر) سوکھ کر ضائع ہوجاتا ہے④ اور جو چیز لوگوں کے لیے کام کی ہوتی ہے وہ زمین میں باقی رہتی ہے⑤، اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ مثالوں کو بیان فرماتے ہیں ﴿۱۷﴾ جن لوگوں نے اپنے رب کے احکام کو مان لیا (اور مان کر عمل بھی کیا) انھی لوگوں کے لیے (آخرت میں) بھلائی ہے اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم نہیں مانا، اگر ان کے پاس (بالفرض میدانِ قیامت میں) دنیا بھر کی تمام چیزیں ہوں؛ بلکہ اتنی ہی اس کے ساتھ اور بھی چیزیں ہوں اور وہ سب (مال و دولت) اپنے فدیے میں دے دیں (پھر بھی عذاب سے نجات نہ ہوگی)⑥ ان کے لیے بُرا (یا سخت) حساب ہوگا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ بہت بری رہنے کی جگہ ہے ﴿۱۸﴾

① چھوٹے نالے میں کم پانی اور بڑے نالے میں زیادہ پانی۔ ② کچرا پانی کی سطح پر اوپر آجاتا ہے۔
③ یعنی تپا کر کے گلاتے ہیں۔ ④ (دوسرا ترجمہ) پھینک دیا جاتا ہے۔
⑤ جو دوسروں کو فائدہ مند ہوتا ہے اس کو جماؤ ہوتا ہے۔
⑥ دو محال کا ذکر ہے: ایک تو آخرت میں مال و دولت ہوگا ہی نہیں اور دوسرا بالفرض ہو تو بھی اس کو دے کر عذاب سے نجات نہیں پاسکیں گے۔

أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمٰى ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا
الْأَلْبَابِ ﴿١٩﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ
أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ أَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا
ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً
وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾

(اے نبی!) کیا بھلا جو (مؤمن) شخص کہ یقین رکھتا ہو کہ جو (قرآن) تمھارے رب کی طرف سے تم پر اتارا گیا وہ حق ہے وہ بالکل اندھے (یعنی کافر) شخص کی طرح ہو سکتا ہے؟① حقیقت یہ ہے کہ (ان باتوں سے) عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں ﴿١٩﴾ یہ (عقل والے) وہ لوگ ہیں کہ جو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا اس کو پورا کرتے ہیں② اور (اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے) پکے وعدے کو وہ توڑتے نہیں ہیں③ ﴿٢٠﴾ اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن (رشتوں) کو جوڑنے کا حکم دیا وہ (عقل والے) لوگ اس کو جوڑتے ہیں④ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے ڈرتے رہتے ہیں⑤ ﴿٢١﴾ اور ان لوگوں نے اپنے رب کی خوشی حاصل کرنے کے لیے (دنیا میں تکالیف پر) صبر کیا اور انھوں نے نماز قائم کی اور جو روزی ہم نے ان کو دی اس میں سے چھپ کر⑥ اور ظاہر کر کے انھوں نے خرچ کیا اور وہ بدسلوکی کے بدلے میں حسنِ سلوک کرتے ہیں⑦ (آخرت کے) اصلی وطن میں اچھا انجام انہی لوگوں کے لیے ہوگا ﴿٢٢﴾

---

① یعنی دونوں کا انجام برابر نہیں ہو سکتا ہے۔
② یعنی ایمان اور اطاعت کا جو معاہدہ اللہ تعالیٰ سے کیا اس کو نبھاتے ہیں۔③ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔
④ یعنی ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کو جوڑنا، اسی طرح حضرت محمد ﷺ پر ایمان کے ساتھ سابقہ نبیوں پر ایمان کو جوڑ دیا جاوے۔ رشتے داریوں کو جوڑنا بھی مراد ہے۔⑤ قیامت کے حساب کے برے انجام سے ڈرتے ہیں۔
⑥ جو صدقہ چھپ کر کیا جائے وہ ریا کے احتمال تک سے پاک ہونے کی وجہ سے بہتر ہی ہوتا ہے ''سِرًّا'' کو مقدم کیا گیا ہے اس سے اس کی طرف اشارہ معلوم ہو رہا ہے اگرچہ بعض حالات میں اخلاص کے ساتھ علانیہ خرچ بھی کرنا پڑتا ہے۔
⑦ (دوسرا ترجمہ) اور برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَہَا وَ مَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَ اَزۡوَاجِہِمۡ وَ ذُرِّیّٰتِہِمۡ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ
یَدۡخُلُوۡنَ عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ کُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَی
الدَّارِ ﴿ؕ۲۴﴾ وَ الَّذِیۡنَ یَنۡقُضُوۡنَ عَہۡدَ اللّٰہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مِیۡثَاقِہٖ وَ یَقۡطَعُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ
یُّوۡصَلَ وَ یُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۙ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ اللَّعۡنَۃُ وَ لَہُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰہُ
یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ ؕ وَ فَرِحُوۡا بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ؕ وَ مَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا فِی
الۡاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَ یَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ لَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡہِ اٰیَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ ع

(اچھا انجام یہ ہے کہ) وہ خود اور ان کے باپ دادے اور ان کی بیویاں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوئے (یعنی جنت کے لائق ہوئے) وہ سب ہمیشہ رہنے کے باغات میں داخل ہوں گے ﴿۲۳﴾ اور فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے (یوں کہتے ہوئے) داخل ہوں گے کہ (دنیا میں مصیبت پر) تم نے صبر کیا اس کے بدلے میں تم پر (یہاں آخرت میں) سلامتی ہی سلامتی ہے، پس (آخرت کے اصلی وطن میں) کیا ہی اچھا تمھارا انجام ہے ﴿۲۴﴾ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد کو اس کے مضبوطی سے باندھنے کے بعد بھی توڑ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جن (رشتوں اور تعلقات) کو جوڑنے کا حکم دیا، ان کو کاٹ دیتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں① یہی وہ لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اور (آخرت کے) اصلی وطن میں ان کا برا انجام ہوگا ﴿۲۵﴾ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں رزق میں وسعت دیتے ہیں② اور (جس کو چاہتے ہیں اس کے رزق کو) تنگ کر دیتے ہیں اور وہ (کافر) لوگ دنیا کی زندگی پر اتراتے ہیں③ اور آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی تھوڑے سے فائدے اٹھانے کے سوا کچھ نہیں ﴿۲۶﴾

اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ: اس (پیغمبر) پر (ہم جیسی مانگتے ہیں ایسی) کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے کیوں نہیں اتاری جاتی؟

① ہر گناہ فساد ہے اور سب سے بڑا فساد کفر ہے۔ ② (دوسرا ترجمہ) زیادہ رزق دیتے ہیں۔
③ (دوسرا ترجمہ) دنیا کی زندگی میں مست ہیں۔

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝۲۷ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ
قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۝۲۸ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝۲۹ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ
اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَاۤ
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝۳۰ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ
قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ

(اے نبی!) تم (ان کو) کہہ دو: یقیناً اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں (اس کو) گمراہ کرتے ہیں اور جو بھی (اس اللہ تعالیٰ کی طرف) رجوع کرتا ہے اس کو (اللہ تعالیٰ) اپنا راستہ دکھلاتے ہیں ﴿۲۷﴾ جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ملتا ہے، سن لو! اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی (وہ چیز ہے جس) سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے ﴿۲۸﴾ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ان کے لیے (دنیا اور آخرت میں) خوش حالی ہے ① اور بہترین انجام ہے ﴿۲۹﴾ اسی طرح② ہم نے تم (محمد ﷺ) کو بھی ایسی امت میں (رسول بنا کر) بھیجا جس (امت) سے پہلے بہت ساری امتیں گذر گئیں؛ تا کہ جو (قرآن) ہم نے وحی کے ذریعہ تم پر بھیجا وہ ان کے سامنے تم پڑھ کر سناؤ اور وہ لوگ تو اس (اللہ تعالیٰ) کی ناشکری کرتے ہیں جو سب پر مہربان ہیں③ (اے نبی!) تم کہہ دو: وہ (سب پر مہربان اللہ) میرے رب ہیں، ان (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں ہے، انہی (اللہ تعالیٰ) پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور انہی (اللہ تعالیٰ) کی طرف لوٹ کر جانا ہے ﴿۳۰﴾ اور اگر کوئی قرآن④ ایسا بھی اترتا جس کے ذریعہ پہاڑ (اپنی جگہ چھوڑ کر) چلنے لگتے یا اس (قرآن) کے اثر سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی⑤ یا اس کی برکت سے مُردے بات کرنے لگ جاتے⑥ (تو بھی یہ کافر ایمان نہ لاتے) حقیقت یہ ہے کہ سارے کام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں،

---

① یا ان کے لیے جنت میں طوبیٰ نامی درخت۔ ② یعنی جس طرح ہم نے پہلے زمانے میں رسول بھیجے۔
③ آخری نبی اور قرآن جیسی اللہ کی نعمت کے باوجود ایسے مہربان اللہ کی وہ لوگ ناشکری کرتے ہیں، (دوسرا ترجمہ) اور وہ لوگ تو رحمٰن کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ ④ مراد کوئی بھی کتاب۔

(باقی اگلے صفحے پر:) ←

اَفَلَمْ يَا۟يْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ ع
كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا
كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ

کیا پھر بھی ایمان والوں نے یہ بات سن کر کے اپنا ذہن فارغ نہیں کرلیا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو سب انسانوں کو (زبردستی) ہدایت کر دیتے① اور کافروں پر تو ان کے کرتوت کی وجہ سے ہمیشہ سخت مصیبت پہنچتی ہی رہے گی، یا ان کی بستی کے قریب (کسی جگہ پر بھی) مصیبت نازل ہوتی رہے گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے (قیامت کے دن بڑے عذاب کا) جو وعدہ کر رکھا ہے وہ پورا ہو جائے گا② اور پورا یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ (اپنے) وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے ﴿۳۱﴾

اور (اے نبی!) تم سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا تھا، پھر (ان مذاق اڑانے والے) کافروں کو میں مہلت دیتا رہا، پھر (مہلت کا کچھ وقت گذرنے کے بعد) میں نے ان (کافروں) کو (عذاب میں) پکڑلیا، سو (اب دیکھو! مذاق کے بدلے میں جو) میری سزا (تھی وہ) کیسی تھی؟ ﴿۳۲﴾ بھلا بتاؤ کہ ایک طرف تو وہ (اللہ تعالیٰ کی) ایسی ذات ہے جو ہر شخص کے ہر کام کی پوری خبر رکھتے ہیں اور ان کافروں نے اللہ تعالیٰ کے لیے شریک مان رکھے ہیں③ (اے نبی!) تم (ان کافروں کو) کہو: ان (بتوں) کے نام بتاؤ④

⬅ ⑤یعنی زمین پھٹ جاتی یا زمین جلدی جلدی طے ہو جاتی اور اس میں سے ندیاں نکل کر بہنے لگ جاتیں۔
⑥(دوسرا ترجمہ) یا اس کی برکت سے مردوں کے ساتھ کلام کیا جاسکتا۔
(اس صفحے کا حاشیہ:) ①یعنی اللہ تعالیٰ سب کو مسلمان ہی بنا دیتے، یعنی سب کافر ایمان لے آویں اور ایسا نہیں ہوگا تو پھر تم مسلمان ان (کافروں) کی فکر میں لگے مت رہو۔ ②(دوسرا ترجمہ) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ آپہنچے۔
③جن بتوں کو کسی کے کسی کام کی کوئی خبر نہیں، کیا اللہ تعالیٰ اور وہ بت برابر ہو سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں۔
④اگر کوئی کافر نام بولے تو اس کافر کو کہو: تو بتوں کے نام بول کر دیکھ کہ ان میں الوہیت کی کوئی صفت ہو سکتی ہے؟

اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۳۳ لَهُمْ عَذَابٌ فِي
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۳۴ مَثَلُ الْجَنَّةِ
الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى
الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖۗ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۳۵ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ
اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ

یا تم اس (اللہ تعالیٰ) کو ایسے (بتوں کے وجود) کی خبر بتاتے ہو جس (کے وجود) کا پوری دنیا میں اس (اللہ) کو پتہ بھی نہیں، یا صرف ظاہری طور پر ان کو شریک کہتے ہو① حقیقی بات تو یہ ہے کہ ان کافروں کو ان کی ایسی بناوٹی باتیں بہت اچھی لگتی ہیں② اور وہ ہدایت کے راستے سے روک دیے گئے ہیں③ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں رکھے اس کو کوئی ہدایت پر نہیں لا سکتا ﴿۳۳﴾ ان (کافروں) کے لیے دنیا کی زندگی میں عذاب ہے اور آخرت کا بہت سخت عذاب ہوگا اور اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے ان کو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا ﴿۳۴﴾ (گمراہوں کے بُرے انجام کے مقابلے میں) جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ اس کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی، اس (جنت) کے پھل اور اس کا سایہ ہمیشہ رہے گا، یہ تقویٰ اختیار کرنے والوں کا (پیارا) انجام ہے اور کافروں کا انجام (جہنم کی) آگ ہے ﴿۳۵﴾ اور (اے نبی!) جن کو ہم نے کتاب (تورات و انجیل) دی (اور وہ اس کو پورے طور پر مانتے ہیں) وہ تم پر اتارے گئے قرآن کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں④ اور (اہلِ کتاب و مشرکین میں سے) بعض فرقے ایسے بھی ہیں جو اس (قرآن) کی بعض باتوں (کو ماننے) سے انکار کرتے ہیں⑤

---

① یعنی نام کے پیچھے کوئی حقیقت نہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا پتہ ہے اگر یہ بت حقیقت میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ کو پتہ ہوتا؛ لیکن ان کا واقعی وجود ہی نہیں ہے، صرف من گھڑت نام ہے۔ ② بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کافروں کا مکر و فریب ان کی نظر میں خوش نما کر دیا گیا ہے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) اور وہ کافر ہدایت کے راستے سے محروم کر دیے گئے ہیں۔ ④ اور بہت سارے مان کر ایمان بھی لے آتے ہیں، چوں کہ قرآن کی خبر ان کی کتاب میں ہے۔ ⑤ یعنی تورات، انجیل میں جو باتیں ان کی خواہشات کے مطابق تحریف والی ہیں قرآن ان باتوں کے خلاف بیان کرتا ہے؛ اس لیے یہ لوگ قرآن کی ان باتوں کو مانتے نہیں ہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ
اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ
مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا ع
وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُوا
اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚۖ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾

(اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو: مجھ کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں اور میں اس (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں، اسی کی طرف میں دعوت دیتا ہوں اور اسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس مجھے لوٹ کر جانا ہے ﴿۳۶﴾ اور اسی طرح ① ہم نے اس (قرآن) کو عربی زبان میں حکم نامہ بنا کر اتارا ہے، اور (اے نبی!) تمھارے پاس جو (صحیح) علم (وحی) آچکا ہے اس کے بعد بھی بالفرض ان (کافروں) کی خواہشات پر چلے تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے (بچانے کے لیے) آپ کا کوئی حمایتی نہیں ہوگا اور نہ تو (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) کوئی بچانے والا ہوگا ﴿۳۷﴾

اور حقیقت یہ ہے کہ (اے نبی!) ہم نے تم سے پہلے بہت سارے رسول بھیجے تھے اور ہم نے ان کو بیوی، بچے بھی دیے تھے اور کسی رسول کو یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ایک آیت ② بھی لا سکے، ہر زمانے کے مناسب (احکام لکھی ہوئی الگ) کتاب دی گئی ③ ﴿۳۸﴾ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اس کو مٹا دیتے ہیں اور (جس کو چاہتے ہیں) باقی رکھتے ہیں اور تمام کتابوں کی اصل (یعنی لوحِ محفوظ) اس (اللہ تعالیٰ) کے پاس ہے ④ ﴿۳۹﴾

① یعنی جس طرح پہلے زمانوں میں مختلف رسولوں کو خاص خاص زبانوں میں خاص احکام دیے۔
② یعنی قرآن کی کوئی آیت اتارنا یا کوئی نشانی دکھانا نبی کے اختیار میں نہیں۔
③ (دوسرا ترجمہ) ہر کام کا (جس کا ہونا مقدر ہے) وقت اللہ تعالیٰ کے یہاں لکھا ہوا ہے (تیسرا ترجمہ) ہر زمانے کے مناسب خاص خاص احکام ہوتے ہیں۔ (چوتھا ترجمہ) ہر وقت کے مناسب عمل لکھا ہوا ہے۔
④ یعنی مٹانے، باقی رکھنے کے بعد جس پر عمل ہونے کا فیصلہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پاس لوحِ محفوظ میں ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ (دوسرا ترجمہ) اور ام الکتاب (یعنی لوحِ محفوظ) اسی کے پاس ہے۔

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا
الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ
لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٤١﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۭ يَعْلَمُ
مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۭ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
ع لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿٤٣﴾

اور (اے نبی!) جس (عذاب) کا وعدہ ہم ان (کافروں) سے کرتے ہیں (چاہے) اس کا کچھ حصہ اگر ہم (تمھاری زندگی ہی میں) تم کو پورا کر کے دکھادیں یا (دھمکی والا عذاب آنے سے پہلے) ہم تم کو دنیا سے اٹھالیویں① بہر حال! (اللہ تعالیٰ کا پیغام بندوں کو) صرف پہنچا دینا آپ کی ذمے داری ہے اور (کافروں سے) حساب لینا ہماری ذمے داری ہے ﴿۴۰﴾ اور کیا ان (کافر لوگوں) کو یہ حقیقت نظر نہیں آتی کہ ہم ان کی زمین (یعنی حکومت) چاروں طرف سے (مسلمانوں کی حکومت کی وسعت کے ذریعہ) گھٹا رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ (جو چاہے) حکم دیتے ہیں، اس (اللہ تعالیٰ) کے حکم کو کوئی پیچھے نہیں ڈال سکتا② اور وہ (اللہ تعالیٰ) بہت جلد حساب لینے والے ہیں ﴿۴۱﴾ اور ان (مکہ کے کافروں) سے پہلے جو لوگ تھے ان لوگوں نے بھی (اپنے نبی کی دعوت کے مقابلہ میں دھوکہ دینے والی) چالیں چلی تھیں؛ لیکن تمام چالیں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی چلتی ہیں③ ہر شخص جو کچھ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے④، کافروں کو عنقریب پتہ چل جائے گا کہ آخرت کا (نیک) انجام (یعنی جنت) کس کے حصہ میں آتا ہے؟ ﴿۴۲﴾ اور (اے نبی!) یہ کافر کہتے ہیں کہ: تم رسول نہیں ہو، تم (ان کافروں سے) کہو کہ: میرے اور تمھارے درمیان (میری نبوت پر) گواہی دینے کے لیے اللہ تعالیٰ اور جن (مخلصین اہلِ کتاب) کے پاس آسمانی کتاب کا علم ہے وہ کافی ہیں⑤ ﴿۴۳﴾

① اور آپ کے دنیا سے جانے کے بعد کافروں پر عذاب آوے۔ ② یعنی اللہ کے حکم کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔

③ (دوسرا ترجمہ) لیکن سب تدبیریں اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ ④ (دوسرا ترجمہ) ہر شخص جو کچھ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کیے ہوئے کام کو جانتے ہیں۔ ⑤ یعنی تمھارے انکار کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

سورة ابراهيم

(المكية)

سورۂ ابراہیم

یہ سورت مکی ہے۔اس میں باون (۵۲) یا پچپن (۵۵) آیتیں ہیں،سورۂ شوریٰ یا سورۂ نوح کے بعد اور سورۂ انبیاء سے پہلے ستر (۷۰) یا بہتر (۷۲) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں کعبۃ اللہ، حج اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکرِ خیر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ۬ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى
صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۙ﴿۱﴾ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَوَیْلٌ
لِّلْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدِ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَى الْاٰخِرَةِ
وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓىٕكَ فِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۳﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الر① (قرآن) ایک کتاب ہے جو ہم نے (اپنی طرف سے) تم پر نازل کی ہے؛ تاکہ تم لوگوں کو ان کے رب کے حکم② سے (گمراہی کی) اندھیریوں سے نکال کر (ہدایت کی) روشنی کی طرف لاؤ (یعنی اللہ تعالیٰ کی) ایسی ذات کے راستے پر لاؤ جو (اللہ تعالیٰ) زبردست، خوبیوں والے ہیں ﴿۱﴾ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اسی اللہ تعالیٰ کی مالکی میں ہے اور کافروں کے لیے بربادی ہے، اس لیے کہ ان کے لیے (جہنم کا) سخت عذاب ہے ﴿۲﴾ جو (کافر) لوگ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہیں اور (دوسرے انسانوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے (یعنی اسلام پر آنے) سے روکتے ہیں اور اس (اللہ تعالیٰ کے دین) میں (کوئی) ٹیڑھی بات③ (یعنی عیب) تلاش کرنے (کی کوشش) میں لگے رہتے ہیں، ایسے لوگ (حق کا راستہ بھول کر کے) گمراہی میں دور جا کر پڑے ہیں④ ﴿۳﴾

---

① یہ حروفِ مقطعات میں سے ہے۔ ② حکم سے مراد اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور ہدایت کی برکت سے۔

③: (الف) عِوَجًا سے مراد ہر انسان جس چیز کو ٹیڑھی سمجھتا ہے وہ چیز (ب) اسلام میں اشکالات تلاش کرنا (ج) باطل نظریات کی تائید قرآن وحدیث سے تلاش کرنا (د) قرآن وحدیث کے معنیٰ میں اپنی خواہش کے مطابق ہیرا پھیری کر کے اپنے باطل خیال پر دلیل نکالنے کی کوشش کرنا۔

④ یعنی گمراہی میں بہت آگے بڑھ گئے ہیں، بہت دور تک چلے گئے ہیں۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ يَّشَآءُ
وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ④ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اَنۡ اَخۡرِجۡ
قَوۡمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ۙ وَذَكِّرۡهُمۡ بِاَيّٰٮمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّـكُلِّ
صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ ⑤ وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِقَوۡمِهِ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ اَنۡجٰٮكُمۡ مِّنۡ
اٰلِ فِرۡعَوۡنَ يَسُوۡمُوۡنَكُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ وَيُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَكُمۡ وَيَسۡتَحۡيُوۡنَ
نِسَآءَكُمۡ ؕ وَفِىۡ ذٰلِكُمۡ بَلَاۤءٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَظِيۡمٌ ⑥ ع

اور ہر رسول کو ہم نے ان کی قوم کی زبان میں ہی (رسول بنا کر) بھیجا؛ تا کہ وہ (نبی) اپنی قوم کے سامنے (اللہ تعالیٰ کے دین کو اچھے طریقے سے) سمجھاوے، سو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں (اس کو) گمراہ کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں (اس کو) ہدایت دیتے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے زبر دست، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۴﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ: ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانی دے کر بھیجا؛ (مقصد یہ تھا) کہ اپنی قوم کو (گمراہی کی) اندھیریوں سے نکال کر (ہدایت کی) روشنی کی طرف لے آؤ اور خاص واقعات اللہ تعالیٰ نے جن دنوں میں دکھائے [۱] وہ اپنی قوم کو یاد دلا کر نصیحت کرو، حقیقت یہ ہے کہ ان واقعات میں (سے ہر ایک) زیادہ صبر، زیادہ شکر کرنے والے کے لیے [۲] (نصیحت حاصل کرنے کی) بڑی نشانیاں ہیں ﴿۵﴾ اور وہ وقت بھی یاد کرو جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا کہ: تم اللہ تعالیٰ کے جو احسان تم پر ہیں ان کو یاد کرو، جب اس (اللہ تعالیٰ) نے تم کو فرعون کے لوگوں سے نجات دی جو تم کو سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے اور تمھارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمھاری عورتوں [۳] کو زندہ (باقی) رکھتے تھے، اور ان حالات (یعنی مصیبت اور نجات) میں تمھارے رب کی طرف سے بڑا امتحان ہے ﴿۶﴾

---

① یعنی جس دن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خاص نعمت ملی ہو یا کوئی بڑا عذاب آیا ہو۔
② یعنی جن لوگوں نے صبر اور شکر کی عادت بنالی ہو۔
③ یعنی لڑکیوں کو جو بڑی ہو کر عورت بنے گی۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۝٧
وَقَالَ مُوْسٰۤى اِنْ تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ۝٨ اَلَمْ
يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ۛ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛؕ لَا
يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فِيْۤ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْۤا
اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ۝٩ الثلثة

اور (وہ وقت یاد کرو) جب تمھارے رب نے (تم کو) خبر دی کہ اگر تم واقعی (میرا) شکر کرو گے تو میں تم کو زیادہ (نعمت) دوں گا اور اگر تم نے (میری نعمت پر) ناشکری کی تو اچھی طرح سمجھ لینا کہ میرا عذاب بہت سخت ہے ﴿۷﴾ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: (اے میری قوم!) اگر تم اور (دنیا بھر کی) زمین کے تمام لوگ (اللہ تعالیٰ کی) نافرمانی کریں تو (اللہ تعالیٰ کا کیا نقصان؟) یقیناً اللہ تعالیٰ کو کسی کی پروا نہیں ہے، ساری تعریف اس (اللہ تعالیٰ) کے لیے ہے ﴿۸﴾ (اے مکہ والو!)① تم کو تم سے پہلے جو نوح اور عاد اور ثمود کی قومیں تھیں اور وہ قومیں جو ان کے بعد (دنیا میں) آئیں کیا ان کے حالات کی خبر نہیں ہوئی②؟ ان (قوموں) کے (پورے) حالات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ان کے پیغمبر (اپنی نبوت کی سچائی کی) کھلی دلیلیں لے کر اپنی قوموں کے پاس آئے، تو لوگوں نے ان (نبیوں) کے مُنہ پر اپنے ہاتھ رکھ دیے③ اور قوم کے لوگوں نے (نبی سے) کہا کہ: جو دین (اسلام) دے کر تم کو بھیجا گیا ہے ہم اس کو نہیں مانتے اور جس دین کی طرف تم ہم کو دعوت دیتے ہو، اس کی سچائی کے بارے میں ہم کو تو بہت بھاری شک ہے ﴿۹﴾

① ایک دوسرا احتمال یا تو موسیٰؑ کا خطاب ہے ان کی قوم سے۔
② یعنی ان قوموں کی نافرمانی اور اس پر عذاب آنے کے حالات قرآن میں بتائے گئے۔
③ یعنی نبی کو حق بات بولنے ہی نہیں دی۔ دوسرا احتمال: یا نبی کی بات سے خود ایسے تعجب میں پڑ گئے کہ اپنی انگلیاں اپنے منہ میں ڈال دیں اور خود بالکل چپ ہو گئے۔

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ
ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّىؕ قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَاؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ
تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ۝۱۰ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖؕ وَمَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ
بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۝۱۱ وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ
وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَاؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَاۤ اٰذَيْتُمُوْنَاؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ۝۱۲ ع ۱۴

(جواب میں) ان کے رسولوں نے (ان سے) کہا: کیا (تم کو) اللہ تعالیٰ (کے وجود اور توحید) کے بارے میں شک ہے؟ جو (اللہ) آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہیں، وہ (اللہ) تم کو (اپنی عبادت کی طرف) بلاتے ہیں؛ تا کہ (ایمان کی برکت سے) تمھارے خاطر تمھارے (کچھ) گناہ معاف کردیویں اور تم کو (تمھاری زندگی کی) ایک مقررہ مدت تک ڈھیل دیویں① قوم نے (رسول کی دعوت کے جواب میں) کہا: تم تو حقیقت میں ہمارے جیسے ہی انسان ہو، ہمارے باپ دادا جس چیز (یعنی بتوں) کی عبادت کرتے تھے تم ہم کو اس سے روکنا چاہتے ہو؟ سو (تمھاری دعوت سچی ہے تو کوئی) صاف معجزہ لاکر تم ہم کو دکھادو② ﴿۱۰﴾ ان کے رسولوں نے ان سے کہا: حقیقت میں ہم تمھارے جیسے ہی انسان ہیں؛ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر بھی چاہتے ہیں (نبوت کا خصوصی) احسان کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی بھی معجزہ لاکر تم کو دکھانا ہمارے اختیار میں نہیں ہے، اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ﴿۱۱﴾ اور ہمارے لیے کیا رکاوٹ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ کریں جب کہ اسی (اللہ) نے ہم کو ہمارے (کامیابی کے) راستے (یعنی اسلام) کی ہدایت دے دی ہے اور (دین کے خاطر) جو تکلیف تم ہم کو دیتے ہو ہم اس پر ضرور صبر کریں گے، اور جو لوگ بھروسہ رکھنا چاہیں ان کو تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ﴿۱۲﴾

① یعنی دنیا کی زندگی مزے سے گزرے۔

② یعنی ایسا معجزہ جس کو دیکھ کر ایمان لانے پر مجبور ہو ہی جائے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ
فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۳ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ
ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝۱۴ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝۱۵
مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝۱۶ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ
الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝۱۷

اور کافروں نے اپنے رسولوں سے یہ (بھی) کہا کہ: ہم تم کو اپنے ملک سے ضرور نکال دیں گے یا تو ہمارے دین میں لوٹ کر آ جانا پڑے گا① سو ان (رسولوں) کے رب نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہم ضرور ظالموں کو ہلاک کر دیں گے ﴿۱۳﴾ اور ضرور ان (ظالموں کی ہلاکت) کے بعد ہم تم کو (اس) زمین میں آباد کر دیں گے② یہ وعدہ ہے اس کے لیے کہ جو آدمی بھی میرے سامنے (قیامت میں حساب دینے کے لیے) کھڑے رہنے کا خوف رکھتا ہو اور میرے عذاب کے وعدے سے ڈرتا ہو③ ﴿۱۴﴾ اور ان (نبیوں یا کافروں) نے خود فیصلہ مانگا اور ہر سرکش، ضدی ہلاک ہو گیا④ ﴿۱۵﴾ اس (دنیوی ہلاکت) کے بعد جہنم (کا عذاب آنے والا) ہے اور (جہنم میں) اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا ﴿۱۶﴾ (پیاس کی تکلیف سے) وہ اس کو گھونٹ گھونٹ پیئے گا اور ایسا لگتا ہے کہ (سخت گرم ہونے کی وجہ سے) وہ آسانی سے گلے کے نیچے اتار نہیں سکے گا اور ہر طرف سے اس کو موت آتی ہوئی معلوم ہو گی⑤ اور وہ مرے گا نہیں (بلکہ تکلیف سے سسکتا رہے گا) اور اس کے آگے (ہمیشہ دوسرے) بھی سخت عذاب ہے ﴿۱۷﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) یا (اگر یہاں ہمارے ملک میں رہنا ہو) تو ہمارے دین میں لوٹ کر کے پھر آ جاؤ۔
② (دوسرا ترجمہ) آباد رکھیں گے۔
③ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے (مسلمانوں) کو دنیا میں بھی آباد کیا جاوے گا اور آخرت میں عذاب سے نجات ہو گی۔
④ ہر سرکش نبی کا دشمن ہلاک ہو گیا۔
⑤ موت کے اسباب مراد ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ اِشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا
يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى
اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ
تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ

جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ان کی حالت ایسی ہوگی کہ ان کے اعمال اس راکھ جیسے ہوں گے جس کو آندھی کے دن میں ہوا تیزی سے اڑا کر لے جاوے، جو (نیک) عمل (دنیا میں) انھوں نے کیے ان میں سے (قیامت کے دن) کچھ بھی ان کے ہاتھ میں نہیں آئے گا① اسی گمراہی میں دور جا کر پڑنا ہے② ﴿۱۸﴾ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو جیسا بنانا چاہیے ویسا ہی بنایا③؟ اگر وہ (اللہ تعالیٰ) چاہیں تو تم سب کو ختم کردیویں اور (دوسری) نئی مخلوق کو پیدا کر کے لے آویں④ ﴿۱۹﴾ اور یہ (نئی مخلوق کو بنانا) اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے⑤ ﴿۲۰﴾ اور یہ سب لوگ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کے سامنے (حساب کے لیے) کھڑے ہوں گے تو (عذاب کا فیصلہ ہونے پر) جو لوگ (دنیا میں) کمزور تھے، وہ (دنیا میں) خود کو بڑا بتانے والوں سے کہیں گے⑥ کہ: (دنیا میں) ہم تمھارے پیچھے چلتے تھے⑦ تو (آج ہم پر) اللہ تعالیٰ کا جو عذاب آیا ہے کیا اس میں سے تھوڑا عذاب تم ہم سے ہٹاؤ گے؟

---

① انسان کو نیک اعمال کی سب سے زیادہ ضرورت قیامت کے میدان میں ہوگی، وہاں ایمان کے ساتھ جو اعمال دنیا میں کیے تھے اسی پر اجر و ثواب ملے گا۔ بہت سارے کافر دنیا میں اچھے اخلاق سے پیش آتے ہیں، صدقہ اور خیرات بھی کرتے ہیں؛ لیکن ایمان نہ ہونے کی وجہ سے یہ تمام اعمال قیامت کے دن ہوا میں اڑ کر بے کار ہو جائیں گے جیسے آندھی چلتی ہے تو راکھ کے چھوٹے بڑے ذرات بھی اڑ جاتے ہیں، اسی طرح کافروں کے چھوٹے بڑے ہر قسم کے اعمال قیامت کے دن کچھ کام نہیں آئیں گے۔ ② یہی گھٹیا درجے کی گمراہی ہے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) (یعنی فائدوں اور مصلحتوں پر مشتمل) ایک صحیح مقصد کے لیے بنایا (یعنی یہ سب انسان کی خدمت کریں اور انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے) (تیسرا ترجمہ) بالکل ٹھیک ٹھیک بنایا۔ ④ جب اللہ کے لیے نئی مخلوق پیدا کرنا آسان تو تم کو آخرت میں دوبارہ پیدا کرنا کیسے مشکل ہوگا۔

قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ
مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ ع
فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ
فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ

وہ کہیں گے ①: اگر اللہ تعالیٰ (دنیا میں) ہم کو ہدایت دیتے تو ہم ضرور تم کو ہدایت پر لاتے ② (اس وقت تو) ہم چیخیں چلائیں یا ہم عذاب پر صبر کریں ③ یہ دونوں ہمارے لیے برابر ہے، ہمارے لیے عذاب سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہیں ہے ④ ﴿۲۱﴾

اور جب (قیامت کے دن) سب باتوں کا فیصلہ ہو جائے گا تب شیطان بولے گا: حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے تم سے سچا وعدہ کیا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا، سو میں نے وعدہ میں تم سے جھوٹ بولا تھا ⑤ اور میری (دنیا میں) تم پر کوئی حکومت (یعنی زبردستی) نہیں چلتی تھی، بس اتنی بات تھی کہ میں نے تم کو (اللہ کی نافرمانی کی) دعوت دی تھی، سو تم نے میری بات مان لی تھی ⑥ سو تم مجھے (عذاب کے فیصلہ پر) کسی قسم کی ملامت نہ کرو ⑦؛ بلکہ تم خود اپنے اوپر ملامت کرو ⑧ میں تمھاری (عذاب کی مصیبت کی) فریاد پر آج مدد نہیں کر سکتا اور تم میری مدد نہیں کر سکتے،

⑤ یعنی پرانی مخلوق تم کو قیامت کے دن دوسری مرتبہ بنانا بھی ذرا مشکل نہیں۔ ⑥ (دوسرا ترجمہ) بڑائی مارنے والوں سے کہیں گے (یعنی خود بن بیٹھے لیڈروں سے)۔ ⑦ یعنی تمھارے کہنے کے مطابق کام کرتے تھے۔

(اس صفحے کا حاشیہ:)

① یعنی بڑے لیڈر جواب میں عذاب سے بچانے کے بجائے عذاب کی وجہ بتاتے ہوئے یہ بات کہیں گے، اس کو بات کا رخ پھیرنا کہا جاتا ہے اور اصل مسائل سے دوسری طرف بات لے جانے میں یہ لیڈر بڑے ماہر ہوتے ہیں۔

② لیکن ہم خود گمراہ تھے تو تم کو کیسے ہدایت پر لاتے۔ (دوسرا ترجمہ) جواب میں بڑے لیڈر لوگ کہیں گے کہ: اگر اللہ تعالیٰ عذاب سے چھوٹنے کا کوئی راستہ ہم کو بتلائیں گے تو ہم تم کو بھی راستہ بتلائیں گے۔

③ یعنی عذاب پر شور مچائیں یا شور نہ کریں۔ ④ (دوسرا ترجمہ) بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اس سے خلاف کیا۔ ⑥ (دوسرا ترجمہ) تم نے میری دعوت قبول کر لی تھی۔

⑦ (دوسرا) میرے پر کوئی الزام نہ لگاؤ۔ ⑧ (دوسرا) تم خود اپنی ذات پر الزام لگاؤ (کہ تم نے اپنی مرضی سے کفر اپنایا تھا)۔

اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۲﴾ وَ اُدْخِلَ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ
رَبِّهِمْ ؕ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً كَشَجَرَةٍ
طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ
وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

تم نے اس (آخرت) سے پہلے (دنیا میں) مجھے (اللہ تعالیٰ کا) شریک مان لیا تھا① (آج قیامت کے میدان میں سب کے سامنے) میں اس کا انکار کرتا ہوں② یقینی بات ہے جن لوگوں نے (مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک مان کر) ظلم کیا تھا ان کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿۲۲﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے (آخرت میں) وہ ایسے باغات میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، ان کے رب کے حکم سے وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، وہ اس میں ایک دوسرے کی ملاقات (یعنی استقبال) سلام سے کریں گے③ ﴿۲۳﴾ (اے نبی!) کیا تم نے دیکھا نہیں اللہ تعالیٰ نے کلمۂ طیبہ کی کیسی مثال بیان کی ہے؟ کہ وہ (کلمۂ طیبہ) ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے، جس کی جڑ (زمین میں خوب مضبوط) جمی ہوئی ہے اور اس کی شاخ آسمان (کے نیچے کی کھلی فضا) میں (اونچی اٹھی ہوئی) ہے ﴿۲۴﴾ وہ (پاکیزہ درخت) اپنے رب کے حکم سے ہر وقت (موسم میں) اپنا پھل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ (اس طرح کی) مثالیں لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں؛ تاکہ وہ لوگ (ان مثالوں کو سوچ کر) نصیحت حاصل کریں ﴿۲۵﴾

---

①: [۱] بہت سے لوگ خود شیطان کی بندگی کرتے ہیں۔ [۲] شیطانی باتوں کو خدا کے احکام کی طرح مانتے تھے۔ [۳] لوگوں نے دنیا میں شیطان کو خدا کا مرتبہ دیا؛ اس لیے اس کی شرارتیں بڑھیں۔

② یعنی تمھارے مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک ماننے کو غلط مانتا ہوں۔

③ یعنی دنیا کا سلام سلامتی کی دعا ہے اور جنت میں سلامتی مل گئی اس کی مبارک بادی کا سلام ہے اور یہ سلامتی ہمیشہ رہے گی اس کی خوش خبری دینا ہے۔

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾
يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ
الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿٢٧﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا ع
وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ
اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿٣٠﴾

اور گندے (یعنی کفر کے) کلمے کی مثال ناپاک درخت کی طرح ہے، جس کو (زمین میں ذرا بھی) جماؤ نہ ہونے کی وجہ سے زمین کے اوپر اوپر سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے ﴿۲۶﴾ جو ایمان والے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مضبوط بات (یعنی کلمۂ توحید) پر دنیوی زندگی میں اور آخرت میں ثابت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (اپنی حکمت سے) جو چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں ﴿۲۷﴾

(اے نبی!) کیا تم نے ان (مکہ والوں) کو نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا؟① اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا② ﴿۲۸﴾ یعنی جہنم میں جس میں وہ (کافر) لوگ جلیں گے③ اور وہ (جہنم) بہت بُرا ٹھکانہ ہے④ ﴿۲۹﴾ اور ان (کافروں) نے اللہ تعالیٰ کے لیے شریک بنائے؛ تاکہ وہ (دوسروں کو بھی) اس (اللہ تعالیٰ) کی راہ سے گمراہ کردیں (اے نبی!) تم (ان سے) کہو: (تھوڑے دن دنیا میں) تم مزے اڑالو، آخر میں تم کو دوزخ ہی کی طرف جانا ہے ﴿۳۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی نعمت (توحید) کو کفر سے بدل ڈالا۔

② (دوسرا ترجمہ) پہنچایا۔

③ (دوسرا ترجمہ) کافر لوگ داخل ہوں گے۔

④ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی مخالفت پر دنیوی سزا جو ملی کہ ان کا مرکز کعبہ، مکہ اور اس کی تولیت اور سرداری ان کے ہاتھ سے چلی گئی، وہ مشاہدہ میں تھی؛ اس لیے وہ بیان نہیں ہوئی، آخرت کی سزا بیان کردی گئی۔

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً
مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ
لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا
ع نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾

(اے نبی!) تم میرے (خاص) ایمان والے بندوں سے کہو کہ: وہ نماز کو (برابر) قائم کریں اور جو روزی ہم نے ان کو دی اس میں سے چھپا کر اور ظاہر کر کے (نیکی کے کاموں میں) خرچ کریں، اس (قیامت یا موت کے) دن کے آنے سے پہلے کہ جس (دن) میں خریدنا، بیچنا نہ ہوگا اور کسی کو (کسی کی دنیوی نسبت کی) دوستی (بھی) کام نہیں آئے گی ﴿۳۱﴾ اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ جنھوں نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور آسمان سے پانی اتارا، پھر اس (پانی) کے ذریعہ تمھاری روزی کے لیے پھل اگائے ① اور تمھارے (نفع کے) لیے کشتیوں کو تابع کر دیا؛ تا کہ وہ اس (اللہ تعالیٰ) کے حکم سے سمندر میں چلیں اور نہروں کو بھی تمھارے (فائدے کے) لیے خدمت میں لگا دیا② ﴿۳۲﴾ اور سورج اور چاند کو (بھی) تمھارے کام میں لگا دیا کہ وہ دونوں (ایک نظام کے مطابق) لگاتار چلتے ہی رہتے ہیں③ اور تمھارے لیے (تو) رات اور دن کو (بھی) کام میں لگا دیا ﴿۳۳﴾ اور جو چیزیں تم نے اس (اللہ تعالیٰ) سے مانگیں (اس میں جو تمھارے لیے مناسب تھیں) وہ سب چیزیں اس نے تم کو دے دیں اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کی گنتی کرنا چاہو تو تم اس کو احاطے (یعنی شمار) میں نہیں لا سکتے④ بیشک انسان تو بڑا ہی ظلم کرنے والا، ناشکرا ہے ﴿۳۴﴾

---

① یعنی پھلوں کی قسموں سے تمھارے لیے رزق پیدا کیا۔ ② ''سَخَّرَ'' کا ایک مطلب ہے کہ استعمال کو آسان کر دینا۔
③ یعنی انسان کے فائدے کے لیے چلتے رہنا ان کی عادت بنا دی گئی ہے۔
④ تم نعمت کی گنتی پوری نہیں کر سکو گے (اور تھک کر بیٹھ جاؤ گے)۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ
الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ
عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٦﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ
عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ
اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿٣٧﴾

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے رب! آپ اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دیجیے اور مجھ کو اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچا کر رکھیے ﴿۳۵﴾ اے میرے رب! یقیناً ان بتوں نے تو بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے، سو جو آدمی میرے (توحید کے) راستے پر چلے یقیناً وہ میرا ہے① اور جس آدمی نے میرا کہنا نہیں مانا② تو یقیناً آپ ہی تو بہت بڑے معاف کرنے والے اور بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں③ ﴿۳۶﴾ اے ہمارے رب! میں نے اپنی بعض (یعنی ایک) اولاد کو آپ کے محترم گھر (کعبہ) کے پاس ایک ایسی وادی (یعنی میدان) میں۔ جہاں کسی قسم کی کوئی کھیتی نہیں ہے۔ لا کر بسایا ہے④ (یہ بسانے کا کام اس لیے کیا) اے ہمارے رب! تا کہ یہ نماز قائم کریں، لہذا بعض لوگوں کے دلوں میں⑤ ان کی طرف کشش پیدا کر دیجیے⑥ اور ان کو پھلوں کا رزق عطا فرمایئے⑦ تا کہ وہ لوگ شکر کرنے والے بن جائیں ﴿۳۷﴾

---

① یعنی ابراہیم علیہ السلام کی توحید والی جماعت میں شامل ہے۔
② اس کا معاملہ آپ پر چھوڑتا ہوں کہ ہدایت دے کر آپ اس کو معاف کر دیں اس لیے کہ۔
③ اس دعا میں ایمان والوں کے لیے سفارش بھی ہے۔
④ (دوسرا) آباد کیا ہے۔ آیت میں ذی زرع سے مراد: اس وقت کا زمانہ ہے جس وقت ابراہیمؑ اپنی ذریت کو لے کر وہاں تشریف لائے، اس وقت اس مقام پر یہی حال تھا، آج وہاں باغات، درخت سب چیزیں موجود ہیں جو کہ آیت کے منافی نہیں۔ ⑤ بعض لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دیجیے کہ دوسرے لوگ بھی وہاں آکر رہیں، مکہ اس وقت چھوٹا میدان تھا۔ اور اَفْـِٕدَةً نکرہ ہے جو تقلیل بتاتا ہے ⑥ اگر ابراہیم علیہ السلام دعا میں "بعض" کی قید نہ لگاتے تو ساری دنیا آکر مکہ میں آباد ہو جاتی اور مکہ کیسا وسیع ہو جاتا اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔
⑦ یہ دعا بتلاتی ہے کہ اولاد کے لیے معاشی ضروریات و راحت کا انتظام حسب طاقت باپ کے ذمے ہے۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعۡلَمُ مَا نُخۡفِيۡ وَمَا نُعۡلِنُ ؕ وَمَا يَخۡفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنۡ شَيۡءٍ فِي الۡاَرۡضِ وَلَا فِي
السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِيۡ وَهَبَ لِيۡ عَلَى الۡكِبَرِ اِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيۡ لَسَمِيۡعُ
الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجۡعَلۡنِيۡ مُقِيۡمَ الصَّلٰوةِ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِيۡ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا
ع اغۡفِرۡ لِيۡ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡحِسَابُ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا
يَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمۡ لِيَوۡمٍ تَشۡخَصُ فِيۡهِ الۡاَبۡصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهۡطِعِيۡنَ مُقۡنِعِيۡ
رُءُوۡسِهِمۡ لَا يَرۡتَدُّ اِلَيۡهِمۡ طَرۡفُهُمۡ ۚ وَاَفۡـِٕدَتُهُمۡ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾

اے ہمارے رب! جو کام ہم چھپا کر کرتے ہیں اور جو کام ہم دکھا کر کرتے ہیں① اس کو آپ پوری طرح جانتے ہیں، زمین اور آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے چھپی ہوئی نہیں ہے ﴿۳۸﴾ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق (جیسے دو بیٹے) عطا کیے، یقیناً میرے رب تو بڑے ہی دعاؤں کو سننے والے ہیں ﴿۳۹﴾ اے میرے رب! مجھ کو بھی اور میری اولاد میں سے بھی ایسے لوگ پیدا فرما دیجیے جو نماز کو قائم کرنے والے ہوں② اے ہمارے رب! اور آپ میری (یہ) دعا قبول کر لیجیے ﴿۴۰﴾ اے ہمارے رب! میری اور میرے والدین کی اور ایمان والوں کی حساب قائم ہونے (یعنی قیامت) کے دن آپ مغفرت فرما دیجیے③ ﴿۴۱﴾

تم (اے نبی!) یہ ظالم لوگ جو کچھ (نافرمانی) کر رہے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ کو ہرگز بے خبر مت سمجھنا④ اس (اللہ تعالیٰ) نے تو ان کو (قیامت کے) اس دن تک مہلت دے رکھی ہے جس میں (قیامت کے بھیانک مناظر کی وجہ سے) آنکھیں کھلی رہ جائیں گی ﴿۴۲﴾ وہ (قیامت کے دن) اپنے سروں کو اوپر اٹھائے ہوئے دوڑ رہے ہوں گے، ذرا (دیر کے لیے) پلک بھی نہیں جھپکے گی⑤ اور ان کے دل (ہوش اڑ جانے کی وجہ سے) عقل و سمجھ سے بالکل خالی ہوں گے ﴿۴۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ظاہر کر کے ہم کرتے ہیں۔ ② نبی اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے اس دعا کا اہتمام کرے تو ہم کو تو بدرجۂ اولیٰ اہتمام کرنا چاہیے۔ ③ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا ایمان کی توفیق کی دعا ہے جو مغفرت کا ذریعہ بن جائے۔
④ غفلت کا مطلب ہے کاموں کی حقیقت سے واقف نہ ہوسکنا، دھیان نہ رہنا؛ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے بارے میں تو ہو نہیں سکتی؛ اس لیے مراد یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ ظالموں کو سزا نہیں دیویں ایسا نہیں ہوگا، سزا ضرور دیں گے۔

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ
قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ
مِّنْ زَوَالٍ ۙ﴿۴۴﴾ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ
فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ
وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾

اور (اے نبی!) آپ لوگوں کو اس دن سے ڈرائیے جس میں لوگوں پر عذاب آپڑے گا(1) تب ظالم لوگ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم کو تھوڑی سی مدت کے لیے اور مہلت دیجیے (اب تو) ہم آپ کی دعوت قبول کرلیں گے اور رسولوں کی بات پر عمل کرلیں گے (اسی وقت ان کی درخواست کے جواب میں کہا جائے گا) ارے! تم لوگوں نے اس سے پہلے قسم کھا کھا کر یہ نہیں کہا تھا کہ تم سے کوئی دنیا نہیں چھڑا سکتا؟(2) ﴿۴۴﴾ اور جن (پہلی امتوں کے) لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا(3) تم انہی کی تو بستیوں میں آباد تھے اور یہ بات بھی تمھارے سامنے کھل کر آگئی کہ ہم نے ان ظالموں کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور ہم نے (ان کے) قصے بھی (بطورِ مثال) تو تم کو بتادیے(4) ﴿۴۵﴾ اور وہ (پہلی امت کے یا مکہ کے ظالم لوگ اپنے زمانے میں حق کے خلاف) اپنی بڑی بڑی چالیں چل چکے ہیں اور ان کی ساری چالوں کا توڑ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، اگر چہ ان کی چالیں ایسی تھیں کہ اس کی وجہ سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جاوے(5) ﴿۴۶﴾

---

(5) (دوسرا ترجمہ) ان کی آنکھیں خود ان کی طرف جھپکنے کے لیے واپس نہیں آئیں گی۔

(1) قیامت کے دن سے اور آخرت کے عذاب سے ڈراؤ۔ دنیوی عذاب اور دنیا میں عذاب سے ہلاک ہونے کے دن سے ڈراؤ۔ موت کے وقت کی سکرات سے ڈراؤ۔

(2) (دوسرا ترجمہ) تمھاری شان وشوکت پر کوئی زوال نہیں آسکتا (تیسرا ترجمہ) تم کو دنیا چھوڑ کر کہیں جانا ہی نہیں ہے (یعنی قیامت کا انکار کرتے رہے)۔(3) یعنی کفر اپنایا تھا۔(4) کہ تم نافرمانی کروگے تو تم پر ان جیسا عذاب آوے گا۔

(5) بعض مفسرین نے ''اِنْ'' کو نافیہ مانا ہے، تب مطلب ہوگا کہ: ان مکہ کے ظالموں کی سازش کی وجہ سے جبلِ استقامت یعنی محمد ﷺ اپنی دعوت کو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ
الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ
يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾
لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ
وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع ۱۱

سو (اے سامع!) اللہ تعالیٰ کے بارے میں کبھی بھی یہ خیال (اپنے دل میں) مت لانا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں سے جو (نافرمانوں پر عذاب کا) وعدہ کیا ہے وہ (اللہ تعالیٰ) اس کے خلاف کریں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی تو بڑے زبردست، بدلہ لینے والے ہیں ﴿۴۷﴾ جس (قیامت کے) دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی (بدل دیے جائیں گے) اور سب لوگ اکیلے قہار (یعنی زبردست) اللہ تعالیٰ کے سامنے نکل کھڑے ہوں گے① ﴿۴۸﴾ اور اس دن تو مجرموں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھے گا ﴿۴۹﴾ ان (مجرموں) کے کُرتے گھندک کے ہوں گے اور ان (مجرموں) کے چہروں کے اوپر آگ چھائی ہوگی② (یہ سزا اس لیے ہوگی کہ اس سزا کے ذریعہ) ﴿۵۰﴾ تا کہ اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اس کے کیے ہوئے اعمال کا بدلہ (یعنی سزا) دیویں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلدی حساب چکانے والے ہیں ﴿۵۱﴾ یہ (قرآن) تمام لوگوں کے لیے (اللہ تعالیٰ کا) ایک پیغام ہے③ اور تا کہ اس (قرآن کے پیغام) کے ذریعہ لوگوں کو چونکا دیا جاوے اور لوگ اس بات پر یقین کر لیویں کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک ہی معبود (حقیقی) ہے اور تا کہ عقل والے لوگ نصیحت حاصل کریں④ ﴿۵۲﴾

① اللہ تعالیٰ کے روبہ رو پیش ہوں گے۔
② (دوسرا ترجمہ) لپٹی ہوئی ہوگی۔
③ (دوسرا ترجمہ) اس (قرآن) کے ذریعہ تمام لوگوں کو (احکام) پہنچا دینا ہے۔
④ اور آخرت سے غفلت کو دور کریں۔

سورة الحجر

(المكية)

سورۂ حجر

یہ سورت مکی ہے، اس میں ننانوے (۹۹) آیتیں ہیں، سورۂ یوسف کے بعد اور سورۂ انعام سے پہلے چون (۵۴) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں حجر کے رہنے والوں کا عبرت ناک انجام ذکر کیا گیا ہے۔

حجر: جس مکان کا احاطہ پتھروں سے بنایا جائے اور ایسا مکان دوسروں کے لیے ممنوع ہوتا ہے۔ یہ مدینۂ منورہ اور ملکِ شام کے درمیان ایک علاقہ ہے، وہاں کے لوگوں نے پہاڑوں کو تراش تراش کر مکان بنائے تھے اور یہاں کے باشندے قومِ ثمود نے یہ علاقہ اپنے لیے خاص اور دوسروں کے لیے ممنوع قرار دیا تھا۔ سن ہجری نو (۹) میں غزوۂ تبوک کے موقع پر اس علاقے سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سواری تیز فرمادی، سر کو ڈھانپ لیا۔ یہ امت کے لیے بہت بڑی نصیحت ہے، آج امت ایسے مُعذّب مقامات کو تفریح گاہ بنائے ہوئے ہیں، مزید تفصیل کے لیے بندہ کا سفر نامہ ''دیکھی ہوئی دنیا'' ملاحظہ فرمائیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

الٓرٰ ۟ تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡكِتٰبِ وَقُرۡاٰنٍ مُّبِیۡنٍ ①

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡ كَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ ② ذَرۡهُمۡ یَاۡكُلُوۡا وَیَتَمَتَّعُوۡا وَیُلۡهِهِمُ
الۡاَمَلُ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ③ وَمَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡیَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ ④ مَا
تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ⑤ وَقَالُوۡا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡ نُزِّلَ عَلَیۡهِ الذِّكۡرُ
اِنَّكَ لَمَجۡنُوۡنٌ ⑥ؕ لَوۡ مَا تَاۡتِیۡنَا بِالۡمَلٰٓئِكَةِ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ⑦

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الر، یہ (اللہ تعالیٰ کی) کتاب اور روشن قرآن کی آیتیں ہیں ﴿۱﴾ بہت سارے اوقات[①] ایسے آویں گے کہ یہ کافر لوگ تمنا کریں گے کہ ہم مسلمان ہوتے تو کتنا اچھا ہوتا؟ ﴿۲﴾ (اے نبی! ابھی تو) ان کو (ان کی حالت پر) چھوڑ دو (دنیا میں) خوب کھالیویں اور مزے اڑالیویں اور خیالی امیدیں ان کو غفلت میں ڈالے رکھیں[②]؛ کیوں کہ عنقریب ان کو حقیقت معلوم ہو جائے گی ﴿۳﴾ (ہر زمانے میں ایسا ہوا کہ تباہ ہونے والی) کسی بھی بستی کو ہم نے ایک لکھے ہوئے مقررہ وقت پر ہی ہلاک کیا ﴿۴﴾ کوئی بھی امت اپنے متعین وقت سے پہلے ہلاک نہیں ہوئی اور نہ تو (متعین وقت سے) آگے جاسکتی ہے[③] ﴿۵﴾ اور وہ (دین کے مخالفین نبی سے یہ) کہنے لگے: اے وہ شخص جس پر قرآن اتارا گیا! یقینی بات ہے کہ تم دیوانے ہو ﴿۶﴾ اگر تم حقیقت میں (رسالت کے دعوے میں) سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتے؟ ﴿۷﴾

① یعنی دنیا میں اور خاص کر آخرت میں۔

② مطلب: آخرت اور موت سے بے فکری اور دنیا کے لمبے لمبے منصوبے ان کو غفلت میں ڈالے ہوئے ہیں۔

③ (دوسرا ترجمہ) پیچھے رہ سکتی ہے۔

مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ۝۸ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ
لَحٰفِظُوْنَ۝۹ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ۝۱۰ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ
اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۝۱۱ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ۝۱۲ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ
وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ۝۱۳ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ
ع ۱۵ يَعْرُجُوْنَ۝۱۴ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ۝۱۵ وَلَقَدْ جَعَلْنَا
فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ۝۱۶

ہم فرشتوں کو حق کے لیے ہی اتارتے ہیں ① اور (ان فرشتوں کے عذاب کا فیصلہ لیکر آنے کے بعد) اس وقت مہلت بھی نہیں دی جاتی ﴿۸﴾ حقیقت یہ ہے کہ ہم ہی نے ذکر (یعنی قرآن) اتارا اور ہم ہی اس (قرآن) کی پوری حفاظت کریں گے ﴿۹﴾ اور تحقیقی بات یہ ہے کہ ہم نے تم سے پہلے پہلی قوموں کے مختلف گروہوں میں رسولوں کو بھیجا ﴿۱۰﴾ اور کوئی بھی رسول ان کے پاس آئے تو وہ ان کا مذاق ہی کرتے تھے ﴿۱۱﴾ اسی طرح جو لوگ جرم کرتے رہتے ہیں ہم ان کے دلوں میں یہ (مذاق اڑانا) ڈال دیتے ہیں ② ﴿۱۲﴾ کہ اس (قرآن) پر یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اور پچھلے لوگوں کا یہی طریقہ چلا آرہا ہے ③ ﴿۱۳﴾ اور اگر ہم ان (مجرمین) پر آسمان کا کوئی دروازہ بھی کھول دیں تو سارا دن (یعنی دن کے وقت) اس دروازے سے (آسمان پر) چڑھتے رہیں ﴿۱۴﴾ تب بھی وہ تو یہی کہیں گے: ہم پر نظر بندی کر دی گئی؛ بلکہ ہم لوگوں پر جادو کر دیا گیا ہے ﴿۱۵﴾

اور پکی بات ہے کہ ہم نے (تمھارے لیے) آسمان (کے نیچے کی کھلی ہوئی فضا) میں بہت سارے برج (یعنی بڑے بڑے ستارے) بنائے اور ہم نے اس (آسمان) کو (ستاروں سے) دیکھنے والوں کے لیے رونق والا بنا دیا ﴿۱۶﴾

---

① آیت میں لفظ ''حق'' ہے، اس کی ایک مراد ''عذاب کا فیصلہ'' دوسری مراد ''قرآن'' اور تیسری مراد ''رسالت'' ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) بٹھا دیتے ہیں، داخل کر دیتے ہیں۔

③ یعنی نبیوں کو وہ جھٹلاتے رہے ہیں۔

وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهٗ شِهَابٌ
مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْأَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَأَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا
عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَأَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ
السَّمَآءِ مَآءً فَأَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ أَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾

اور ہر مردود شیطان سے ہم نے اس (آسمان) کو محفوظ کر دیا ﴿۱۷﴾ مگر جو (شیطان) چوری سے (چھپ کر فرشتوں کی بات) سننے کی کوشش کرے ① تو (آگ کا) چمکتا ہوا انگارہ (یعنی شعلہ) اس (شیطان) کا پیچھا کرتا ہے ﴿۱۸﴾ اور ہم نے تو زمین (پیدا کر کے) پھیلا دی اور ہم نے اس (زمین) میں بھاری بوجھ (یعنی پہاڑ) رکھ دیے ② اور ہم نے اس (زمین) سے ہر قسم کی (ضرورت کی) چیزیں ایک توازن سے ③ اگائیں ﴿۱۹﴾ اور ہم نے تمھارے لیے اس (زمین) میں روزی کے سامان پیدا کر دیے اور ان (مخلوق) کے لیے بھی (روزی کا سامان پیدا کر دیا) ④ جن کو تم روزی نہیں دیتے ہو ⑤ ﴿۲۰﴾ اور ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں اور ہر ایک چیز ہم ایک معین مقدار سے اتارتے رہتے ہیں ﴿۲۱﴾ اور بادلوں کو پانی سے بھر دینے والی ہوائیں ہم ہی تو چلاتے ہیں ⑥ سو ہم آسمان سے پانی اتارتے ہیں، پس ہم تم کو وہ (پانی) پلاتے ہیں اور تمھارے بس میں نہیں ہے کہ تم اس (پانی) کا ذخیرہ کر کے رکھو ﴿۲۲﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) سن لیوے۔ ② یعنی اس زمین کو ہلنے سے روک کر جمانے کے لیے۔

③ (دوسرا ترجمہ) ایک اندازے سے (تیسرا ترجمہ) ایک متعین مقدار سے۔

④ (دوسرا ترجمہ) اور ہم نے زمین میں وہ مخلوقات بھی پیدا کی ہیں جن کو تم رزق نہیں دیتے ہو۔

⑤ یعنی بہت سارے جانور ایسے ہیں کہ انسان ان سے فائدہ تو اٹھاتا ہے؛ لیکن ان کو رزق نہیں دیتا، جیسے شکار کیے ہوئے جانور، اسی طرح اس کائنات میں دو طرح کی مخلوقات ہیں: ایک وہ مخلوق ہے جن کی روزی کا انسان ظاہراً ذریعہ بنتا ہے، دوسری بہت ساری ایسی مخلوقات ہیں جن کی روزی میں انسان کو کوئی دخل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ بلا واسطہ ان کو روزی دیتے ہیں۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) ہم ہی تو ہواؤں کو بھیجتے رہتے ہیں جو بادل کو پانی سے بھر دیتی ہیں۔

وَاِنَّا لَنَحۡنُ نُحۡیٖ وَنُمِیۡتُ وَنَحۡنُ الۡوٰرِثُوۡنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدۡ عَلِمۡنَا الۡمُسۡتَقۡدِمِیۡنَ مِنۡکُمۡ وَلَقَدۡ
ع عَلِمۡنَا الۡمُسۡتَاۡخِرِیۡنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّکَ ہُوَ یَحۡشُرُہُمۡ ؕ اِنَّہٗ حَکِیۡمٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدۡ
خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۶﴾ وَالۡجَآنَّ خَلَقۡنٰہُ مِنۡ قَبۡلُ مِنۡ نَّارِ
السَّمُوۡمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۸﴾

اور یقیناً ہم ہی تو زندگی عطا کرتے ہیں اور ہم ہی تو موت دیتے ہیں اور (سب کے مرنے کے بعد) ہم ہی تو باقی رہنے والے ہیں ﴿۲۳﴾ اور ہم اچھی طرح جانتے ہیں تم میں سے آگے نکل جانے والوں کو① اور پیچھے رہنے والوں② سے بھی تو ہم پوری طرح واقف ہیں ﴿۲۴﴾ اور یہ بات یقینی ہے کہ تمھارے رب ہی ان سب کو (محشر میں) جمع کرکے لائیں گے، یقینی بات یہ ہے کہ اس (اللہ تعالیٰ) کی حکمت بھی بڑی ہے اور علم بھی بڑا ہے ﴿۲۵﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے انسان کو مٹی کے سڑے ہوئے (بدبودار) گارے سے پیدا کیا جو (گارا سوکھنے کے بعد) کھن کھن بجتا ہو ﴿۲۶﴾ اور ہم نے جنات③ کو (انسان کی پیدائش سے) پہلے لُو کی آگ سے پیدا کیا④ ﴿۲۷﴾ اور (وہ وقت بھی تو ذرا یاد کرو) جب تمھارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ: یقیناً میں مٹی کے سڑے ہوئے (بدبودار) گارے سے جو (سوکھنے کے بعد) کھن کھن بجتا ہو ایک انسان کو پیدا کروں گا ﴿۲۸﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) آگے بڑھ جانے والوں کو۔ ''الۡمُسۡتَقۡدِمِیۡنَ'' سے مراد: [۱] جو اب تک پیدا ہوئے۔ [۲] امتِ محمدیہ سے پہلے کی امت۔ [۳] جو مر کے دنیا سے آگے چلے گئے۔ [۴] اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے۔
[۵] اسلام لانے میں آگے بڑھنے والے۔ [۶] ہر نیک کام میں آگے بڑھنے والے۔
[۷] جہاد اور نماز کی صف میں آگے رہنے والے۔
اور ''الۡمُسۡتَاۡخِرِیۡنَ'' سے مراد: [۱] جو اب تک پیدا نہیں ہوئے۔ [۲] خود امتِ محمدیہ۔
[۳] جو زندہ ہے اور دنیا سے مر کے جانے والوں سے پیچھے رہ گئے۔
[۴] اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے۔ [۵] اسلام لانے میں پیچھے رہنے والے۔
[۶] نیک کام میں پیچھے رہنے والے۔ [۷] جہاد اور نماز کی صف میں پیچھے رہنے والے۔
③ یعنی اول جن ابوالجن کو۔ ④ یعنی ایک آگ سے جو گرم ہوا (جیسی) تھی۔

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝۲۹ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ
اَجْمَعُوْنَ ۝۳۰ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝۳۱ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا
تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝۳۲ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ
مَّسْنُوْنٍ ۝۳۳ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝۳۴ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ
الدِّيْنِ ۝۳۵ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝۳۶ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝۳۷ اِلٰى
يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝۳۸

سو جب میں اس (انسان) کو پوری طرح بنا لوں اور اپنی جان اس میں پھونک دوں① تو تم سب (فرشتے) اس (انسان) کے آگے سجدے میں گر جانا ﴿۲۹﴾ سو ابلیس کے سوا سب فرشتوں نے مل کر (آدم علیہ السلام کے سامنے) سجدہ کیا ﴿۳۰﴾ اس (ابلیس) نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کر دیا ﴿۳۱﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابلیس! تجھ کو کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہیں ہوا؟② ﴿۳۲﴾ اس (ابلیس) نے جواب میں کہا کہ: میں ایسا (گرا ہوا) نہیں ہوں کہ ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے ایسے مٹی کے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا جو (سوکھنے کے بعد) کھن کھن بجتا ہو ﴿۳۳﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سو تو یہاں سے③ نکل جا؛ کیوں کہ یقینی بات ہے کہ تو مردود ہو گیا ﴿۳۴﴾ اور یقینی بات ہے کہ بدلے کے دن (یعنی قیامت) تک تجھ پر لعنت رہے گی④ ﴿۳۵﴾ وہ (ابلیس) درخواست کرنے لگا: اے میرے رب! پھر جب لوگ مرنے کے بعد (آخرت میں) دوبارہ زندہ کیے جاویں گے اس دن تک مجھے زندہ رہنے کی مہلت دے دے ﴿۳۶﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (جا) پھر تجھے (زندہ رہنے کی) مہلت دے دی گئی ﴿۳۷﴾ اس دن تک جس کا وقت (ہم کو) معلوم ہے⑤ ﴿۳۸﴾

① (دوسرا ترجمہ) اپنی طرف سے اس میں روح پھونک دوں۔ ② اگر فرشتوں کے ساتھ مل کر تو سجدہ کر لیتا تو تیرے لیے کتنا اچھا ہو جاتا!۔ ③ ''یہاں'' سے مراد: (۱) جنت (۲) آسمان (۳) جس عالی مقام پر وہ پہنچا ہوا تھا۔
④ پھر جہنم کے عذاب میں ڈال دیا جائے گا۔ ⑤ یعنی پہلا صور پھونکے جانے تک۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا
عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ
لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ
ع اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ
جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾

اس (ابلیس) نے کہا کہ: اے میرے رب! جیسے تو نے (اپنی رحمت سے محروم کر کے) مجھ کو گمراہ کر دیا، میں بھی زمین (یعنی دنیا) میں (گناہوں کو) انسان کی نظر میں دل کش (یعنی مرغوب) بنا کر دکھاؤں گا اور ان سب کو گمراہ کر کے رہوں گا ﴿۳۹﴾ مگر ہاں! جو آپ کے بندے ان (انسانوں) میں سے چنے ہوئے ہیں① ﴿۴۰﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ (اخلاص اور بندگی کا) وہ سیدھا راستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے ﴿۴۱﴾ واقعی جو میرے (خاص) بندے ہیں② ان پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا؛ مگر ہاں! جو لوگ خود تیری بات مان کر گمراہوں میں شامل ہو جائیں (اس پر تیرا زور چلے گا) ﴿۴۲﴾ اور یقینی بات یہ ہے کہ جہنم ان سب کا طے شدہ ٹھکانہ ہے ﴿۴۳﴾ اس (جہنم) کے سات دروازے ہیں③ ہر ہر دروازے (سے داخل ہونے) کے لیے (شیطان کی بات ماننے والوں میں سے) ایک ایک جماعت تقسیم کر دی گئی ہے④ ﴿۴۴﴾

یقیناً تقویٰ والے لوگ (قیامت کے دن حساب کے بعد) باغات میں اور چشموں میں (آباد) ہوں گے ﴿۴۵﴾ (ان کو کہا جائے گا کہ) تم ان (جنت کے باغوں) میں سلامتی اور (دل کے) اطمینان کے ساتھ داخل ہو جاؤ ﴿۴۶﴾

---

① یعنی ان کو آپ نے میرے مکر سے سلامت رکھا ہے۔

② یعنی جو اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے کا پختہ عزم رکھتے ہیں۔

③: (۱) جہنم (۲) سعیر (۳) لظیٰ (۴) حطمہ (۵) سقر (۶) جحیم (۷) ہاویہ، یہ سات درجے مراد ہیں، یا وہ سات دروازے مراد ہیں جن میں مجرم لوگ گناہوں کے اعتبار سے داخل کیے جائیں گے۔

④ (دوسرا ترجمہ) الگ الگ حصے بنا دیے گئے ہیں۔

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ۝۴۷ لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ
وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ۝۴۸ نَبِّئْ عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۝۴۹ وَاَنَّ عَذَابِیْ
هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ۝۵۰ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ۝۵۱ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ
قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ۝۵۲ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ۝۵۳ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ
عَلٰۤی اَنْ مَّسَّنِیَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ۝۵۴ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ۝۵۵

اور ان کے (آپس میں ایک دوسرے کے) دلوں میں جو (دنیا میں) ناراضگی تھی① وہ ہم نکال کر دور کر دیں گے اور وہ سب بھائی بھائی بن کر (جنت میں) آمنے سامنے اونچے تختوں پر بیٹھیں گے ﴿۴۷﴾ اس (جنت) میں ان کو ذرا بھی تکلیف نہیں پہنچے گی② اور وہ اس (جنت) سے نہیں نکالے جائیں گے ﴿۴۸﴾ (اے نبی!) میرے بندوں کو بتلا دو کہ میں بہت معاف کرنے والا ہوں، بہت زیادہ رحم کرنے والا ہوں ﴿۴۹﴾ اور (اے نبی! میرے بندوں کو) یہ بھی (بتلا دو) کہ میرا عذاب (یعنی سزا) ہی دردناک عذاب ہے ﴿۵۰﴾ اور (اے نبی!) تم ان کو ابراہیم (علیہ السلام) کے مہمانوں کا حال (قصہ) بتلا دو③ ﴿۵۱﴾ جب وہ (مہمان ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں) ان کے پاس پہنچے تو انھوں نے سلام کیا، تو ابراہیم نے کہا: ہم کو تو تم سے ڈر لگتا ہے④ ﴿۵۲﴾ تو انھوں نے (یعنی فرشتوں نے) کہا: (اے ابراہیم!) گھبراؤ نہیں، ہم تو آپ کو ایک بڑے علم والے (ہوشیار) لڑکے کی خوش خبری سناتے ہیں ﴿۵۳﴾ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: جب مجھے بڑھاپا آ چکا ایسے وقت میں مجھے خوش خبری سناتے ہو؟ پھر کس بنیاد پر تم مجھے خوش خبری دیتے ہو؟ ﴿۵۴﴾ وہ (فرشتے) کہنے لگے: ہم (صحیح) سچی خوش خبری آپ کو سناتے ہیں؛ لہٰذا ناامید ہونے والوں میں شامل مت ہو جاؤ ﴿۵۵﴾

① یعنی جو کینہ، دشمنی وغیرہ تھی۔ ② (دوسرا ترجمہ) اس (جنت) میں ان کو تھکن بھی نہیں لگے گی۔

③ جب یہ آئے تو شروع شروع میں مہمان لگے بعد میں پتہ چلا کہ یہ تو فرشتے ہیں۔ ④ فرشتے اس وقت قومِ لوط کے لیے اللہ کے عذاب کو ساتھ لے کر آئے تھے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کی شان کے مظہر بن کر لوط علیہ السلام کی قوم کی طرف جاتے جاتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوش خبری دینے کے لیے رُکے تھے، اس عذاب کا طبعی اثر یہ ہوا کہ خود ابراہیم علیہ السلام پر خوف کی کیفیت طاری ہو گئی جس کا انھوں نے زبان سے اظہار کرتے ہوئے کہا کہ: ہم کو تم سے ڈر لگتا ہے۔

قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ۝۵۶ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ۝۵۷
قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ۝۵۸ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۝۵۹ اِلَّا
ع امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ۝۶۰ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ الْمُرْسَلُوْنَ۝۶۱ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ
مُّنْكَرُوْنَ۝۶۲ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ۝۶۳ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ۝۶۴

ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ: گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے اور کون ناامید ہوسکتا ہے؟ ﴿۵۶﴾ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: اے (اللہ تعالیٰ کے) بھیجے ہوئے فرشتو! اب تمھاری کیا مہم ہے؟ ﴿۵۷﴾ انھوں نے (یعنی فرشتوں نے) جواب دیا کہ: ہم کو ایک مجرم قوم کی طرف (عذاب نازل کرنے کے لیے) بھیجا گیا ہے ﴿۵۸﴾ مگر یقینی بات ہے کہ لوط (علیہ السلام) کے سب گھر والوں کو ہم بچالیں گے ﴿۵۹﴾ مگر ان (لوط علیہ السلام) کی بیوی کے لیے ہم نے ① یہ طے کیا ہے کہ وہ (عذاب کا نشانہ بننے کے لیے) پیچھے رہنے والوں میں شامل رہے گی ﴿۶۰﴾ سو جب (اللہ تعالیٰ کے) بھیجے ہوئے فرشتے لوط (علیہ السلام) کے گھر پہنچے ﴿۶۱﴾ لوط (علیہ السلام) نے کہا: یقینی بات ہے کہ تم لوگ اجنبی لگ رہے ہو ② ﴿۶۲﴾ تو ان (آنے والے) فرشتوں نے کہا: (ہم اجنبی مہمان نہیں ہیں) بلکہ جس (عذاب) کے بارے میں وہ (آپ کی قوم کے) لوگ شک میں پڑے ہیں وہ (عذاب) ہم (فرشتے) آپ کے پاس لے کر آئے ہیں ③ ﴿۶۳﴾ اور ہم آپ کے پاس (عذاب کا) اٹل فیصلہ لے کر آئے ہیں ④ اور (آپ) یقین رکھیے کہ ہم (عذاب کی خبر دینے میں) تو بالکل سچے ہیں ﴿۶۴﴾

---

① فرشتے اس وقت پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی تقدیر کو نافذ کرنے کے لیے آئے تھے، اس لیے نیابۃً تقدیر کی نسبت انھوں نے اپنی طرف کی کہ ہم نے طے کرلیا ہے۔

② یہ آنے والے مقامی لوگ بھی نہیں تھے؛ چوں کہ دین کی دعوت کی نسبت سے مقامی لوگوں سے نبی کا تعارف ہوتا ہی ہے اور دور سے کہیں سفر کرکے آئے ہوا ایسا بھی لگتا نہیں تھا؛ چوں کہ سفر کا کوئی نشان اور اثر ان کے بدن، کپڑے اور چہرے پر نہیں تھا، یہ انوکھی بات تھی؛ اس لیے حضرت لوط علیہ السلام کو اجنبی لگے۔

③ (دوسرا ترجمہ) ان فرشتوں نے کہا: بلکہ ہم آپ کے پاس وہ عذاب لیکر کے آئے ہیں جس عذاب کے بارے میں آپ کی قوم کے لوگ شک میں پڑے ہیں۔ ④ (دوسرا ترجمہ) اور ہم آپ کے پاس (عذاب کا) یقینی فیصلہ لیکر آئے ہیں۔

فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا
حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ﴿٦٥﴾ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هَٰؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ﴿٦٦﴾
وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٦٧﴾ قَالَ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا
اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ ﴿٦٩﴾ قَالُوا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي إِن كُنتُمْ
فَاعِلِينَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٢﴾

پس رات کے کسی حصے میں آپ اپنے اہل (یعنی ایمان والوں) کو لے کر (آبادی سے) نکل جایئے اور آپ خود ان کے پیچھے چلیے، تم میں سے کوئی بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اور جہاں (جانے) کا حکم دیا جارہا ہے وہاں چلے جانا ہے(١)﴿٦٥﴾ اور (وحی کے ذریعہ) ہم نے لوط (علیہ السلام) تک یہ بات پہنچادی کہ صبح ہوتے ہی اس قوم کی جڑ کاٹ دی جائے گی(٢)﴿٦٦﴾ اور (خوب صورت اجنبی مہمان کی خبر پاتے ہی) شہر والے خوش ہوتے ہوئے (لوط علیہ السلام کے گھر) پہنچ گئے(٣)﴿٦٧﴾ (لوط علیہ السلام نے) کہا: یہ تو میرے مہمان ہیں؛ لہٰذا (ان کے سامنے) مجھے رسوا مت کرو﴿٦٨﴾ اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے ذلیل مت کرو﴿٦٩﴾ وہ (قوم کے) لوگ کہنے لگے: اور دنیا بھر کے لوگوں (کو مہمان رکھنے) سے کیا ہم نے تم کو منع نہیں کر دیا تھا؟﴿٧٠﴾ لوط (علیہ السلام) نے کہا: اگر تم کو اپنی خواہش پوری کرنی ہو تو یہ میری (روحانی) بیٹیاں(٤) ہیں(٥)﴿٧١﴾ (اے نبی!) تمھاری عمر کی قسم(٦) یہ لوگ اپنی بدمستی (کے نشے) میں(٧) اندھے بنے ہوئے ہیں(٨)﴿٧٢﴾

---

(١) ملکِ شام یا کوئی اور جگہ۔ (٢) یعنی مکمل تباہ کر دیا جائے گا۔ (٣) بستی والوں کو جب پتہ لگ گیا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر خوب صورت نوجوان آئے ہیں جو حقیقت میں فرشتے تھے تو وہ خوشیاں مناتے ہوئے آ گئے اور بھیڑ لگادی تب ملائکہ نے اپنا صحیح تعارف کروایا کہ ہم اللہ کے فرشتے ہیں اور یہ لوگ ہم کو ہاتھ نہیں لگا سکیں گے، آپ بالکل اطمینان سے رہیے۔ (٤) یعنی تمھاری بیویاں جو تمھارے پاس تمھارے نکاح میں پہلے ہی سے موجود ہیں۔ (٥) (دوسرا ترجمہ) یہ میری بیٹیاں موجود ہیں (ان سے نکاح کرو اور ضرورت پوری کرو)۔ (٦) (دوسرا ترجمہ) تمھاری جان کی قسم! حضور ﷺ کی عمر مبارک کی قسم کھانا یہ بڑی فضیلت کی بات ہے، پورے قرآن میں اس طرح کسی اور نبی کے متعلق نظر نہیں آتا۔

(٧) (دوسرا ترجمہ) گمراہی کے نشے میں۔ (٨) (دوسرا ترجمہ) مدہوش بنے ہوئے ہیں۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ مُشۡرِقِيۡنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلۡنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ حِجَارَةً
مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلۡمُتَوَسِّمِيۡنَ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيۡلٍ مُّقِيۡمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِىۡ
ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۷۷﴾ وَاِنۡ كَانَ اَصۡحٰبُ الۡاَيۡكَةِ لَظٰلِمِيۡنَ ﴿۷۸﴾ فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ ۘ
ع وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۷۹﴾ وَلَقَدۡ كَذَّبَ اَصۡحٰبُ الۡحِجۡرِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيۡنٰهُمۡ اٰيٰتِنَا
فَكَانُوۡا عَنۡهَا مُعۡرِضِيۡنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوۡا يَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ بُيُوۡتًا اٰمِنِيۡنَ ﴿۸۲﴾

چناں چہ سورج نکلتے ہی ایک ہولناک آواز (یعنی چنگھاڑ) نے ان کو پکڑ لیا① ﴿۷۳﴾ پھر ہم نے اس (بستی کی) زمین کو تہہ وبالا کر کے رکھ دیا② اور ہم نے ان کے اوپر پکی ہوئی مٹی کے پتھر برسائے ﴿۷۴﴾ یقیناً اس میں سمجھداروں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں③ ﴿۷۵﴾ اور یقیناً یہ (لوط علیہ السلام کی قوم کی عذاب دی ہوئی بستیاں) سیدھے راستے پر ہیں④ ﴿۷۶﴾ یقیناً اس میں ایمان والوں کے لیے بڑی نشانی (یعنی عبرت) ہے ﴿۷۷﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ''اَیکَہْ'' والے بھی بڑے ظالم تھے⑤ ﴿۷۸﴾ سو ہم نے ان سے بھی انتقام لیا⑥ اور یہ دونوں (لوط علیہ السلام اور ایکہ والوں کی بستیاں) کھلے عام راستے پر ہیں⑦ ﴿۷۹﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ حجر والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا⑧ ﴿۸۰﴾ اور ہم نے ان (حجر والوں) کو اپنی نشانیاں دیں، پھر بھی وہ اس سے منہ ہی پھراتے رہے⑨ ﴿۸۱﴾ اور وہ پہاڑوں میں (بغیر کسی خوف وخطرے کے) مکان تراشتے تھے کہ اس میں اطمینان سے رہیں⑩ ﴿۸۲﴾

---

① پہلے صبح کا وقت بیان ہوا، دونوں کو ملانے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ صبح صادق سے عذاب شروع ہوا، اشراق کے وقت تک میں خاتمہ ہوگیا۔ ② (دوسرا ترجمہ) ان کی بستیوں (کی زمین) کے اوپر والے حصے کو الٹ کر نیچے کر دیا۔
③ وہ انسان ہے جو بعض ظاہری قرائن سے کسی پوشیدہ چیز کا اندازہ لگا لیوے۔ عبرت کی نگاہ سے دیکھنے والے کو بھی کہتے ہیں۔ ④ (دوسرا ترجمہ) جن پر (لوگوں کا) آنا جانا رہتا ہے ایسے راستے پر ہیں۔ ⑤ اَیکَہْ: یعنی جہاں بہت زیادہ درخت ہوا یسے گھنے جنگل کی آبادی جس کو اردو میں ''بَن'' کہتے ہیں۔ ⑥ (دوسرا ترجمہ) ہم نے ان (ایکہ والوں) سے بھی (نافرمانی کا) بدلہ لیا۔ ⑦ اور ملک شام جاتے ہوئے راستے سے نظر آتی ہیں۔ ⑧ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم حجاز اور ملکِ شام کے درمیان ایک وادی میں آباد تھی اس کو قومِ ثمود کہتے ہیں۔ ⑨ یعنی مانتے نہیں تھے انکار کرتے تھے۔ ⑩ دوسرا ترجمہ: وہ پہاڑوں میں مکان تراشتے تھے (تاکہ اس میں) اطمینان سے رہیں۔ یعنی ان میں کوئی آفت نہ پہونچے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَا خَلَقْنَا
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ
الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ
الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ
وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

پس صبح صبح میں ایک چنگھاڑ (یعنی سخت آواز) نے ان (حجر والوں) کو (عذاب میں) پکڑ لیا ﴿۸۳﴾ سو جو اعمال (یعنی دنیوی ہنر) وہ کیا کرتے تھے کوئی (اس میں سے) ان کے کام نہیں آئے① ﴿۸۴﴾ اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے اس کو بغیر حکمت کے نہیں بنایا② اور یقینی بات ہے کہ قیامت تو ضرور آنے والی ہے، سو (کافروں کے کاموں پر) اچھے انداز سے درگزر کرو③ ﴿۸۵﴾ یقیناً تمھارے رب وہی سب کو پیدا کرنے والے، سب سے زیادہ جاننے والے ہیں ﴿۸۶﴾ اور (اے نبی!) پکی بات یہ ہے کہ ہم نے تم کو سات آیتیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور (ان سات آیات کو) عظمت والا قرآن (بھی کہا جا سکتا ہو) دے رکھا ہے④ ﴿۸۷﴾ ان (کافروں) کی الگ الگ جماعت کے لوگوں کو⑤ مزے اڑانے کے لیے جو چیزیں ہم نے دے رکھی ہیں ان کی طرف (حاصل ہو جائے اس امید سے)⑥ اپنی نظر اٹھا کر بھی تم نہ دیکھو اور ان (کافروں) پر غم بھی مت کرو⑦ اور ایمان والوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرو ﴿۸۸﴾

① یعنی پہاڑوں میں تراشے ہوئے مکان، جمع کیا ہوا مال، جسمانی طاقت، اللہ کے عذاب کے سامنے کچھ کام نہیں آئے۔
② (دوسرا ترجمہ) حق مقصد کے بغیر نہیں بنایا [تیسرا ترجمہ] بغیر مصلحت کے پیدا نہیں کیا۔
③ (دوسرا ترجمہ) (کافر لوگ کیسا بھی سلوک کرے) ابھی (ان کو) اچھے انداز سے جانے دو (یعنی ان کی بد اخلاقی کا ابھی بدلہ مت لو) یہ مسلمانوں کو اعلیٰ اخلاق اپنانے کی تعلیم دی جا رہی ہے۔④ چھوٹی سی سورت کو درجے اور معانی کی جامعیت کے اعتبار سے پورا قرآن کہا گیا ہے۔⑤ (دوسرا ترجمہ) کافروں کے مختلف لوگوں کو۔⑥ افسوس سے یا غم سے۔
⑦: [۱] دولت مسلمانوں کو حاصل ہوتی تو وہ نیکی میں خرچ کرتے [۲] افسوس اس بات کا کہ دنیوی نعمت کی کثرت کی وجہ سے یہ لوگ ایمان نہ لائے [۳] کافر اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں؛ اس لیے ان سے اللہ تعالیٰ کے واسطے ناراضگی میں یہ خیال نہ آوے کہ ایسی نعمت ان کے پاس نہ ہوتی تو اچھا ہوتا۔

وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿٨٩﴾ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿٩٠﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا
الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَاصْدَعْ بِمَا
تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٩٤﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿٩٥﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ
اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿٩٧﴾
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾

اور تم (یوں) کہہ دو کہ: میں تو کھلم کھلا (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) ڈرانے والا ہوں ﴿۸۹﴾ جیسا (آپ پر سورۂ فاتحہ اور قرآنِ عظیم اتارا ایسے ہی) تقسیم کرنے والوں (یعنی یہود و نصاریٰ) پر بھی ہم نے (پہلی کتابیں) اتاری تھی① ﴿۹۰﴾ جنھوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا② ﴿۹۱﴾ سو تمھارے رب کی قسم ہم خود ان سب (اگلے پچھلے لوگوں) سے ان کے اعمال کے بارے میں (قیامت کے روز) ضرور سوال کریں گے ﴿۹۲﴾ ﴿۹۳﴾ جن باتوں (کو پہنچانے) کا حکم تم کو دیا جا رہا ہے وہ (لوگوں کو) علی الاعلان (صاف صاف) سنا دو اور مشرکوں کی پرواہ مت کرو ﴿۹۴﴾ جو لوگ (آپ کا) مذاق کرتے ہیں ان سے نمٹنے کے لیے ہم تمھاری طرف سے کافی ہیں ﴿۹۵﴾ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود بنا رکھا ہے سو ان کو (اپنا انجام) عنقریب معلوم ہو جائے گا ﴿۹۶﴾ اور ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ان (کافروں) کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے ﴿۹۷﴾ سو تم اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہو اور تم سجدہ کرنے والوں میں (یعنی نماز پڑھنے والوں میں) شامل رہو ﴿۹۸﴾ اور یقینی چیز (یعنی موت) تمھارے پاس آنے تک اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہو ﴿۹۹﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) (یہ عذاب پچھلی قوموں کی طرح) تقسیم کرنے والوں پر بھی ہم اتاریں گے (تیسرا ترجمہ) (پچھلی قوموں پر جس طرح ہم نے عذاب اتارا تھا) ہم تقسیم کرنے والوں پر بھی عذاب اتاریں گے (چوتھا ترجمہ) جیسا ہم نے (عذاب الگ الگ اوقات میں) ان لوگوں پر اتارا جنھوں نے (اللہ تعالیٰ کے احکام کے الگ الگ) حصے کر رکھے تھے (یعنی یہود و نصاریٰ مراد ہیں جنھوں نے اپنی مرضی کے موافق احکام کو مانا اور جو احکام مرضی کے خلاف ہوا اس کو ماننے سے انکار کر دیا) ② یعنی بعض حصوں کو مانا بعض حصوں کو نہ مانا۔

سورة النحل

(المكية)

سورۂ نحل

یہ سورت مکی ہے۔اس میں ایک سواٹھائیس (۱۲۸) آیتیں ہیں،سورۂ انبیاء کے بعد یا سورۂ کہف کے بعد اور سورۂ سجدہ سے پہلے بہتر (۷۲) یا ستر (۷۰) نمبر پر نازل ہوئی۔

نحل: یعنی شہد کی مکھی میں اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب قدرت ہے۔

اس سورت کا ایک نام ''سورۂ نِعَم'' بھی ہے؛اس میں اللہ تعالیٰ کی بہت ساری نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

اَتٰۤى اَمۡرُ اللّٰهِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ ؕ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ① يُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوۡحِ
مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوۡنِ ② خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ③ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ فَاِذَا
هُوَ خَصِيۡمٌ مُّبِيۡنٌ ④ وَالۡاَنۡعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَـكُمۡ فِيۡهَا دِفۡءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ⑤

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ① آ ہی پہنچا ہے، سو تم اس کے لیے جلدی مت مچاؤ ② جو شرک یہ لوگ کرتے ہیں اس سے وہ (اللہ تعالیٰ کی ذات) پاک ہیں اور بہت بالا و برتر (یعنی دور) ہیں ﴿۱﴾ وہ (اللہ تعالیٰ) اپنے حکم سے اپنے بندوں (یعنی انبیاء) میں سے جس پر چاہتے ہیں فرشتوں کو وحی دے کر اتارتے ہیں ③ کہ تم لوگوں کو بتلا دو ④ کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے؛ لھذا تم مجھ ہی سے ڈرتے رہو ﴿۲﴾ اس (اللہ تعالیٰ) نے آسمانوں اور زمین کو پوری حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے ⑤ جو شرک یہ لوگ کرتے ہیں اس سے وہ (اللہ کی ذات) بالا و برتر (یعنی دور) ہیں ﴿۳﴾ اس (اللہ تعالیٰ) نے انسان کو (منی کے) نطفے سے پیدا کیا تو وہ (انسان) دیکھتے ہی دیکھتے (اللہ کی ذات و صفات کے بارے میں) کھلم کھلا جھگڑے کرنے لگا ﴿۴﴾ اور اس (اللہ تعالیٰ) نے جانور پیدا کیے، تمھارے لیے ان (جانوروں) میں گرمی حاصل کرنے کی ⑥ چیزیں ہیں اور (دوسرے بھی) بہت سارے فائدے ہیں اور ان (جانوروں) میں سے بعضوں کو تم کھاتے ہو ﴿۵﴾

---

① یعنی نبی کی جماعت غالب رہے گی اور کافروں پر عذاب آئے گا۔ ② (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے حکم کو جلدی مت مانگو۔
③ یہ وحی اتارنے کا سلسلہ آخری نبی حضرت محمد ﷺ تک برابر جاری رہا۔ ④ (دوسرا ترجمہ) لوگوں کو خبردار کر دو۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو ٹھیک ٹھیک بنایا (تیسرا ترجمہ) برحق مقصد کے لیے بنایا۔
⑥ یعنی جانور کے بال اور کھال سے سردی میں حفاظت ہو ایسے کپڑے تیار کیے جاتے ہیں۔

وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۝٦ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ
تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنفُسِ ۚ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝٧ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ
وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝٨ وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ
ع وَمِنْهَا جَائِرٌ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝٩ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَّكُم
مِّنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۝١٠

اور تمھارے لیے ان (جانوروں) میں عزت ہے ① جب تم شام کو چَرا کر کے واپس لاتے ہو اور صبح جب تم چَرانے کے لیے لے جاتے ہو ② ﴿۶﴾ اور جن شہروں تک تم خود بھی مشقت کے (جان جوکھم میں ڈالے) بغیر پہنچ نہیں سکتے ان (شہروں) تک تمھارے (بھاری) سامان کو یہ (جانور) اٹھا کر لے جاتے ہیں، یقینی بات یہ ہے کہ تمھارے رب بہت ہی شفقت کرنے والے، بہت ہی مہربان ہیں ﴿۷﴾ اور اس (اللہ تعالیٰ) نے گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی پیدا کیے؛ تاکہ تم ان کے اوپر سواری کرو اور (تمھارے لیے ان جانوروں میں) زینت (رونق) ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) بہت سی ایسی چیزیں بھی پیدا کرتے ہیں جن کو (ابھی تک) تم جانتے بھی نہیں ہو ③ ﴿۸﴾ اور (سیدھا) راستہ دکھانے کی ذمے داری اللہ تعالیٰ نے لے لی ہے ④ اور کچھ راستے ٹیڑھے بھی ہیں (جو اللہ تعالیٰ تک پہنچتے نہیں ہیں) اور اگر وہ (اللہ تعالیٰ) چاہتے تو تم سب کو سیدھے راستے (ایمان) پر پہنچا دیتے ﴿۹﴾

اسی (اللہ تعالیٰ) نے آسمان سے پانی اتارا، اس میں سے کچھ (پانی) تمھارے پینے کے کام آتا ہے ⑤ اور اسی (پانی) سے وہ درخت اگتے ہیں جن سے تم (جانوروں کو) چَراتے ہو ﴿۱۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) رونق ہے (تیسرا ترجمہ) خوش نما منظر ہے (چوتھا) خوب صورتی ہے۔ ② شام ہو یا صبح ہو جب جانور نکلتے ہیں تو اس سے مالکوں کی ایک خاص شان ظاہر ہوتی ہے، خاص طور پر جب یہ شام کو چَراگاہ سے واپس آتے ہیں تو اس وقت ان کے پیٹ بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور جانور اس وقت فربہ اور تازہ نظر آتے ہیں؛ اس لیے اس وقت رونق اور خوب صورتی کا ایک خاص منظر سامنے ہوتا ہے، شاید اسی کی طرف اشارہ کرنے کے لیے شام کے جمال کو مقدم کیا گیا ہے۔
③ مستقبل میں ایجاد ہونے والی تمام قسم کی سواریوں کی طرف اشارہ نکلتا ہے۔ ④ (دوسرا ترجمہ) (واضح دلائل سے ثابت) سیدھا راستہ اللہ تعالیٰ پر پہنچتا ہے۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) اس سے پینے کی چیزیں حاصل ہوتی ہے۔

يُنۢبِتُ لَكُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَالزَّيۡتُوۡنَ وَالنَّخِيۡلَ وَالۡاَعۡنَابَ وَمِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِىۡ
ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ
وَالنُّجُوۡمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۲﴾ وَمَا ذَرَاَ لَكُمۡ فِى
الۡاَرۡضِ مُخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّذَّكَّرُوۡنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ
لِتَاۡكُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِيًّا وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡيَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا ۚ وَتَرَى الۡفُلۡكَ مَوَاخِرَ
فِيۡهِ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۴﴾

اسی (پانی) سے وہ (اللہ تعالیٰ) تمھارے لیے کھیتیاں اور زیتون اور کھجور کے درخت اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتے ہیں، یقینی بات یہ ہے کہ غور وفکر کرنے والوں کے لیے اس میں بڑی نشانی ہے ﴿۱۱﴾ اور تمھاری خدمت کے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند کو لگا رکھا ہے اور ستارے بھی اسی (اللہ تعالیٰ) کے حکم سے (تمھاری خدمت کے) کام میں لگے ہوئے ہیں، یقینی بات یہ ہے کہ جو لوگ (صحیح) عقل سے کام لیویں ان کے لیے اس میں بڑی نشانیاں ہیں ﴿۱۲﴾ اور وہ رنگ بہ رنگ کی چیزیں بھی① جو تمھارے لیے زمین میں پھیلا رکھی ہیں② یقینی بات یہ ہے کہ سوچنے والی قوم کے لیے اس میں بڑی نشانی ہے③ ﴿۱۳﴾ اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے سمندر کو کام میں لگا دیا؛ تا کہ تم اس (سمندر) میں سے تازہ گوشت (یعنی مچھلی) کھاؤ اور تم اس (سمندر) میں سے زیورات (موتی) نکالو جن کو تم پہنتے ہو اور تم کشتیوں کو دیکھتے ہو جو اس (سمندر) میں (پانی کو) پھاڑتی ہوئی (چیرتی ہوئی) چلی جاتی ہیں اور (سمندر کو) اس لیے بھی (تمھارے کام میں لگا دیا) کہ تم اس (اللہ تعالیٰ) کا فضل (یعنی حلال روزی) حاصل کرو اور تا کہ تم شکر ادا کرو④ ﴿۱۴﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) الگ الگ رنگ کی چیزیں۔
②یعنی وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے کام میں لگی ہوئی ہیں۔
③(دوسرا ترجمہ) یقینی بات یہ ہے کہ جو لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں ان کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔
④(دوسرا ترجمہ) احسان مانو۔

وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝۱۵
وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ۝۱۶ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۝۱۷
وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝۱۸ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ
وَمَا تُعْلِنُوْنَ۝۱۹ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ۝۲۰ؕ
اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ۝۲۱ ع

اوراس (اللہ تعالیٰ) نے زمین میں بھاری (پہاڑ کے) بوجھ رکھ دیے؛ تاکہ تم کو لیکر وہ (زمین) ہلنے (یعنی ڈگمگانے) نہ لگے اور اسی (اللہ تعالیٰ) نے ندیاں بنائیں اور راستے بنائے؛ تاکہ تم (اس پر چل کر) جہاں جانا ہے وہاں پہنچ سکو ﴿۱۵﴾ اور (زمین پر راستوں کو پہچاننے کے لیے بہت ساری) علامتیں بنائیں اور ستاروں سے بھی وہ (لوگ) راستے معلوم کرتے ہیں ﴿۱۶﴾ اب بتاؤ کہ جو (اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ) پیدا کرے وہ ان (بتوں) کے برابر ہوسکتا ہے جو (کبھی کچھ) پیدا نہیں کرسکتے؟ کیا پھر بھی (اتنی بات) تم نہیں سوچتے (سمجھتے)؟ ﴿۱۷﴾ اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو گننے لگو تو تم اس کو شمار نہیں کرسکتے، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، بہت رحم کرنے والے ہیں ① ﴿۱۸﴾ اور جو تم چھپ کر کرتے ہو اور جو تم ظاہر کر کے کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں ﴿۱۹﴾ اور وہ (کافر) لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن (دیوتاؤں) کو پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ (بت) تو خود ہی مخلوق ہیں ﴿۲۰﴾ وہ تو سب بے جان ہیں، ان میں زندگی نہیں ہے، ان کو تو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ ان (مُردوں) کو کب زندہ کر کے (قیامت کے دن) اٹھایا جائے گا ﴿۲۱﴾

① بہت ساری چیزیں گننے کا رواج ہے، جب کہ بعض چیزوں کو اپنے ذرات اور افراد کی کثرت کی وجہ سے گننا دشوار؛ بلکہ ناممکن ہوتا ہے ایسی چیزوں میں مقدار کی تعیین کے لیے احاطہ کی پیائش کو استعمال کرنا ہوتا ہے، جیسے ریت وغیرہ کی فروخت ''براس'' کے پیمانے سے ہوتی ہے، یہ بھی ایک ''احاطہ'' والا پیمانہ ہے، جس میں ۱۰۰ کیوبک فٹ ہوتی ہے، جس میں طول، عرض، عمق کسی طرح بھی ۱۰۰ کیوبک (گز) فٹ ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بندوں پر اس قدر ہیں کہ شمار تو ممکن ہی نہیں، احاطہ کی پیائش میں بھی لانا ناممکن ہے، شاید اسی بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ''تَعُدُّوْا'' کے مقابلے میں ''لَاتُحْصُوْهَا'' کا لفظ آیا اور اس کا ترجمہ بعض حضرات نے ''احاطہ نہ کرسکو'' کیا ہے (دیکھیے لغات القرآن)۔

اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ قُلُوۡبُهُمۡ مُّنۡكِرَةٌ وَّهُمۡ
مُّسۡتَكۡبِرُوۡنَ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا يُسِرُّوۡنَ وَمَا يُعۡلِنُوۡنَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ
الۡمُسۡتَكۡبِرِيۡنَ﴿۲۳﴾ وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ مَّاذَاۤ اَنۡزَلَ رَبُّكُمۡ ۙ قَالُوۡۤا اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ﴿۲۴﴾
لِيَحۡمِلُوۡۤا اَوۡزَارَهُمۡ كَامِلَةً يَّوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ۙ وَمِنۡ اَوۡزَارِ الَّذِيۡنَ يُضِلُّوۡنَهُمۡ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ؕ
اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوۡنَ﴿۲۵﴾ قَدۡ مَكَرَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَاَتَى اللّٰهُ بُنۡيَانَهُمۡ مِّنَ الۡقَوَاعِدِ ع
فَخَرَّ عَلَيۡهِمُ السَّقۡفُ مِنۡ فَوۡقِهِمۡ وَاَتٰىهُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَشۡعُرُوۡنَ﴿۲۶﴾

تمھارا (سچا) معبود تو بس ایک ہی معبود (یعنی اللہ تعالیٰ) ہے، سو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہیں ان کے دل مانتے نہیں ہیں① اور وہ گھمنڈ میں پڑے ہوئے ہیں ﴿۲۲﴾ پکی بات ہے کہ جو بات وہ چھپاتے ہیں اور جو بات وہ ظاہر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) گھمنڈ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے ﴿۲۳﴾ اور جب ان (کافروں) سے پوچھا جاتا ہے کہ (قرآن کے متعلق) تمھارے رب نے کیا اتارا؟ تو جواب دیتے ہیں کہ پہلے زمانے کے لوگوں کی کہانیاں (یعنی افسانے) ﴿۲۴﴾ (اس طرح کی بات کہنے کا) انجام یہ ہوگا کہ قیامت کے دن اپنے گناہوں کا پورا بوجھ اٹھائیں گے اور جن لوگوں کو بغیر کسی علم کے گمراہ کر رہے ہیں ان کے گناہوں کے بوجھ کا کچھ حصہ بھی (اپنے اوپر اٹھانا ہوگا) سن لو! بہت ہی برا بوجھ وہ اپنے اوپر اٹھا رہے ہیں ﴿۲۵﴾

پکی بات یہ ہے کہ ان سے پہلے لوگوں نے مکر کے منصوبے کیے تھے، پھر (ایسا ہوا کہ مکر کے منصوبوں کی جو عمارتیں انھوں نے تعمیر کی تھیں) اللہ تعالیٰ نے ان کی جڑوں کو بنیاد سے اکھاڑ پھینکا② پھر (ان کی عمارت کی) چھت (بھی) ان کے اوپر سے ان پر گری، اور ان (مکر کرنے والوں) پر عذاب ایسی جگہ سے آیا کہ ان کو پتہ تک نہیں چلا③ ﴿۲۶﴾

① (دوسرا ترجمہ) کہ دل میں (توحید کو) ماننے کی قابلیت ہی نہیں ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے عذاب کا حکم ان کی عمارتوں پر بنیادوں سے آپہنچا۔ (آیت میں دین حق کے خلاف کفار کے منصوبوں کو مکمل طور پر ملیا میٹ کردینے کو ایک مثال سے سمجھایا گیا ہے)۔ ③ (دوسرا ترجمہ) خیال تک نہیں ہوا۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ
عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ
مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ
اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾

پھر قیامت کے دن وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو رسوا کریں گے اور (کافروں سے) سوال کریں گے: کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے بارے میں تم (نبیوں اور مسلمانوں سے) جھگڑا کیا کرتے تھے؟① علم والے (جن کے پاس صحیح بات کی خبر تھی) کہیں گے کہ ②: یقینی بات ہے کہ (ہر قسم کی) رسوائی اور عذاب آج کافروں پر ہے ﴿۲۷﴾ جن کی روحیں فرشتے اس حال میں نکالتے ہیں کہ (کفر کی وجہ سے) وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں، اس وقت وہ (کافر) بڑی فرماں برداری کی بات بولیں گے کہ: ہم (دنیوی زندگی میں) کوئی برا کام نہیں کرتے تھے (تب ان کو جواب میں کہا جائے گا) کیوں نہیں؟ واقعتاً (تم برے کام کرتے تھے) اللہ تعالیٰ کو وہ سب معلوم ہے جو تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے ﴿۲۸﴾ سو تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، اس میں ہمیشہ رہو، تکبر کرنے والوں کا (یہی) بُرا ٹھکانا ہے ﴿۲۹﴾ اور (دوسری طرف) متقی لوگوں (یعنی مسلمانوں) سے (جب قرآن کے بارے میں) پوچھا جاتا ہے کہ تمھارے رب نے کیا اتارا؟ تو وہ (جواب میں) کہتے ہیں کہ: (ہمارے رب نے) خیر ہی خیر اتاری③، جن لوگوں نے نیکی والی زندگی اپنائی ان کے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور واقعتاً تقویٰ والوں (یعنی شرک سے بچنے والوں) کا گھر بہترین ہے ﴿۳۰﴾

① (دوسرا ترجمہ) بڑی ضد کیا کرتے تھے۔

② یعنی جب کافر لوگ اللہ تعالیٰ کے اس سوال کا جواب نہیں دے سکیں گے تب۔ ③ یعنی قرآن سراپا خیر و برکت ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ
يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ
عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِيَهُمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ
وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا
بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ع
نَّحْنُ وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

ہمیشہ رہنے کے باغات میں وہ داخل ہوجائیں گے، ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، ان (تقویٰ والوں) کو اس (جنت) میں جو چاہیں گے ملے گا، اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کو اسی طرح بدلہ دیں گے ﴿۳۱﴾ فرشتے جن کی روحوں کو ایسی حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ (شرک سے) پاک صاف ہیں ①وہ (فرشتے ان کو) کہتے جاتے ہوں گے کہ: تم پر سلامتی ہو، جو عمل تم کرتے تھے اس کے بدلے میں تم جنت میں چلے جاؤ ﴿۳۲﴾ یہ (کافر لوگ ایمان لانے کے لیے) کیا اس بات کا انتظار کررہے ہیں کہ (موت کے) فرشتے ان کے پاس آجائیں یا تمھارے رب کا حکم آجائے② جو (امتیں) ان سے پہلے گذر گئیں انھوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا؛ لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کررہے تھے ﴿۳۳﴾ سو ان کے بُرے اعمال کا وبال ان پر آپڑا اور جس (عذاب) کا وہ مذاق کیا کرتے تھے اس (عذاب) نے (آکر) ان کو گھیر لیا ﴿۳۴﴾

اور مشرک لوگ یہ کہتے ہیں کہ: اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو ہم اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے، نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادے اور ہم اس (اللہ تعالیٰ) کے (حکم کے) بغیر کسی چیز کو حرام قرار نہ دیتے، اسی طرح کا (بُرا) کام ان سے پہلے (امت کے) لوگ بھی کرچکے ہیں،

---

① جو اپنی جانوں کو کفر وشرک کی گندگی سے پاک رکھتے ہوں اور معرفتِ الٰہیہ کی وجہ سے پورے انشراح اور شوق ورغبت سے اپنی جان سپرد کردیں۔ ② عذاب یا قیامت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے، کیا تب یہ کافر ایمان لائیں گے؟ اس وقت کے ایمان کا کوئی فائدہ نہیں۔

فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا
اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ
فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٦﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ
فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٧﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ
لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٨﴾ۙ
لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿٣٩﴾

سو پیغمبروں کی ذمے داری اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ صاف صاف (اللہ تعالیٰ کا) پیغام پہنچا دیویں ﴿۳۵﴾ اور پکی بات ہے کہ ہم نے ہر امت میں کوئی نہ کوئی پیغمبر اس مقصد سے ضرور بھیجا (کہ وہ لوگوں کو دعوت دیوے) کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور گمراہی کی طرف بلانے والے سے بچو① پھر ان (نبی کی امت) میں سے کچھ وہ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی اور ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جن پر گمراہی ثابت (یعنی مسلط) ہوگئی، سو تم زمین میں چلو، پھرو، پھر دیکھو کہ (نبی کو) جھٹلانے والوں کا (برا) انجام کیسا ہوا؟ ﴿۳۶﴾ (اے نبی!) اگر تم کو حرص ہے کہ یہ سب لوگ ہدایت پر آجائیں تو حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن کو (ان کے عناد کی وجہ سے) گمراہ کرتے ہیں ان کو ہدایت تک نہیں پہنچاتے اور ان (گمراہوں) کی کوئی مدد کرنے والا بھی نہیں ﴿۳۷﴾ وہ (کافر لوگ) بڑا زور لگا کر (اس بات پر) اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے ہیں کہ جو شخص مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ نہیں کریں گے، بھلا! کیوں زندہ نہیں کریں گے؟ یہ تو (دوبارہ زندہ کرنے کا) ایک وعدہ ہے② جس کو پورا کرنے کی ذمے داری ان (اللہ تعالیٰ) پر ہے؛ لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) جانتے نہیں ہیں ﴿۳۸﴾ (دوبارہ زندہ کرنا اللہ تعالیٰ پر ہے) تا کہ جن میں وہ لوگ اختلاف کیا کرتے تھے وہ (اللہ تعالیٰ) ان کے سامنے ان باتوں (کی حقیقت) کو اچھی طرح ظاہر کر دیں اور اس لیے کہ کافر لوگ جان لیویں کہ وہ جھوٹے تھے ﴿۳۹﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جھوٹے معبودوں سے بچو۔ ② (دوسرا ترجمہ) اس پر پکا وعدہ ہے۔

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَآ أَرَدْنٰهُ أَنْ نَّقُولَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٤٠﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ ع
بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ط وَلَأَجْرُ الْاٰخِرَةِ أَكْبَرُ م لَوْ كَانُوْا
يَعْلَمُوْنَ ﴿٤١﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا
رِجَالًا نُّوْحِيْٓ إِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٤٣﴾ بِالْبَيِّنٰتِ
وَالزُّبُرِ ط وَأَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ
يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٤﴾ أَفَأَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ أَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ
النصف يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٤٥﴾

ہم جب کسی چیز (کو پیدا کرنے) کا ارادہ کرتے ہیں تو ہماری طرف سے اتنی بات ہوتی ہے کہ اس (چیز) کو ہم اتنا کہتے ہیں کہ: ہوجا، تو وہ چیز ہوجاتی ہے ﴿۴۰﴾

اور جن لوگوں نے ظلم سہنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے وطن کو چھوڑا، ہم ان (مہاجرین) کو ضرور دنیا میں (بھی) اچھی طرح بسائیں گے اور آخرت کا ثواب تو سب سے بڑا ہے ہی، کاش کہ یہ (مہاجرین ہجرت کا ثواب) جان لیتے① ﴿۴۱﴾ وہ (مہاجرین) ہیں جنھوں نے (ہجرت میں آنے والی مصیبت پر) صبر کیا اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں② ﴿۴۲﴾ اور (اے نبی!) ہم نے تم سے پہلے مردوں کے سوا کسی اور کو نبی بنا کر نہیں بھیجا جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے، اگر تم کو خبر نہیں ہے تو جو علم والے ہیں③ ان سے پوچھ لو ﴿۴۳﴾ نبیوں کو روشن دلائل (معجزات) اور آسمانی کتابیں دے کر بھیجا تھا اور (اے محمد!) ہم نے تم پر بھی یہ قرآن نازل کیا ہے؛ تا کہ لوگوں کے لیے جو چیزیں نازل کی گئیں وہ آپ ان کے سامنے پوری طرح کھول کر بتلادیں؛ اور تا کہ وہ لوگ غور وفکر کریں ﴿۴۴﴾ کیا بھلا جو لوگ بُری بُری چالیں چلتے ہیں④ وہ بالکل بے خوف ہوگئے؟ اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دیویں یا اس طور سے ان پر عذاب آوے کہ ان کو احساس تک نہ ہو ﴿۴۵﴾

---

① تو وطن چھوڑنے پر ہونے والی تکلیف سہن کرنا آسان ہوجاتا۔② کہ وطن چھوڑنے کے باوجود اللہ تعالیٰ ہی ہماری ضرورت کو پورا فرمائیں گے۔③ یعنی جو سابقہ امتوں کے واقعات کا صحیح علم رکھتے ہیں۔④ (دوسرا ترجمہ) کیا جو لوگ (سچے دین کو مٹانے کی) بُری تدبیریں کرتے ہیں (تیسرا ترجمہ) (سچے دین کے خلاف) بُرے منصوبے بناتے ہیں۔

اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ
لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ
وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ
ع مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾

یا ان کے چلتے پھرتے ہی وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو پکڑ لیویں اور وہ لوگ (اللہ تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے ﴿۴۶﴾ یا ڈرانے کے بعد (اللہ تعالیٰ) ان کو اپنی پکڑ میں لے لیویں① ②سو یقیناً تمھارے رب تو بڑے شفقت کرنے والے، بڑے مہربان ہیں③ ﴿۴۷﴾ اور کیا انھوں نے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھا؟ کہ ان (چیزوں) کے سایے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے (کبھی) داہنی جانب اور (کبھی) بائیں جانب جھکتے رہتے ہیں اور وہ سب (اللہ تعالیٰ کے سامنے) عاجزی کو ظاہر کرتے ہوتے ہیں ﴿۴۸﴾ اور آسمانوں اور زمین میں جتنے جاندار ہیں وہ اور (تمام) فرشتے اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور وہ ذرا بھی تکبر نہیں کرتے ﴿۴۹﴾ وہ اپنے اس رب سے ڈرتے ہیں جو ان کے اوپر ہیں④ اور جو حکم ان کو دیا جاتا ہے اس کو پورا کرتے ہیں ﴿۵۰﴾

---

① یعنی اچانک اللہ تعالیٰ عذاب نہ بھیجے؛ بلکہ ابتدا میں چھوٹی چیزیں دکھا کر ڈراوے پھر بھی توبہ نہ کرے تو بڑے عذاب میں پکڑ لیوے، اسی طرح نافرمان قوم کو عذاب میں اس طرح پکڑ لیوے کہ دوسری نافرمان جماعت اس منظر کو دیکھ کر ڈر جاوے۔

② (دوسرا ترجمہ) یا اللہ تعالیٰ (آہستہ آہستہ) گھٹاتے ہوئے ان کو اپنی پکڑ میں لے لیویں۔ یعنی قحط، بیماری جیسی چیزوں کے ذریعے آہستہ آہستہ گھٹا گھٹا کر بالکل ختم کر دیوے۔ اسی طرح بُرے اعمال کی سزا میں مال و دولت کم ہوتا جائے، افراد کی قوت کم ہو جائے، اس سے انسان عبرت حاصل نہ کرے اور توبہ نہ کرے، پھر بالکل ختم کر دیا جاتا ہے۔

③ یہ اللہ تعالیٰ کی رأفت ہے کہ نافرمانی پر فوراً عذاب نہیں دیتے۔ رأفت، پسندیدگی کے ساتھ ہی ہوتی ہے جب کہ مہربانی ناپسندیدگی کے باوجود کسی مصلحت سے کی جاتی ہے۔

④ ہر مخلوق یہ سمجھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اوپر ہے اور خود کو ہر مخلوق نیچے سمجھتی ہے، اسی کو بالادستی سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ﴿٥١﴾ وَلَهٗ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ﴿٥٢﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ
فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔــرُوْنَ﴿٥٣﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا
فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ﴿٥٤﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ
تَعْلَمُوْنَ﴿٥٥﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔــلُنَّ عَمَّا
كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ﴿٥٦﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ﴿٥٧﴾

اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ تم دو معبود نہ بناؤ، یقینی بات یہ ہے کہ وہی (اللہ تعالیٰ) ایک معبود ہیں؛ اس لیے بس مجھ سے ہی ڈرا کرو ﴿۵۱﴾ اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اسی (اللہ تعالیٰ) کا ہے اور اسی (اللہ تعالیٰ) کی اطاعت ہمیشہ (ہر حال میں) ضروری ہے، کیا پھر بھی تم اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے ڈرتے ہو؟ ﴿۵۲﴾ اور جو نعمت بھی تمھارے پاس ہے سو وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، پھر جب تم کو تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف فریاد کرتے ہو ﴿۵۳﴾ پھر جب وہ (اللہ تعالیٰ) تم سے تکلیف کو دور کر دیتے ہیں تب اچانک تم میں کی ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگ جاتی ہے ﴿۵۴﴾ تاکہ جو نعمت ہم نے ان کو دی① وہ اس کی ناشکری کریں، سو (تھوڑے دن) تم مزے اڑالو، پھر عنقریب (مرتے ہی) تم کو پتہ چل جائے گا② ﴿۵۵﴾ اور وہ (کافر لوگ) ہمارے ان کو دیے ہوئے رزق میں ان بتوں کا حصہ لگاتے ہیں جن (کی صحیح حقیقت) کو تو یہ خود بھی جانتے نہیں ہیں، اللہ کی قسم! تم سے ضرور پوچھ ہوگی جو تم بہتان باندھا کرتے تھے؟ ﴿۵۶﴾ اور یہ (کافر لوگ) اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں مقرر کرتے ہیں، وہ (اللہ تعالیٰ) اس سے پاک ہیں اور خود اپنے لیے وہ جو دل سے پسند کرتے ہیں③ ﴿۵۷﴾

---

① خاص کر تکلیف کو دور کر دی گئی یہ ایک نعمت ہے۔
② کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کا وبال کیسا ہوتا ہے۔
③ یعنی بیٹے چاہتے ہیں۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِالۡاُنۡثٰى ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ كَظِيۡمٌ﴿٥٨﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الۡقَوۡمِ مِنۡ
سُوۡٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمۡسِكُهٗ عَلٰى هُوۡنٍ اَمۡ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ﴿٥٩﴾
لِلَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوۡءِ ۚ وَلِلّٰهِ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰى ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ
ع الۡحَكِيۡمُ﴿٦٠﴾ وَلَوۡ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلۡمِهِمۡ مَّا تَرَكَ عَلَيۡهَا مِنۡ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنۡ يُّؤَخِّرُهُمۡ
اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ لَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَةً وَّلَا يَسۡتَقۡدِمُوۡنَ﴿٦١﴾

اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی (پیدا ہونے) کی خوش خبری دی جاتی ہے تو (غم کے مارے) اس کا چہرہ کالا پڑ جاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے ﴿۵۸﴾ (بیٹی کی) جو خوش خبری اس کو دی گئی اس کو برا سمجھ کر (یعنی اپنے لیے عار سمجھ کر) لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے) کہ اس (لڑکی) کی ذلت گوارہ کر کے کیا اس کو اپنے پاس (زندہ) رہنے دیوے[1] یا اس کو مٹی میں داب (یعنی گاڑ) دیوے، دیکھو! وہ لوگ کتنے برے فیصلے کرتے ہیں؟ ﴿۵۹﴾ جو لوگ آخرت پر ایمان (یعنی یقین) نہیں لاتے ان کی تو بری حالت ہے[2] اور اللہ تعالیٰ کے لیے تو اعلیٰ درجے کی خوبیاں ہیں[3] اور وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے زبردست، بڑے حکمت کے مالک ہیں ﴿۶۰﴾

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ظلم (یعنی کفر وشرک) کی وجہ سے (فوراً) پکڑنے لگتے تو روئے زمین پر کوئی جاندار باقی نہ چھوڑتے (بلکہ سب ہلاک ہو جائیں) لیکن وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو ایک مقرر وقت تک مہلت دیتے ہیں، سو ان کا مقرر وقت جب آ جائے گا تو ایک گھڑی کے لیے بھی نہ پیچھے ہو سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے ﴿۶۱﴾

---

[1] یعنی دنیوی عار قبول کر کے لڑکی کو رہنے دیوے یا ذلیل جانور کی طرح لڑکی کو بڑا کرے۔

[2] یعنی دنیا میں کفر کی ذلتی اور آخرت میں جہنم کا عذاب۔

[3] (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے لیے تو بڑے اعلیٰ درجے کے صفات ثابت ہیں۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ
اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿٦٢﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ
الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ
الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٦٤﴾
وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٥﴾ ع

اور وہ (مشرکین) اللہ تعالیٰ کے لیے ایسی چیز ٹھہراتے ہیں جن کو وہ خود ناپسند کرتے ہیں، اور ان کی زبانیں جھوٹی بات بیان (یعنی دعوے) کرتی ہیں کہ ①(اگر آخرت ہوگی تو ہر قسم کی) بھلائی ان ہی کے لیے ہوگی، پکی بات یہ ہے کہ ان (مشرکوں) کے لیے تو آگ ہی ہوگی اور یقینی بات ہے کہ وہ (اور مشرکین) سب سے آگے (آگ میں) بھیج دیے جائیں گے ②﴿٦٢﴾ اللہ کی قسم! تم سے پہلے جتنی امتیں گذر گئیں ان کے پاس جتنے پیغمبر ہم نے بھیجے تھے تو شیطان نے ان (پچھلی امتوں کے کافروں) کے اعمال مزین کر کے ان کو دکھلائے، سو وہی (شیطان) آج (دنیا میں) اِن (کافروں) کا رفیق (بنا ہوا) ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ③﴿٦٣﴾ اور ہم نے یہ کتاب (قرآن) تم پر اس لیے اتاری کہ جن چیزوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں آپ ان باتوں کی حقیقت اچھی طرح کھول کر ان کے سامنے بیان کر دیں (نیز یہ قرآن اس لیے بھی اتارا) کہ یہ ایمان والوں کے لیے (خاص) ہدایت اور رحمت کا سامان ہے ④﴿٦٤﴾ اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے (بارش کا) پانی اتارا، اس (پانی) کے ذریعے زمین کے مُردہ (یعنی ویران) ہونے کے بعد پھر اس کو زندہ کر دیا، یقیناً اس میں (بڑی) نشانی ہے اس قوم کے لیے جو (دھیان سے) بات سنتی ہے ﴿٦٥﴾

①(دوسرا ترجمہ) ان کی زبانیں (خود کی) جھوٹی تعریف کرتی رہتی ہیں۔ ②(دوسرا ترجمہ) یقینی بات ہے کہ ان مشرکوں کو آگ میں پڑا رہنے دیا جائے گا (تیسرا ترجمہ) یقینی بات ہے کہ وہ مشرکین (آگ کی طرف) بڑھائے جا رہے ہیں۔
③(دوسرا ترجمہ) سو وہ شیطان آج (قیامت) کے دن ان کافروں کا ولی بنا ہوا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔
④یعنی سیدھا راستہ قرآن سے ملے گا۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا
خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا
وَّرِزْقًا حَسَنًا ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ
اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿٦٨﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ
فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ
لِّلنَّاسِ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٦٩﴾

اور یقینی بات یہ ہے کہ تمھارے لیے جانوروں میں سوچنے سمجھنے کا بڑا سامان ہے، اس کے پیٹ میں جو گوبر اور خون ہے اس کے بیچ میں سے ہم تم کو ایسا صاف ستھرا دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوش گوار ہوتا ہے (1) ﴿٦٦﴾ اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم نشہ (یعنی شراب) بناتے ہو (2) اور عمدہ روزی بھی (حاصل کرتے ہو)، یقینی بات یہ ہے کہ اس میں جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے لیے بڑی نشانی ہے ﴿٦٧﴾ اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں بات ڈالی کہ تو پہاڑ میں اور درخت میں اور لوگ (بیل چڑھانے کے لیے) جو چھتری (3) بناتے ہیں ان میں (اپنا) گھر بنا ﴿٦٨﴾ پھر تو ہر قسم کے پھلوں میں سے کھا (4) اور پھر جو راستے تیرے رب نے (تیرے لیے) آسان (یا صاف) بنادیے ہیں تو اس پر چل (اس طرح) ان (مکھیوں) کے پیٹوں سے وہ پینے کی چیز (شہد) نکلتی ہے جس کے رنگ (5) الگ الگ ہوتے ہیں (6) جس میں لوگوں کے لیے (بڑی) شفا ہے، یقینی بات ہے کہ جو لوگ سوچتے سمجھتے ہیں ان کے لیے اس میں بڑی نشانی ہے ﴿٦٩﴾

---

(1) (دوسرا ترجمہ) جو پینے والوں کے گلے میں آسانی سے اتر جاتا ہے۔

(2) (سورت مکی ہے اور مکی دور میں شراب حلال تھی؛ اسی لیے آیت میں شراب کا تذکرہ ہوا ہے) (دوسرا ترجمہ) سرکہ بناتے ہو (تیسرا ترجمہ) نبیذ بناتے ہو۔

(3) ٹٹیاں، مانڈوے۔ (4) جن تک آسانی سے رسائی ہو جاوے۔

(5) موسم، علاقہ اور پھل پھول کا شہد کی رنگت اور ذائقہ پر اثر ہوتا ہے۔

(6) (دوسرا ترجمہ) الگ الگ رنگ والی پینے کی چیز یعنی (شہد) نکلتا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ
عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا ع
الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ
يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ
وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ۙ

اور اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا، پھر وہ (اللہ تعالیٰ) تمھاری روح قبض کرتے ہیں اور تم میں سے بعض لوگ وہ ہیں جو عمر کے ناکارہ دور تک پہنچا دیے جاتے ہیں جس (دور) میں پہنچ کر یہ ہوتا ہے کہ بہت کچھ جاننے کے بعد بھی انسان بالکل اَن جانے ہوجاتے ہیں، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والے، بڑی قدرت والے ہیں ﴿۷۰﴾

اور اللہ تعالیٰ نے تم میں سے کچھ لوگوں کو رزق کے معاملے میں دوسروں سے بڑھا رکھا ہے، سو جن لوگوں کو رزق کے معاملے میں (اللہ کی طرف سے) بڑھایا گیا ہے وہ اپنی دولت اپنے غلاموں کو بھی اس طور پر دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے کہ وہ (مال دار اور ان کے اپنے غلام) سب اس (مال) میں برابر ہوجائیں، کیا پھر بھی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں؟[۱] ﴿۷۱﴾ اور اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے تم میں سے بیویاں بنائی ہیں اور تمھاری بیویوں میں سے اس (اللہ تعالیٰ) نے تمھارے لیے بیٹے اور (بیٹے کے واسطے سے) پوتے پیدا کیے[۲] اور اچھی اچھی چیزیں اس (اللہ تعالیٰ) نے تم کو کھانے (پینے) کے لیے دیں، کیا پھر بھی جھوٹی باتوں کو یہ لوگ مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں؟[۳] ﴿۷۲﴾

---

۱ یعنی اللہ نے نعمت دی پھر بھی یہ کافر انکار کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ان کے بتوں نے یہ نعمت دی ہے۔

۲ اولاد اور پوتوں کے ذریعے انسان کی نسل دنیا میں برابر چلتی رہتی ہے، اولاد کے پیدا ہونے میں ماں باپ دونوں ہی ضروری ہیں؛ لیکن ماں کا حصہ زیادہ ہے۔ ''حفدۃ'' کا لفظ جمع ہے، ''حافد'' واحد ہے جس کا معنی ہے خوشی سے خدمت کے لیے دوڑنے والا اور پوتا، نواسا عام طور پر دادا، نانا کی خدمت کے لیے خوشی سے دوڑتا ہے

۳ (دوسرا ترجمہ) اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْــًٔا وَّلَا
يَسْتَطِيْعُوْنَ۝ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝ ضَرَبَ
اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ
مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ
مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ
ع لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۝

اور وہ (کافر) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو آسمان اور زمین میں کسی طرح رزق دینے کا کوئی اختیار (ابھی) بھی نہیں رکھتی اور نہ تو (آئندہ) اختیار حاصل کر سکتی ہے① ﴿۷۳﴾ سو تم اللہ تعالیٰ کے لیے (نامناسب) مثالیں نہ گڑھا کرو② یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے ہو ﴿۷۴﴾ اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان فرمائی (مان لو کہ ایک طرف تو) ایک غلام ہے جو کسی کی مالکی میں ہے، اس غلام کو کسی چیز کا کوئی اختیار نہیں ہے، اور (دوسری طرف) وہ (آدمی) ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے عمدہ رزق دے رکھا ہے اور وہ اس (رزق) میں سے چھپا کر اور کھلے طور پر (آزادی کے ساتھ) خرچ کرتا ہے، کیا یہ (دونوں قسم کے آدمی) آپس میں برابر ہو سکتے ہیں؟ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں؛ لیکن ان میں سے اکثر لوگ (ایسی صاف بات بھی) نہیں جانتے ﴿۷۵﴾ اور اللہ تعالیٰ ایک (دوسری) مثال بیان فرماتے ہیں: دو ایسے آدمی ہیں، کہ ان میں سے ایک تو (غلام بھی ہے اور) گونگا ہے③ جو کوئی کام نہیں کر سکتا اور وہ اپنے مالک پر بوجھ بنا ہوا ہے وہ (مالک) اس کو جہاں بھی بھیجے وہ کوئی ڈھنگ کا کام کر کے نہیں لاتا، کیا یہ (گونگا غلام) اور وہ (آدمی) برابر ہو سکتا ہے جو لوگوں کو انصاف کی تعلیم دیتا ہے④ اور وہ خود بھی سیدھے راستے پر ہے؟⑤ ﴿۷۶﴾

① انسان کو ابھی کوئی چیز حاصل نہ ہو تو آئندہ محنت سے وہ اس کو حاصل کر سکتا ہے، آیت میں نفی کر دی گئی کہ یہ بت نظامِ رزق کو کبھی کسی طرح حاصل نہیں کر سکتے ② دنیا میں بادشاہ ہو تو اس کے نائبین ہوتے ہیں اور لوگ نائبوں کے ذریعے سے بھی کام کرواتے ہیں، اسی طرح نائبوں کو بھی بہت سارے اختیارات حاصل ہوتے ہیں، ان کافروں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یہ بت اللہ کے نائب ہیں اور ان کے پاس بھی بہت سارے اختیارات ہیں۔ ③ گونگا بہت سی مرتبہ بہرہ بھی ہوتا ہے۔ ←

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى
الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ
بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا
وَاَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾

اور آسمانوں اور زمین کے سارے بھید اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہیں①اور قیامت کا معاملہ تو آنکھ جھپکنے کی طرح ہوگا، یا اس سے بھی جلدی ہوگا، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں پر قدرت رکھنے والے ہیں ﴿۷۷﴾ اور اللہ تعالیٰ نے تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے ایسی حالت میں نکالا کہ تم کچھ جانتے نہیں تھے②اور اس (اللہ تعالیٰ) نے تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کیے؛ تاکہ تم شکر کرو ﴿۷۸﴾ کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا③ پرندوں پر کہ آسمان کی فضا میں (اللہ تعالیٰ کے) حکم کے پابند ہیں؟ ان کو (گرنے سے) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں روکتا، یقینی بات ہے کہ ایمان لانے والی قوم کے لیے اس میں بڑی نشانیاں ہیں ﴿۷۹﴾ اور اللہ تعالیٰ نے تمھارے گھروں کو تمھارے لیے رہنے کی جگہ بنادیا④اور تمھارے لیے جانوروں کی کھالوں میں سے ایسے گھر (خیمے) بنادیے جو تمھارے سفر میں اور تمھارے کسی جگہ ٹھہرنے کے وقت (اٹھانے اور لگانے میں) تم کو ہلکے پھلکے لگتے ہیں اور ان (جانوروں) کے اون اور ان کے ببریوں⑤اور ان کے بالوں میں سے گھریلو سامان اور ایسی چیزیں پیدا کیں جو ایک مدت تک تم کو فائدہ اٹھانے کے کام میں آتی ہیں ﴿۸۰﴾

⊃ ④یعنی اس میں قوت علمی ہے۔⑤یعنی قوت عملی بھی ہے۔

①(دوسرا ترجمہ) آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔②معلوم ہوا علم انسان کا ذاتی ہنر نہیں ہے۔ ولادت کے بعد اظہارِ ضروریات کے لیے رونا بھی تو اللہ تعالیٰ ہی نے سکھایا۔③(دوسرا ترجمہ) کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا؟۔④(دوسرا ترجمہ) سکون کی جگہ بنادیا۔⑤اونٹ کے اون کو ببری کہتے ہیں۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ
سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ
لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ
ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴿۸۳﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا ع
يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا
يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ﴿۸۵﴾

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے تمھارے لیے سایے بنائے اور تمھارے لیے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں بنائیں اور تمھارے لیے ایسے قمیص (یعنی لباس) بنائے جو گرمی سے تمھاری حفاظت کرتے ہیں اور ایسے لباس (یعنی کُرتے) بھی (بنائے) جو تمھاری جنگ میں تم کو بچانے کا کام دیتے ہیں① اسی طرح وہ (اللہ تعالیٰ) تم پر اپنی نعمت پوری کرتے ہیں؛ تاکہ تم فرماں بردار بن جاؤ﴿۸۱﴾ پھر اگر وہ (ایمان سے) منہ پھر الیویں (یعنی بات نہ مانے) تو تمھاری ذمے داری تو صرف کھول کر (اللہ تعالیٰ کی باتوں کو) پہنچادینا ہے﴿۸۲﴾ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں اس کے باوجود اس (نعمت) کا انکار کرتے ہیں② اور ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں﴿۸۳﴾

اور (وہ قیامت کا دن بھی یاد کرو) جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہی دینے والا کھڑا کریں گے③ پھر کافروں کو (معذرت کرنے کی) اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ ان سے فرمائش کی جائے گی کہ وہ توبہ کریں④﴿۸۴﴾ اور جب ظالم (کافر) لوگ عذاب کو دیکھ لیں گے تو ان سے عذاب (کسی طرح بھی) ہلکا نہیں کیا جائے گا اور نہ تو ان لوگوں کو مہلت دی جائے گی⑤﴿۸۵﴾

---

① یعنی زرہیں۔ ② (دوسرا ترجمہ) وہ کافر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر بھی وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔
③ گواہ سے مراد اس امت کے نبی ہیں جو اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کا دین پہنچادیا تھا اس کی گواہی دیں گے۔
④ (دوسرا ترجمہ) اور ان کافروں کو توبہ کر کے اللہ کو راضی کرنے کے لیے اجازت نہیں دی جائے گی (تیسرا) نہ تو ان کافروں سے یہ چاہا جائے گا کہ وہ توبہ کر کے اللہ کو راضی کرلیوے (چوتھا) اور ان کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) اور نہ تو ان (کافروں) کو ڈھیل دی جائے گی۔ (باقی اگلے صفحے پر:)

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا
مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَىِٕذِ السَّلَمَ
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٨٧﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ
عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿٨٨﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ
مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ

اور جب مشرک لوگ (قیامت کے میدان میں) اپنے شریکوں کو دیکھ لیں گے تو کہیں گے: اے ہمارے رب! یہ تو ہمارے (بنائے ہوئے) وہ شریک ہیں جن کو ہم تجھ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے، پس (اسی وقت) وہ (شریک) ان (مشرکوں) کی طرف بات پھینک ماریں گے (یعنی جواب دیں گے) کہ تم بالکل جھوٹے ہو ﴿٨٦﴾ اور وہ (مشرک) اس روز اللہ تعالیٰ کے سامنے فرماں برداری کی بات بولنے لگیں گے اور جو بہتان وہ باندھا کرتے تھے وہ سب (بت) ان مشرکوں سے غائب ہوجائیں گے ① ﴿٨٧﴾ جو لوگ کفر کرتے تھے اور اللہ کے راستے (اسلام) سے روکتے تھے تو ان کے فساد (کفر یہ شرارت) کی سزا میں عذاب پر دوسرا عذاب ہم زیادہ کرتے رہیں گے ② ﴿٨٨﴾ اور جس (قیامت کے) دن ہم ہر امت میں ایک گواہ (یعنی اس امت کے نبی) کو ان ہی میں سے ان کے خلاف کھڑا کریں گے اور ہم تم کو (اے نبی!) لائیں گے ان لوگوں کے خلاف گواہی دینے کے لیے ③

➲ (یعنی مجرمین جب جہنم کو دیکھ لیں گے تو جہنم فوراً ان کو اچک لے گی، اسی طرح جب عذاب شروع ہوجائے گا تو بیچ میں تھوڑی دیر کے لیے بھی عذاب نہیں رُکے گا اور عذاب میں کمی بھی نہیں ہوگی۔

① (دوسرا ترجمہ) ان کا کچھ پتہ ہی نہیں چلے گا۔

② ایک عذاب تو ان کافروں کو اس لیے ہوگا کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کے دین کا انکار کرتے تھے اور دوسرا عذاب اس لیے ہوگا کہ وہ دوسرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین سے روکتے تھے، یعنی ان میں دو قسم کی برائیاں تھیں؛ اس لیے ان کو ڈبل عذاب ہوگا۔

③ (دوسرا ترجمہ) پھر آپ (ﷺ) کو ان تمام پر گواہی کے لیے لاویں گے۔

قیامت کے میدان میں ہر نبی اپنی امت کے حالات کے متعلق گواہی دیں گے، اس وقت نبیِ کریم ﷺ بھی اپنی امت کے حالات بتلائیں گے؛ بلکہ آپ ﷺ تو تمام نبیوں کی شہادت کے سچا ہونے پر بھی گواہی دیں گے۔

النصف عٌ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿٨٩﴾ اِنَّ اللّٰهَ
يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ
يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٩٠﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ
بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٩١﴾ وَلَا
تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ

اور ہم نے تمھارے اوپر کتاب (قرآن) اتاری جو ہر بات (یعنی اصولِ دینِ اسلام) کو کھول کھول کر بیان کردے، اور ہدایت اور رحمت اور مسلمانوں کے لیے خوش خبری دینے والی ہے ① ﴿٨٩﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف اور احسان (یعنی بھلائی کرنے) اور رشتے داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم دیتے ہیں اور بے حیائی اور برائی اور ظلم سے وہ (اللہ تعالیٰ) روکتے ہیں وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو (اس لیے) نصیحت کرتے ہیں؛ تاکہ تم نصیحت قبول کرلو ﴿٩٠﴾ اور تم اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرو ② جب کہ تم نے معاہدہ کیا ہے اور (اللہ تعالیٰ کے نام کے ذریعے) اپنی قسموں کو پکا کرنے کے بعد تم ان کو توڑ مت ڈالو اور پکی بات یہ ہے کہ (اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھا کر) تم اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر گواہ (یعنی ضامن) بنا چکے ہو، یقینی بات ہے کہ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں ﴿٩١﴾ اور (قسم توڑنے میں) تم اس عورت جیسے مت بن جانا جو اپنے سوت کو (محنت کر کے) مضبوط کرنے کے بعد توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کردیا کرتی تھی ③ کہ تم اپنی قسموں کو (توڑ کر) آپس میں فساد ڈالنے کا بہانہ (ذریعہ) بنانے لگو،

---

① (دوسرا ترجمہ) جو (خاص کر) مسلمانوں کے لیے (بڑی) ہدایت اور (بڑی) رحمت اور خوش خبری سنانے والی ہے۔

② شریعت میں اللہ کے جو حقوق ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بندوں کے جو حقوق ہیں اس سلسلے میں جو معاہدے ہوئے ہوں ان سب کو پورا کرو اور جو معاہدے شریعت کے خلاف ہوں اس کو پورا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

③ یعنی آپس کے عہد کو کچے دھاگے کی طرح مت سمجھو کہ جس طرح چاہے توڑ ڈالے۔

اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ
يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْۤا اَيْمَانَكُمْ
دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾

اس لیے کہ کچھ لوگ دوسروں سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے لگے ①یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تمھارا امتحان لے رہے ہیں ②اور جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے ہو قیامت کے دن اللہ تمھارے سامنے اس کی پوری حقیقت کھول دیں گے ﴿۹۲﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تم کو ایک (دین کے ماننے والی) امت بنا دیتے؛ لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں گمراہ کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں (اس کو) ہدایت (کا راستہ سمجھاتے) ہیں ③اور جو کام تم لوگ کرتے ہو اس کے بارے میں تم سے ضرور سوال کیا جائے گا ﴿۹۳﴾ اور تم اپنی قسموں کو (خلاف کر کے) آپس میں دھوکہ دینے کا ذریعہ مت بناؤ ④کہ کسی کا قدم جمنے کے بعد پھسل جائے اور تم کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنے کی وجہ سے بری سزا چکھنی پڑے اور (ایسی صورت میں) تم کو بڑا عذاب ہوگا ⑤﴿۹۴﴾

①یعنی جھوٹی قسم کھا کر یا کھائی ہوئی قسم کو توڑ کر دنیا کا فائدہ حاصل کرنے کی فکر مت کرو۔ (دوسرا ترجمہ) اس لیے کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے بڑھ جاوے (یعنی ایک جماعت یا پارٹی سے تم نے معاہدہ کیا، پھر پتہ چلا کہ ان کی تعداد کم ہے اور یہ لوگ کمزور ہیں، مال و دولت ان کے پاس کم ہے اور دوسری جماعت یا پارٹی ہمارے سامنے آئی جو طاقتور ہے، ان کے پاس افراد بھی زیادہ ہیں، مال بھی زیادہ ہے تو اب بغیر کسی شرعی وجہ کے پہلی جماعت سے معاہدہ توڑنا جائز نہیں ہے، پہلی کمزور جماعت کو چھوڑ کر دوسری طاقت والی جماعت کے ساتھ ہوجانے کا مقصد صرف دنیوی فائدہ ہوتا ہے، یاد رکھو کہ نفع اور نقصان تو صرف اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔ ②یعنی کسی جماعت سے معاہدہ کیا اس کو پورا کرتے ہو یا صرف دنیا کے فائدے کے لیے معاہدہ توڑ دیتے ہو۔ ③(دوسرا ترجمہ) جس کو چاہتے ہیں اس کو صحیح راستے پر پہنچاتے ہیں۔ ④(دوسرا ترجمہ) آپس میں فساد کا ذریعہ مت بناؤ۔ ⑤قسم کھا کر کسی قوم سے معاہدہ کرو، پھر اس کی خلاف ورزی کرو تو اس سے لوگوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق بدگمانی پیدا ہوگی، مسلمان بدنام ہوں گے، لوگ اسلام سے دور ہوں گے جس کی وجہ سے تم کو اللہ تعالیٰ کے دین سے روکنے کا گناہ ہوگا...... (باقی اگلے صفحے پر:)

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ۝۹۵ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْۤا اَجْرَهُمْ
بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝۹۶ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝۹۷ فَاِذَا
قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝۹۸ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۝۹۹

اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا (اس کے خلاف کر کے) اس کے بدلے میں (دنیا کا) تھوڑا سا فائدہ حاصل نہ کرو، اگر تم (حقیقت کو) سمجھو تو اللہ تعالیٰ کے پاس جو اجر اور ثواب تمھارے لیے ہے وہ بہت بہتر ہے ﴿۹۵﴾ جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا اور صبر سے کام کرنے والوں کو ان کے بہترین کاموں کے مطابق ان کا بدلہ ہم ضرور دیں گے ①﴿۹۶﴾ جس مرد یا عورت نے مؤمن ہونے کی حالت میں نیک کام کیا ہم اس کو پاکیزہ زندگی بسر کروائیں گے ② اور ایسے لوگوں کو ان کے بہترین کاموں کے مطابق ان کا ہم ضرور بدلہ دیں گے ﴿۹۷﴾ سو جب تم قرآن پڑھو (یعنی پڑھنا چاہو) تو (پہلے) شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ (یعنی حفاظت) مانگ لیا کرو ﴿۹۸﴾ یقینی بات ہے کہ جو ایمان والے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں ایسے لوگوں پر اس (شیطان) کا زور نہیں چلتا ﴿۹۹﴾

⊃ اسی طرح بعض لوگ قسم کھاتے وقت ہی اس کو پورا نہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، صرف سامنے والے کو دھوکہ دینے کے لیے قسم کھاتے ہیں، یہ سب گناہ کے کام ہیں، اس کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہوگا کہ تم کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی قسم توڑنے کا گناہ کریں گے اس کا وبال تم پر بھی آئے گا۔

(اس صفحے کا حاشیہ:) ① (دوسرا ترجمہ) صبر سے کام کرنے والوں کو جو بہترین کام وہ کیا کرتے تھے اس کا بدلہ ہم ضرور دیں گے۔ (بہترین کام دینی کام ہے جن میں حالات آتے ہیں اور صبر کرنا ہی پڑتا ہے اور اس پر اللہ ثواب عطا فرماتے ہیں)۔

② آخرت میں تو پرلطف زندگی ہے ہی؛ لیکن دنیا میں بھی مزے دار زندگی ہے، دنیوی سامان میں قلت کے باوجود قناعت کی وجہ سے اطمینان، دنیا کی مصیبت میں آخرت کے اجر کی امید میں لطف اور مزہ۔

إِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَإِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ ع
اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾ قُلْ
نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى
لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٠٢﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ
اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٠٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ
اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ

یقیناً اس (شیطان) کا زور تو ایسے ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا دوست بناتے ہیں اور وہی لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرتے ہیں ﴿۱۰۰﴾

اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیتے ہیں (۱) اور اللہ جو (حکم) نازل کرتے ہیں اس (کی مصلحت) کو اچھی طرح جانتے ہیں تو کافر لوگ (اس تبدیلی پر) کہتے ہیں کہ تم تو (اللہ پر) جھوٹ باندھنے والے ہو؛ بلکہ ان میں سے اکثر لوگ (تبدیلی کی حقیقت کو) جانتے نہیں ہیں ﴿۱۰۱﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: یہ (قرآن مجید) روح القدس (یعنی جبرئیل علیہ السلام) تمھارے رب کی طرف سے ٹھیک ٹھیک لے کر آئے ہیں (۲)؛ تاکہ وہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھیں اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور خوش خبری کا ذریعہ ہو ﴿۱۰۲﴾ اور (اے نبی!) ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ (لوگ تمھارے متعلق) کہتے ہیں کہ: (وہ قرآن) ان (محمد ﷺ) کو ایک آدمی سکھلاتا ہے؛ (حالاں کہ) جس آدمی کی طرف (قرآن سکھانے کی) نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ (قرآن) تو صاف عربی زبان میں ہے ﴿۱۰۳﴾ یقینی بات ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت پر نہیں لاتے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿۱۰۴﴾ یقیناً (اللہ تعالیٰ پر) جھوٹ تو وہی لوگ باندھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے ہیں،

---

(۱) یعنی آیت میں نسخ ہوتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ جو انسانی زندگی کے ہر دور کو جانتے ہیں وہ اپنی پوری حکمت سے احکام میں ٹھیک ٹھیک تبدیلی فرماتے ہیں۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ
بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْكٰفِرِيْنَ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ
ع هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴿۱۱۰﴾

اور وہی لوگ (حقیقت میں) جھوٹے ہیں ﴿۱۰۵﴾ جو آدمی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد اس (اللہ) کے ساتھ کفر کرے؛ مگر یہ کہ جس آدمی پر (کفر کا کلمہ بولنے کے لیے) زبردستی کی گئی اور اس کا دل ایمان پر قائم (برقرار) ہو (تو اس پر کوئی پکڑ نہیں ہوگی) مگر جو آدمی دل کھول کر کفر کرے① تو ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے ﴿۱۰۶﴾ یہ (غضب اور عذاب) اس لیے ہوا کہ انھوں نے آخرت (کی زندگی) کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو (زیادہ) محبوب رکھا اور (یہ غضب اور عذاب) اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ ایسے (ضدی) کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتے ﴿۱۰۷﴾ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کان پر اور ان کی آنکھوں پر مہر لگادی اور یہ وہی لوگ ہیں جو (اپنے انجام سے) بالکل غافل ہیں ﴿۱۰۸﴾ لازمی بات ہے② کہ یہی لوگ آخرت میں (سب سے زیادہ) نقصان میں ہوں گے ﴿۱۰۹﴾ پھر بھی تمھارے رب ایسے ہیں کہ (کفر کے) فتنے میں پڑنے کے بعد جن لوگوں نے (ایمان لاکر) ہجرت کی، پھر (انھوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں) جہاد کیا اور صبر کیا③ یقینی بات ہے کہ ایسے لوگوں کے لیے تمھارے رب ان (ایمان اور نیک اعمال) کے بعد بھی بہت زیادہ بخشنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں④ ﴿۱۱۰﴾

---

① یعنی اپنے اختیار سے کفر کو صحیح اور مستحسن (یعنی اچھا سمجھ کر) کرے۔ ② (دوسرا ترجمہ) ظاہری بات ہے۔ ③ یعنی حالات آنے کے باوجود ایمان پر جمے رہے اور مصیبتوں کو برداشت کیا۔ ④ یعنی ایمان کی برکت سے کفر کے زمانے کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور جہاد اور دوسرے اعمالِ صالحہ کی برکت سے جنت کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

يَوۡمَ تَاۡتِیۡ کُلُّ نَفۡسٍ تُجَادِلُ عَنۡ نَّفۡسِہَا وَ تُوَفّٰی کُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ وَ ہُمۡ لَا
یُظۡلَمُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ وَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرۡیَۃً کَانَتۡ اٰمِنَۃً مُّطۡمَئِنَّۃً یَّاۡتِیۡہَا رِزۡقُہَا رَغَدًا مِّنۡ
کُلِّ مَکَانٍ فَکَفَرَتۡ بِاَنۡعُمِ اللّٰہِ فَاَذَاقَہَا اللّٰہُ لِبَاسَ الۡجُوۡعِ وَ الۡخَوۡفِ بِمَا کَانُوۡا
یَصۡنَعُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ لَقَدۡ جَآءَہُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡہُمۡ فَکَذَّبُوۡہُ فَاَخَذَہُمُ الۡعَذَابُ وَ ہُمۡ
ظٰلِمُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾ فَکُلُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪ وَّ اشۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ اِیَّاہُ
تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃَ وَ الدَّمَ وَ لَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ وَ مَاۤ اُہِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰہِ بِہٖ ۚ

(وہ دن قیامت کا یاد کرو) جس دن ہر انسان اپنے دفاع کی بات کرتا ہوا آئے گا① اور ہر شخص کو جو عمل اس نے کیا اس کا پورا بدلہ مل جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۱۱۱﴾ اور اللہ تعالیٰ ایک بستی کی مثال بیان کرتے ہیں② جو امن اور اطمینان والی تھی، اس (بستی والوں) کی روزی ہر طرف سے اس کو فراوانی کے ساتھ پہنچ رہی تھی، پھر اس (بستی والوں) نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان (کی ناشکری) کے کاموں کی سزا میں اس کو بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھایا③ ﴿۱۱۲﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ان (بستی مکہ والوں) کے پاس ان ہی میں سے ایک رسول (یعنی حضرت محمد ﷺ) آئے تو اس بستی والوں نے اس (رسول یعنی حضرت محمد ﷺ) کو جھٹلایا، سو جب ان بستی والوں نے ظلم اپنایا تو ان کو عذاب میں پکڑ لیا ﴿۱۱۳﴾ سو جو روزی اللہ تعالیٰ نے حلال، پاکیزہ تم کو دی تم اس میں سے کھاؤ اور تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم واقعی اس (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کرتے ہو ﴿۱۱۴﴾ یقیناً اس (اللہ تعالیٰ) نے تمھارے اوپر مُردار اور (بہتا) خون اور خنزیر کا گوشت اور جس جانور پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو④ وہ حرام کیا ہے،

---

① یعنی خود کو عذاب سے کس طرح چھٹکارا مل جائے اس کا فکر کرتا ہوا آئے گا (دوسرا ترجمہ) اپنی طرف داری میں بات کرتا ہوا آئے گا (تیسرا ترجمہ) خود کو بے قصور ثابت کرتا ہوگا (یعنی دوسروں کا فکر نہ ہوگا؛ بلکہ صرف اپنا ہی فکر ہوگا)۔

② پہلے مکہ مراد ہے، پھر اس طرح کے دوسرے شہر بھی شامل ہو جائیں گے۔

③ یعنی جس طرح لباس انسان کے بدن کو گھیر لیتا ہے، اس طرح بھوک اور خوف نے ان کو گھیر لیا۔

④ (دوسرا ترجمہ) اور جو جانور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام پر کر دیا گیا ہو۔

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٥﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ
اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿١١٦﴾ؕ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١١٧﴾ وَعَلَى
الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿١١٨﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ
ع ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٩﴾

سو جو آدمی بھوک سے بالکل مجبور ہو جائے، شرط یہ کہ مزے لینے کے لیے نہ کھاوے اور ضرورت سے ①زیادہ آگے نہ بڑھے تو یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں② ﴿۱۱۵﴾ اور جن چیزوں کے بارے میں تمھاری زبانیں جھوٹی باتیں بناتی ہیں ان (چیزوں) کے بارے میں ایسا مت کہا کرو کہ: یہ چیزیں حلال ہیں اور یہ چیزیں حرام ہیں (اس کہنے کا مطلب یہ ہوگا) کہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھو گے، یقینی بات ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں ان کا بھلا نہیں ہوگا③ ﴿۱۱۶﴾ (دنیا میں) تھوڑے دن کا فائدہ اٹھالینا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب (تیار) ہے ﴿۱۱۷﴾ اور (صرف) یہودیوں پر وہ چیزیں ہم نے حرام کردی تھیں جن کو ہم تمھارے سامنے پہلے بیان کر چکے ہیں④ اور ہم نے ان (یہودیوں) پر کوئی ظلم نہیں کیا؛ لیکن وہ خود ہی (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے) اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے ﴿۱۱۸﴾ پھر تمھارے رب ایسے ہیں کہ جو لوگ نادانی میں کوئی برائی کر بیٹھیں پھر اس کے بعد توبہ کرلیویں اور (اپنی) اصلاح کرلیویں⑤ تو یقینی بات ہے کہ اس (توبہ) کے بعد بھی ایسے لوگوں کے لیے تمھارے رب (اللہ تعالیٰ) بہت ہی زیادہ معاف کرنے والے، بہت رحم کرنے والے ہیں⑥ ﴿۱۱۹﴾

---

① یعنی حرام چیزوں کو استعمال کرنے میں۔ ② یعنی حرام کے استعمال کا گناہ نہ ہوگا۔
③ (دوسرا ترجمہ) وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ ④ سورۂ انعام، نساء اور مائدہ میں۔ ⑤ یعنی اپنے کاموں کو اچھا اور نیک بنالیا۔
⑥ یعنی کفر سے توبہ کر کے ایمان قبول کرنے کی برکت سے پچھلے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف کردیں گے۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا
لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ
فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ؕ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا
كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ
لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

یقینی بات ہے کہ ابراہیم (علیہ السلام خودا کیلے) ایک امت (کے برابر) تھے① اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار تھے، ٹھیک سیدھے راستے پر تھے اور وہ (ابراہیم علیہ السلام) مشرکوں میں سے نہیں تھے ﴿۱۲۰﴾ اس (اللہ تعالیٰ) کی نعمتوں کا شکر کرنے والے تھے، اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کو چن لیا تھا اور اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کو سیدھے راستے پر پہنچادیا تھا ﴿۱۲۱﴾ اور ہم (یعنی اللہ تعالیٰ) نے ان کو دنیا میں خوبیاں دی تھیں اور یقینی بات ہے کہ آخرت میں بھی وہ (ابراہیم علیہ السلام) نیک لوگوں میں سے ہوں گے ② ﴿۱۲۲﴾ پھر ہم نے وحی کے ذریعے تم (محمد ﷺ) پر یہ حکم نازل کیا کہ تم ابراہیم (علیہ السلام) کے دین پر چلو جو ٹھیک سیدھے راستے پر تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے ﴿۱۲۳﴾ یقینی بات ہے کہ سنیچر کے دن کی تعظیم کرنا ان (یہودیوں) کے لیے ضروری کیا گیا تھا جو اس میں اختلاف کیا کرتے تھے، اور یقین رکھو کہ تمھارے رب ان لوگوں کے درمیان قیامت کے دن قطعی فیصلہ کریں گے ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے③ ﴿۱۲۴﴾

① یعنی ایک پوری امت اور قوم میں جو فضائل اور کمالات ہو سکتے ہیں وہ اکیلے ابراہیمؑ میں اللہ تعالیٰ نے جمع فرمادیے تھے، اسی طرح پوری دنیا میں جتنے مشہور مذاہب ہیں ہر ہر مذہب کے ماننے والے لوگ ابراہیمؑ کو اپنا پیشوا اور سردار مانتے ہیں۔

② اعلیٰ مرتبے کے اچھے لوگوں میں سے ہوں گے۔

③ بعض یہودی لوگ سنیچر کے دن کا احترام کرتے اور عبادت کے لیے جو پابندیاں تھیں اس پر عمل کرتے اور دوسرے بعض یہودی سنیچر کے دن کا احترام نہیں کرتے اور عبادت کے لیے جو پابندیاں تھی اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ
رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ
فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا
صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ
ع اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

(اے نبی!) تم اپنے رب کے راستے (دینِ اسلام) کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کی بات سنا کر① دعوت دو اور (بحث کرنے کی ضرورت پڑے تو) بہترین طریقے سے ان سے بحث کرو، یقینی بات ہے کہ تمھارے رب ہی ان لوگوں کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں جو اس (اللہ تعالیٰ) کے راستے سے بھٹک گئے ہیں اور جو سیدھے راستے پر ہیں ان کو بھی وہ (اللہ تعالیٰ) بہت اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۱۲۵﴾ اگر تم بدلہ لو تو جتنی تکلیف تم کو دی گئی اتنا ہی بدلہ لو اور اگر تم صبر کرو② تو یہ صبر کرنے والوں کے لیے بہت ہی اچھا ہے ﴿۱۲۶﴾ اور (اے نبی!) تم صبر کرو اور تم اللہ تعالیٰ کی مدد (یعنی توفیق) ہی سے صبر کرسکو گے③ اور ان (کافروں کے کفر اور مخالفت) پر تم غمگین نہ ہوؤ اور جو سازش (تمھارے خلاف) وہ (دشمن) کرتے ہیں اس سے تمھارا دل تنگ نہ ہو④ ﴿۱۲۷﴾ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ اپنانے والے اور احسان کرنے والوں کے ساتھ ہیں⑤ ﴿۱۲۸﴾

① (دوسرا ترجمہ) عمدہ اسلوب سے (تیسرا ترجمہ) عمدہ طریقہ اپنا کر کے۔
② یعنی کسی کے ستانے کا بدلہ نہ لو۔
③ یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد کی برکت سے صبر کرنا آسان ہوگا۔
④ یعنی کافروں کی سازشوں کی وجہ سے آپ کو صدمہ نہیں ہونا چاہیے؛ چوں کہ ان کی سازشیں چلنے والی نہیں ہیں۔
⑤ یعنی تقویٰ والوں کی خصوصی مدد فرماتے ہیں۔ محسنین سے مراد مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے۔

سورة الإسراء

(المكية)

سورۂ اسرا

یہ سورت مکی ہے،اس میں ایک سو گیارہ (۱۱۱) یا ایک سو پندرہ (۱۱۵) آیتیں ہیں،سورۂ انبیاء یا سورۂ قصص کے بعد اور سورۂ سجدہ سے پہلے پچاس (۵۰) نمبر پر نازل ہوئی۔

اسراء: رات کے وقت چلنا۔ اس سورت میں حضرت نبئ کریم ﷺ کے معراج کا واقعہ موجود ہے اور وہ سفر رات میں ہوا تھا۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی رات کے وقت چلنے کا حکم دیا گیا تھا ''ان اسر بعبادی لیلا''۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی رات کے وقت ایک سفر کیا تھا۔

اس سورت کا دوسرا نام ''سورۂ بنی اسرائیل'' بھی ہے؛ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ''اسرائیل'' تھا؛ اس لیے ان کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔

اس سورت کی آخری آیت:

وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ شَرِیۡكٌ فِی الۡمُلۡكِ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ کَبِّرۡهُ تَکۡبِیۡرًا ﴿۱۱۱﴾

اِس کے متعلق ایک روایت میں آیا ہے کہ خاندانِ بنی عبدالمطلب میں جب کوئی بچہ بولنے لگتا تھا تو نبئ کریم ﷺ اس کو یہی آیت پہلے سکھاتے تھے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جو بھی اس آیت کی تلاوت کرے گا اس کے لیے زمین اور پہاڑوں جتنا ثواب اللہ کے یہاں لکھا جائے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○
سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ
بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۱﴾ وَ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ
وَ جَعَلۡنٰہُ ہُدًی لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِیۡ وَکِیۡلًا ﴿۲﴾ؕ ذُرِّیَّۃَ مَنۡ حَمَلۡنَا مَعَ
نُوۡحٍ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَبۡدًا شَکُوۡرًا ﴿۳﴾ وَ قَضَیۡنَاۤ اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ فِی الۡکِتٰبِ لَتُفۡسِدُنَّ فِی
الۡاَرۡضِ مَرَّتَیۡنِ وَ لَتَعۡلُنَّ عُلُوًّا کَبِیۡرًا ﴿۴﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

وہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے جو اپنے بندے (محمد ﷺ) کو رات کے وقت ①مسجدِ حرام ②سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گئے، جس کے اطراف میں ہم نے (ہر قسم کی) برکتیں رکھی ہیں (اس بندے محمد ﷺ کو وہاں لے جانے کا مقصد یہ تھا) تاکہ ہم ان کو ہماری (قدرت کی) کچھ نشانیاں دکھلائیں، یقینی بات ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) ہر بات سننے والے، ہر چیز دیکھنے والے ہیں ﴿۱﴾ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (تورات) دی اور ہم نے اس (تورات) کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنادیا (اور ان سے کہہ دیا) یہ کہ میرے سوا کو وکیل ③مت بناؤ ﴿۲﴾ تم ان لوگوں کی تو اولاد ہو جن کو ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا، یقیناً وہ (نوح علیہ السلام) تو بڑے ہی شکر کرنے والے بندے تھے ﴿۳﴾ اور ہم نے کتاب (تورات) میں ④ بنی اسرائیل کو یہ بات صاف صاف بتلادی تھی کہ تم زمین (ملکِ شام) میں دو مرتبہ فساد مچاؤ گے ⑤اور تم بڑی سخت سرکشی کرو گے ⑥ ﴿۴﴾

---

① یعنی پوری رات نہیں؛ بلکہ رات کے ایک حصے میں۔ ② مراد: مکہ میں کعبہ والی مسجد۔ ③ یعنی کام بنانے والا۔
④ یا دوسرے نبیوں کی کتابوں میں۔ ⑤ یعنی ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی مخالفت اور دوسری مرتبہ عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی مخالفت میں۔ ⑥ (دوسرا ترجمہ) اور تم بڑی خرابی پھیلاؤ گے۔ (تیسرا ترجمہ) اور دوسروں پر بھی بڑا زور (ظلم) کرنے لگو گے (یعنی اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ضائع کرو گے)

فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ اُوۡلٰىہُمَا بَعَثۡنَا عَلَيۡكُمۡ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِىۡ بَاۡسٍ شَدِيۡدٍ فَجَاسُوۡا خِلٰلَ
الدِّيَارِ ؕ وَكَانَ وَعۡدًا مَّفۡعُوۡلًا ۝۵ ثُمَّ رَدَدۡنَا لَـكُمُ الۡكَرَّةَ عَلَيۡهِمۡ وَاَمۡدَدۡنٰكُمۡ بِاَمۡوَالٍ
وَّبَنِيۡنَ وَجَعَلۡنٰكُمۡ اَكۡثَرَ نَفِيۡرًا ۝۶ اِنۡ اَحۡسَنۡتُمۡ اَحۡسَنۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ ۚ وَاِنۡ
اَسَاۡتُمۡ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ لِيَسُوۡٓءٗا وُجُوۡهَكُمۡ وَلِيَدۡخُلُوا الۡمَسۡجِدَ كَمَا
دَخَلُوۡهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوۡا مَا عَلَوۡا تَتۡبِيۡرًا ۝۷ عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يَّرۡحَمَكُمۡ ۚ وَاِنۡ
عُدۡتُّمۡ عُدۡنَا ۘ وَجَعَلۡنَا جَهَنَّمَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ حَصِيۡرًا ۝۸

پھر جب ان دو (مرتبہ کی شرارت) میں سے پہلا واقعہ پیش آیا تو ہم نے تمھارے مقابلے میں اپنے ایسے بندے بھیجے جو سخت لڑائی لڑنے والے تھے، سو وہ شہروں میں گھس کر پھیل گئے اور یہ ایسا وعدہ تھا جو پورا ہو کر ہی رہنے والا تھا ﴿۵﴾ پھر ہم نے تم کو ان (دشمنوں) پر دوبارہ غلبہ دیا① اور مال اور بیٹوں کے ذریعے ہم نے تمھاری مدد کی② اور ہم نے تمھارا لشکر (پہلے سے) اور زیادہ کر دیا ﴿۶﴾ اگر تم بھلائی کے کام کرو گے تو اس کا فائدہ تمھارے ہی لیے ہوگا اور اگر تم برے کام کرو گے تو تمھارے لیے ہی برا ہوگا، پھر جب دوسرے واقعہ کا وقت آیا (تو پھر ہم نے دوسرے بندوں کو تم پر بھیجا) تا کہ (مار مار کر) تمھارے چہروں کو بگاڑ دیں اور جس طرح پہلی مرتبہ (حملہ کرنے والے) مسجد میں گھس گئے تھے اسی طرح یہ (دوسری مرتبہ حملہ کرنے والے) بھی مسجد میں گھس پڑیں، اور جس پر وہ (حملہ کرنے والے) قابو پائیں وہ اس کو بالکل برباد کر ڈالیں گے ﴿۷﴾ عین ممکن ہے کہ تمھارے رب تم پر رحم فرمائیں③ لیکن اگر تم پھر وہی (نبی کی مخالفت کا) کام کرو گے تو ہم بھی دوبارہ وہی (سزا کا) کام کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنا لیا ہے ﴿۸﴾

① (دوسرا ترجمہ) پھر ہم نے تم کو موقع دیا کہ پلٹ کر ان پر غالب آ جاؤ۔

② یعنی تمھارے مال اور بیٹے ہم نے زیادہ کر دیے۔

③ حضرت محمد ﷺ کی شریعت کی اتباع کی برکت سے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ
اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ﴿٩﴾ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٠﴾ ع
وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿١١﴾ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ
وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ
رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿١٢﴾ وَكُلَّ
اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿١٣﴾
اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿١٤﴾

حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن ایسا راستہ بتاتا ہے جو بالکل سیدھا ہے ① اور جو ایمان لا کر نیک عمل کرتے ہیں ان کو بڑے ثواب کی خوش خبری دیتا ہے ﴿٩﴾ اور (قرآن یہ بات بتاتا ہے کہ) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کیا ہے ﴿١٠﴾

اور (بعض) انسان برائی (کی ایسی دعا) مانگتے ہیں جس طرح وہ بھلائی مانگتے ہیں اور انسان تو بہت ہی جلدی کرنے والا ہے ﴿١١﴾ اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنائی ہے، پھر ہم نے رات کی نشانی کو مٹا (کر اندھیرا بنا) دیا ہے اور دن کی نشانی کو (دیکھنے کے لیے) روشن بنا دیا؛ تا کہ تم (دن میں) اپنے رب کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو اور تا کہ تم کو سالوں کی گنتی اور (مہینوں کا) حساب معلوم ہو جائے اور ہم نے ہر چیز کو پوری طرح کھول کھول کر بتلا دیا ہے ﴿١٢﴾ اور ہر انسان کی بری بھلی قسمت اس کی گردن میں ہم نے (چمٹا کر) لگا دی ہے اور قیامت کے دن اس (انسان) کا لکھا ہوا اعمال نامہ اس کے سامنے نکال کر ہم رکھ دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھے گا ﴿١٣﴾ (انسان کو کہا جائے گا کہ) تو تیرا اعمال نامہ خود پڑھ لے ② آج تو خود اپنا حساب کرنے کے لیے کافی ہے ﴿١٤﴾

---

① ''اَقْوَمُ'' وہ راستہ جس میں تین خوبیاں ہوں: (١) آسان ہو۔ (٢) قریب ہو منزل تک جانے کے لیے۔ (٣) خطرات سے خالی ہو۔ مؤمن کی منزل جنت ہے، قرآن میں یہ تینوں اوصاف اکمل طریقے سے ہیں۔

② دنیا کا ان پڑھ انسان بھی قیامت کے دن پڑھتا ہو جائے گا۔

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ
وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝۱۵ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً
اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝۱۶ وَكَمْ اَهْلَكْنَا
مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝۱۷ مَنْ كَانَ
يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا
مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝۱۸

جوآدمی بھی سیدھے راستے پر چلتا ہے وہ خود اپنے فائدے کے لیے چلتا ہے اور جو گمراہی کا راستہ اپناتا ہے وہ اپنے ہی پر نقصان اٹھاتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور ہم اس وقت تک کسی کو سزا نہیں دیتے جب تک کوئی رسول (حجت پوری کرنے کے لیے) نہ بھیج دیویں① ﴿۱۵﴾ اور ہم جب کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس (بستی) کی اچھی حالت والے (مال دار) لوگوں کو (ایمان لاکر اطاعت کرنے کا) حکم دیتے ہیں، پھر وہ (مال دار لوگ) اس (بستی) میں نافرمانی کرتے ہیں تب ان پر (عذاب کی) بات پکی ہوجاتی ہے، سو ہم اس (بستی) کو بالکل تباہ و برباد کرڈالتے ہیں② ﴿۱۶﴾ اور نوح (علیہ السلام) کے بعد کتنی قوموں کو ہم نے ہلاک کردیا، تمھارے رب اپنے بندوں کے گناہوں کی پوری خبر رکھنے والے، دیکھنے والے کافی ہیں ﴿۱۷﴾ جو آدمی جلدی ملنے والی (دنیا ہی کو یا دنیا کے نقد فائدے) کو چاہتا ہو تو ہم جتنا چاہتے ہیں جس کے لیے چاہتے ہیں اس کو اس (دنیا ہی) میں جلدی دیتے ہیں، پھر ہم نے اس کے لیے جہنم بنا رکھی ہے جس میں وہ ذلیل وخوار ہوکر اور دھکے کھا کر داخل ہوگا ﴿۱۸﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) کسی بھی رسول کو (حجت پوری کرنے کے لیے) بھیجنے تک ہم کسی کو عذاب نہیں دیا کرتے۔

② (دوسرا ترجمہ): اس آیت میں لفظ ''أَمَرْنَا'' میں ایک قرأت ''أَمَّرْنا'' میم کی تشدید کے ساتھ آئی ہے، تب آیت کا معنیٰ یہ ہوگا کہ: مالدار لوگوں کو ہم قوم کا امیر بنادیتے ہیں۔ ایک قرأت ''آمَرْنا'' کی بھی آئی ہے اس صورت میں آیت کا معنیٰ یہ ہوگا: کہ ہم مال داروں کو زیادہ کردیتے ہیں۔ دونوں قرأت کا نتیجہ یہ ہے کہ مال داروں اور عیش پسندوں کی حکومت اوران کی کثرت کی وجہ سے پوری قوم اللہ کی نافرمانی میں مبتلا ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب آنے کی نشانی ہے۔

وَمَنۡ اَرَادَ الۡاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعۡيَهَا وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعۡيُهُمۡ مَّشۡكُوۡرًا ﴿۱۹﴾
كُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَاۤءِ وَهٰۤؤُلَاۤءِ مِنۡ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحۡظُوۡرًا ﴿۲۰﴾ اُنۡظُرۡ
كَيۡفَ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ؕ وَلَلۡاٰخِرَةُ اَكۡبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكۡبَرُ تَفۡضِيۡلًا ﴿۲۱﴾ لَا
تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقۡعُدَ مَذۡمُوۡمًا مَّخۡذُوۡلًا ﴿۲۲﴾ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ع
وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ
اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا ﴿۲۳﴾

اور جو شخص آخرت (کا فائدہ) چاہتا ہو اور اس (آخرت) کے لیے جیسی کوشش کرنی چاہیے ویسی کوشش کرتا (بھی) ہو اور وہ ایمان والا بھی ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش کی قدر دانی کی جائے گی① ﴿۱۹﴾ (اے نبی!) تمھارے رب کی عطا② میں سے ان (مؤمنین) کو بھی اور ان (کافروں) کو بھی ہر ایک کو ہم نوازتے ہیں③ اور (دنیا میں) تمھارے رب کی عطا کسی کے لیے بند نہیں ہے ﴿۲۰﴾ (اے نبی!) تم دیکھو! ہم نے بعض انسانوں کو بعض پر کس طرح فضیلت دے رکھی ہے اور یقیناً آخرت میں بڑے درجات ہیں اور بڑی فضیلت ہے④ ﴿۲۱﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود مت بنا، سو تو برا حال اور بے بس ہو کر بیٹھ جائے گا⑤ ﴿۲۲﴾

اور تمھارے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر ان (والدین) میں سے کوئی ایک یا دونوں تمھارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اس وقت بھی کبھی ان کو اُف (ہوں) تک نہ کہو اور ان دونوں کو جھڑک مت دو اور ان دونوں کے ساتھ عزت (یعنی ادب) سے بات کیا کرو ﴿۲۳﴾

① یعنی مقبول ہوگی۔ ایمان اور اخلاص والا عمل صالح جو سنت کے مطابق ہو مقبولیت کے لیے ضروری ہے۔
② دنیاوی روزی۔ ③ (دوسرا ترجمہ) ہم مدد پہنچاتے ہیں۔
④ (دوسرا ترجمہ) اور آخرت درجات کے اعتبار سے بھی بڑی ہے اور فضیلت کے اعتبار سے بھی بڑی ہے۔
⑤ یہ اس شخص کے لیے ہے جو آخرت کا منکر ہو اسی طرح ہر عمل میں ہر وقت صرف دنیوی غرض ہی چھائی ہو۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿٢٤﴾
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿٢٥﴾
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿٢٦﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ
كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿٢٧﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ
ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿٢٨﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً
اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿٢٩﴾

اور مہربانی (نرمی) کا برتاؤ کرتے ہوئے خود کو ان کے سامنے تواضع کے ساتھ جھکا دو اور (ان کے لیے یہ) دعا کرو: اے میرے رب! جیسی میری ان دونوں نے بچپن میں پرورش کی آپ بھی ان کے ساتھ (ویسا ہی) رحم کا معاملہ فرمایئے ﴿۲۴﴾ تمھارے دلوں میں جو ہے اس کو تمھارے رب خوب اچھی طرح جانتے ہیں اگر تم نیک بن جاؤ (پھر کبھی غفلت سے کوئی گستاخی یا گناہ ہو جائے) تو یقیناً توبہ کرنے والوں کو وہ (اللہ تعالیٰ) بہت معاف کرنے والے ہیں① ﴿۲۵﴾ اور تو رشتے داروں کو اور مسکین کو اور مسافر کو ان کا حق دے اور (گناہ کے کاموں میں) مال مت اڑایا کر② ﴿۲۶﴾ یقینی بات ہے کہ مال کو (گناہ کے کام میں) اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان تو اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے ﴿۲۷﴾ اور اگر کبھی تجھے تیرے رب کی طرف سے رحمت (یعنی روزی) ملنے کی امید ہو اور (ابھی کچھ نہ ہونے کی وجہ سے) ان (رشتے دار مسکین، مسافروں) سے منہ پھراتا ہو③ تو تُو ان سے نرم بات کر لیا کر ﴿۲۸﴾ اور اپنا ہاتھ (بخیلی کی وجہ سے) اپنی گردن سے باندھ کر نہ رکھ④ اور (ایسی فضول خرچی بھی مت کرو کہ) اس (ہاتھ) کو بالکل کھلا ہی چھوڑ دو، ایسا کرو گے تو ملامت کھا کر تھک ہار کر بیٹھ جانا پڑے گا⑤ ﴿۲۹﴾

① (دوسرا) جو توبہ کے لیے اللہ کی طرف زیادہ رجوع کرتا ہے تو اللہ اس کے گناہ بہت معاف کرتے ہیں② باطل و ناجائز کام کے لیے ذرہ برابر بھی خرچ کرنا یہ تبذیر یعنی مال کو اڑانا ہے۔③ یعنی دینے سے انکار کرنا پڑے④ (دوسرا) ایسے کنجوس مت بنو کہ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے باندھ کر رکھو⑤ مال ہونے کے باوجود بخیلی کی وجہ سے ہاتھ روک دیا تو لوگ تم پر ملامت کریں گے اور زیادہ ہی خرچ کر ڈالا اور خود فقیر ہو گئے پھر خود پریشان ہونے لگے تو پھر پریشان ہونا پڑے گا اور ہمت ہار جاؤ گے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿٣٠﴾ وَلَا تَقْتُلُوْٓا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيْرًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى إِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۖ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۖ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۖ إِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿٣٣﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ إِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ أَشُدَّهٗ ۖ وَأَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ

یقینی بات ہے کہ تمھارے رب جس کو چاہتے ہیں اس کو زیادہ روزی دیتے ہیں اور (جس کے لیے چاہتے ہیں رزق میں) تنگی کرتے ہیں① یقینی بات ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اپنے بندوں کی پوری خبر رکھتے ہیں (بندوں کو) اچھی طرح دیکھتے ہیں ﴿۳۰﴾

اور مفلس ہو جانے کے ڈر سے تم تمھاری اولاد کو قتل مت کرو، ہم ہی تو ان (اولاد) کو اور تم کو روزی دیتے ہیں، یقینی بات ہے کہ ان (اولاد) کو قتل کرنا بھاری گناہ ہے ﴿۳۱﴾ اور تم زنا کے پاس بھی مت جاؤ، یقینی بات ہے کہ وہ (زنا) تو بڑی بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے ﴿۳۲﴾ جس شخص کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے تم اس کو قتل مت کرو؛ مگر یہ کہ (شرعی) حق پہنچتا ہو② اور جو آدمی بھی ناحق (یعنی ظلماً) قتل کر دیا گیا تو ہم نے اس (مقتول) کے والی کو (مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کروا دینے کا) حق دیا ہے، سو (مقتول کا والی) خون کا بدلہ لینے میں حد سے آگے نہ بڑھے، یقیناً وہ اس بات کے لائق ہے کہ اس کی مدد کی جائے③ ﴿۳۳﴾ تم یتیم کے مال کے (غلط طریقے سے کھا جانے کی نیت سے) قریب بھی مت جاؤ؛ مگر ایسے طریقے سے جو (یتیم کے حق میں) بہتر ہو، جب تک کہ وہ (یتیم) اپنی جوانی کو پہنچ جائے④ اور تم (اللہ اور اس کے بندوں کے) عہد کو پورا کرو،

① روزی کی کمی بیشی اللہ کے قبضے میں ہے، سخاوت سے کوئی فقیر نہیں ہوا، بخیلی سے کوئی مالدار نہیں بنا۔ ② تو ضروری کارروائی کے بعد قتل کر سکتے ہیں۔ ③ (دوسرا ترجمہ) اللہ کی مدد کے قابل ہے۔ اس میں ایک بات یہ بھی نکلتی ہے کہ اگر قاتل اور اس کے رشتہ داروں کے ساتھ مقتول کے ورثا نے زیادتی کی تو اللہ تعالیٰ کی نصرت قاتل کے رشتہ داروں کی طرف متوجہ ہوگی لوگ بھی ان کی مدد کریں گے ④ یعنی یتیم جوان ہو کر اپنے مال کی حفاظت خود کرنے لگے وہاں تک اس کے مال کو سنبھالنا ہے۔

اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ
الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ
السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ
مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ
عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ
اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ
ع مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾

یقیناً عہد کے بارے میں (تم سے قیامت کے دن) سوال کیا جائے گا ﴿۳۴﴾ اور جب (کسی کو) کوئی چیز پیمانے سے ناپ کر دو تو پیمانہ پورا بھر کر کے دو اور (کوئی چیز) تولو تو تولنے میں صحیح ترازو استعمال کرو، یہ (پورا ناپنا اور تولنا) اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی بہتر ہے① ﴿۳۵﴾ جس بات کی تجھ کو (تحقیقی) خبر نہ ہو (اس کو سچ سمجھ کر) اس پر عمل مت کر، یقینی بات ہے کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں (تم سے قیامت میں) سوال کیا جائے گا ﴿۳۶﴾ اور تو زمین میں اکڑ کر (اتراتے ہوئے تکبر سے) مت چل؛ (اس لیے کہ) نہ تو تُو (ایسی چال چل کر) زمین کو پھاڑ سکے گا اور نہ تو (سینہ تان کر بتکلف اونچا قد دکھا کر چلنے سے) پہاڑوں کی اونچائی تک پہنچ سکے گا ﴿۳۷﴾ یہ سب برے کام ایسے ہیں جو تمھارے رب کو بالکل پسند نہیں ہیں ﴿۳۸﴾ یہ سب حکمت کی باتیں ہیں جو تمھارے رب نے تمھاری طرف وحی کے ذریعے بھیجی ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود مت بنا ورنہ تجھ پر ملامت کر کے دھکے دے کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا ﴿۳۹﴾ (اے مشرکو!) کیا تمھارے رب نے تم کو بیٹے دینے کے لیے چن لیا ہے اور خود (اپنے لیے) فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا ہے؟ یقینی بات ہے کہ تم بڑی بھاری (یعنی سنگین) بات کہہ رہے ہو ﴿۴۰﴾

---

① دھوکہ دے کر کم ناپنے اور تولنے والوں کو تجارت میں برکت نہیں ہوتی، گاہکوں کو پتہ چل جاتا ہے تو وہ خریدنا بند کر دیتے ہیں، یہ تو دنیوی نقصان ہوا اور آخرت میں جہنم کی سزا ہوگی۔

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِیَذَّکَّرُوۡا ؕ وَمَا یَزِیۡدُهُمۡ اِلَّا نُفُوۡرًا ﴿۴۱﴾ قُلۡ لَّوۡ کَانَ مَعَهٗۤ
اٰلِهَةٌ کَمَا یَقُوۡلُوۡنَ اِذًا لَّابۡتَغَوۡا اِلٰی ذِی الۡعَرۡشِ سَبِیۡلًا ﴿۴۲﴾ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا
یَقُوۡلُوۡنَ عُلُوًّا کَبِیۡرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَالۡاَرۡضُ وَمَنۡ فِیۡهِنَّ ؕ وَاِنۡ مِّنۡ
شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَلٰکِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِیۡحَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیۡمًا غَفُوۡرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا
قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ جَعَلۡنَا بَیۡنَکَ وَبَیۡنَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسۡتُوۡرًا ﴿۴۵﴾ۙ
وَّجَعَلۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ اَکِنَّةً اَنۡ یَّفۡقَهُوۡهُ وَفِیۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرًا ؕ

یقینی بات ہے کہ ہم نے اس قرآن میں (توحید کی سچائی اور شرک کا باطل ہونا) الگ الگ طریقے سے سمجھایا ہے①؛ تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں، حالت یہ ہے کہ (ہمارے سمجھانے سے) ان کی نفرت ہی زیادہ ہوجاتی ہے ﴿۴۱﴾ تو (ان کو) کہہ دے: اگر اس (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہوتے جیسا کہ یہ (مشرک) لوگ کہتے ہیں تب تو وہ سب مل کر عرش والے (اللہ تعالیٰ) پر چڑھائی کرنے کا کوئی راستہ پیدا کرتے ﴿۴۲﴾ (حقیقت یہ ہے کہ) جو باتیں یہ (مشرکین اللہ کے لیے) کہتے ہیں وہ (اللہ تعالیٰ کی ذات) ان سب سے بالکل پاک اور بہت زیادہ بلند (یعنی دور) ہیں ﴿۴۳﴾ ساتوں آسمان اور زمین اور جو (مخلوق) ان میں ہیں وہ سب اس (اللہ تعالیٰ) کی تسبیح② بیان کرتی ہیں اور ہر چیز اس (اللہ تعالیٰ ہی) کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے؛ لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو، یقینی بات ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے حلیم، بہت معاف کرنے والے ہیں ﴿۴۴﴾ جب آپ (دین پہنچانے کے لیے) قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان (کافروں) کے بیچ ایک چھپا ہوا پردہ ڈال دیتے ہیں③ ﴿۴۵﴾ اور (وہ پردہ یہ ہے کہ) ہم ان کے دلوں پر ایسے پردے (یعنی غلاف) ڈال دیتے ہیں کہ وہ اس (قرآن اور اس کے مقصد) کو نہ سمجھ سکیں اور ہم ان کے کانوں میں گرانی (یعنی بوجھ) پیدا کر دیتے ہیں،

① (دوسرا ترجمہ) پھیر پھیر کر بیان کیا ہے۔② ہر عیب سے پاک ہونا۔
③ کافر اللہ تعالیٰ کی قدرت کو سمجھنا ہی نہیں چاہتے اس لیے ناسمجھی ان پر ڈال دی جاتی ہے۔

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا
يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ
اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
ربع سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ
كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ
يُّعِيْدُنَا ۖ قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ

اور جب آپ قرآن میں اکیلے اپنے رب (کی صفات) کا ذکر کرتے ہیں① تو وہ کافر پیٹھ پھیر کر نفرت کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں ﴿۴۶﴾ (اے نبی!) جس وقت یہ (کافر) لوگ آپ کی بات کان لگا کر (یعنی پورے دھیان سے) سنتے ہیں (تو جس غرض سے یہ آپ کی بات یعنی قرآن سنتے ہیں) ہم خوب اچھی طرح (اس کو) جانتے ہیں اور جب وہ (ظالم لوگ) آپس میں (کان میں) چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں (ایسی باتوں کو بھی ہم اچھی طرح جانتے ہیں) جب یہ ظالم لوگ (اپنے تعلق والے مسلمانوں سے) یوں کہتے ہیں کہ: تم تو بس ایک جادو کیے ہوئے (یعنی مجنون) آدمی کے پیچھے چل پڑے ہو② ﴿۴۷﴾ آپ دیکھیے! یہ لوگ آپ کے لیے کیسی کیسی مثالیں (یعنی القاب) گھڑتے ہیں، سو وہ راستے سے بھٹک چکے ہیں، اب یہ (سیدھے) راستے پر نہیں آسکتے ﴿۴۸﴾ اور وہ (کافر لوگ) کہنے لگے کہ: جب ہم (مرنے کے بعد) ہڈیاں اور چورا چورا ہو جائیں گے تو پھر نئے سرے سے زندہ کر کے کیا ہم کو اٹھایا جائے گا؟ ﴿۴۹﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) کہو کہ: تم پتھر یا لوہا بن جاؤ ﴿۵۰﴾ یا کوئی ایسی مخلوق ہو جاؤ کہ (اس کا دوبارہ زندہ ہونا) تم تمھارے دل میں بڑا مشکل سمجھتے ہو③ اب وہ (کافر لوگ) کہیں گے کہ: کون ہم کو دوبارہ زندہ کرے گا؟ تم (جواب میں) کہو کہ: تم کو وہی (اللہ تعالیٰ) زندہ کریں گے جس نے تم کو پہلی بار زندہ کیا تھا،

---

① یعنی قرآن میں صرف اللہ کے اوصاف کا ذکر ہوتا ہے ان کے باطل معبود یعنی بتوں کی کوئی بھی صفت بیان نہیں ہوتی تو اس سے وہ ناراض ہوتے ہیں۔ ② (دوسرا ترجمہ) آدمی کی اتباع کرتے ہو۔ ③ پھر بھی اللہ تعالیٰ تم کو دوبارہ زندہ کریں گے۔

فَسَيُنۡغِضُوۡنَ اِلَيۡكَ رُءُوۡسَهُمۡ وَيَقُوۡلُوۡنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلۡ عَسٰٓى اَنۡ يَّكُوۡنَ قَرِيۡبًا ﴿۵۱﴾
يَوۡمَ يَدۡعُوۡكُمۡ فَتَسۡتَجِيۡبُوۡنَ بِحَمۡدِهٖ وَتَظُنُّوۡنَ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۵۲﴾ وَقُلۡ ع
لِّعِبَادِىۡ يَقُوۡلُوا الَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ يَنۡزَغُ بَيۡنَهُمۡ ؕ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ كَانَ
لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوًّا مُّبِيۡنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِكُمۡ ؕ اِنۡ يَّشَاۡ يَرۡحَمۡكُمۡ اَوۡ اِنۡ يَّشَاۡ
يُعَذِّبۡكُمۡ ؕ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ وَكِيۡلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّكَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ
وَالۡاَرۡضِ ؕ وَلَـقَدۡ فَضَّلۡنَا بَعۡضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعۡضٍ وَّاٰتَيۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ﴿۵۵﴾ قُلِ
ادۡعُوا الَّذِيۡنَ زَعَمۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ فَلَا يَمۡلِكُوۡنَ كَشۡفَ الضُّرِّ عَنۡكُمۡ وَلَا تَحۡوِيۡلًا ﴿۵۶﴾

اس پر وہ (کافر) لوگ تمھارے سامنے اپنا سر ہلا دیں گے اور کہیں گے کہ: وہ (دوبارہ زندہ ہونا) کب ہوگا؟ تو تم کہہ دو کہ: شاید کہ اس کا وقت قریب ہی آ گیا ہے ﴿۵۱﴾ جس دن وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو بلائیں گے ① تو تم اس کی تعریف کرتے ہوئے حاضر ہو جاؤ گے اور تم یہ خیال کرتے ہوں گے کہ تم تو (بس دنیا میں) بہت کم ٹھہرے ﴿۵۲﴾

اور تم میرے (مؤمن) بندوں کو کہو کہ: وہ بہترین بات ہی کہا کریں، یقینی بات ہے کہ شیطان (سخت بات کہلوا کر) ان کے درمیان فساد ڈلواتا ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے ﴿۵۳﴾ تمھارے رب تمھاری حالت بہت اچھی طرح جانتے ہیں، وہ (رب) اگر چاہیں تو تم پر رحم کریں یا چاہیں تو تم کو عذاب دیویں اور ہم نے تم کو ان پر (ان کی ہدایت) کا ذمے دار بنا کر نہیں بھیجا ﴿۵۴﴾ آپ کے رب آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے ان سب کے حال کو اچھی طرح جانتے ہیں اور بڑی پکی بات ہے کہ ہم نے بعض نبیوں کو بعض نبیوں پر فضیلت دی ہے اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور (نام کی) کتاب دی ہے ﴿۵۵﴾ تم (ان مشرکین سے) کہہ دو: تم نے جن کو اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا معبود سمجھ رکھا ہے ان کو ذرا پکار کر تو دیکھو تو وہ تمھاری تکلیف دور کرنے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ تو تکلیف بدلنے کا اختیار رکھتے ہیں ② ﴿۵۶﴾

---

① فرشتوں کے ذریعے میدانِ قیامت میں جمع ہونے کے لیے بلائیں گے ② کہ بھاری تکلیف کو بدل کر ہلکی تکلیف دیویں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ یَبۡتَغُوۡنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الۡوَسِیۡلَةَ اَیُّهُمۡ اَقۡرَبُ وَیَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَهٗ
وَیَخَافُوۡنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحۡذُوۡرًا ﴿۵۷﴾ وَاِنۡ مِّنۡ قَرۡیَةٍ اِلَّا نَحۡنُ مُهۡلِكُوۡهَا
قَبۡلَ یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ اَوۡ مُعَذِّبُوۡهَا عَذَابًا شَدِیۡدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الۡكِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا ﴿۵۸﴾
وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنۡ نُّرۡسِلَ بِالۡاٰیٰتِ اِلَّاۤ اَنۡ كَذَّبَ بِهَا الۡاَوَّلُوۡنَ ؕ وَاٰتَیۡنَا ثَمُوۡدَ النَّاقَةَ
مُبۡصِرَةً فَظَلَمُوۡا بِهَا ؕ وَمَا نُرۡسِلُ بِالۡاٰیٰتِ اِلَّا تَخۡوِیۡفًا ﴿۵۹﴾

(اور) جن کو (مشرک لوگ) پکارتے ہیں① ان کی (خود کی) حالت یہ ہے: وہ اپنے رب تک پہنچنے کا ذریعہ تلاش کرتے ہیں② کہ ان میں سے کونسا (بندہ اللہ تعالیٰ کے) بہت نزدیک ہے اور وہ خود (اپنے) اس (رب) کی رحمت (حاصل کرنے) کی امید کرتے ہیں اور وہ اس (رب) کے عذاب سے ڈرتے ہیں، یقینی بات ہے کہ تمھارے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے ﴿۵۷﴾ کوئی بستی ایسی نہیں ہے کہ ہم اس کو قیامت کے دن سے پہلے ہلاک نہ کردیں یا اس (بستی والوں) کو سخت عذاب دیویں③ اور یہ بات (تقدیر کی) کتاب میں لکھی جاچکی ہے④ ﴿۵۸﴾ ہم نے (کافروں کے مانگے ہوئے) معجزات بھیجنا اس لیے موقوف کردیا کہ پہلے لوگوں نے اس (طرح مانگے ہوئے معجزات) کو جھٹلایا تھا اور ہم نے قومِ ثمود کو اونٹنی دی تھی جو آنکھیں کھولنے کے لیے کافی تھی⑤ تو (قوم ثمود) نے اس (اونٹنی) کے ساتھ ظلم کیا (یعنی مار ڈالا) اور ہم (اس قسم کے) معجزات ڈرانے کے لیے بھیجا کرتے ہیں⑥ ﴿۵۹﴾

---

① فرشتے اور جنات مراد ہیں عرب کے مشرکین جن کو معبود کا درجہ دیتے تھے اور ان کو پکارتے تھے؛ حالاں کہ فرشتے اور جنات کی حالت یہ ہے کہ وہ خود عبادت کے ذریعے اللہ کی نزدیکی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

② وسیلہ: ہر ایسی چیز کو کہتے ہیں جو دوسرے تک پہنچنے کا ذریعہ بنے، اللہ تعالیٰ کے لیے وسیلے کا مطلب یہ ہے کہ نیک اعمال کے ذریعے اللہ کی نزدیکی حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔

③: [۱] نافرمانوں کی بستی پر قیامت سے پہلے عذاب ضرور آئے گا۔

[۲] قیامت پر تو ہر شہر کے لوگ طبعی موت سے یا سخت آفت سے ویران کردیے جائیں گے۔

④ کہ کافروں کو آخرت میں ہمیشہ عذاب ہوگا۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) جو اللہ کی قدرت سمجھانے کے لیے کافی تھی۔

⑥ کہ معجزہ دیکھ کر ایمان نہ لاوے تو اللہ کا عذاب آجاوے۔

وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ
وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴿٦٠﴾ وَإِذْ ع
قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۚ قَالَ ءَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ﴿٦١﴾
قَالَ أَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۫ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ
إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُورًا ﴿٦٣﴾

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے کہا تھا کہ: یقینی بات ہے کہ تمھارے رب نے تمام لوگوں کو گھیرے میں لے لیا ہے① اور ہم نے (اپنی قدرت کی عجیب چیزوں کا) جو نظارہ (معراج کے واقعے میں بیداری کی حالت میں) آپ کو دکھایا تھا اسی طرح وہ درخت جس پر قرآن میں لعنت آئی ہے، بس اس کو ہم نے (کافر) لوگوں کے لیے ایک فتنہ بنا دیا② اور ہم ان کو ڈراتے رہتے ہیں، سو ان کی بڑی شرارت زیادہ ہی ہوجاتی ہے ﴿۶۰﴾

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ: تم آدم کو سجدہ کرو تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا؛ مگر ابلیس نے (سجدہ نہیں کیا) ابلیس نے کہا: کیا میں اس (انسان) کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا؟ ﴿۶۱﴾ ابلیس بولا: بتاؤ! وہ شخص جس کو آپ نے مجھ پر فوقیت (یعنی فضیلت) دی ہے اگر آپ نے مجھ کو قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت دے دی تو تھوڑے سے (لوگوں کو) چھوڑ کر اس کی تمام اولاد کو اپنے پورے قابو میں کرلوں گا③ ﴿۶۲﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جا④ ان (آدم) کی اولاد میں سے جو بھی تیرے کہنے پر چلے گا تو یقیناً جہنم تم سب کی پوری (بھرپور) سزا ہوگی ﴿۶۳﴾

---

① آپ کے رب کا علم تمام لوگوں کے ظاہری، باطنی، موجودہ اور مستقبل کے حالات کو احاطہ میں لیے ہوئے ہے۔

②: [۱] یہ واقعہ ان کے لیے امتحان اور آزمائش کا ذریعہ بن گیا کہ وہ اس عجیب چیز کو مانتے ہیں یا نہیں مانتے ہیں۔

[۲] یہ بیداری کی حالت کا عجیب واقعہ سن کر لوگوں میں ایک ہنگامہ کھڑا ہوگیا، اس واقعے کو بعض لوگوں نے مانا بہت سوں نے نہیں مانا۔ ③ احتناک کا اصلی معنیٰ تو آتا ہے "جانور کے جبڑوں میں لگام ڈال دینا جس سے جونور پورا قابو میں آجاتا ہے" اس طرح شیطان انسان کو پوری طرح قابو میں لینے کی کوشش کرتا ہے۔ شیطان اپنی پوری صلاحیت خرچ کر دیوے۔ ④ گمراہ کرنے کا کام تجھ سے جو ہوسکے کرلے، یہ اس کو اختیار دیا گیا۔

وَاسۡتَفۡزِزۡ مَنِ اسۡتَطَعۡتَ مِنۡهُمۡ بِصَوۡتِكَ وَاَجۡلِبۡ عَلَيۡهِمۡ بِخَيۡلِكَ وَرَجِلِكَ
وَشَارِكۡهُمۡ فِى الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ وَعِدۡهُمۡ‌ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا ۞۶۴
اِنَّ عِبَادِىۡ لَيۡسَ لَكَ عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ‌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيۡلًا ۞۶۵ رَبُّكُمُ الَّذِىۡ يُزۡجِىۡ
لَـكُمُ الۡـفُلۡكَ فِى الۡبَحۡرِ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ‌ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمۡ رَحِيۡمًا ۞۶۶ وَاِذَا مَسَّكُمُ
الضُّرُّ فِى الۡبَحۡرِ ضَلَّ مَنۡ تَدۡعُوۡنَ اِلَّاۤ اِيَّاهُ‌ ۚ

ان (آدمیوں) میں سے جس پر تیرا بس چلے ان کو اپنی آواز سے گھبرا لے① اور ان (آدمیوں) پر تیرے گھوڑے سوار اور پیدل چلنے والوں کی فوج لاکر چڑھائی کر لے② اور ان کے ساتھ مال اور اولاد میں تو شریک ہو جا③ اور ان سے (غلط سلط خوب) وعدے کر لے اور شیطان ان (آدمیوں) سے جو وعدہ کرتا ہے وہ تو دھوکہ ہی دھوکہ ہوتا ہے④ ﴿۶۴﴾ یقینی بات ہے میرے (جو خاص) بندے ہیں ان پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا اور (اے نبی!) تمھارے رب (ان خاص بندوں کی) حفاظت کے لیے کافی ہیں⑤ ﴿۶۵﴾ تمھارے رب ایسے (مہربان) ہیں جو تمھارے (نفع کے) لیے سمندر میں کشتی چلاتے ہیں؛ تاکہ تم (تمھارے) اس (اللہ تعالیٰ) کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو، یقینی بات ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) تم پر بہت ہی مہربان ہیں ﴿۶۶﴾ اور جب تم کو سمندر (کے سفر) میں کوئی تکلیف آ پہنچتی ہے تو (اس اللہ تعالیٰ کے سوا) جن (بتوں) کو تم پکارتے ہو ان سب کو تم بھول جاتے ہو⑥ صرف وہی (اللہ تعالیٰ ہی) یاد رہتے ہیں⑦

① یعنی بہکا لے، اس کا قدم سیدھے راستے سے اکھاڑ دے۔
② یعنی تیرا پورا لشکر مل کر گمراہ کرنے میں پورا زور لگا دیوے جو کفر یا معصیت کی حمایت میں لڑے۔
③ یعنی اپنا حصہ لگا لے۔ ④ (دوسرا ترجمہ) اور شیطان تو آدمیوں سے بالکل جھوٹے (دغابازی کے) ہی وعدے کرتا ہے۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) تمھارے رب (ان خاص) بندوں کے کام بنانے کے لیے کافی ہے۔
⑥ (دوسرا ترجمہ) وہ سب تم سے غائب ہو جاتے ہیں۔ تم خود بتوں کو پکارتے نہیں ہو اور پکارو تو مدد نہ کر سکے۔
⑦ (دوسرا ترجمہ) صرف اللہ تعالیٰ ہی کام آتے ہیں۔

فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿٦٧﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ
بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿٦٨﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ
اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا
كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي
الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿٧٠﴾ ع

پھر جب وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتے ہیں تو تم منہ پھرا لیتے ہو اور انسان تو بڑا ہی ناشکرا ہے ﴿٦٧﴾ کیا تم اس بات سے بے فکر ہو گئے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو (زمین پر لا کر) زمین کے کنارے پر دبا دیویں① یا پتھر برسانے والی آندھی تم پر بھیج دیویں، پھر تم کو تمھاری حفاظت کرنے والا کوئی نہ ملے② ﴿٦٨﴾ کیا تم کو اس بات سے ڈر نہیں لگتا③ کہ وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو دوبارہ اس (سمندر) میں لے جاویں، پھر تمھارے اوپر ہوا کا طوفان بھیجیں، پھر تم کو کفر کی سزا میں غرق کر دیویں، پھر تم کو کوئی ایسا نہ ملے جو تمھاری طرف سے اس بات پر ہمارا پیچھا کر سکے④ ﴿٦٩﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے آدم (علیہ السلام) کی اولاد کو (خاص خوبیاں دے کر) عزت دی اور ہم نے ان کو زمین اور دریا میں (چلنے والی سواری پر) سوار کیا اور ہم نے ان کو پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا اور ہم نے ان کو ہماری بہت ساری مخلوقات پر اونچی فضیلت دی ﴿٧٠﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) زمین کے ایک حصے میں دھنسا دیویں۔

② (دوسرا ترجمہ) تمھارا کام بنانے والا (اللہ تعالیٰ کے سوا) کوئی نہ ملے۔

③ (دوسرا ترجمہ) تم اس بات سے بے فکر ہو گئے۔

④: (۱) (یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب کے فیصلے کو ٹال دینے والا کوئی نہیں ملے گا۔

(۲) اللہ نے کسی کو ہلاک کر دیا تو کیوں ہلاک کیا ایسی پوچھ کرنے والا کوئی نہیں ملے گا۔

(۳) جو لوگ ہلاک ہو گئے ان کی اللہ سے دیت وصول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا۔

(۴) ان پر جو عذاب بھیجا اس کا اللہ سے کوئی بدلہ نہیں لے سکتا۔

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ یَقْرَءُوْنَ
كِتٰبَهُمْ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ
سَبِیْلًا﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَهٗ ۖۗ
وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِیْلًا﴿۷۳﴾ وَلَوْلَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَیْهِمْ شَیْــًٔا قَلِیْلًا﴿۷۴﴾ۙ
اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَیْنَا نَصِیْرًا﴿۷۵﴾

جس (قیامت کے) دن ہم ہر انسان کو ان کے سرداروں کے ساتھ بلائیں گے①، پھر جن کو ان (کی اعمال) کی کتاب ان کے داہنے ہاتھ میں دے دی جائے گی② وہ تو اپنی کتاب کو (خوشی خوشی) پڑھیں گے اور ایک ریشے جتنا بھی ان پر ظلم نہیں ہوگا﴿۷۱﴾ جو آدمی اس (دنیا) میں اندھا بنا رہا③ وہ آخرت میں (نجات تک پہنچنے سے) اندھا ہی رہے گا؛ بلکہ راستے سے زیادہ بھٹکا ہوا ہوگا④﴿۷۲﴾ جو وحی ہم نے تمھاری طرف بھیجی ہے یہ (کافر) لوگ تم کو (فتنے میں ڈال کر) اس سے ہٹانے (کی کوشش میں) لگے تھے⑤ تاکہ اس (وحی کے حکم) کے سوا کوئی (غلط) بات تم ہمارے نام پر بنا کر پیش کرو، تب تو یہ (کافر) لوگ تم کو گہرا دوست بنا لیتے﴿۷۳﴾ اور اگر ہم تم کو نہ سنبھالتے⑥ تو تم ان کی طرف تھوڑا سا جھکنے کے قریب پہنچ جاتے⑦﴿۷۴﴾ (اگر ایسا ہو جاتا) تب تو ہم تم کو دنیا میں بھی دُگنی سزا کا مزہ چکھاتے اور مرنے کے بعد بھی دُگنی سزا کا مزہ چکھاتے، پھر تم کو ہمارے مقابلے میں کوئی مددگار نہ ملتا⑧﴿۷۵﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) ان کے اعمال نامے کے ساتھ بلائیں گے۔
②نامۂ اعمال اڑا دیے جاویں گے تو کسی کے داہنے ہاتھ، کسی کے بائیں ہاتھ میں آجاویں گے۔
③آنکھ تھی؛ لیکن نجات کا راستہ دیکھنے سے اندھا رہا۔
④(دوسرا ترجمہ) بلکہ اندھے سے بھی زیادہ راستے سے بھٹکا ہوا رہے گا۔
⑤آج بھی مسلمانوں کے ساتھ یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔⑥(دوسرا ترجمہ) اور اگر ہم تم کو ثابت قدم نہ رکھتے۔
⑦نبی کو بھی اللہ تعالیٰ ہی سنبھالتے ہیں پھر ہم کو بھی اللہ تعالیٰ سنبھالے اس کی بہت ضرورت ہے؛ اس لیے دین پر استقامت کی دعا کا اہتمام کرو۔⑧فرضی نافرمانی پر سزا کا یہ بیان ہے، معلوم ہوا کوئی کتنا ہی مقرب ہو، حقیقی نافرمانی پر سزا ہو سکتی ہے۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا
قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَقِمِ ع
الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ
مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا
مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ
لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾

اور وہ (کافر) تو اس فکر میں لگے تھے کہ تمھارے قدم (مکہ یا مدینے کی) زمین سے اکھاڑ دیویں؛ تاکہ وہ (کافر) تم کو اس میں سے نکال دیویں، تب تو تمھارے جانے کے بعد ان کو بھی بہت تھوڑا رہنا نصیب ہوتا ﴿۷۶﴾ تم سے پہلے ہمارے بھیجے ہوئے رسولوں کے ساتھ بھی ہمارا یہ طریقہ رہا ہے اور تم ہمارے طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے ﴿۷۷﴾

(اے نبی!) سورج ڈھلنے کے وقت سے لیکر رات کے اندھیرے تک تم نماز قائم کرو اور فجر کے وقت میں قرآن پڑھا کرو① یقینی بات ہے کہ فجر میں قرآن پڑھنے کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں ﴿۷۸﴾ اور رات کے کچھ حصے میں (جاگ کر) تہجد کی نماز پڑھا کرو، یہ تمھارے لیے ایک زائد عبادت ہے، امید ہے کہ تم کو تمھارے رب مقامِ محمود پر پہنچا دیں گے② ﴿۷۹﴾ اور (اے نبی!) دعا کیجیے اے میرے رب! آپ مجھ کو اچھائی کے ساتھ داخل فرمایئے③ اور آپ مجھ کو اچھائی کے ساتھ نکالیے④ اور آپ مجھ کو اپنے پاس سے حکومت عطا فرمایئے جس کے ساتھ (آپ کی) مدد ہو⑤ ﴿۸۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) فجر کی نماز میں قرآن پڑھا کرو (تیسرا) فجر کی نماز بھی قائم کیا کرو۔ فجر میں طویل قرأت مطلوب ہے۔
② قیامت کے دن ابتدا میں جب کسی میں بولنے کی ہمت نہیں ہوگی، تمام مخلوق محشر کی پریشانی میں ہوں گی اس وقت نبیِ کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے سامنے عرض معروض کر کے حساب شروع کروادیں گے، اس وقت تمام انسان حضور ﷺ کی تعریف کریں گے، خود باری تعالیٰ بھی تعریف فرمادیں گے۔ یہ مقامِ محمود ہوا۔
③ (دوسرا ترجمہ) راحت کے ساتھ، اچھائی کے ساتھ پہنچا۔ ④ (دوسرا ترجمہ) مجھ کو راحت کے ساتھ لے جا۔
⑤ یعنی کسی جگہ سے نکلنا اور کسی جگہ میں داخل ہونا یہ سب راحت کے ساتھ ہو، کوئی تکلیف نہ ہو۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا
هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى
الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى
ع شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ
الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ
بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ
فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾

اور (اے نبی!) یوں کہو: حق (یعنی اسلام) آ گیا اور باطل (یعنی شرک) نکل کر بھاگ گیا① یقینی بات ہے کہ باطل تو بھاگنے والا ہی ہے② ﴿۸۱﴾ اور یہ قرآن جو ہم نے اتارا ہے وہ مسلمانوں کے لیے (خصوصی) شفا اور رحمت ہے؛ البتہ ظالموں③ کا تو اس سے نقصان ہی زیادہ ہوتا ہے ﴿۸۲﴾ اور جب ہم انسان کو نعمت دیتے ہیں تو وہ (شکر ادا کرنے کے بجائے) منہ پھرا لیتا ہے اور اپنا پہلو دور ہٹا لیتا ہے④ اور اس کو کوئی برائی پہنچتی ہے تو مایوس ہو کر بیٹھ جاتا ہے ﴿۸۳﴾ تم کہہ دیجیے: ہر ایک اپنے اپنے طریقے پر عمل کرتا ہے، اور تمھارے رب ہی بہتر جانتے ہیں کون زیادہ صحیح راستے پر ہے ﴿۸۴﴾

اور یہ (مشرکین) تم سے روح (کی حقیقت) کے بارے میں سوال کرتے ہیں، تو تم ان کو جواب میں کہو: روح تو میرے رب کے حکم سے بنتی ہے⑤ اور تم کو تو بس تھوڑا سا ہی علم دیا گیا ہے ﴿۸۵﴾ اور اگر ہم چاہیں تو جو وحی ہم نے تمھارے پاس بھیجی ہے وہ سب ہم واپس لے لیتے، پھر تم کو اس (کو واپس لانے) کے لیے ہمارے مقابلے میں کوئی مدد کرنے والا نہیں ملے گا ﴿۸۶﴾ یہ تو صرف تمھارے رب کی مہربانی ہے⑥ یقینی بات ہے کہ تم پر اس (اللہ) کا بہت بڑا فضل ہو رہا ہے ﴿۸۷﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) مٹ گیا۔ ②(دوسرا ترجمہ) مٹنے والا ہی ہے۔ ③یعنی جو قرآن سے نفرت کر کے دور بھاگتے ہیں ان کا تو نقصان ہی ہوتا ہے۔ ④(دوسرا ترجمہ) پہلو پھرا لیتا ہے (تیسرا ترجمہ) کروٹ پھیر لیتا ہے۔
⑤(دوسرا ترجمہ) روح تو میرے رب کے حکم سے آتی جاتی ہے۔ ⑥یعنی یہ کہ اس نے وحی واپس نہیں لی اور جاری رکھی۔

قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ
وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۝۸۸ وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ
مَثَلٍ ؗ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا۝۸۹ وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ
الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًاۙ۝۹۰ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا
تَفْجِيْرًاۙ۝۹۱ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ
قَبِيْلًاۙ۝۹۲ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ
حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۝۹۳ ع

(اے نبی! ان تمام انسانوں سے) کہو کہ: اگر انسان اور جنات سب آپس میں اس کے لیے جمع ہو جائیں کہ وہ سب اس قرآن جیسا دوسرا (کلام) بنالائیں تو اس جیسا بنا کر نہیں لاسکیں گے، چاہے وہ آپس میں ایک دوسرے کے مدد کرنے والے ہی بن جائیں (تو بھی بنا نہیں سکتے) ﴿۸۸﴾ ہم نے لوگوں کے (فائدے کے) لیے اس قرآن میں ہر قسم کی (عجیب اور عمدہ) باتیں الگ الگ انداز سے بیان کی① پھر بھی اکثر لوگ ناشکری کیے بغیر نہیں رہتے ﴿۸۹﴾ اور وہ (مکہ کے کافر) کہنے لگے: ہم اس وقت تک ہرگز آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک اس زمین کو پھاڑ کر آپ ہمارے لیے ایک چشمہ جاری کر دیں ﴿۹۰﴾ یا آپ کا ایک کھجور اور انگور کا باغ (باڑی) ہو، سو آپ اس (باغ) کے بیچ میں زمین پھاڑ کر بہت ساری نہریں جاری کر دو ﴿۹۱﴾ یا (جیسے کہ تم کہا کرتے ہو) آسمان کے ٹکڑے کر کے ہم پر گرادو یا اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو (کھلم کھلا) ہمارے سامنے لا کر کھڑا کر دو ﴿۹۲﴾ یا آپ کے لیے ایک سنہرا (رہنے کا) مکان ہو② یا آپ (ہماری نظروں کے سامنے) آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم آپ کے (آسمان پر) چڑھ جانے کا اس وقت تک یقین نہیں کریں گے جب تک آپ ہمارے پاس ایسی کتاب نہ لاؤ③ جس کو ہم پڑھ سکیں، (اے نبی!) کہہ دو: میرے رب تو پاک ہیں، میں تو ایک بشر ہی ہوں جس کو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے ﴿۹۳﴾

① ہر مثال کو پھیر پھیر کر بیان کیا۔ ② یعنی سونے کا مکان یا کم سے کم سونے کا پانی چڑھایا ہوا۔ (باقی حاشیہ: ⇦)

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓی اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا
رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ
السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ
خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِیَآءَ مِنْ
دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ عُمْیًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ
النصف جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِیْرًا ﴿۹۷﴾

اور جس وقت لوگوں کے پاس ہدایت آئی تو اس وقت ایمان لانے سے ان کو صرف اس بات نے روکا کہ وہ کہتے تھے کہ: کیا اللہ تعالیٰ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا؟ ﴿۹۴﴾ (اے نبی!) تم (جواب میں ایسا) کہو کہ: ① اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے (اور) بستے ہوتے تو ہم ان پر آسمان سے فرشتے ہی کو رسول بنا کر بھیجتے ﴿۹۵﴾ (اے نبی!) تم (ان کافروں کو) کہو کہ: اللہ تعالیٰ میرے اور تمھارے درمیان (میرے سچے رسول ہونے کی) گواہی دینے کے لیے کافی ہیں، یقینی بات ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اپنے بندوں کی پوری خبر رکھتے ہیں (سب کچھ) دیکھتے ہیں ﴿۹۶﴾ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیویں وہی سیدھے راستے پر ہوتا ہے اور جس کو (اللہ) گمراہ کرتے ہیں تو تم ان (گمراہوں) کے لیے اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی مدد کرنے والا نہیں پاؤ گے اور ہم ان (گمراہوں) کو قیامت کے دن ان کے منہ کے بل (اوندھا چلا کر) اندھا اور گونگا اور بہرا (کر کے) جمع کریں گے، ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، جب بھی اس کی آگ دھیمی ہونے لگے گی تب ہم بھڑکا کر ان (کافروں) پر تیز کر دیں گے ﴿۹۷﴾

⬅ ③ (دوسرا ترجمہ) جب تک تم ہم پر ایسی کتاب نازل نہ کرادو۔

(اس صفحے کا حاشیہ:)

① اگر زمین میں فرشتے ہی اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے۔ ''مُطْمَئِنِّیْنَ'' یعنی: مقیمین، ساکنین، مطوطنین۔

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا
لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا
كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ
الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ع

ان کی یہ سزا اس لیے ہوئی کہ انھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور (دنیا میں) وہ کہتے تھے کہ: کیا جب ہم (مرنے کے بعد) ہڈیاں اور چورا چورا ہوجائیں گے پھر بھی ہم کو نئے سرے سے بنا کر (قبروں سے) اٹھایا جائے گا ﴿۹۸﴾ کیا وہ (کافر) اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ اس پر قادر ہے کہ ان جیسے (انسانوں) کو (پھر سے) پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ نے ان (کو پیدا کرنے کا) ایک وقت (قیامت) مقرر کر رکھا ہے جس (کے آنے) میں ذرا برابر بھی شک نہیں ہے، پھر بھی یہ ظالم لوگ انکار کیے بغیر نہیں رہتے ﴿۹۹﴾ (اے نبی! ان کافروں سے) تم کہو: اگر میرے رب کی رحمت کے خزانے تمھارے اختیار میں ہوتے ① تب تو خرچ (ہوکر یا ختم) ہونے کے ڈر سے تم ہاتھ روک لیتے ② اور انسان تو دل کا بڑا تنگ ہے ③ ﴿۱۰۰﴾
اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو نو (۹) کھلی ہوئی نشانیاں دی تھیں ④

① اس سے مراد نبوت اور رسالت کے خزانے ہیں، اسی طرح مال و دولت کے خزانے بھی ہیں کہ اس کی تقسیم اللہ نے اپنے قبضے میں رکھی ہے، اگر یہ طبیعت کے بخیل انسان کو تقسیم حوالے کی جائے تو وہ کسی کو دینے کے لیے تیار نہ ہوتا۔
② یعنی خزانوں کو بند کر کے بالکل خرچ نہ کرتے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) انسان تو (اپنی طبیعت میں) بڑا ہی کنجوس ہے۔
④ نشانی سے بعض مفسرین نے نو معجزات مراد لیے ہیں: [۱] عصا [۲] ید بیضا یعنی سفید چمکتا ہوا ہاتھ [۳] زبان سے لکنت کا دور ہونا [۴] دریا کا پھٹ کر اس میں راستے کا بن جانا [۵] طوفان [۶] ٹڈی [۷] قُمّل (جوئیں) [۸] مینڈک [۹] خون۔ بعض مفسرین نے نو احکام مراد لیے ہیں: [۱] شرک نہ کرو [۲] چوری نہ کرو [۳] زنا نہ کرو [۴] کسی کو بھی ناحق قتل مت کرو [۵] کسی بے قصور پر ناحق جھوٹا الزام لگا کر قتل مت کرو [۶] جادو مت کرو [۷] سود مت کھاؤ [۸] پاک دامن عورت پر تہمت مت لگاؤ [۹] جہاد کے میدان سے مت بھاگو۔ یہ ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت ہے۔

فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ۝۱۰۱
قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ
يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝۱۰۲ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ۝۱۰۳
وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا
بِكُمْ لَفِيْفًا ۝۱۰۴ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۱۰۵

پھر (اب) تم بنی اسرائیل (کے خاص کر علما) سے پوچھو: جب موسیٰ ان (بنی اسرائیل) کے پاس آئے ① تو فرعون نے ان (موسیٰ علیہ السلام) سے کہا کہ: اے موسیٰ! میرا تمھارے بارے میں خیال یہ ہے کہ تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے ② ﴿۱۰۱﴾ موسیٰ علیہ السلام نے (جواب میں) کہا کہ: (اے فرعون!) تو (دل سے اچھی طرح) جانتا ہے کہ یہ تمام نشانیاں کسی اور نے نہیں؛ بلکہ آسمانوں اور زمین کے رب نے سمجھانے کے لیے ③ اتاری ہیں اور اے فرعون! تیرے بارے میں میرا خیال یہ ہے کہ تو (ہلاک و) برباد ہونے والا ہے ﴿۱۰۲﴾ پھر فرعون نے یہ ارادہ کیا کہ ان (بنی اسرائیل) کو (مصر کی) زمین میں چین سے رہنے نہ دیوے ④، سو ہم نے (اسی وقت) اس (فرعون) کو اور اس کے ساتھ کے تمام لوگوں کو غرق کر دیا ﴿۱۰۳﴾ اس (فرعون) کے (غرق ہونے کے) بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ: تم زمین میں رہو، سو جب آخرت کے وعدے کے پورا ہونے کا وقت آئے گا تو ہم تم سب کو جمع کر کے (قیامت کے میدان میں سمیٹ کر) حاضر کر دیں گے ﴿۱۰۴﴾ اور قرآن کو سچائی کے ساتھ ہم نے اتارا اور قرآن سچائی کے ساتھ ہی اترا اور ہم نے تم کو (نیک لوگوں کے لیے جنت کی) خوش خبری سنانے والا بنا کر اور (نافرمانوں کو عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ﴿۱۰۵﴾

---

① یعنی بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے نجات دلانے اور توحید کی دعوت دینے کے لیے آئے۔

② بعض نے مسحوراً کو اسمِ فاعل کے معنیٰ میں لیا ہے، اس وقت ترجمہ یہ ہوگا: میرا تمھارے بارے میں خیال ہے کہ اے موسیٰ! تم جادوگر ہو۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ)۔ ③ یعنی بصیرت پیدا کرنے کے لیے۔ ④ (دوسرا ترجمہ) ان کو دہشت زدہ کرنا چاہا۔ (تیسرا) (مصر کی) زمین سے ختم کر دیوے۔ (مصر سے) نکال دیوے۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا
تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ
سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ
يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ
الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾

اور ہم نے قرآن کے جدا جدا حصے بنا دیے①؛ تاکہ تم اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے ﴿۱۰۶﴾ (اے نبی!) تم (ان کافروں کو) کہو کہ: تم اس (قرآن) پر ایمان لاؤ کہ نہ لاؤ، یقیناً جن لوگوں کو اس (قرآن) سے پہلے (آسمانی کتابوں کا) علم دیا گیا تھا جب ان کے سامنے (قرآن کی آیت) تلاوت کی جاتی ہے تو وہ تھوڑیوں کے بل② سجدے میں گر پڑتے ہیں ﴿۱۰۷﴾ اور وہ (زبان سے) یہ کہتے ہیں کہ: ہمارے رب کی ذات (وعدہ خلافی سے) پاک ہے اور ہمارے رب کا وعدہ تو پورا ہو کر ہی رہتا ہے③ ﴿۱۰۸﴾ اور روتے ہوئے تھوڑیوں کے بل (زمین پر) گر جاتے ہیں اور یہ (قرآن) ان کی عاجزی کو اور زیادہ کر دیتا ہے④ ﴿۱۰۹﴾ (اے نبی!) تم کہو کہ: تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر پکارو، جس نام سے بھی (اللہ کو) پکارو گے (ذات تو ایک ہی ہے) تمام اچھے اچھے نام تو اسی (اللہ تعالیٰ ہی) کے ہیں⑤ اور تم (جہر کے وقت) اپنی نماز اونچی آواز سے پکار کر کے مت پڑھو اور اس میں بالکل چپکے چپکے (نیچی آواز سے) بھی مت پڑھو؛ بلکہ ان (دونوں آوازوں) کے درمیان ایک (متوسط) راستہ اختیار کرو⑥ ﴿۱۱۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اور قرآن کے یہ ہم نے (آیات، سورت وغیرہ سے) جگہ جگہ فصل رکھا۔ ② یعنی منہ کے بل۔

③ اللہ تعالیٰ کا ہر وعدہ پورا ہی ہوتا ہے، یہاں خاص طور پر جس زمانے میں جس نبی پر جس کتاب کو اتارنے کا وعدہ ہو اس کی طرف اشارہ معلوم ہو رہا ہے، خاص طور پر بنی اسماعیل کے نبی حضرت محمد ﷺ پر قرآن کو اتارنے کی طرف اشارہ معلوم ہو رہا ہے۔ ④ قرآن کی تلاوت کے وقت رونا اچھی بات ہے۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے تو بہت اچھے اچھے نام ہیں۔

⑥ معلوم ہوا آواز میں بھی اسراف ہوتا ہے اس سے بچنا چاہیے۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾

اور تم کہہ دو کہ: تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے کوئی اولاد نہیں بنائی اور سلطنت میں کوئی اس کا شریک بھی نہیں ہے اور عاجزی (یعنی کمزوری) سے بچانے کے لیے اس (اللہ تعالیٰ) کو کسی مدد کرنے والے کی ضرورت نہیں ① اور اس (اللہ تعالیٰ) کی ایسی بڑائی بیان کرو جیسی بڑائی بیان کیے جانے کا اس کو حق حاصل ہے ② ﴿۱۱۱﴾

① یعنی اللہ تعالیٰ میں کسی طرح کی کمزوری ہے ہی نہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے یقین کے ساتھ اس کی بڑائی تو بیان کر۔

فائدہ: یہ آیت؛ یعنی: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾

اِس کے متعلق ایک روایت میں آیا ہے کہ خاندانِ بنی عبد المطلب میں جب کوئی بچہ بولنے لگتا تھا تو نبی کریم ﷺ اس کو یہی آیت پہلے سکھاتے تھے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جو بھی اس آیت کی تلاوت کرے گا اس کے لیے زمین اور پہاڑوں جتنا ثواب اللہ کے یہاں لکھا جائے گا۔